Title - ANWAAR AFTAB-E-SADAQAT.

Author - Qazi Fazal Ahmad.

Publisher - Matabua Karimi Press (Lahore)

Date - 1920.

Pages - 639.

Subjects -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ما شاء اللہ کان لا قوۃ الا باللہ

آفتاب صداقت

بفرمائش شیخ امیر بخش اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

مطبوعہ ... پریس لاہور

قیمت ۱۲؍

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکمنامے

برادران اسلام ! ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور احکام تمام عربی زبان میں ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم اور ہمارے ہموطن مسلمان بھائی جنکی مادری زبان پنجابی یا اردو ہے ان سے کیونکر بہرہ ور اور مستفید اور انکی فصاحت و بلاغت اور حقایق و معارف سے کیسے لطف اندوز ہو سکتے اور کس طرح انکے نقاط اور دقایق کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں عربی زبان میں جو ذخیرہ الہامی ہماری دینی و دنیوی بھلائیوں کے واسطے جناب تاج الاصفیاء فخر الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم نے چھوڑا ہے جو ہمارے مرض ابدی کے لئے نوشدارو اور قبائل کے لئے رہبر کامل ہے اس سے کیونکر مشعل ہدایت کا کام لے سکتے ہیں آؤ ہم تمہیں ایک ایسی نئی اور نایاب متبرک کتاب جسمیں ملفوظات طیبات دربار نبوت تک کے پہنچے اور درخشندہ موتیوں کی بیشمار لڑیاں پروئی گئی ہیں دکھلائیں جسکے دیکھتے ہی آپکے سینوں میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوگا یہ کونسی کتاب سلسلہ فقہ حنفیہ مطابق احادیث نبویہ موسومہ بہ خطبات الحنفیہ جسمیں جناب رسالتمآب روحی فداہ ابی و امی کے ان تمام خطبات ارشادات و ہدایات و ملفوظات کو جو گوہر اور قیمتی موتی بکھیر کر رکھدیئے گئے ہیں جو جناب رؤف الرحیم رحمۃ للعالمین علیہ السلام نے مسجد نبوی میں ہزارہا مسلمانوں کے سامنے پڑھے جنکو سنکر در و دیوار روتے تھے جنہوں نے فرشتوں کے دلوں میں لرزہ ڈالدیا جن سے زمین و آسمان کانپ اٹھے اور جن کے سننے سے لاکھوں کافر مسلمان ہوئے بعدہ چہارہ خلافت راشدہ یعنی خلیفہ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رض اور خلیفہ دوئم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض اور اسیطرح حضرت عثمان رض ذوالنورین اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے کلمات طیبات بھی درج ہیں۔ اس کتاب میں یہ تمام خطبے بڑی تلاش اور جانفشانی سے جمع کئے گئے ہیں اور یہیں تک بس نہیں کیگئی بلکہ اسکو سہل الفہم اور مفید عام بنانے کے لئے ہر خطبے کیساتھ ساتھ اردو ترجمہ وعظ کے پیرایہ میں درج کیا گیا ہے جو علاوہ عام فہم ہونیکے نہایت دلچسپ اور موثر ہے اس دعویٰ کی سند میں ہم اپنے واجب الاحترام مشہور و معروف فاضل مولنا ابو البشیر محمد صالح صاحب صوفی نقشبندی سجادہ نشین کا نام نامی و اسم گرامی پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس کے جمع و ترتیب اور ترجمہ میں بیحد تکلیف اور محنتیں گوارا کرکے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ موقعہ کو غنیمت جانیں اور بہت جلدی کریں اور اپنے عزیز بچوں اور اپنی مساجد کے اماموں کیلئے اسکی ایک ایک جلد فوراً منگوائیے جو نہایت ہی عمدہ کاغذ پر جلی قلم صاف اور ستھرا چھپکر ہدیہ ہوئی ہے قیمت صرف عہ ۸ر

یہ کتاب اور دیگر ہر قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ:- شیخ امیر بخش اینڈ سنز تا...

فہرست مضامین کتاب انوار آفتاب صداقت رد وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ مصنفہ مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ

اجازت نامہ وعظ و تردید فرق باطلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

مکرمی مولوی قاضی فضل احمد صاحب زید فضلہم ساکن لودھیانہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ کو فقیر خانہ پر تشریف لائے اور اپنی مبسوط کتاب رد وہابیہ میں سنائی جس سے میں اُن کی قدر فضل پر مطلع ہوا ان کے لئے دعا کرتا اور اُن سے دعا کا خواستگار ہوں۔ اس زمانہ فتن میں ایسے نفوس کمیاب ہیں جن کو اس قدر درد دین اور کوشش رد مفسدین ہو۔ بدایں ہمہ قاضی صاحب موصوف کے بکثرت وعظ ہوئے۔ میرے بعض ذی علم احباب اکثر یا کل وعظوں میں شریک ہوئے اور میرے سامنے شہادت دی کہ جناب موصوف کا وعظ جملہ نقائص شرعیہ سے منزہ ہے۔ قاضی صاحب نے بلحاظ حسن ظن اس فقیر سے رد مرتدین و وعظ کا اجازت نامہ طلب فرمایا میں توکلاً علی اللہ تعالیٰ گزارش کرتا ہوں کہ ضرور قاضی صاحب موصوف براعات احکام شرعیہ و مصالح دینیہ اہلسنت کو اپنے وعظ سے مستفید و مسرور اور وہابیہ دیوبندیہ و قادیانیہ کو صحیح و مہذب رد سے طریقہ مقہور فرمایا کریں۔ اللہ و رسول اُن کی مدد فرمائیں۔ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۳ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ روز جان افروز دوشنبہ

مُہر

محمدی سنی حنفی قادری
من و دست و دامان
آلِ رسول ۱۳۲۸ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

منجانب عالم اجل فاضل اکمل مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ واقف رموز شریعت و طریقت حکیم الامۃ اعلیٰ حضرت مولانا و مقتدانا حافظ قاری حاجی احمد رضا خان صاحب بریلوی ادام اللہ المسلمین بطول بقائہ و حیاتہ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر نعمانی بزبان پنجابی منظوم

قرآن کی مفصل مکمل تفسیر بزبان پنجابی جسکو ہمارے محب صادق جناب مولانا مولوی محمد حبیب اللہ صاحب حنفی قادری نے مسلمان بھائیوں کے فائدے کیلئے منظوم و تالیف فرمایا ہے۔ خاکسار نے اس گوہر بے بہا اور دُرِ یکتا کے چھپوانے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے مگر مصارف کثیرہ کے لحاظ سے خاکسار کی ہمت اس گراں کی متحمل نہ تھی محض توکل علی اللہ یہ ایک ضروری اور دینی کام سمجھ کر شروع کر دیا۔ اس تفسیر مبارک کا ہر ایک مسئلہ مفصل و جامع و مستند آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و آثار صحابہؓ و فقہ حنفیہؒ ہے۔ اشعار نہایت موزون اور آبدار ہیں۔ یہ بے نظیر تفسیر موقع بہ موقع مسائل تصوف کو نہایت سہل طریق سے حل کرتی جاتی ہے۔ اس تفسیر شریف کی موجودگی دوسری کتب تفاسیر سے مستغنی کر دیتی ہے۔ بہرحال یہ عمدہ ترین تفسیر اپنی پیاری پنجابی زبان میں پارہ پارہ کر کے منظوم طبع ہو رہی ہے۔ حسب ذیل پارے چھپ چکے ہیں اور باقی زیر طبع ہیں:-

تفسیر نعمانی سورۂ فاتحہ ۵/	تفسیر نعمانی پارہ ششم حصہ اول ۱۲/	تفسیر نعمانی پارہ نہم کامل عہ/
تفسیر نعمانی پارہ اول ۱۲/	تفسیر نعمانی پارہ ششم حصہ دوم ۱۲/	تفسیر نعمانی کا دسواں پارہ زیر طبع ہے۔ قیمت عہ/
" " " دوم ۱۲/	پارہ ہفتم حصہ اول ۱۲/	تفسیر نعمانی سورۂ یٰسین ۲/
" " " سوم ۱۲/	پارہ ہفتم حصہ دوم ۱۲/	تفسیر ہفت سورہ نعمانی ۵/
" " " چہارم ۱۲/	پارہ ہشتم کامل عہ/	
" " " پنجم ۱۲/		

جن مسلمان بھائیوں کے پاس اس سے پہلے کوئی پارہ یا طبع شدہ پارے جا چکے ہیں اور جو بزرگ آئندہ مستقل خریدار بننا چاہیں وہ ازراہ عنایت بذریعہ عنایت نامہ کے اطلاع بخشیں تاکہ ان کا نام رجسٹر خریداران تفسیر میں درج کر دیا جاوے۔ اور آئندہ جو پارہ چھپتا جاوے خریدار کے نام روانہ ہوتا رہے۔

فہرست عقائد وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ

تقاریظ سر آمد مشاہیر صوفیاء کرام و علماء عظام ملک پنجاب و ہندوستان القاہم اللہ تعالیٰ

تقاریظ صوفیاء عظام و علماء کرام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

(۱) تقریظ جناب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دام مدظلہم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ فقیر نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا حقیقت میں فاضل مصنف نے عقاید باطلہ کی تردید اور عقاید حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے جسکی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گذری الحمد للہ کہ قاضی صاحب نے حسن و ضاحت اور دلائل حقہ سے کام لیکر فرق باطلہ کی کتب مفصلہ سے انکے مزخرفات کو قلمبند کیا ہے وہ خاصتہً ان کی سعی کا نتیجہ اور قابل امتنان ہے۔
عوام الناس جو کہ فرق ضالہ کے مکائد سے ناواقف ہونیکی وجہ سے انکے دام تزویر میں پھنس جاتی ہیں وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنیکے بعد صراط مستقیم کی طرف رجوع کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔
نفس الامر میں یہ انوار آفتاب عقائد درست کرنیکے لئے عروۃ الوثقیٰ ہے۔ اسلئے فقیر اہل اسلام کو عموماً اور یاران طریقت کو خصوصاً ہدایت کرتا ہے کہ اس کتاب کو اپنا حرز جان بنا دیں اور اس مخزن ہدایت و معدن صداقت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ اخیر میں فقیر قاضی صاحب موصوف کیلئے دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم انکی ہمت میں برکت دیوے اور اہل اسلام کو انکی فیض سے دیر تک متمتع ہونیکا موقع عطا فرمائے ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

الراقم جماعت علی عفی اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ - ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ ہجری

(۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ صاحبزادہ اکبر سید محمد حسین صاحب علی پوری سند و دستار فضیلت یافتہ مدرسہ دیوبند مدظلہ العالی

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ میں نے کتاب "انوار آفتاب صداقت" کے بعض مقامات کو دیکھا مصنف کتاب ہذا یعنی مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی ہمت واقعی قابل تعریف و تحسین ہے۔ عقاید فرق باطلہ کی استیصال میں اور انکے ہفوات کی تقلیع میں اس کتاب کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب اس وقت تک موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے راہ ہدایت حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے وباللہ التوفیق والسلام۔

محمد حسین عفی اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

(۳) تقریظ حضرت مولنا مولوی صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ العالی

ما قال اخی المکرم صاحبزادہ مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری علی تنقید ہذا الکتاب حق صحیح صحیح و انا متفق بہٖ ۔ احقر نور حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ محلہ مشرقی علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

(۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ صاحب اوسط سید خادم حسین صاحب مولوی عالم علی پوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ آج مورخہ ۲ اگست ۱۹۲۰ء کو بندہ نے کتاب "انوار آفتاب صداقت" کا بعض چیدہ چیدہ جگہ سے مطالعہ کیا جسکے پڑھنے سے میں اس امر کی بہت زور سے تصدیق کرتا ہوں کہ ایسی جامع اور بانع کتاب مخالفین فرقہ باطلہ وہابیہ دیوبندیہ کی بندہ کی نظر سے گذری میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان اہلسنت والجماعت کے گھر میں موجود رہنی چاہئیے تاکہ وہ اسکے مطالعہ سے مخالفین کو دنداں شکن جواب دے سکے کیونکہ فی زمانہ ایک معمولی شخص جو کہ صرف اردو لکھ پڑھ جانتا ہے وہ اردو کے رسائل وغیرہ پڑھکر خواہ مخواہ اعتراض کرکے اپنے آپکو مولوی ثابت کرنا چاہتا ہے ۔ حالانکہ اگر اس سے پوچھا جاوے تو وہ مولوی کے لفظ کے معنے بھی نہیں جانتا ایسے شخصوں کے بند کرنیکو وسطے اس کتاب کے دیکھنے کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت لاحق ہونی چاہئیے اگر ہر ایک صاحب استطاعت اپنی گرہ سے چند جلدیں خرید کرکے مساجد کی علماء اور مدرسہ دینیات کے طلباء کو مفت تقسیم کردے تو اس سے بہت اچھا ثمرہ ظاہر ہوگا ۔ لہذا اسباب کو مدنظر رکھکر بندہ بھی (۲) بیس جلد خرید کرنیکا قاضی صاحب سے وعدہ کرتا ہے میں رب العزت کی بارگاہ میں استدعا کرتا ہوں کہ خداوند عز وجلال میرے واجب التعظیم حضرت قاضی فضل احمد صاحب کو محنت شاقہ کا صلہ راحت دارین عطا فرماوے ۔ آمین ثم آمین ۔

سید خادم حسین (مولوی عالم) خلف الرشید جناب قبلہ عالم حاجی حافظ محدث سید جماعت علیشاہ صاحب علی پوری

(۵) تقریظ مولوی محمد کرم الٰہی صاحب بی اے سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست ۔ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ۔ جناب قاضی صاحب کی کتاب لاجواب "انوار آفتاب صداقت" کے بعض مقامات سرسری نظر سے خاکسار نے مطالعہ کئے ۔ واقعی قاضی صاحب نے اس کتاب بےنظیر کی تالیف سے جملہ مسلمانان اہلسنت والجماعت پر بیحد احسان کیا ہے اور فرقہ ضالہ وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کا جواب دلائل ساطع و براہین قاطع دیکر اہل اسلام کو گمراہی سے اور فرقہ ضالہ وہابیہ غیرہ کے دام تزویر سے بچایا ہے ۔ واقعی کتاب "انوار آفتاب صداقت" بے لاثانی اور ضروری کتاب ہے جس کا ہر ایک مسلمان حنفی کیلئے مطالعہ کرنا اور اسپر عمل کرنا ضروری ہے ۔ خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم قاضی صاحب

کو انکی بجید محنت اور دماغ سوزی کے عوض میں ان کو سعادت دارین عطا فرمائیے۔ آمین۔

احقر العباد بندہ محمد کرم الٰہی بی اے سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب۔ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ ہجری

(۶) تقریظ مولوی عبدالعزیز صاحب امام پلٹن چھاؤنی مردان ضلع پشاور سلمہ ربہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد میں نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھا۔ نہایت صحیح پایا۔ اور عقائد وھابیہ دیوبندیہ کے رد میں لاجواب پایا۔ مصنف قاضی فضل احمد صاحب نے اہل اسلام بالخصوص اہلسنت والجماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس سے پیشتر ایسی جامع ومدلل کتاب نظر سے نہیں گذری۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف کو خیر الدارین عطا فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

الراقم عبدالعزیز امام پلٹن تھرڈ گائیڈ چھاؤنی مردان ضلع پشاور۔ مورخہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ (مقام علیپور سیداں)

تقاریظ علماء لاہور دار السلطنت لاہور

(۷) تقریظ حضرت مولوی پیر عبدالغفار حامی اشاعت درود شریف واقع مسجد سادھواں لاہور مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ماقال المحقق الحاجی القاضی فضل احمد اللودیانوی فی رد عقائد الباطلۃ الکاسدۃ الدیوبندیۃ صحیح وخلافہ قبیح وذالک لانہ حق صریح جزاہ اللہ مؤلفہ احسن الجزاء وجعل جنتہ ماواہ ومثواہ۔ بقلم خود پیر عبدالغفار (مہر خادم حامی اشاعت درود شریف)

(۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول ومنقول مفتی عبدالغفار صاحب مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور مدظلہ العالی

۷۸۶۔ کتاب انوار آفتاب صداقت پر سرسری نظر اور وھابیہ نجدیہ و دیوبندیہ پڑھی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ماکان اور مایکون کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعلمک مالم تکن تعلم اس آیت شریف میں کلمہ ما کا موجود ہے کلمہ ما کا عام ہے ہر فرد معروض عدم العلم کو شامل ہے جس پر پہلے علم نہیں تھا ان سب کا علم عطا کیا گیا ہے۔ اس صورت میں کسی چیز کی استثناء نہیں ہوئی ہے استثناء اور شرط بیان تغییر میں داخل ہے بیان تغییر میں موصول ہونا شرط ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ زمان حیات میں علم بوجہ آیت متلو کی ثابت ہے بعد از وفات اس آیت ذیل سے ثابت ہے وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون الآیۃ قال الشیخ الاکبر فی الفصوص ان للنفس ترقیا بعد الموت فی العلوم کالتھا۔ انتھی عوم الناس کے نفوس بعد از موت ترقی کیا کرتے ہیں ہر روز انکو علم جدید حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اذا مات ابن آدم انقطع عملہ اس حدیث سے عدم ترقی معلوم ہوتی ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ انقطاع عدم ترقی

پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ترقی علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگا۔ لہذا حدیث شریف اسکے منافی نہیں ہے نفوس ناطقہ بعد از مفارقت ابدان جمیع معلومات انکے سامنے رہتے ہیں۔ نیز انکا علم حضوری ہوتا ہے۔ لقولہ اللہ من المقرر فی مقرہ ان اللہ سبحانہ والعقول المفارقۃ وکذا النفوس الناطقۃ بعد مفارقۃ الابدان لا یمکن ان یکون من معلوماتہا موجودۃ بالقوۃ بل لا بد من حضورہا بالفعل (میر زاہد) اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ معلومات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے سب حبیبؐ کے سامنے موجود بالفعل ہیں یہ مسئلہ صفحہ ۳۰ میر زاہد میں لکھا ہوا ہے۔ اسکا انکار کرنا باطل ہے ع۔ ہر چہ در آئینہ خود دیدہ شتند کا مصداق ہوگا ایسے گمان فاسد سے خداوند کریم محفوظ رکھے آمین یا رب العلمین ٭ دیوبندی نے بوجہ کمال جہالت کے خدا تعالیٰ کے کذب کو ممکن قرار دیا ہے جب کذب ممکن ہوا تو قابل وقوع بھی ضرور ہوگا۔ اگر قابل وقوع نہ ہو تو وہ ممکن نہ ہوگا بلکہ وہ محال ہوگا اس وقت وہ خدا کی صفت ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے جمیع اوصاف ذاتیہ قدیم ہیں قدیم کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ بنا بریں تقدیر خداوند کریم جو کذب سے منزہ ہے علی الدوام متصف بالکذب ہو جائیگا ایسے لغویات کو کوئی فرد اہل اسلام قبول نہیں کر سکتا۔ کذب صفت نقصان ہے اللہ تعالیٰ منبع کمالات ہے صفت نقصان سے مبرا و منزہ ہے اگر کذب باری ممکن ہو جائے تو بعثت رسل میں بھی امکان کذب ہوگا پھر دیوبندی قرآن اور قرآن کے لانے والے پر کس طرح خلوص اور اعتقاد سے ایمان لائیگا کیونکہ مومن بہ میں بھی امکان کذب ثابت ہوگا علیٰ ھذا القیاس ہر ایک امر اور نہی میں بھی امکان کذب کی بلا ثابت ہوگی۔ لہذا مناسب بلکہ واجب ہے کہ عقیدہ باطلہ امکان کذب سے دیوبندی توبہ کرے۔ اور جو کچھ جناب **قاضی فضل احمد** نے اس کتاب **انوار آفتاب صداقت** میں امکان کذب کی تردید اور تغلیط میں بقدر طاقت تحریر فرمایا ہوا ہے وہ بجمیع اجزائیہ صحیح اور درست ہے۔ **قاضی فضل احمد** صاحب کا ہر ایک کلمہ ہر ایک جملہ قابل تحسین ہے۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا موجب ثواب ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع افعال حمیدہ و اقوال مجیدہ کا ذکر احسن ہے۔ امور حسن کو غیر حسن کہنا بد دینی کی علامت ہے۔ خداوند تعالیٰ اہل ایمان کو ایسے لا یعنی مسائل سے محفوظ رکھے امور مستحسنہ کو مستحسن دکھائے۔ ارنا الاشیاء کما ھی اعوجاج مذکور تسویل شیطانی ہے۔ اسکا پیرو شیطان کا عزیز ہے مسلمان ہرگز اسکو جائز نہیں کہہ سکتا۔ لہذا اسکے بارہ میں بھی جو کچھ قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ عین ثواب ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو کچھ قاضی صاحب نے مذاہب باطلہ کی تردید تو ہین منضبط حنفیہ سے کی ہے وہ سب صحیح ہے مذہب حنفیہ قرآن اور حدیث نبویہ کی موافق ہے اسکا مخالف باطل ہے۔ اس وجہ سے علماء کرام نے بالاتفاق فرمایا ہے۔ ہر کہ گفت قیاس ابی حنیفہ حق نیست بکفر۔ اس تکفیر کی علت یہ ہے کہ امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کا قیاس قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے پس غلط کہنا کفر ہے۔ اھ۔ ھکذا جو کلام اور جو کتب قرآن

اور حدیث کے موافق بلکہ قرآن وحدیث پر مبنی ہو اُسکو غلط کہنے کا بھی یہی حکم ہے ہذا ما قال ۔۔

کتبہ مفتی عبد القادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور ۲ شعبان ۱۳۳۸ھ

(۹) تقریظ حضرت مولانا الفاضل والکامل مولوی سید احمد علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج خطیب مسجد شاہی لاہور

حامداً و مصلیاً و مسلماً یعنی اس کتاب انوار آفتاب صداقت رد وہابیہ کو جسے ہمارے فاضل دوست حامی شریعت ماحی ضلالت رافع سنت دافع بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد نے بڑی محنت وسعی سے نہایت عمدہ ترتیب و خوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم بامسمی پایا عقاید درست کرنیکیلئے عروۃ الوثقی ہے۔ وہابیوں و نابیان زمانہ حال کی عقائد فاسدہ و آراء کاسدہ کو آئینہ کیطرح دکھلایا ہے عوام اہلسنت کے بچانے اور خواص کے مفید معلومات و الزامات معلوم کرنیکا اچھا ذریعہ ہے۔ عقاید حقہ کا مومن کے دل میں ہونا ضروری ہے کیونکہ نجات اخروی کیلئے ایمان ہی کا ہونا لازمی ہے گو کہ ذرہ بھر ہو۔ اگر ایمان ہی نہ ہوگا تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے۔ منافقین کے اعمال تو تھے لیکن ایمان کے نہ ہونیسے اعمال نے کچھ کام نہ دیا اسلئے ہر مسلمان کو اعمال سے پہلے عقاید حقہ کو سیکھنا بہت ضروری ہے سو اسکے لئے یہ کتاب ایک ہادی اور رہنما کا کام دیگی مسلمانوں کو چاہئے کہ اسکو ہاتھوں ہاتھ خریدیں اور اپنی اولاد کو اسکی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو مشکور کرے اور ہر مومن کو عقاید حقہ کی رہنمائی کرے اور زمانہ کے گمراہان کے فریب اور مکر سے بچائے آمین یا رب العلمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والسلام والصلوٰۃ علی رسولہ وحبیبہ خاتم النبیین سیدنا ومولینا محمد و آلہ وصحبہ اہل بیتہ اجمعین ۔۔

خاکسار احمد علی عفی عنہ حنفی چشتی پروفیسر اسلامیہ کالج و خطیب مسجد شاہی لاہور ۲ شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۰) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی نور بخش صاحب ایم اے حنفی نقشبندی توکلی ناظم التعلیم دار العلوم نعمانیہ و مدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد خاکسار نے انوار آفتاب صداقت مصنفہ مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا مصنف نے ہر جگہ عقیدہ اہلسنت وجماعت کے ثبوت میں دلائل واضحہ و براہین قاطعہ پیش کئے ہیں اور ان مسائل پر قلم اٹھایا ہے جنکی اس زمانہ پر آشوب میں نہایت ضرورت ہے فرقہ وہابیہ نجدیہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کار آمد ہے اللہ تعالیٰ مصنف کی اس عرق ریزی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے بجاہ حبیبہ سیدنا ومولانا و وسیلتنا فی الدارین محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم ۔۔

حررہ العبد العاصی الفقیر التوکلی نور بخش الحنفی النقشبندی ناظم التعلیم نعمانیہ و مدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور یکم شعبان ۱۳۳۸ ہجری ۔۔

(١١) تقریظ حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی چشتی فخری سلیمانی دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

کتاب ہذا پر تقریظ فقیر نے بھی بحالت مجموعی دیکھ لی ہے۔ واقعی قاضی صاحب کا یہ کام بہت قابل شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی سعی مشکور فرمائے اور مذبذبین کی ہدایت کا ذریعہ ہو ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

فقیر تاج الدین احمد حنفی چشتی رفاعی فخری سلیمانی سابق وکیل چیف کورٹ دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

(١٢) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل مولوی محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے کتاب انوار آفتاب صداقت کو کئی جگہ سے مطالعہ کیا سو کتاب ہذا کو سیف قاطع اعناق نجدیہ کا پایا۔ جماعت کیلئے یہ عروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا ہے اسکے ہوتے ہوئے قوی امید ہے کہ کوئی مخالف میدان مجادلہ میں نہیں آسکیگا کیونکہ یہ براہین ساطع ہیں انکے مقابلہ میں دلائل واہیہ کیا ظہور کر سکتی ہیں۔ بیت۔ بلے کانجا بود مہر آشکارا شپرا را جز نہاں بودن چہ یارا۔ حررہ احقر العالم محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

(١٣) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جید غلام مرشد صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے اس کتاب کے باب اول اور باب چہارم کو دیکھا مصنف علام نے جس عجیب و غریب طرز بیان سے انکشاف مبحث کے بعد فریقین کے ادلہ بلا ازدیاد و انتقاص کے بیان فرمائی ہیں اور پھر فریق مخالف کی زبردست تردید فرمائی ہے۔ فقیر کو قوی امید ہے کہ حاجی صاحب موصوف نے اول سے لیکر باب بست و پنجم تک اسیطرح عرق ریزی فرمائی ہوگی۔ خداوند کریم مصنف علام کو جس غیر منتہائی صلہ کے وہ مستحق ہیں اپنی زیارت فیض بشارت سے مسرور فرمائے اور اس کتاب کو من اولہ الی آخرہ مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی زیادت ایمان کا باعث بنائے۔ آمین۔

فقیر غلام مرشد کان اللہ لہٗ مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

(١٤) تقریظ حضرت مولنا مولوی قمر الدین صاحب قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اس ذات پاک لایزال کا ہزار ہزار شکر ہے جسنے اپنے محبوب برحق محمود مطلق بےمثل و بےنظیر حضرت سالتمآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے ازلی کتب خانہ میں وہ کتاب پڑھائی جس میں دو جہان کی کیفیت اور ہر چیز کی ماہیت[1] بتائی اور وہ کل کتابوں کی ناسخ ٹھہرائی۔ یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست کتب خانہ چند ملت بشست۔ اور اس نور عکس الٰہی کو اپنے خزائن علوم سے ایسا کچھ عطا[2] فرمایا جس سے کل جہان کے علوم و عقول کو حیران اور لاجواب پایا عالم غیب و عالم شہادت کی کچھ سمجھ میں آیا نہیں کارخانہ کا مختار کل کیا جو کسی کو نہ دیا وہ انکو دیا اور ہزار ہزار اور بےشمار اس واجب الوجود لاشریک کا ہر حال میں شکر ہے جسنے اس مشت خاک ضعیف البنیان حضرت

[1] اشارہ بآیۂ کریمۂ فلما انبأھم باسمائھم الآیہ ١٢ [2] علم لدنی اور وما کان اللہ لیطلعکم الآیہ ظاہر ہے ١٢

انسان کو بخطاب ولقد کرّمنا بنی آدم اشرف المخلوقات بنایا اور نہ صرف اُسے مسجود ملائک ہی کیا بلکہ کل کائنات کا سرِ اطاعت اُسکے آگے جھکایا فرشتوں سے اُس کا مرتبہ بڑھایا۔ جو اُنکو نہ آیا وہ اِسنے[1] بتایا۔ کبھی موجود اُسکے درجہ کو نہ پایا جو مسعودِ ازلی ہوا اور وہ محمود ابدی۔ اور درود نامعدود اُس نور لولاک روندہ ازنہ افلاک پر ہو جسنے علماء حقانی کو ورثۃ الانبیا[2] فرمایا اور علماء ربانی کو انبیاء[3] علیہم السلام کے مشابہ[4] ٹھیرایا۔ اُنہیں ہادی و رہنما کا لقب دلایا اور اُنکے ہاتھ میں شمع علم و ہدایت دیکر راہ بدعت و تاریکی ضلالت کو منور فرمایا ۵ سید و سرور محمد نورجاں، بہتر و بہتر شفیع مجرماں؛ اور صحابِ کبار رضی اللہ عنہم نے بھی سرتوڑ کوششوں اور اپنی زور کلام و بیان سے اہل جہان کو ہر طرح کے فسق و فجور اور نافرمانی و قصور سے بچایا اور اپنی خداداد طاقت سے محض لوجہ اللہ تمام عالم گیتی کو نور علی نور کیا جملہ بدینی و گمراہی کو صفحۂ ہستی سے دور کیا۔ پھر ناخلف و نالائق کے ظرف بدعقائد کو جکنا چور کیا۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کی فیض و برکت سے کفر و شرک دور ہوا ہر جگہ دین و اسلام کا ظہور ہوا۔ اور سنانِ قلم اور تیغ وعظ و علم کے ساتھ معاندان اسلام و مخالفان حنفیہ کرام سے لڑے بھڑے۔ حاسدوں و فاسدوں سے سینہ سپر ہوئے جس سے کل کے کل تتر بتر ہوگئے ۵ بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے، ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔ چنانچہ اس ٹوٹے پھوٹے وقت اور گئے گذرے دور آشوب زمانہ میں میرے مکرم معظم منعم کاشف الدقائق محبوب بین الخلائق کالانسان للعین والعین للانسان صاحب دانش و مجد مولانا قاضی فضل احمد صاحب سلمہ الواہب سابق انسپکٹر پولیس جامع تالیفات کثیرہ نے ٹھیکیداران شرک و بدعت قرن شیطان غرابیہ و دشمنان خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عقاید فاسد و اعمال کاسد حاسد آئمہ مجتہدین بدخواہ اسلام متین گمراہ گر راہزن بدنام کنندۂ اسلام نام کے مسلمان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے رسی کی سانپ بنانے والے مبادو ہو کی باڑھ پہلوں کو گالیاں دینے والے نیا دین نئی شریعت بنانے والے بد مذہب کوہ باطن گندم نما جو فروش جھوٹے حنفی فریبی پیر ظاہر میں پیارے باطن میں دُکھ کی بلاءے وہابیہ نجدیہ و غیر مقلد اور دیوبندی ٹھیٹی گنگوہی کو ہی وغیرہ خذلہم اللہ کے جملہ عقائد و اعمال باطلہ کو کل متفرقہ کتابوں سے ایک جگہ جمع کرکے مع جوابات دندان شکن ایک کتاب بنام انوار آفتاب صداقت بنائی جس کی لکھنے اور تالیف کرنے میں بہت محنت اُٹھائی بڑی بے نظیر بنائی نہ کہیں ایسی سنی نہ سنائی۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا خر مہرہ کو دور کیا ع آفتاب آمد دلیل آفتاب سے بڑھکر اور کیا کہہ جائے سیلیس اُردو میں لکھا ہے حق کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما ہے خدا نے چاہا تو یہ اوراق حنفی سنی مسلمانوں کی کام آئیں گے بڑے ہولناک فن کی صدمہ سے بچائیں گے تنش بناز طبیبان نیازمند مباش، وجود نازکش آزردۂ گزند مباش، وہابیوں وغیرہ کی قلعی کھولنے والی کتاب مذکورہ کے اعلیٰ مضامین کے درخت ہمیشہ سرسبز و خوشبودار ہیں اسکی شستہ بیانی نوجوانی کیطرح پُر بہار ہے اسکا ہر نقطہ وہ شگفتہ باغ ہے جو کہ ہر شب چراغ سے زیادہ روشن ہے۔ اُسکی کامل اکمل کمال کلام سے دانائی کا نور شعلہ زن ہے اُسکے معنے اقبال کی

[1] اشارہ بآیہ انبئہم باسمائہم ۱۲ [2] العلماء ورثۃ الانبیاء حدیث شریف ہے ۱۲ [3] اس سے کل علماء بد مذہب خارج ہوگئے ۱۲
[4] علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ۱۲ [5] ضمیر راجع بہ قاضی صاحب موصوف الصدر ۱۲

انگوٹھی اور دولت کا نگینہ ہے ہر عقیدتمند کا سینہ اس کی راز دنیا اور کنایہ و استعارہ کا خزینہ ہیں اسکے جملے و کلمات
نور ایمان کا دفینہ ہیں ؎ حروفش چہرہ آرائے گلستاں ٭ سطورش تو نمائے سنبلستاں ٭ در اصل یہ کتاب لاجواب ہادی ہیں ہر
شاہ گم گشتہ راہ ہدایت کیلئے روشن چراغ ہے جس سے دشمنان دین عدوان ملت حنفیہ متین کا دل پارہ پارہ و جگر پر از داغ ہے
اس کا حسن خط دلآویز پر از نور ہے اسکی الفاظ سے لمعان پر معانی کا ظہور ہے اسکی مضمون ہدایت مشحون ہیں ضلالت کا نور ہے
اسکی ہر سطر مشحون از علم و فن ہے اسکے وصف زبان کی انگشت حیرت بدہن ہیں جان فہما بیہ پر رحمت کا پہاڑ ہے حنفیوں
کیلئے رحمت کردگار ہے اسکی فوائد کی توصیف فزون از حساب ہیں۔ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب ہے دعا خدا تعالیٰ
ایسے مرد یگانہ کو حوادثات زمانہ سے مصئون و مامون رکھے ایسی فرید وحید خوش عقاید کو تا قیام قیامت سلامت و سلامت رکھے
اور اسکی حاسد و بدخواہ کا موتہ مثل قلم رو سیاہ و نگونسار ہو اور اسکی معاند کا سر قلم قلم و تباہ کار ہو آمین بحرمت صاحب
یٰس۔ ایسی ہی لوگوں نے دولت دنیاوی کو دولت ہا رکر دولت عقبیٰ حاصل کی ہے اور خدا و صل زندگی کی خوشخبری لی ہے
اور جو لوگ مذہب حنفیہ کرام و ملت اہلسنت عظام کو ہر طرح مٹانیکی کوشش بلیغ کرتے ہیں وے خود ہی مٹ جائیں گے
اور وہ انشاء اللہ نہیں مٹیگا کیونکہ یہ اللہ کا نور ہے اسکو کون مٹانے والا ہے۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون ٭ راقم آثم قمر الدین بن مولوی عمر الدین مرحوم قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری
محلہ چابک سواران قریب مسجد چینیاں متصل حویلی میاں شمس الدین۔ ۶ شعبان المعظم ۱۳۳۵ ہجری ٭

(۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد یار صاحب مفتی و امام و خطیب مسجد طلائی لاہور

یَدِ وکلامی بسلام قدیم ٭ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصلیاً۔ فی الجملہ مطالعہ این کتاب صیانت الکتاب کہ مسمیٰ بہ انوار آفتاب صداقت ست بلکہ تعویذ
جان ایمان از ہر آفت است نمودم و از عنوان فہرست در بصیرت افزودم در حقیقت مصنف کتاب جناب
مولانا و بالفضل اولٰنا مولوی فضل احمد صاحب موصوف بالقابہ مصنف تصنیفات مفیدہ ست خصوصاً این تالیف
جدید کہ در تردید فرقہ نجدیہ سعی بلیغ بعمل آوردہ و کوششے منیع بکار بردہ کہ از زمان سلف تا آوان خلف چنیں سرمہ
نور بخش دیدہ جہانیان در دیدہ نہ کشیدہ و خدشات مخالفین اینچنان باستیصال رسانیدہ کہ بیشتر ازیں بگوش ہوش علماء محققین
نرسیدہ۔ شعر۔ چنان تردید نا آید ز جہلائے ٭ خریدارش شود ہر کس بجائے ٭ فالحمد للہ علیٰ ذلک انا مصدق
بذلک اِنَّہٗ لقولٌ فصلٌ وما ھو بالھزل ٭

الراقم خادم العلماء و الابرار محمد یار خلیق امام و خطیب و مفتی مسجد طلائی لاہور بقلمہ

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی امام مسجد پٹولیاں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب ٭ اے مذبذب حقیقت متاب

کتاب انوار آفتاب صداقت جسکو مولنا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی نے تالیف و تصنیف فرمایا ہے۔
فقیر نے اس کتاب کی فہرست مضامین اور بعض دیگر مقامات کو دیکھا ہے اور بعض مضامین مصنف کی زبانی بھی سنے ہیں کتاب
نہایت عمدہ اور مضامین کیلئے جامع ہے۔ ماہر مصنف نے فرقِ وہابیہ کے عقائد ذمیمہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی ہے
سب سے پہلے عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ کی تردید کی ہے۔ اس مسئلہ پر قلم اُٹھانا نہایت باریک بینی اور نکتہ شناسی کا
کام ہے پھر فرقہ مذکورہ کے اُن عقاید کی تردید کی ہے جنمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ توہین پائی جاتی ہے
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر بمقتضائے تلک من انباء الغیب نوحیہ الیک و بمضمون
فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الآیہ کے دلائل سے ثبوت دیا ہے۔ ابحاث مذکورہ کے علاوہ اور
بھی بہت سے امور پر بحث کی ہے مضامین اور سیاق عبارت کو لائق مصنف نے اپنے انفاس مبارکہ اور الفاظ
برجستہ سے نہایت شائستہ اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ غرضکہ اپنے بنی نوع کے رفاہ اور شادمانی عام کیلئے تخم ریزی کوشش
اور آبیاری محنت سے ایک کھلا کھلا باغ اور سرسبز گلزار تیار کر دیا ہے جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین
خیر الجزاء۔ حررہ الفقیر محمد گوہر علی علوی امام مسجد پٹولیاں لوہاری منڈی لاہور

(۱۷) تقریظ حضرت مولنا مولوی حاکم علی صاحب بی اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ الذی لا نظیر لہ و علیٰ آلہ و صحابہ اجمعین
جیسے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر نہیں ہے نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ الحمد للہ کہ اس فرش ہوار کا نظیر نہ تو ہوا ہے
اور نہ ہی اس وقت ہے۔ اصلی حنفیوں نے اصلی شافعیوں اصلی مالکیوں اور اصلی حنبلیوں یعنی اصلی اہلسنت و جماعت کے
ہر فرد کے لئے لازمی ہے کہ اس کتاب لاجواب کو تمام کا تمام خود پڑھیں یا کم از کم سُن لیں اور اپنے بچوں کو پڑھائیں مدارس
اسلامیہ کے لئے لازمی و ضروری ہے کہ اس کتاب بے بہا کو تعلیمی کورس لازمی مقرر فرمائیں اور اپنے بچوں اور بھائیوں
کو آگ دوزخ کی سے بچائیں۔ خیر خواہ مومنین فقیر حاکم علی حنفی مذہباً و مجددی طریقۃً۔

(۱۸) تقریظ مولانا الاجل و فاضل ادیب بے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب
رُوحی۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم خذ ما تراہ ودع شیئا سمعت بہ۔ فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل
عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے اسیقدر ہمارے زمانہ میں اسکی طرف سے عامۃ تعلیم یافتگان کو ذہول ہو رہا ہے
تقلید کی ضرورت پر بحث کرنا فضول ہے کیونکہ اسکے متعلق یہی کہنا کافی ہے کہ اسلامی دنیا میں شروع سے گیارہویں
صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث و مفسر و فقیہ کا پتہ نہیں ملتا جو غیر مقلد ہو اگرچہ حضرات غیر مقلدین
نے کھینچ تان کر بعض اکابر سلف کو غیر مقلد ثابت کرنا چاہا ہے مگر یہ سب باتیں صرف مُنہ سے کہہ دینے کی ہیں۔ عدم

تقلب کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اتباع ہوائے نفس کا دروازہ کھل گیا اور جسنے جو چاہا کہہ دیا چنانچہ اسی بے لگامی اور نااہلی کا نتیجہ ہے کہ عقائد صحیحہ اسلامیہ کا جو حضرات اکابر آئمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا فارپود منتشر ہوگیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب عقائد باطلہ بدعات سیئہ دل میں جاگزین ہو جائیں اس کا نتیجہ ضروری یہ ہوا کرتا ہے کہ بزرگان کی نسبت سوء ظن پیدا ہوکر دریدہ دہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے انواع و اقسام کی بداعتقادیاں پھیلجاتی ہیں ہمارے زمانہ میں نوبت کا کسقدر زور ہو گیا ہے جس سے اولیاء کرام اور ائمہ عظام کی نسبت مختلف قسم کی نکتہ چینیاں تجویز کیجاتی ہیں نتیجہ یہ کہ روحانی فیضان کا بکلی سد باب ہو چکا ہے اسی عدم تقلید پر آئے دن نئے نئے فرقے اسلام میں پیدا ہوتے ہیں اور بیعقیدگی کی حد ہو چکی ہے ایسے وقت میں علماء اسلام کا فرض ہے کہ وہ بمقتضائے حدیث شریف لا یزال طائفۃ من امتی الحدیث مفاسد مذکورہ بالا کا قلع قمع کرکے عوام الناس کو غیر مقلدوں اور وہابیوں کے دام سے بچائیں ہمارے مکرم و معظم اور غیر ممند فاضل قاضی فضل احمد صاحب پنشنر لودھیانوی (جو ہمیشہ اسلامی خدمات کیلئے کمربستہ رہتے ہیں) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کرکے تمام اہلسنت والجماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے انہوں نے نہایت شرح اور بسط کیساتھ مخالفین کے دعاوی باطلہ کا رد اور عقائد حقہ کا اثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگرچہ متفرق طور پر بہت سے صاحبان نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے مگر حق یہ ہے کہ اسقدر مسائل مجموعی طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہیئے کہ انصاف سے پڑھیں اور حق کو قبول کریں اور شکریہ حضرت مؤلف کا بجالائیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

حررہ خاکسار صغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

(۱۹) تقریظ حضرت مولوی محمد عظیم صاحب منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی سکول لاہور

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین الی یوم الدین قاضی صاحب کی یہ لاثانی کتاب جو حنفیہ کے عقائد کے اظہار اور نجدی اوہام باطلہ کے قلع قمع میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اس وصف میں ان جامع صفات کتابوں میں یہ پہلی تصنیف ہے جو اللہ تعالےٰ کے محض فضل و کرم سے قاضی صاحب کے دل و دماغ سے اپنی مخلوق کے ایمان کی حفاظت کیلئے اس زمانہ میں ظاہر فرمائی۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ اس آفتاب صداقت کے انوار سے مستفیض ہو کر قاضی صاحب کے مشکور فرمائیں اور اس نعمت سے بہرہ ور ہوں دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ مصنف کیلئے یہ کتاب نجات اخروی کا وسیلہ بناوے اور قاضی صاحب کو اجر جمیل عطا فرماوے۔ آمین

فقیر محمد عظیم عفی اللہ عنہ منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی سکول لاہور

(۲۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی نقشبندی توکلی سابق مدرس انجمن نعمانیہ حال امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بندہ نے کتاب مبارک

انوارِ آفتابِ صداقت کے اکثر مقامات بغور مطالعہ کئے مصنف علّام نے نہایت محنت اور جانفشانی اور خلوص سے ردّ فرقہ نجدیہ کا فرمایا۔ اجاد کل الاجاد فجزاہ اللہ احسن الجزاء واطال اللہ بقائہ آمین

میں حرفاً حرفاً ان عقائد میں مصنف علّام کا من کل الوجوہ متفق ہوں اور بہ نہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علماء اہل السنت والجماعت اسمیں متفق ہوں تاکہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔ مدت سے منتظر تھا عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگرچہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خان مجدد مائتہ حاضرہ نے جامع تردید فرمائی مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریق پر نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار شکر ہے اب ہوگئی کل امر مرھونا باوقاتھا وان من شئ الا عند نا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم ؕ

حررہ جمال الدین نقشبندی توکلی سابق مدرس نعمانیہ ساکن کوٹھیاں والا شیخاں ضلع گجرات (پنجاب)
تحصیل پھالیہ حال وارد امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور۔ مؤرخہ ۲ شعبان ۱۳۳۸ ہجری

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولینا مولوی غلام اللہ صاحب قصوری پروفیسر دینیات حنفیہ کالج لاہور۔ مدظلہم

باسمہ سبحانہ وجل شانہ۔ کتاب انوارِ آفتابِ صداقت مؤلفہ مصنفہ جناب مولینا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب عم فیضہم کو میں نے مجملاً نہایت غور سے مطالعہ کیا۔ زمانہ موجودہ میں ایسی مکمل کتاب جس میں ہر ایک مختلف فیہ مسائل کے استدلال درج ہوں اور وہ بھی اصول شرعیہ کی مطابق قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین سے واضح طور پر بیان کئے جاویں نہایت ضرورت تھی جسکو مولوی صاحب موصوف نے (علی اللہ اجرہم) بکمال جانفشانی و سعی دینی اسلامی خدمت اسلامی سے مہذبانہ طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہے جس سے ہر ایک مسلمان فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور اپنے عقائد کو صحیح بنا سکتا ہے اور یہ بات بھی مسلّم الثبوت ہے کہ جب تک عقائد کی درستی اور صحت نہ ہو اور انبیاء کرام اور اولیاء عظام اور بزرگان دین کی عزت اور قدر دل میں کامل طور پر نہ ہو سکی کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہو سکتی۔

اگرچہ قبل اسکے علماء اہلسنت والجماعت جزاہم اللہ نے عقائد کی تردید فرما کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں مگر اس طرح مجموعی حالتیں لا کر تہذیب کے ساتھ ہر ایک کو جواب دینا یہ حصہ حضرت قاضی صاحب موصوف ہی کا ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء
انا الراجی الی رحمۃ اللہ فقیر غلام اللہ الحنفی مذہباً والقصوری مسکناً النقشبندی المجددی طریقاً پروفیسر دینیات حنفیہ کالج لاہور

تقاریظ حضرات علماء کرام امرتسر

(۲۲) تقریظ حضرت مولینا و بالعلم اولینا مولوی غلام احمد صاحب اخگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ سے اطلاع حاصل کرکے خبر دیدی تھی کہ قرن الشیطان نجد سے طلوع ہوگا۔ چنانچہ ہوگیا۔ اور بدقسمتی سے ہمارا ملک ہندوستان بذریعہ اسمٰعیل دہلوی کے اس فتنہ کیلئے مخصوص ہوگیا۔ اس جماعت کے دو فریق ہوگئے۔ ایک فریق تو کھلم کھلا غیر مقلد ہوگیا اور دوسرا فریق اگرچہ تمام اصول وہابیہ کا عامل رہا مگر بظاہر اپنے آپکو حنفی ظاہر کرنے لگا۔ اسکی منافقانہ تعلیم سے ہندوستان عوام دھوکے میں آگئے کیونکہ حنفیت کے لباس میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا تھا ان گروہ ضالہ کے مسائل کفریہ کے رد میں علماء اسلام نے کوشش فرمائی مگر کوئی جامع کتاب ابتک ایسی تصنیف نہیں ہوئی تھی جو تمام مسائل کفریہ وہابیہ کے رد میں جامع ہو۔ اس ضرورت کو ہمارے مکرم مولینا قاضی فضل احمد صاحب حنفی پنشنر کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے پورا کیا۔ اور کتاب "انوارِ آفتاب صداقت" تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کو بنظر عمیق دیکھا گیا کتاب کیا ہے ایک خزانہ ہے جسمیں وہابیہ دیوبندیہ کی تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے اور ہر ایک عقیدہ کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ واحادیث واقوال بزرگان دین سے رد کیا ہے۔ بعض دیوبندی وہابی کسی عقیدہ سے انکار بھی کردیا کرتے ہیں اور کہدیا کرتے ہیں کہ یہ ہمپر افترا ہے۔ قاضی صاحب نے ہر ایک عقیدہ کو انکی کتب فتاوی وغیرہ سے نقل کرکے حوالہ دیدیا ہے تاکہ کسی کو انکار کی گنجایش نہ رہے۔

اہلسنّت کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہوگا۔ جو اس طائفہ طاغیہ کے دانت توڑنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ نہ صرف ان کے عقائد و مکائد سے کما حقہٗ واقف ہوجائے گا بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا بڑے زور و شور سے رد کرسکیگا۔ الغرض اس کتاب نے اردو علم ادب و علم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا جس کیلئے ہمیں قاضی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جانفشانی اور محنت شاقہ کو گوارا فرماکر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اور انکی ہمت میں اور زیادہ برکت عطا فرمادے۔ ہمارے نزدیک قاضی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام انہیں کے حصہ میں رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اسکی برکت سے لوگوں کو مستفیض ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔ اور لوگوں کے قلوب کے روشن کرنے میں "انوار آفتاب صداقت" اسم بامسمیٰ ثابت ہو۔ آمین

تصنیفات تو عام طور پر ہوا کرتی ہیں مگر کسی نہ کسی امر میں کسی نہ کسی بزرگ کے کچھ اختلاف ہوا کرتا ہے لیکن انوار آفتاب صداقت میں یہ خوبی ہے کہ علماء کرام و صوفیائے عظام نے بالاتفاق اسکو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ قاضی صاحب موصوف کے لئے یہ ایک ایسی کامیابی ہے جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوسکتی۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ وانا المفتقر الی رحمۃ ربہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ والدیہ۔ الامرتسری وطناً والسنی الحنفی مذھباً والنقشبندی المجددی النوری الجماعتی مشرباً ۔

(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری۔ الملقب میر واعظ مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ بات اہل علم پر بخوبی واضح ہے کہ جس طرح تمام دنیا میں تین ثلث حنفی ہیں اور ایک ربع باقی سب مذاہب اسی طرح یہ بات بھی علم میں ہے کہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں تین ربع سے زیادہ حنفی مسلمان تھے اور ایک ربع سے کم شیعہ آباد تھے۔ بارہ صدی کے بعد ہندوستان میں فرقہ وہابیہ نمودار ہوا اُس سے بچنے کیلئے مسلمانوں نے بہت سا سامان کیا اور ہر طرح سے محفوظ رہنے کی امیدیں حاصل ہونے لگیں مگر افسوس کہ بدقسمتی سے ایک گروہ درمیان میں اور پیدا ہو گیا جس پر کوئی ظاہری اطلاق وہابیت کا وارد نہ ہو سکا کیونکہ اُنکے عقائد سے جس طرح اہلسنت کی تائید ہوتی ہے اس سے چند درجہ بڑھ کر وہابیہ کو تقویت ہوتی ہے بلکہ میں یہ کہونگا کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ تو خاموش ہو گئے مگر اُنکی تائید کیلئے حضرات دیوبندیہ نے نہایت ہی جانفشانی سے جھنڈا کھڑا کیا۔ لطف یہ ہے کہ نام وہی حنفی جس طرح محمد ابن عبدالوہاب نجدی نقلی حنبلی کہلاتا تھا۔ وہابی ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ مسائل اعتقادیہ میں ہمارا اظہار ہی جگہ نہیں بلکہ تمہارے دیوبندی حنفی بھی بڑے زور سے ہمارے ساتھ ہیں مثلاً امکان کذب باری تعالیٰ و امکان نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عدم جواز میلاد شریف و علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نذر و نیاز و استمداد اولیاء اللہ و اعراس اہل اللہ بلکہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہنے کو تو برا نہ مانا گیا اور شیطان کو عالم الغیب مانا گیا۔ مگر حضور علیہ السلام کی متعلق اعتقادات ایمانیہ ان لوگوں نے کفر قرار دیا۔ ہر چند علمائے اہلسنت نے عرب و عجم دیوبندیہ کے عقائد پر کفر کا فتویٰ دیا مگر افسوس یہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے۔ یہ فرقہ فرقہ دیوبندیہ کی نام سے موسوم ہے معلوم اس سے کہ اسکے ارکان تھانہ میں رہتے ہوں یا نانوتہ میں گنگوہ میں رہتے ہوں یا انبیٹھہ میں ہمیں انکی ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں صرف مسلمانوں کو اُنکے اعتقادات کفریہ سے مطلع کرنا مقصود ہے چنانچہ ناظرین کو کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ جناب مولینا مولوی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر صاحب بہادر لودھیانہ کے مطالعہ سے یہ امر روشن ہوگا۔ فقیر محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری الملقب میر واعظ)

تقاریظ علمائے کرام قصور ضلع لاہور

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا فاضل مولوی عبدالرحمن صاحب خلف الرشید حضرت جامع علوم معقول و منقول فاضل تحریر مولینا مولوی غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ قصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین قامع انبیۃ المتہمین الدجالین الکذابین۔ والصلوٰۃ والسلام علی من جعله الرحمة للعلمين و اعطاه الاخبار المغيبات على خدائع الضالين المضلين للمؤمنين المتدينين و على

الا الطاہرین المطہرین قامعی اساس الملحدین المرتدین۔ اما بعد اس زمان فتن نشان میں جیسا کہ حضرت سرور کائنات
اغر المخلوقات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اخبار فرمائی تھی۔ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بالاحادیث
مالم تسمعوا انتم ولا آباءکم الحدیث۔ بسبب کثرت ظاہر ہو رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ اصدق الصادقین ہے ویسے ہی ہمارے
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی تعلیم کے سبب مغیبات کے علوم میں سچے ہیں اور سچی خبریں دیرہے ہیں الحمد للہ والمنۃ کہ
اس فتنوں والی زمانہ میں ملحدین مرتدین کی ہفوات ردیہ کی تردید کیلئے موجود ہیں یہ ہیچمدان غلام ابرار حضرت محبوب
یزدان کمترین منادیان ابوالمبارک محمد عبدالرحمٰن عفا عنہ المنان وکان لہ الدیان وحفظہ عن اہل فتن الزمان خلف
لوذعی کبیر السقطری الشہیر بالفضل العزیز الالمعی المولوی ابی عبد الرحمٰن غلام دستگیر رحمۃ اللہ بفضیر اگرچہ اپنے قبلگاہ عالی جاہ
کی وفات کے بعد اہل فتن کے شرور سے بہت ہی مضطرب تھا مگر قدیر مطلق کی افضال کا نہایت ہی شکر گذار ہے کہ اپنے والد
ماجد کی جگہ پر قایم ہونیوالے اور انکے دلی رفیق مرضی ومقبول ہے احد حضرت قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الواہب
ذوالمواہب کو دیکھ رہا ہے الحمد للہ المعبود الودود علی ذالک الکرم والجود۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور سب
مقبولین علیہم الرحمۃ کی حرمت سے انکی سعی بلیغ کو مشکور اور انکو ماجور فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

حررہ فقیر ابوالمبارک محمد عبدالرحمٰن قصوری عفا اللہ عنہ

(۲۵) تقریظ حضرت مولانا وبالفضل والعلم اولینا سید عبدالحق شاہ صاحب ہمدانی قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبحانہ ما اعظم شانہ یضل من یشاء ویہدی من یشاء والصلوٰۃ والسلام
علی من تشید الایمان وارفع بنیانہ مبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ وعلی آلہ واصحابہ الذین ایدوا
الاسلام وابقانہ یبتغون فضلا من اللہ ورضوانہ۔ امابعد ہے اہل اسلام میں تشتت وتفرقت شروع ہے
اور مخالفین تماشہ بین ہیں اپنے گریبان میں نظر نہیں کیجاتی اہل حق کی مخالفت پر خود بینی غرور نخوت شیطانی سے روز افزون
زور ہے۔ یا ارحم الراحمین ویا دلیل المتحیرین لنا نجومنہ من جعلتہ رحمۃ للعالمین جب ادلہ اربعہ سے آئمہ
اربعہ اعتقادیات وعملیات کا ثبوت نہایت درجہ تک اجتہاد مجتہدانہ کو پہنچا چکے اور تمام اہل عقل ونقل واصحاب کشف نے
اسبارہ میں آمنّا وصدقنا کی صدا بلند کردی ہے تو یہ خواہ مخواہ اسلامی قوم میں شور وغل برپا کرنا ایک ہی گھر ایک ہی طریق کے
ہو کر بیگانوں کیطرح آپسمیں خانہ جنگی شروع کر دینی اور باہم جھگڑ کر غرور کو مٹا کر توفیق ہدایت اللہ ہادی سے مانگ کر
تماشبینوں سے علیحدہ کیوں تصفیہ نہیں کیا جاتا کیا وہ معتقدات ومعمولات جنپر ادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اور سلف سے خلف
تک کاربند ہوں قابل اختلاف ہوسکتی ہیں ہرگز نہیں۔ ایسے بیجا اختلافات میں اپنی تضیع اوقات اور دوسرے
عزیز اسلامی برادروں کی کرنی سخت گمراہی اور بیجا کارروائی نہیں تو اور کیا ہے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم
چند روزہ دنیا کی زندگی معبود حقیقی اور فضل الرسل حقیقی کی اتباع میں بسر کرنا کیوں غنیمت نہیں سمجھا جاتا۔ ہمیں

اہل حق کو شاغل ضروریہ عبادات و معاملات کے استغراق سے اہل شر کے جواب دینے پر بحکم اللہ و رسولہ تکلیفات کا متحمل بنانا بہت نازیبا ہے یہ نسخہ انوار آفتاب صداقت مؤلفہ جناب حاجی قاضی فضل احمد صاحب جو مطالعہ میں آیا مکرم موصوف کی محنت اور جانفشانی اور تحقیق عجیب غریب سے دل سے ہزار آفرین کی صدا بر آئی اللہ کریم کی مخلوق میں اگر اہل شر کا وجود ہے تو اہل اصلاح کا پرزور ہاتھ بھی شر بھی غالب ظہور میں آ جاتا ہے۔ انوار آفتاب کی جواب دہی نے ظلمات اشرار کو اسطرح غرقاب فنا کیا ہے کہ پھر سر نکالنے کی جرأت نابود کر دی۔ اللہ کریم رحیم جناب موصوف کو جزائے خیر عطا فرما شادمانی دو جہانی سے سرفرازی بخشے۔ آمین والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ حررہ سید عبد الحق شاہ ہمدانی قصوری۔

تقاریظ علماء کرام کشمیر

(۲۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد ابن سید غیاث الدین المفتی والواعظ الکشمیری شاہ آبادی۔ المعروف بہ سید میر جی شاہ (مقام علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی جعلنا من الناصحین وافہمنا من علوم العلماء الراسخین والصلوٰۃ والسلام علی من نسخ دینہ ادیان الکفرۃ والصالحین وعلی آلہ واصحابہ الذین کانوا یتمسک شریعتہ صالحین وبعد فیقول البائس الفقیر الی رحمۃ ربہ القدیر سید محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بمیر جی شاہ الحنفی مذہباً والقادری النقشبندی مشرباً المفتی الواعظ الشاہ آبادی الکشمیری اکرمہ اللہ بلطفہ وکرمہ انی قد رأیت وطالعت کتاب انوار آفتاب صداقت وھی کتاب لم یکتحل عین الزمانی بثانیتہ من مصنفاتہ مولانا المکرم حاوی فروع واصول جامع المعقول والمنقول الحاج القاضی فضل احمد لودیانوی بنظر التعمق فرأیتہ مملوۃ من الآیات البینات واحادیث المبرکات فی رد اقاویل اھل الضلالۃ والمبتدعین الوھابیۃ الدیوبندیۃ الذین ینتحلون اتباع المذھب الحنفی فعلی المسلمین ان یلاقوہ بالقبول ویدخروہ لیوم الجزاء جزی اللہ المصنف عنا خیر الجزاء ووفقنا وایاہ لما یحب ویرضیٰ وما علینا الا البلاغ۔ انا العبد الفقیر سید محمد ابن غیاث الدین المفتی الواعظ الکشمیری الشاہ آبادی المعروف بسید میر جی شاہ عفی عنہ۔ ترجمہ تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کیلئے جس نے ہم لوگوں کو نصیحت کرنے والوں سے بنایا اور ہمیں علماء راسخین کے علوم سے سمجھایا اور درود و سلام اس نبی پر جسکا دین کافروں اور سرکشوں کیواسطے اور ان کے دینوں کو منسوخ کرنیوالا ہے اور انکی آل و اصحاب پر جو دین کی باتوں کے لینے میں نیک نیت تھے۔ اسکے بعد کہتا ہے عاجز فقیر طرف رب قدیر کی رحمت کی سید محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بہ میر جی شاہ جو حنفی ہے مذہب میں اور قادری نقشبندی ہے مشرب میں اور مفتی و واعظ شاہ آباد کشمیر کا۔ عزت دے اللہ اسکو اپنے لطف اور کرم سے کہ میں نے البتہ

تحقیق دیکھا اور مطالعہ کیا کتاب انوار آفتاب صداقت کو اور وہ ایسی کتاب ہے جسکا دوسرا اس مرتبہ زمانہ کی آنکھ نے نہیں
دیکھا مولانا مکرم حاوی فروع و اصول جامع معقول و منقول حاجی قاضی فضل احمد صاحب لودیانوی کی تصنیف ہے
نظر عمیق سے دیکھا پس میں نے دیکھا اسکو بھری ہوئی ہے آیات بینات اور احادیث مبارک سے گمراہ اور مبتدع فرقوں کے
اقوال کے رد میں جو وہابیہ دیوبندیہ ہیں جو جھوٹ موٹ اپنے آپکو حنفی مذہب کے اتباع والے بتاتے ہیں پس مسلمانوں کو لازم
ہے کہ اس کتاب کو قبولیت سے لیویں اور قیامت کے دن کی جزاء کی امید رکھیں اللہ تعالیٰ مصنف کو جزا دیوے
اچھی جزا دے اور ہمیں اور انکو اس چیز کی توفیق دے جس سے وہ محبت رکھے اور راضی ہو اور نہیں مجھ مہر کر پہونچانا ۔
میں ہوں عبد فقیر سید محمد ابن سید غیاث الدین مفتی و واعظ شاہ آبادی کشمیری معروف سید میرجی شاہ عفی عنہ ۔

(٢٧) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری سجادہ نشین قصبہ کریڑی شریف کشمیر (نزیل مقام راول پنڈی پنجاب) صدر

بسم اللہ ومن یتوکل علی اللہ ۔ نحمدہٗ ونصلی علی سید المرسلین مفخر الاولین والآخرین
وعالم الاسرار خفی من رب العلمین قد نظرت فی الکتاب انوار آفتاب صداقت ۔ الکل صحیح صریح
لاریب فیہ ۔ جزاہ اللہ المصنف احسن الجزاء فی الدارین ۔ (مہر)
حررہٗ السید میر عطاء اللہ شاہ بخاری نسباً حنفی مذہباً قادری نقشبندی مشرباً
المتوطن فی القصبۃ الکریڑی شریف کشمیر سجادہ نشین عفی عنہ ۔

تقاریظ علماء کرام ضلع ہزارہ

(٢٨) تقریظ حضرت مولانا الفاضل مولوی محمد فیروز الدین صاحب قاضی القضات درویش تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ ۔ مدظلہ

الحمد للہ الذی تعالیٰ ذاتہ عن سمات النقص خصوصاً عن الکذب والعجز والنسیان شمل قدرتہ
لکل ما ہو صالح لہ ہو نوع الامکان والصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیاء خصوصاً علی من ہو
مختص بعلم ما یکون وما کان ومنزہ ذاتہ عما ینسب الیہ الجہلۃ مما لا یلیق بعظمۃ والشان
وعلی الہ واصحابہ وعلماء امتہ الذین ناظروا الجہال باللسان والسنان والفرقان ۔ اما بعد
فقد رأیت ہذا الکتاب النفیس فیہ ہدایۃ لکل شریف وخسیس وانتباہ علی العقائد النجدیۃ
والاسمٰعیلیۃ والدیوبندیۃ وایقاظ القلوب الغافلین عن المکائدہم الخبیثۃ کیف لا وقد صنعہ
امام المناظرین مرجع الہدایۃ والیقین مرکز دائرہ تحقیق منطقہ کرہ تدقیق صاحب التصانیف

الکثیرۃ ناصر السنۃ قامع البدعۃ حافظ اہل الاسلام عن ضلالات القادیانی والمرزائیۃ مولانا و بالفضل والکمال اولینا المولی الصدر القاضی محمد فضل احمد صاحب جزاہ اللہ تبارک وتعالیٰ عنی وعن سائر اہل الاسلام خیر الجزاء صلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ رسول الثقلین علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ حررہ المسکین محمد نور الدین عفی عنہ درویش ضلع ہزارہ

(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق خلف الصدق حضرت مولانا قاضی القضات مولوی فیض عالم علیہ الرحمۃ درویش ضلع ہزارہ ابقاہ اللہ تعالیٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا واکفی والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء الذی فاق علی جمیع الخلائق وعلی آلہ بعد کتاب مزین بالسنۃ والفرقان الموسوم بانوار آفتاب صداقت میری نظر سے گذری تردید عقائد بدنیہ اسمعیلیہ میں بے نظیر پائی۔ اللہ جلشانہ تبارک تعالیٰ مصنف دام فیضہ کو اجر دارین عنایت فرمائے۔ اور آئندہ بھی ہدایت خلق اللہ کیلئے انکو توفیق عنایت فرمائے۔ حررہ العبد محمد فضل حق ابن مولینا الصدر المعظم قاضی القضات ہزاروی مولینا المولوی حاجی محمد فیض عالم صاحب مرحوم درویش ضلع ہزارہ

(۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب حیدرآبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بندہ ناچیز بھی جناب قاضی صاحب مصنف کتاب انوار آفتاب صداقت پیاری لاجواب واسطے اہلسنت والجماعت کیلئے جواہر لاجواب تصنیف فرمائی ہے تصدیق کرتا ہوں خداوند عالم جناب مصنف صاحب کے فیض کو علی العموم برادران اہل اسلام کو مستفید کرے آمین۔ حررہ خادم نقشبندی شیخ محمد عبداللہ حیدرآبادی عفی اللہ عنہ اندرون فتح دروازہ قاضی پورہ نگین گران

(۳۱) تقریظ حضرت مولینا و بالعلم والفضل اولینا صوفی صافی سلطان الاولیاء مولوی مفتی غلام محمد صاحب سہروردی شہابی بہابی نواں شہری ضلع جالندھر

الحمد للہ الحنان المنان ذی الفضل والاحسان والکرم والامتنان مبین البیان ملہم الجنان فالجنان رازق اہل الخیر والطغیان خالق الزمان والمکان باسط الارض بالارکان فاطر السماء باشد البنیان ونحمدہ علی القلب واللسان ونشکرہ فی کل حین وزمان ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ شہادۃ فاصلۃ بین اہل الجنۃ والنیران ووسیلۃ موصلۃ الی لقاء الرحمن ونشہد ان سیدنا محمد عبدہ ورسولہ شفیع لاصحاب الجرم والعصیان ومقبول الشفاعۃ عند الرحمن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فاما بعد فقد طالعت ہذا الکتاب یعنی انوار آفتاب صداقت مصنفۃ العالم المحقق والصوفی المدقق المسمی بفضل احمد الملقب القاضی بعہدۂ کورٹ انسپکٹر فی الحال نشتر ساکن لودھیانہ فجزاہ اللہ جزاءً کاملاً وفضلاً شاملاً فوجدتہ علی الرد الفرقۃ الوہابیۃ الدیوبندیۃ التی یطعنون علی المجتہدین المومنین المتقدمین رحمہم اللہ کالامام جلال الدین سیوطی وعلامہ طریقت حنفی دمشقی وزبدۃ القراء علامہ شمس الدین جزری مصنف حصن حصین وامام محی الدین نووی شارح شرح مسلم وشیخ علامہ ابو شامہ وامام المحدثین شیخ محمد بن وعلامہ ناصر الدین وشیخ ملا علی قاری وشہاب الدین قسطلانی وماہر ملت ابو سعید بدانی ومعدن العلم شیخ بدرانی

وعلی مصنف سیرت حلبی و صاحب سیرت شامی و امام ابوالخیر سخاوی و ناظم گوہر امام برزنجی و حضرت ابو زرعہ عراقی و شیخ ابوبکر و شیخ ابوالحسن ابن فضل و شیخ صالح جمال ہمدانی و علامہ احمد بن محمد مدنی و شیخ علامہ عرب مزوری و صاحب مجمع البحار و حافظ شمس الدین ابن جزری دمشقی و شیخ عبداللہ فاضل انصاری و ابوجعفر مسمی نصیر الدین و فاضل نصیر الدین و حافظ عماد الدین ابن کثیر و شیخ جمال الدین مبارک و شیخ ابوطیب علامہ صلاح الدین شافعی و علامہ محمد رفاعی مدنی و مفسر افندی سمعیل و زین الدین سید مرشد ہمایون بادشاہ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مع جدہم رحمہم اللہ تعالیٰ وقول الخصم فی ماخصم فلولا سواد وجہ الامتنا والتحمل علی عمل المولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وھکذا فی مسائل اخری۔ فقط۔

الراقم الآثم المفتقر الی اللہ الصمد فقیر غلام محمد حنفی سہروردی شہابی بہائی نوراں شہری ضلع جالندھر

(۳۲) تقریظ حضرت مولنا مولوی ابوالفرید خوشی محمد صاحب حنفی نقشبندی امام و خطیب جامع مسجد چھاؤنی جالندھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے اس کتاب (انوار آفتاب صداقت) لاجواب کو ملاحظہ کیا بیشک اسم بامسمی پایا اگرچہ علمائے ذوی الکرام کی تقاریظ کافی سے زیادہ ہو چکی ہیں اور انکی نظروں میں یہ کتاب مقبول ہو چکی ہے۔ فقیر اپنے آپکو اس قابل نہیں سمجھتا کہ زمرۂ علمائے کرام میں بحیثیت ایک مقرظ کے شمار کروں لیکن بحسن ظن مصنف موصوف اپنے ناقص خیالات کا اظہار کرتا ہوں کہ فاضل مصنف نے اس کتاب میں جن مسائل پر تحقیق فرمائی ہے وہ مدلل بھی ہے وہ دقیق اور خفیہ مسائل ہیں جن کے اختلاف پر فرقہ دیوبند وغیرہ دیوبندیہ کا منشا عوام پر تو در کنار خواص پر بھی مشکل تھا چنانچہ فقیر بھی زمانہ طالبعلمی میں ایک مدت تک انہی مسائل کی ناواقفی کیوجہ سے اس فرقہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا تھا۔ لیکن مدرسہ دیوبند کے چند ایک طلباء کے بیادبانہ گفتگو سے انکی حالات باطنہ کی واقفی ہوئی اور انکے اکابرین کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے اس فرقہ کے عقائد باطلہ کی اچھی طرح قلعی کھل گئی تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہ راست دکھائی۔ الحمد للہ علی منتہ۔

مدت سے یہ خیال بھی تھا کہ کوئی صاحب ان مسائل پر محققانہ تفصیل کے ساتھ بحث کریں اور اسکو تحریر میں لائیں تاکہ عوام امت بھی انکی پیچ ضلالت سے نجات پائیں سو الحمد للہ کہ یہ کام ازل میں محترم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا سلئے قاضی صاحب نے نہایت عمدہ تحریر سے ان مسائل کو بدلائل عقل و نقل کما حقہ ثابت کر دکھایا اور فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کی برسوں کی خفیہ خباثت کو ایسا ظاہر کیا کہ مزید برآں ممکن ہی نہیں جزاہ اللہ خیر الجزا فی الدارین۔ آمین۔

فقیر (ابوالفرید) خوشی محمد عفی عنہ حنفی نقشبندی خطیب جامع مسجد کیمپ جالندھر

جو ہے خوشی خدا کی
وہ ہی خوشی محمد

(۳۳) تقریظ حضرت مولنا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ نکودر ضلع جالندھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ط انوارِ آفتابِ صداقت ہوئی طلوع ۔ اب مُردنی سی چہرۂ دشمن پہ چھا گئی
کہتے ہیں اہلِ حق یہ مخالف کو دیکھکر ۔ اے نجدیانِ ہند قیامت ہی آگئی

یہ کتاب جو آفتابِ انوارِ صداقت کے نام سے ظلمت کدۂ عالم پر آفتاب بنکر ضوء افگن ہوئی ہے اور جسکے مضامین کی بلند پروازی مصنف کی زورِ تخیل کی رہینِ منت ہے اس قابل ہے کہ اسکو اختلافی مسائل میں حکم قرار دیکر عمل پیرا ہوں اس بنا پر بندہ نے مختلف مقامات سے اسکو دیکھا اور موافق عقائد و عمل اہلِ حق پایا یہ اسکا مخصوص فضل ہے جسنے عالیجناب قاضی صاحب کو اس سعادتِ عظمٰی کیلئے منتخب فرمایا

ہ فضل احمد نے لکھی فضلِ محمدؐ سی کتاب ۔ کیسے باریک مضامین ہیں اللہ اللہ

محررہ فقیر سید محمد حنیف چشتی سجادہ نشین درگاہِ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہٗ خطیب جامع مسجد و مفتی نکودر ۱۲ اگست ۱۹۴۲ء

تقاریظ علماءِ کرام ہندوستان

(۳۴) تقریظ اعلیحضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حضور پرنور حافظ قاری حاجی مولینا و بالعلم و بالفضل اولینا مولوی قاری شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قادری دام ظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی فضل احمد علی العلمین جمیعا و اقامہ یوم القیمۃ للمذنبین شفیعا و بعثہ رحمۃ للعلمین فکان فضل احمد ملاذ اللائذین و معاذ العائذین فی الدنیا و یوم الدین فمن لاذ بہ فقد لاذ بملاذ کریم و من عاذ بہ فقد عاذ بمعاذ عظیم و من حاد عنہ فقد باد و حاد الی نار جہنم و بئس المھاد و صلی اللہ تعالی و سلم علی ھذا الحبیب المصطفی و الشفیع الرفیع المرتجی و علی الہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ دائما ابد الابدین و سرمدا دھر الداھرین و لعن الکفرۃ التبابیۃ خصوصا النجدیۃ الوھابیۃ لاسیما الشیطانیۃ الکذابیۃ فانھم بعد الھم و سحقا اعداء اللہ و رسولہ حقا بما فیھم یسبون اللہ و الرسول و یقولون فی انفسھم لو لا یعذبنا اللہ بما نقول حسبھم جہنم یصلونھا فبئس المصیر لا یعجزون اللہ ھو نا ما اللہ بما یعملون بصیر۔ فقیر غفر لہ المولی القدیر نے مولینا المکرم ذی اللطف و الکرم حامی سنت ماحی بدعت راشد رشید مولوی قاضی فضل احمد ایدہ اللہ بفضل احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و کرم و مجد کی کتاب انوارِ آفتابِ صداقت خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی اُنکی ثبات علی الیقین و صلابت فی الدین و اعانت سنن و اہانت مفسدین پر حمد الٰہی بجالایا و للہ الحمد فی الاولی و الاخرۃ ھو اھل التقوی و اھل المغفرۃ جعل اللہ سعیہ مشکورا و ذنبہ مغفورا و عدوہ فی الدین مقھورا و لقی اھل السنۃ نضرۃ و سرورا و رزقھم فی الدارین فضلا و نورا و جعل الوھابیۃ قوما بورا و جعل مکائدھم ھباء منثورا یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور اصول و فروع وہابیت کی قامع ہے۔ کانہ علی الوھابیۃ سقر لا تبقی و لا تذر جمیع فاوی مستقصی

فيما ايفي من غش ولا تسميم ولا تخبيص ولا تمثيم الصاف خيرا لا دقتا ہی اگر وہ پیش نظر ہو تو راہ صواب سے مردود پر سو رد کئی جائیں اور ایک ہی لا جواب رہے تو بعید رکا فی اعتراض مطرود کے سو جواب دئیے جائیں اور ایک ہی قاطع ہو تو وہ اتنی ہی نہ کہ جہاں قواطع وافر لوامع متکاثر۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ رحمۃ الباری ہو اسکے بھی شواہد متابعات میں التزام وصول نہ تراجم و تعلیقات میں مراعات شرط موصول تو سخت بے انصافی ہوگی اگر کہیں کہیں سے کچھ زوائد بالوائد لیکر انہیں کے لئے سید سے اعتراض کریں۔ اور اسکا نام جواب رکھیں۔ بلکہ کل کلام سے گلو کشا ہوں تو عہد برا ہوں وانی لہم ذلك واللہ لا يهدي الوهابية الا الى طريق الضلالات فقیر اپنے تمام اخوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے ومن یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا رزقنا اللہ شفاعة المصطفى فى الاولى والاخرى يوم القضا وصلى الله تعالى وسلم عليه وآله وصحبه احمد رضا آمين والحمد لله رب العلمين قاله بفمه وامر برقمه العبد الفقير احمد رضا القادري البريلوي كان الله له وحقق امله وصانه عن شر كل غبي وغوي لاربع بقين من صفر المظفر سنة تسع وثلثين والف وثلثمائة من هجرة من به الظفر صلى الله تعالى وسلم عليه ومن امنه جميعا عفا وغفر امين

(مہر مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی) (مہر احمد رضا خاں قادری) (مہر محمد رضا خاں قادری عرف محمد عبد الرحمن)

(مہر عبدہ المصطفے احمد رضا خاں) (مہر مصطفے رضا خاں قادری آل الرحمن محمد عرف ابو البرکات محی الدین جیلانی) (مہر محمد عبد اللہ الحسنی الحنفی القادری المجمی الرضوی)

(۳۵) تقریظ حضرت مولینا المکرم سید غلام قطب الدین صاحب چشتی نظامی پردیسی جی برہمچاری سہیل ہند سہسوانی سرپرست حلقہ انجمن اشاعت الحق (بریلی)

ہو الحق۔ بہت محترم بزرگ حضرت مولینا قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی جو نہ صرف سنی ہونیکا فخر رکھتے ہیں بلکہ سنی گر اور محی السنہ ہیں آپنے تمام دنیا کے سنیوں پر احسان عظیم بصورت کتاب انوار آفتاب صداقت فرمایا ہے۔ کتاب انوار آفتاب صداقت اپنی خوبیوں سے یقیناً ہر قلب کو منور اور درخشاں کریگی۔ مسلمانو سنبھو ادل کے ہاتھوں سے عقیدہ کے ہاتھوں اس کتاب کو تھامو دل میں عمل اور محبت سے رکھو۔ میں حقیر واعظ اس کتاب کی تعریف اور قدر کے موافق اپنی پاس الفاظ نہیں رکھتا۔ مگر مختصر عرض کرتا ہوں کہ بہت کتابوں اور بہت عالموں کے مسائل سب انوار آفتاب صداقت میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

خادم دین سید المرسلین سید غلام قطب الدین چشتی نظامی سہیل ہند سہسوانی۔
عرف پردیسی برہمچاری صدر حلقہ اشاعت الحق بریلی یکم ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ہجری

تقاریظ علمائے کرام ریاست رامپور و افغانستان

(۳۶) تقریظ حضرت مولینا الفاضل ادیب کامل مولوی محمد ظہور الحسین العمری الفاروقی النقشبندی المجددی ـ ملقام رامپور

الحمد لله الذی قمع الاباطیل و اعوانه و ازهق الجزعبیل و انصاره و ظهر الحق و جهر برهانه و ازهق الخبیث لا یمکن کتمانه و اوضح مناهجه و مناطه و شدد ارکانه و رفع اعلام الدین و شید بنیانه و نصر اهله و نور حزبه و اعلی شانه و قمع اعدائه و نصلی و نسلم علی حبیبه محمد الذی ظهر دینه فانهدم الباطل و اساطینه ـ اما بعد فقد اطلعت علی هذا الکتاب الذی الفه الفاضل المفضل صدیقنا الاوحد الاسعد الاشد الارشد الحمی الحنفی المولوی فضل احمد النقشبندی المجددی متع الله المسلمین بطول بقائه و صانه فی حرزه و وقائه عن شر کل عمی و غوی فاذا هو سفر دافع المکائد الفرق الباطلة الدنیة و قامع المکائد اهل الحقائد و روساهم النجدیة ـ اللهم اجعله نافعا للمسلمین و قامعا لما ابتدع فی الدین بحرمة حبیبه سید المرسلین واله و صحبه الهادین المهتدین آمین یا رب العلمین ؞

کتبه الفقیر الی ربه الغنی محمد ظهور الحسین العمری الفاروقی النقشبندی المجددی الحنفی الرامفوری عامله الله سبحانه بلطفه الصوری و المعنوی فی السادس من شهر الربیع الاول سنة التاسع و الثلاثین بعد الثلاثمائة والالف من الهجرة النبویة علی صاحبها الف الف تحیة ؞

(۳۷) تقریظ حضرت مولینا مولوی محمد نور الحسین خلف الرشید حضرت مولینا مولوی محمد ظهور الحسین فاروقی نقشبندی مجددی رامپوری

بسم الله الرحمن الرحیم ـ الحمد لله تعالی عم نواله و صلوته مع صلاته علی مظهر الاتم لجلاله و جماله و علی آله الشارحین لمقاله و صحابه الحاملین لکماله ـ اما بعد فقد اطلعت علی الرسالة الجلیلة و العجالة النافعة اللطیفة التی الفها اسد اسنة سد لفتنة العالم الفاضل الفهامة المعی المولوی فضل احمد النقشبندی المجددی فوجدتها لکشف مکائد اهل الحقائد جامعة لمقالات المبتدعین و مخبرة العقائدهم لکاسدة الباطلة الرادة فقد ملات الوطاب باطله و بالساطعة و الحجج القاطعة فبالجهد من الفها و بالشان من صنفها و باسعی من صححها حیث لم یال جهدا فیما اسعی فجزاه الله تعالی خیر الجزاء و تقبل جهده و شکر سعیه و حسن فی الدارین عیشه امین یا رب العلمین بحرمة من لا نبی بعده قاله بفمه و رقمه بقلمه العبد المفتقر الی رافته ربه شاه نین محمد نور الحسین کان الله له فی الدارین المورخ فی السابع من شهر

الربیع الاول سنه ۱۳۳۹ من الهجرة المقدسة النبویة علی صاحبها الف الف تحیة ؞

(۳۸) تقریظ حضرت مولینا المکرم و المعظم فاضل بے بدل مولوی سبحان حسین حنفی نقشبندی مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رامپور محلہ چاہ شور

الحمد لله الذی اعز الانسان و جعله اشرف المخلوقات بالعلم

والبیانات وارسل رسوله سید الانس والجان بالهدایة والتبیان ورفع له الدرجات وعلی المکان صلوات الله علیه وعلی آله
وصحبه هم نجوم الاهتداء والایقان اما بعد میں نے انوار آفتاب صداقت کو اکثر جگہ سے دیکھا جناب مخدوم مولینا قاضی فضل احمد صاحب
نے خوب تالیف فرمایا ہے اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کر دی ہے موافق مذہب حقہ اہل السنة والجماعة جواب لاجواب دیا
فللہ در المؤلف وجعل سعیہ مشکورا حضرات اہلسنت ایسی ہستیوں پر جسقدر فخر کریں بجا ہے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین آمین

محمد حسین مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رامپور محلہ جاہ شور بقلم خود۔ مہر (محمد حسین حامی بن محمد مصطفی ۱۳۰۲)

(۳۹) تقریظ حضرت مولینا المحترم مولوی محمد رشید الرحمن نقشبندی مجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

الحمد لله نحمده ونستعینه ونستغفره ونؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یهده الله فلا
مضل له ومن یضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا الله ونشهد ان محمدا عبده ورسوله المصطفی وحبیبه المجتبی شمس الضحی بدر الدجی
صدر العلی کهف الوری سراج بلاد الله وخیر عباد الله محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه وعلی آله واصحابه وسلم اما بعد
میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت مؤلفہ جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی کو اکثر جگہ سے مطالعہ کیا مؤلف موصوف نے مذہب
حقہ اہلسنت وجماعت کو کافی و واقعی طور پر ثابت کر کے عقائد فرق باطلہ مثل وہابیہ نجدیہ کے رد میں خوب ہی دندان شکن جواب دیئے ہیں اللہ تعالی
مؤلف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو گم گشتگان راہ ہدایت کیلئے خضر راہ بنائے۔ آمین وهو المقصود من هذا التالیف وبیده التحبیب

محمد رشید الرحمن مجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم واقع محلہ جاہ شور ریاست رامپور۔ مہر (محمد رشید الرحمن مجددی ۱۳۲۰ھ)

(۴۰) تقریظ حضرت مولینا مولوی محمد شجاعت علی صاحب مدرس مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رامپور محلہ جاہ شور

باسمہ سبحانہ وتعالی۔ کتاب انوار آفتاب صداقت کی بعض بعض مقامات دیکھے مؤلف صاحب نے بحمد اللہ تعالی بکمال
سعی خیالات وہابیہ نجدیہ کی پوری پوری تردید فرما کر امر حق کا اثبات فرمایا ہے خداوند انکی حسن سعی قبول فرمائے۔ آمین

محمد شجاعت علی مدرس اول مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رامپور محلہ جاہ شور۔ مہر (شجاعت علی)

(۴۱) تقریظ حضرت مولینا مولوی قاضی ابو الکمال محمد شہاب الدین صاحب سلطان البیان شہر مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم الحمد للہ کہ انوار آفتاب صداقت وحقانیت طلوع ہوا
اور وہابیہ جنہوں نے دین سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر آفتوں کی بارشیں کیں ظلم وستم کی آندھیاں
چلائیں اور دغابازی کی گھٹائیں اٹھائیں ان کے مکر وفریب کی تاریکیوں کو اپنی شعاعوں سے دور فرمایا فالحمد للہ
علی ذالک اللہ تبارک وتعالی اس کے مصنف حضرت مولینا قاضی فضل احمد صاحب کو اولی وآخرت میں
انہیں انوار کریم کی روشنی میں رکھے۔ آمین

المعتصم بحبل اللہ المتین ابو الکمال محمد شہاب الدین عفی عنہ المعین مراد آبادی

مسلمانو! وہابیوں نجدیوں اور مرزائیوں سے بچو!!

أعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

يكون في آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الأحاديث بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم وإياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم

آخر زمانے میں کچھ لوگ ہونگے بڑے دجال جھوٹے تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو تم نے سنیں اور نہ تمہارے باپ دادوں نے بچو ان سے دور کرو ان کو تاکہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں

وإما ينسينك الشيطن فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين

اور اگر بھلاوے تجھ کو شیطان تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ

انوار آفتاب صداقت

تمہید

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وآله وأصحابه أجمعين

أما بعد

عرض کرتا ہے خاکسار ذرہ بیمقدار احقر العباد الله الصمد قاضی فضل احمد عفا الله تعالے عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ کہ عرصہ تخمیناً دو سال کا ہوا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ لودھیانہ نے خاکسار کو بوجہ اس کے کہ مولود شریف کی محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا صلے الله علیہ وآلہ وسلم کے

(مطبوعہ کریمی لاہور - باہتمام میر امیر بخش مینیجر)

ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتا ہے۔ اور فاتحہ خوانی و ایصال ثواب موتے کو جائز رکھتا ہے کافر اور مشرک کہنا شروع کیا۔ اس لئے میں نے ایک **فہرست مختصر عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ** کی بہ تصدیق مولانا مولوی عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس واسطے وہابیہ دیوبندیہ لودھیانہ آگ بگولا اور جلکر کوئلے ہو گئے۔ اور مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا۔ جس میں مجھے گالیاں دیکر توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزائیوں نے تین اشتہار میرے برخلاف شائع کئے۔ جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور توہین کرنے سے باز نہیں آتے لاچار انصاف کیلئے نالش دائر کردی۔ جس کے دوران میں **وہابیوں نے مرزائیوں** کی امداد تہ دل سے کی اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے اُن کے کاغذات لکھنے میں مدد کی، کسی نے کتاب **بحر الرائق** بہم پہنچائی، کسی نے **شرح مواقف** مہیا کردی، کسی نے اُن کی عبارات غلط ولط بے محل نکالکر نشان کردئے، کسی نے اپنے وعظوں میں مرزائیوں کی تعریفیں کیں، کسی نے میرے خطوط کچہری میں پیش کئے۔ وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتووں میں لکھا تھا کہ مرزا اور مرزائی مُرتد ہیں، اُن کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا ہی **کافر و مرتد** ہے۔ اِن فتووں کی بھی پرواہ نہیں کی۔ خیر اس پر بھی کفایت نہ ہوئی۔ تو **ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ دار** قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا قاضی فضل احمد کے اشتہار کی **حقیقت کا انکشاف**" نام شائع کیا۔ در آنحالیکہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا۔ فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی تعلی کے ساتھ گالیاں دیکر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ ملزمان مقدمہ کو کچہری نے رہا کر دیا۔ چونکہ اس کے جواب لکھنے کو اس لئے دل نہیں چاہتا تھا کہ بہتیری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرداً فرداً قریباً تمام مسائل کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اس لئے مفتی ساکن لیسی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے رسالہ مذکور لودھیانہ میں چھاپا گیا جواب لکھنے میں تعویق کی۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ کچہری میں یہ سب جوابات آجائینگے لیکن عدالت نے میرا حق مکرر سوالات کے جوابات دینے کا غصب کرکے انکار کر دیا۔ اور جوابات کو نہیں لکھا چونکہ ناواقفوں کو یہ خیال پیدا ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شائد نہ ہو سکتا ہو۔ جیسے کہ کاتب رسالہ نے تعلی کی ہے اس لئے مناسب تصور کیا گیا۔ کہ جواب رسالہ مذکور کا مختصر سا لکھ دیا جائے اور وہ

ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔ لہٰذا خدا تعالےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضل و کرم سے جواب اُس کا بطرز قولہٗ اور اقول کے تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت نصیب کرے۔ اور اپنے خالص سُنّی اہل سنّت و جماعت بھائی کو تقویت ایمان و ایقان کا باعث ہو۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ٭

تنبیہ۔ نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کی یہاں بجنسہٖ درج کی جاتی ہے۔ اس میں بعض عبارات کتب وہابیہ بلفظہٖ نقل کی گئی ہیں۔ اور بعض ملخصًا بحوالہ صفحہ جات درج کی گئی ہیں۔ جو عبارات بلفظہٖ ہیں۔ وہ بعینہٖ عبارت درج کی گئی ہے۔ اور جو ملخصًا ہے وہ خلاصہ عبارات کتب وہابیہ ہے اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے تاکہ غلطی یا غلط فہمی سے یہ نہ کہا جائے کہ کتابوں محولہ میں عبارات موجود نہیں۔ جیسے کہ مؤلف رسالہ نے غلطی کھائی ہے ٭

نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنّت وجماعت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مختصر فہرست عقاید وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنّت و جماعت

ہم اپنے برادران دینی خالص سُنّی حنفی کے عقاید کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس بات کے اظہار کو لازمی اور ضروری خیال کر کے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ہوش کریں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی۔ اور اجماع اُمّت سے علیحدہ ہو کر تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر دوسرے قسم کے وہابیہ اُن کا فتنہ نہایت عظیم ہے۔ اور ضرر رسان۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور پکے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول اور فروع میں واجب سمجھتے ہیں۔ مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت اُن کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ مختصر فہرست اُن کے عقائد کی حسب ذیل ہے۔ نقل کفر کفر نباشد۔

فہرست عقائد وہابیہ

نمبر	مضمون عقیدہ وہابیہ	نام کتب ومصنف وصفحہ کتاب
۱	خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلفظہ وملخصاً (الف) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ نیست پس لا نسلم بلفظہ رسالہ یکروزی (ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے خلاف ہے	رسالہ یکروزی مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۱۴۵۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳ مولوی خلیل احمد کی براہین قاطعہ صفحہ ۲ بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۳
۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ ملخصاً	تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۶۰
۳	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً	〃 〃 صفحہ ۱۴-۱۹
۴	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رُو برُو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً	〃 〃 〃 ۵۵-
۵	اللہ تعالےٰ جس کو چاہیگا اپنے حکم سے اُس کا شفیع بنائیگا۔ بلفظہ	〃 〃 〃 ۳۳
۶	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے۔ بلفظہ وملخصاً	〃 〃 〃 ۶۰
۷	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصاً	〃 〃 ۶-۸-۲۳-۲۹
۸	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ ملخصاً	〃 〃 ۱۰-۲۶-۲۷

ف: اس فہرست کی اشاعت اکتالیس ہزار (۴۱۰۰۰) کاپی بخرچ مولوی منشی حاجی محمد لعل خان صاحب قادری مدراسی نے کلکتہ میں زبان اردو اور بنگالی میں فرمائی۔ جس سے وہابی لوگ جل کر کوئلے ہو گئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ ۱۲ منہ

نمبر شمار	مضمون عقائد وہابیہ	نام کتب و مصنف و صفحہ کتاب
۹	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً	تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۲۷-۵۸
۱۰	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی غرض زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً	" " ۱۰-۴۰
۱۱	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً	" " ۴۰-۴۱-۴۳
۱۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصاً	" " ۲۳
۱۳	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً	" " ۳۱
۱۴	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر برابر ہیں۔ بلفظہ	براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۳
۱۵	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ ملخصاً	" " " ۵۱
۱۶	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علم غیب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ بلفظہ	حفظ الایمان مولوی اشرفعلی تھانوی۔ صفحہ ۷
۱۷	خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ع باخدا داریم کار و با خلائق کار نیست۔ بلفظہ	بسط البنان مولوی اشرفعلی ص ۷
۱۸	حق سبحانہ تعالے کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً	ایضاح الحق اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۲۴
۱۹	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولد شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے مثل کنہیا کے جنم کے ہے۔ ملخصاً	فتوے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۲۳ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد ۲۲۸

نمبر	مضمون عقیدہ وہابیہ	نام کتب و مصنف وصفحہ کتاب
۲۰	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے + بلفظہ	صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل صفحہ ۸۶
۲۱	کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلّے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں + بلفظہ	سبیل الرشاد مولوی رشید احمد۔
۲۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف، اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام ہے مثل ہنود کے	فتوے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶۰/۱۲۷ فتوے براہین قاطعہ خلیل احمد انبیٹھوی
۲۳	ختم فاتحہ بزرگان مثل سویم۔ دہم۔ چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں +	״ ״ ״

باوجود ایسا سمجھنے کے بھی خود مسلمانوں کے گھروں سے لیکر کھاتے ہیں۔ اور اچھی طرح کھانا سامنے رکھ کر ختم و فاتحہ پڑھتے ہیں۔ منافقانہ +

مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے۔ ہر مسلمان بھائی اس فہرست کو اپنے پاس جیب میں رکھے اور حفظ کرلے

راقم اثم فضل احمد المشتہر شہر لودہیانہ (عفا اللہ عنہ)

بندہ نے ان عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا ہی پایا۔ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی + بقلم خود عبد الحمید عفی عنہ مفتی شہر لودہیانہ

ختم ہوئی فہرست عقائد وہابیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کی

قولہ۔ ہمارے مطالبات کا جواب نہیں دے سکتے ہیں... مگر ہر دو صاحبان[1] کو واضح ہو کہ آپ کا یہ سکوت قابل رحم ہے۔ پھر مجھے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ الخ کی آیت اس پر مجبور کرتی ہے... کہ آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں الخ بلفظہ صفحہ ۸ سطر ۱۳۔

اقول مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے مقدمہ میں صرف تھا

[1] ہر دو صاحبان الخ سے مولوی صاحب کی مراد نیاز مند اور مولوی عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ ہیں ۱۲۔

اور آپ کے بھائیوں نے مرزائیوں کو اپنی امداد سے مرہون کر رکھا تھا اور خیال یہ تھا کہ سب جوابات کچہری میں لکھے جائینگے۔ جو قانونی میرا حق تھا۔ مگر افسوس عدالت نے حسب قانون و عادہ خود میرے جوابات کو نہ لکھا۔ اور بعد انفصال مقدمہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ جب آپ لوگ اور مرزائی میرے مرنے کے آرزو مند تھے۔ لیکن خداوند کریم نے مجھے صحت بخشکر آپ لوگوں اور تمام مرزائیوں کو سخت نادم کر کے ہمیشہ کیلئے انفاء نزاع ختم کر دیا۔ آپ کا جواب دینا بھی میرے لئے فرض نہیں تھا۔ کہ آپکے حکم کی تعمیل فوری کرتا۔ لیکن جب کہ آپنے یہ سالہ جوابات خلاف اہل سنت و جماعت لکھکر تعلی کی ہے تو آپ ٹھنڈے دل سے جوابات مدلل و مبرہن سنئے اور غور کیجئے اگر خدا توفیق دے تو اپنے حق کو ناحق سمجھ کر حق کو اور صراط مستقیم کو قبول کیجئے۔ اور واقعی حق وہی ہے جس پر میں اور جمہور علماء متقدمین اور متاخرین چلے آتے ہیں *

مولانا عبد الحمید صاحب مفتی شہر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں میں خود آپ کی خاطر کیلئے تیار ہوں *

آپ نے آیت کنتم الآیہ کو لکھکر اپنی قرآن دانی کو ختم کر دیا ہے کیونکہ جس کو آپ نے قرآن شریف کی آیت لکھا وہ قرآن شریف میں جو مسلمانوں کے پاس ہے درج نہیں ہے۔ شاید وہابیوں کے قرآن میں ہو۔ اگر آیت شریف کے معنے بھی آپ کو آتے۔ تب بھی اُس کو آیت شریف بیان نہ کرتے! ور اگر اس کو بقول آپ کے آیت سمجھا جائے اور معنے بھی صحیح سمجھے جائیں تو واقعی یہ آیت گروہ دیوبندیہ کی نسبت صحیح ہے۔ اس لئے کہ لفظ اِن شرطیہ اس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اور اس پر زیادہ افسوس آپ کی قرآن دانی کا ہے۔ کہ آیت لکھ کر اُس کے آگے علامت الخ لگا دی ہے۔ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آیت شریف پوری نہ لکھی جائے تو علامت الآیہ لکھی جایا کرتی ہے *

باب اوّل

عقیدہ نمبر (۱) وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین

خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

قولہ - توضیح مطالبہ نمبر ۱ - بر عقیدہ نمبر ۱ - مندرجہ اشتہار مشتہرہ منجانب قاضی فضل احمد بہ تصدیق مفتی عبدالحمید آپ نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱ - یہ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالے کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں جس کے ثابت کرنے کے آپنے یکروزی اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی عبارات مصنّفوں کا مطلب خبط کر کے لکھی ہیں - میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان نے اُن عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا صفحہ ۹ سطر ۱ بلفظہ

اقول - مولوی صاحب! آپکا خیال محض غلط بلکہ اغلط ہے - رسالہ یکروزی فارسی کچھ الفاظ عربی زبان میں ہے - اور باقی دو تو کتابیں اردو زبان میں ہیں - نہ تو وہ ترکی اور لاطینی - عبرانی و یونانی ہیں جن کی عبارات سمجھا جانا مشکل ہو - اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص اردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لئے آپسے زیادہ تر آسان ہے اور اصل مطلب شاعر اگر در بطن ہے تو نہ تو آپ سمجھینگے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا تو کاگ بھاکھا لکھنے کا کیا فائدہ - لکھنا اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لئے ہوتا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو فعل عبث ہے یا یہ ہوگا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں اور سُنی نہ سمجھیں یہ عجیب ہے - اور یہ جو آپنے لکھا ہے کہ "مطلب خبط کر کے لکھا ہے" یہ بھی غلط ہے - کیونکہ آپنے کسی عبارت خبط شدہ کا حوالہ نہیں دیا - کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب خبط کیا گیا ہے - جبکہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھ دیا ہ

قولہ مصنفین کتب محولہ بالا کا مطلب اُس جگہ جہاں اُن کی کتب میں عبارات لکھی ہیں مسئلہ خلف وعید کو ثابت کرنے کا ہے - جس کی بحث کے ضمن میں امکان کذب

کی بحث بھی آجاتی ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۹۔ سطر ۷ ✚

اقول۔ مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مصنفین کا مطلب خُلف وعید کو ثابت کرنا ہے اور اسی میں امکان کذب باری تعالےٰ کی بھی بحث آجاتی ہے۔ تو خُلف وعید اور کذب اللہ تعالےٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ کو اقبال ہے۔ تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمایئے خُلف وعید کے کیا معنے ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے اور یہی کذب باری تعالےٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور یہی مطلب اُن کتب کا ہے۔ پھر آپ نے کیسے لکھ دیا کہ "مطلب نہیں سمجھے" "مطلب کو خبط کر کے لکھا ہے"۔ یہاں آپ کی سمجھ کا ہی قصور نکلا ✚

قولہٗ سو واضح رہے کہ خلف وعید کے اہل سنت بڑے شد ومد سے قائل ہیں ... کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُقْتَدِرًا بلفظہٖ صفحہ ۹ سطر ۹ ✚

اقول۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ خوب! یہاں تو آپ نے کمال کر دیا۔ اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا جیسے خداوند تعالےٰ اصدق الصادقین کی نسبت کذب کا لگانا۔ میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حمایتی بنتے ہیں وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔ مگر آپ نے اُن سے بھی بڑھ کر ایسا کمال کیا ہے جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔ پہلے اس سے آپکو اگر دستار فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تو اس کمال کے صلہ میں دستاویزیں ملنی چاہئیں۔ دیکھئے مولوی رشید احمد و مولوی خلیل احمد صاحبان آپکے پیر و مرشد اپنی براہین قاطعہ میں یوں لکھتے ہیں و ہو ہٰذا:۔

(۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۳ سطر ۱۵۔ براہین قاطعہ ✚

(۲) امکان کذب خلاف وعید کی فرع ہے جو قدما میں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۔ سطر ۲۔ براہین قاطعہ ✚

(۳) رد المختار میں ہے هل يجوز الخلف في الوعيد فظاهر ما في

المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جوداً وکرماً۔ بلفظہ صفحہ ۲ ۔ سطر ۱۶ ۔ براہین قاطعہ ✦

کہئے کون سے اہل سنت بڑی شد و مد سے **خلف وعید** کے قائل ہیں اگرچہ بعض اشعریہ اس کے قائل لیکن محققین اشاعرہ جو کثرت سے ہیں اس کے قائل نہیں اور ماتریدیہ تو کلہم قائل نہیں۔ حالانکہ آپ بھی ماتریدیہ میں قدم رکھتے ہیں۔ اور بعض اشاعرہ کی سند کو پیش کرتے ہیں۔ آفرین ہے ✦

عجب العجب اور طرہ اور طرفہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد کی دیانت کا یہ ہے جو انہوں نے کتاب ردالمحتار کے نقل کرنے میں فرمایا ہے اور اس مثل کو انہوں نے حق الیقین کے درجہ پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی شخص نے ایک وہابی مولوی سے کہا آپ ہم کو نماز پڑھنے کی نہایت تاکید کیا کرتے ہیں اور نہ پڑھنے والوں پر کفر کا فتوے لگایا کرتے ہیں۔ لیکن قرآن میں تو نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں۔ بلکہ اُس کی ممانعت آئی ہے مولوی صاحب نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اُس شخص خود غرض نے کہا کہ قرآن شریف میں صاف آیا ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کہ تم نماز کے پاس بھی مت جاؤ۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ او میاں آگے اس کے وانتم سکاریٰ بھی تو پڑھ تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو وہ حکم پیش کرینگے جو ہمارے لئے مفید ہو۔ باقی سے ہم کو کیا غرض۔ اور یہ بھی تو سارے قرآن پر تو آپ نے عمل نہ کیا ہوگا۔ انتہیٰ ✦

اس مثال کو یاد رکھ کر سُنئے کہ آپ نے مرشدان عالی نے کیا دیانت فرمائی ہے اور ردالمحتار کی عبارت کو کس خیانت سے متروک کیا ہے۔ اصل عبارت یُوں ہے :-

ھل یجوز الخلف الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانّہ لا یعد نقصا بل جوداً وکرماً۔ وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علےٰ عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ وَقد قدمت علیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وَقولہ تعالیٰ وَلن یُّخلِفَ اللّٰہُ وَعدَہٗ ای وعیدہ (بلفظہ صفحہ ۳۵۱ سطر ۱۲) ✦

دیکھئے اس عبارت مُتممہ سے ثابت ہے کہ اشاعرہ بھی جو محققین ہیں خلف وعید

کو ناجائز قرار دے رہے ہیں اور اس کو اللہ تعالٰے پر محال فرما رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محقق اشاعرہ اس کے قائل ہوئے ہیں۔ جو محققین کے سامنے اُن کی کوئی وقعت نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آپ کے مرشدان با دیانت پر کہ انہوں نے اس عبارت کو جو صاحب التفتازانی" سے شروع ہوتی ہے آخر تک تین سطروں کو اپنا مخالف جانکر تحریف کر کے خیانتاً حذف کر دیا۔ اور لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کو ہاتھوں پر سرسوں کی طرح اُگا دیا۔ جب اُن کی دیانت یہاں تک ہے تو اُن کی امانت و صیانت کی حضانت آپ کو مبارک ہو۔ اہل سنت و جماعت خالص سُنّی حنفی اُن کی ایک بات پر اعتبار نہیں رکھتے۔ اور نہ رکھینگے ۔

یہ بھی یاد رہے کہ محققین اشاعرہ میں سے علامہ تفتازانی اور دیگر اشاعرہ علامہ نسفی رحمہم اللہ تعالٰے و دیگر اکابر وہ کیسے آپ کے خلف وعید کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور آیات قرآنیہ سے اس کا استحالہ اللہ تعالٰے پر قرار دے رہے ہیں۔ اس کے سوا ایک اور خیانت مولوی خلیل احمد صاحب کی لکھتا ہوں کہ وہ لکھتے ہیں وہو ہذا :۔

اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۱۵ سطر ۷ ۔

اور شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب مدارج النبوت میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وہو ہذا :۔

اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ دیوار کے پیچھے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور روایت اوپر اس کے صحیح نہیں ہوئی بلفظہ۔ ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۱۲ سطر ۸۔ یہاں بھی وہی مثل لا تقربوا الصلوٰۃ کی ثابت ہے۔ العیاذ باللہ ۔

آپ کا یہ کہنا کہ اہل سنت بڑی شد و مد سے خلف وعید کے قائل ہیں بالکل لغو ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی مفتی اہل سنت ضرور بڑی شد و مد سے قائل ہیں ۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہل سنت و جماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو ماتریدیہ اور اشعریہ ہے اور وہ وہی ہیں جو مقلدین مجتہدین آئمہ اربعہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام مالک

اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ جو شخص ان کے عقائد کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔
بعض اشاعرہ کے کلام سے خلف وعید کا جواز نکلتا ہے! اسے امکان کذب سے کوئی علاقہ نہیں۔ خود اشاعرہ نے اس معنی کا ابطال کیا ہے۔ سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح میں اس کی بحث کافی وافی ہے۔
پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ نہ تو اشاعرہ اور نہ ماتریدیہ ہیں خلف وعید یعنی کذب کے مجوز ہیں بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں! اب کہئے آپ کن میں سے ہیں جو خود مجوز بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ اہل سنت و جماعت بڑی شد ومد سے اس کے قائل ہیں۔ حالانکہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اغماض کر کے مسئلہ خلف وعید کو قدما کا مختلف فیہ لکھ رہے ہیں۔
آپنے دو آیات شریفہ اس کے اثبات میں اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وکان اللہ علی کل شئی مقتدرا تفقہ فی الدین کے خلاف تحریر کی ہیں۔ ان کا جواب سنئے۔ ترجمہ آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالٰی ہر شئے یا ہر چیز پر قادر ہے۔
اب کہئے لفظ شئی یا چیز میں ہر ایک چیز آگئی یا کچھ باقی رہ گیا! اور یہ بھی کسی آیت قرآنی یا کسی تفسیر حقانی سے سوچ سمجھ کر کہئے کہ لفظ شئی میں خدا تعالٰی بھی داخل ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیوں اور اگر ہے تو پھر اللہ تعالٰی ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے اس سے یہ بھی عقیدہ آپکا معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالٰی ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ مگر افسوس اس پر آپ کی نظر نہیں اور نہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں! اور نہ دے سکینگے۔
میں کہتا ہوں کہ لفظ شئی میں خداوند تعالٰی بھی داخل ہے آپ چونکئے اور گھبرائیے مت۔ لیجئے قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں کہ خداوند تعالٰی بھی لفظ شئی میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ قل ای شئی اکبر شہادۃ قل اللہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہئے کونسی چیز یا شئے شہادت میں سب سے بہت بڑی ہے کہو اللہ۔ پس اللہ تعالٰی بھی آپ کی آیات پیش کردہ میں داخل ہے۔ پس اعمش سے یہ پایا

لازم آئی کہ اللہ تعالے دوسرا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے۔ پس یہ مسئلہ تمام کے مذاہب کے خلاف ہے۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نیچے ہے خلف وعید اور کذب باری تعالے اور اس سے یہ بھی لازم آیا کہ نعوذ باللہ خداوند کریم اپنی اولاد پیدا کرنے زنا چوری اور تمام بُرے افعال جیسے کہ شراب پینے۔ قمار بازی وغیرہ کرنے پر قادر ہے۔ کیونکہ جب انسان ان تمام افعال قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے تو خدا کیوں قادر نہ ہو۔ اور اگر قادر نہ سمجھا جائے۔ تو ثابت ہوگا کہ انسانی قدرت رحمانی قدرت سے زیادہ ہے۔ ایسے ہی آپکے امام الطائفہ بانی وہابیت و نجدیت اپنے رسالہ یکروزی میں لکھتے ہیں وھو ہذا۔ مولانا فضل حق صاحب علیہ الرحمۃ کے جواب میں جو انہوں نے اس طرح لکھا تھا لکھتے ہیں :۔

قولھم ماھو الا تجویز الکذب علے اللہ تعالیٰ وھو محال لانہ نقص والنقص علے اللہ تعالیٰ محال ۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد الخ صفحہ ۱۴۵ یکروزی ۔

کیوں؟ مولوی صاحب آپکا ایمان اور اعتقاد یہی ہے آپکو مبارک ہو لیکن ہمارا اور تمام اہل سنت وجماعت کا اعتقاد اور ایمان آپ کی پیش کردہ آیت پر اس طرح ہے :۔

(۱) تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے ان اللہ (کان) علے کل شئی (شاءہ) قدیر یعنی اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے جس کو کرنا چاہئے۔ (اور جس کو کرنا نہ چاہئے اس میں سے جو محال ہے اس پر قادر نہیں) ۔

(۲) تفسیر بیضاوی شریف جلد اول صفحہ ۲۸ ۔ سطر ۲۵ ۔ **قولہٗ تعالیٰ** ان اللہ علے کل شئ قدیر کالتصریح بہ و تقریر لہ والشی یختص بالموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء تارۃً[۱] وح یتناول الباری تعالیٰ کما قال اللہ قل ای شئ اکبر شھادۃ قل اللہ بمعنی مشی اخری اے مشی وجودہ و

---

۱ اے مرۃ یکار بمعنے فاعل ۔ ۱

ماشاء اللہ وجودہ وھو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ ان اللہ علیٰ کُلّ شیٍ قدیر۔ واللہ خالق کل شی قدیر۔ فیھما علیٰ عمومھما بلا مثنویۃ یعنی خلاصۃً اس آیت شریفہ کی تصریح میں یہ بات ہے کہ شی کا لفظ چیز کی موجودگی پر خاص ہے کیونکہ یہ لفظ دراصل مصدر ہے بمعنی شاء یعنی اسم فاعل کے معنے چاہنے والا ارادہ کرنے والا فاعل ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کونسی شی سب سے بڑی ہے شہادت میں پھر خود ہی فرماتا ہے کہ اے میرے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ اللہ تعالےٰ ہے۔ اور کبھی بمعنے مشی کہ اسم مفعول کے یعنے جس کا وجود اللہ تعالےٰ نے چاہا اور جو اسی وقت فی الواقع موجود ہے اُس پر قادر ہے اور اس پر آیت شریفہ ان اللہ علیٰ کُلّ شی قدیر وارد ہے الخ ❊

(۳) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۴۔ وقد قیل کل عام یختص قولہ تعالیٰ واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر بما شاءہ .... والحاصل ان کُلّ شی تعلقت بہ مشیۃ تعلقت قدرتہ الخ یعنی اللہ تعالےٰ جس چیز کو چاہئے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اُس پر نہیں ہر ایک چیز کا تعلق اسکی مشیت پر ہے اور لفظ کل عام ہے ❊

(۴) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۰ سطر اوّل۔ ثمّ اعلم ان الشی فی اصلہ مصدر قد یستعمل بمعنے المفعول کما قولہ تعالیٰ واللہ علےٰ کلّ شیٔ قدیر۔ یعنی دراصل لفظ شیٔ مصدر ہے اور بصیغہ مفعول استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالےٰ ہی ہر شئے پر قادر ہے یعنی چاہی ہوئی چیز پر (بصیغہ مفعول) ❊

یہ ہے اس آیت شریفہ کا مطلب جو مفسرین رحمہم اللہ تعالےٰ اہل سنّت و جماعت نے فرمایا ہے جس کو وہابیہ نہیں سمجھتے ❊

قولہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیای سعادت کے صفحہ ۲۱۲ پر لکھتے ہیں گناہ واجب نیست کہ بدو رنج برد بلکہ عفو ممکن است۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۴ پر ہے کہ۔ ہر کہ صفات حق تعالےٰ را بشناخت و جلال و بزرگی و توانائی و بے باکی او بدانست اگر ہمہ مخلوق عالم را ہلاک کند و جاوید بدوزخ دارد یک ذرہ مملکت وے کم نشود

بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۲۱ ۔

اقول ۔ ان عبارات سے مفتی صاحب یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ ان عبارات میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں جن کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم لگاتے ہیں ۔ جو بالکل غلط ہے ۔

(۱) پہلی تحریر میں تو صرف گناہ کے معاف کرنے پر اللہ تعالےٰ کا قادر ہونا ثابت ہوتا ہے جو عین صحیح ہے کہ مومنوں مسلمانوں کے سب گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے کیونکہ خود اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے ایفا کرنے پر قادر ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ (سورۃ النساء) اور یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (سورہ صف) اور یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (سورہ یوسف) اور اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (سورہ الزمر) ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے گناہ معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس میں کونسا خلف وعید ہے ذرہ ہوش کیجئے ۔ یہ عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی میرے دعوے کی موید ہے اور آپ کے مخالف ہے اپنے دعوے پر دلیل لانے میں سخت غلطی کھائی ہے جو طفل مکتب کرے ۔

دوسری عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کتاب کیمیائے سعادت کے رکن چہارم تیسری فصل خوف و رجا کی حقیقت کے بیان میں ہے ۔ جو ہمہ مخلوق و عالم میں پیغمبران علیہم السلام ہیں ۔ داخل نہیں ہیں ۔ کیونکہ اس میں لفظ بڑا یا چھوٹا درج نہیں اس عبارت کے عین اوپر ایک مثال حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ شیر کے خوف کی نقل فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی مملکت میں ایسا کرنے سے کچھ کمی واقع نہیں ہوتی اور اس جگہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آنسرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں ۔ ہاں ! اگر جملہ یا فقرہ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا" درج ہوتا تو بیشک تمام انبیاء علیہم اس میں داخل ہوتے ۔ مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس عبارت کے بعد حضرت امام علیہ الرحمۃ نے اس کا استثناء یوں فرما دیا ہے کہ :۔

یہ ڈر انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے گو کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم گناہ سے معصوم

---

[1] تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴ ۔

ہیں .... اسی واسطے سلطان الانبیا علیہ افضل الصلٰوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ بلفظ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۴۸۸ سطر ۲۳

(۲) فتوح الغیب مقالہ ہیزدہ و شرح فارسی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ لا تسکن الی احد من الخلق ولا تانس بہ (بلفظہ) شرح۔ ارام و میل مکن بسوئے ہیچ یکے از خلق و الفت مگیر بہیچ یکے اما از دوستان خدا و مقربان شے داخل غیر نیستند و توجہ بایشاں باین حیثیت عین توجہ بحضرت حق سبحانہٗ است انتہٰے۔ یعنی خلق کے لفظ سے یہ بات نہیں سمجھنی چاہیئے کہ اس میں دوستان خدا و مقربان درگاہ کبریا جل وعلا انبیا علیہم السلام و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ بھی داخل ہیں۔ کیونکہ ان پر عین توجہ اللہ تعالےٰ مبذول ہے۔ واقعی وہ لفظ مخلوق میں داخل نہیں ٭

اب اس میں اصل عقیدہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مختصراً لکھا جاتا ہے تاکہ آپ کو ان کے عقیدہ سے واقفیت ہو کر بے ربط اور بے جوڑ غیر متعلق عبارت کا پتہ لگ جائے ٭

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ جلد اوّل باب دوم عقائد میں

(الف) وہ سب چیزیں اُسکے خدا تعالےٰ کے حکم اور تقدیر حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جس کو نہ چاہا وہ نہ ہوئی۔ بلفظہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۵ سطر ۱۶ ٭

(ب) یہ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے امر و نہی اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے بلفظہ صفحہ ۱۷۶ سطر ۹۔ جلد اوّل ٭

(ج) یہ امور اس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ نہ بُرے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالےٰ اپنے ایماندار بندوں کو طاعتوں پر اپنے کرم اور وعدہ کے بموجب ثواب عنایت فرماتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۷ سطر ۸ ٭

(د) بلکہ رسولوں کو بھیجا اور اُن کا سچ ظاہر مُعجزوں سے ثابت کیا۔ تو انہوں نے اس کے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق میں پہنچایا اس لیے خلق پر رسولوں کو سچا جاننا اور جو وہ احکام لاتے ہیں اُن کا ماننا واجب ہے بلفظہ صفحہ ۱۷۷ سطر ۱۴ ؎

(ھ) خدا تعالےٰ کے حکم سے کافروں کے پاؤں اوس پر (صراط) پھسلینگے اور دوزخ میں گرجائینگے۔ اور ایمان والوں کے پاؤں اللہ تعالےٰ کی عنایت سے اُس میں جمینگے وہ دار القرار کو پہنچا دئے جائینگے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۸ سطر ۱۲ ؎

(و) پس دوزخ میں کوئی ایماندار ہمیشہ نہیں رہیگا۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۹ سطر ۵ ؎

(ز) جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا۔ وہ اہل حق اور سنت جماعت والوں میں ہوگا۔ اور گمراہی اور بدعت والوں کی جماعت سے علیحدہ رہیگا۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۹ سطر ۱۱ ؎

دیکھئے یہ ہے مذہب امام علیہ الرحمۃ کا اور میرا اور تمام اہلسنّت وجماعت کا جو آپ کو نصیب نہیں آپنے اپنی ان عبارتوں کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی اور خداوند تعالےٰ کا جھوٹ بولنا اور خلف وعید کرنا بے سود نکلا ؎

قولہ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے صفحہ نمبر ا پر ہے:۔

اگر ہمہ منکران عالم و شیاطین جہان را با ذریت اتباع او فے المثل علیین سازد و تاج قدسی بر سر نہد ہنوز حق کرم او گذار نشود ؎ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے اگر خواہد ہر کہ دُردے زمین کافرے و مشرکیست در دریاے رحمت غرق کند ہا و پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر ہے۔ اگر خواہد کہ در عالم نبی و ولی است ہمہ را در سلسلہ قہر کشد و خالداً مخلداً در عذاب الیم بدارد ؎ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۲ پر ہے اے برادر کسے را کار با جبار تعالےٰ افتادہ است۔ اگر بہشت را عین دوزخ گرداند و دوزخ را عین بہشت۔ الخ صفحہ ۹ سطر ؎

اقول افسوس سے کہتا ہوں کہ آیت یا حدیث پیش کی ہوتی جس سے ثابت ہوتا کہ واقعی خداوند تعالےٰ وعدہ خلافی کیا کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے

یا بولا کرتا ہے۔ کیا کسی ایک بزرگ سالک مجذوب کا قول پیش کرنے سے آپ کا چھٹکارا ہوسکتا ہے؟ اور ایسا قول کہ جس کی تاویل ہوسکتی ہو۔ اور بظاہر شریعت کے خلاف ہو۔ کیا آپ ایسے قول کو مفتی بہ یا علیہ الفتویٰ اور ظاہر روایت سمجھتے ہیں آداب افتاء پڑھیئے۔ ہاں! عبارات مندرجہ بالا درج کرنے کا مطلب آپ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالٰے تمام جہانوں کے منکروں شیطانوں کو علیّین میں داخل کرنے پر قادر ہے اور تمام مشرکین کو دریائے رحمت میں غرق کر سکتا ہے۔ اور وہ جبار و قہار ہے کہ دوزخ کو بہشت اور بہشت کو دوزخ بنا دے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسےٰ و یحییٰ علیہما السلام کو دوزخ میں ڈالدے یا ڈال سکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا پس اس سے اللہ تعالٰے کا جھوٹ بولنا ثابت ہوا۔ جس کے اہلسنت وجماعت قائل ہیں۔ یہ آپ کا افتراء علے اللہ ہے *

اس کا جواب چند وجوہ سے ہے

اوّل شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریر میں کوئی سند قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں دی۔ جب کوئی سند نہیں ہے تو کوئی بھی مسلمان آدمی اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جو شیخ صاحب نے اپنی مجذوبی کی حالت میں لکھ دیا ہو۔ اس پر اعتبار نہیں یا اس کی تاویل کی جائے گی *

دوم یہ کہ ان عبارتوں کے شروع میں الفاظ۔ اگر۔ اگر خواہد لکھے ہوئے ہیں جس سے شیخ علیہ الرحمۃ کا منشا ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات کی تفسیر میں بیان کر رہی ہیں۔ کہ نہ تو خدا چاہے اور نہ چاہیگا اور نہ ایسا کریگا۔ جیسے اللہ تعالٰی فرماتا ہے:-

۱۔ فلو شاء لھدٰکم اجمعین (سورہ انعام) پس اگر ہم چاہتے تمام کو ہدایت کر دیتے۔

۲۔ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ (مائدہ) اگر اللہ تعالٰے چاہتا تو سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا *

۳۔ ولو شاء اللہ ما اشرکوا (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے *

۴۔ ولو شاء اللہ ما فعلوا (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا کام نہ کرتے *

۵۔ ولو شاء لجعلھم امۃ واحدۃ (شوریٰ) اگر ہم چاہتے تو ان کو ایک ہی مذہب

کر دیتے ۔

۶۔ لو اردنا ان نتخذ لھواً لاتخذنٰہ من لدنا ان کنا فٰعلین (انبیاء) اگر ہم بیٹا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار فرماتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ کیا کوئی اس آیت سے ایسا کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لیے بیٹا ممکن ہے ۔

۷۔ قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اول العابدین۔ کہدے اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر رحمٰن کے لیے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پوجنے والا ہوتا ۔

یہاں کہدینا کہ خدا کا بیٹا بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدائے تعالےٰ اپنے حبیب کو معاذ اللہ عبادت غیر کا حکم دے ۔

یہ سات آیات کافی ہیں اگرچہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا کے چاہتے پر دار مدار ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہی نہیں تو پھر یہ فتوےٰ خداوند تعالےٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف خلف وعید کیونکر کہا جا سکتا ہے اور کیوں کرے اس کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہیئے کہ فلاں امر اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے۔ اور آیندہ بھی کرے گا۔ جب یہ نہیں تو پھر خدا کے کذب پر دلائل حشویہ پیش کرنا کس اہل سنت کا مذہب ہے۔ واقعی یہ مذہب خوارج اور معتزلہ کا ہے۔ جیسے آگے آئیگا۔ انتظار کیجئے ۔

سوم۔ شیخ علیہ الرحمۃ پر آپ نے کذب باری تعالےٰ کا بہتان لگایا ہے۔ اس تیسری عبارت میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوب نمبر ۴۵ میں جو صفحہ ۱۷۰ پر درج ہے ایک اپنے مرید مریض کو تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ جبار و قہار ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اُس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر صفت قہاری ظہور میں لاوے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کو ظلم سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ پس اس عبارت سے کذب باری تعالےٰ ثابت کرنا نافہمی نہیں تو اور کیا ہے؟

چہارم۔ میں انہیں شیخ علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب مکتوبات سے پیش کرتا ہوں کہ

انہوں نے کذب باری تعالٰے یا خلف وعید کے مسئلہ کا تشدّد سے انکار کر کے بخوبی سمجھا دیا ہے۔ وہ اپنے مکتوب نمبر ۹۸۔ صفحہ ۳۱۷ پر فرماتے ہیں۔ کہ بھائی شمس الدین کو واضح ہو کہ اہل سنّت کا مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ کافروں کیلئے وعید مطلق ہے اور نیکو کاروں کیلئے وعدہ مطلق۔ اور گنہگار مسلمان چونکہ کافر نہیں وہ وعید مطلق کے نیچے داخل نہیں اور وہ بالکل نیکوکار بھی نہیں تو وعدہ مطلق میں بھی داخل نہیں لیکن معتزلہ فرقہ اس کے خلاف ہے وہ اُس مسلمان کو جو نیکوکار نہیں ہمیشہ کیلئے دوزخی کہتا ہے۔ اور اہل سنّت وجماعت اس مسلمان کو خدا کی مرضی پر چھوڑتے ہیں خواہ اللہ تعالٰے اس کو اپنے فضل سے بخشدے۔ یا عدل سے عذاب کر کے بخشدے اُس کو اختیار ہے اس میں خدا تعالٰے جھوٹ بولنا اور اس میں خلف وعید یا وعدہ خلافی کرنا کہاں پایا جاتا ہے۔ اصل عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ تاکہ آپ معتزلہ عقیدہ سے بچیں اور اہل سنّت میں داخل ہوں اور توہین اور گستاخی اللہ تعالٰے سے مصئون رہیں ؁

مکتوب نود وہشتم در وعدہ و وعید صفحہ ۳۱۷

برادر شمس الدین بداند۔ کہ مراہل سنّت را اجماع است کہ وعید مطلق کافران را است و وعدہ مطلق مومنان را است۔ یا زمومن کہ عاصی باشد کافر نبود تا در تحت وعید مطلق در آید۔ و نیز محسن مطلق نیست تا در وعدہ مطلق وے را در یابد در وے اختلاف است۔ قول معتزلہ آنست کہ وے از وعید مطلق است اگر باگناہ ازیں جہان بیروں رود وجاوداں در دوزخ بماند۔ یا مذہب اہلسنت آنست کہ مر او را موقوف دارند نہ وعدہ مطلق دہند نہ وعید مطلق حکم وے بمشیت مطلق دارند اگر خواہد وے را آمرزد وآں از وے فضل بود واگر خواہد او را عذاب کند وآں از وے عدل بود و ہیچ حال مومن را در دوزخ خلود نگویند ہرچند عاصی باشد ؁

از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول است کہ گفت کہ ہر مومن کہ باگناہ رود خداوند تعالٰے از سہ کار یکے با وے کند یا برحمت خویش بیامرزد۔ یا بشفاعت پیغمبر بیخشد یا بمقدار گناہ عذابے کند و آخر آزاد کند۔

رباعی ؎

اگر گناہ داری در توبہ است باز   توبہ کن چون در نخواہد شد فراز
گر بدیں در گہ بصدق آئی دمے   صد فتوحت پیش باز آید ہمے

لیجئے ! مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کا نفیس فیصلہ اور فتویٰ کہ اہل سنت و جماعت اور فرقہ معتزلہ کا مذہب کیسا صاف صاف بتلا دیا کہ مومن مسلمان ہمیشہ جنت میں ہی رہینگے اور کافر و مشرک و شیطان مردود وغیرہ ضرور دوزخ ہی میں رہینگے اس کے خلاف اللہ تعالےٰ ہرگز نہ کرے گا۔

دوسری جگہ حضرت علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۵۳ صفحہ ۱۷۰ میں فرماتے ہیں۔

یقین داند کہ مقبول او مردود نگردد و مردود او مقبول نشود کہ ہر کہ را بعزت رسانید الخ

امید ہے کہ اب تو شیخ علیہ الرحمۃ کے فرمانے پر آپ ایمان لاکر اہل سنت میں داخل ہو جائینگے۔

قابل عمل آپکے دیگر عبارات مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ لکھی جاتی ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اعتقاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر اس قدر غلو سے بڑھا ہوا ہے کہ انکی عبارتوں پر بڑے زور سے ایمان کو مستقل کیا ہے جو بلا سوچے سمجھے لکھی گئی ہیں اور اُن سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ کسی طرح سے خدا وند تعالےٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے مگر افسوس وہی لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کو آپنے یہاں بھی ثابت کر دیا۔ چونکہ آپ کا ایمان انکی کتاب پر ایسا ہے کہ آنکھ بند کرکے عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیجیئے چند عبارات ان کی کتاب سے لکھ کر پیش کرتا ہوں انپر عمل کیجئے۔

الف۔ مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کے اخیر صفحہ ۳۲۳۔ ابیات ذیل ؎

من نہ کافر نہ مسلمان ماندہ ام   درمیان ہر دو حیران ماندہ ام
نہ مسلمانم نہ کافر چوں کنم   ماندہ سرگردان مضطر چوں کنم

ب۔ از خود از طاعت خود منکر باش ایمان خود بہ نظر زنار بیں۔ عبادت خود را بُت پرستی شمر و خود را مردودے و فرعونے تصوّر کن۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۹ سطر ۲۱۔

ج۔ ارشاد السالکین مصنفہ حضرت شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ (مکتوبات امام ربانی جلد سوم)
تا کافر نشود مسلمان نشود تا سر برادر خود را نبرد مسلمان نشود تا بمادر خود جفت نشود مسلمان نشود۔ بلفظہ۔

دیکھئے مفتی صاحب! حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں "کہ نہ میں مسلمان ہوں اور نہ کافر۔ اپنے آپ کو نمرود اور فرعون سمجھو۔ اور زنار پہن۔ اپنی ماں کے ساتھ ... کر اور اپنے بھائی کو قتل کر اپنی عبادت کو بت پرستی شمار کر کافر ہو جا وغیرہ" آپ شریعت سے فتوے دیں تاکہ آپ مفتی کامل ثابت ہوں! اور ان باتوں پر عمل کر کے دکھلائیں ﴿

قولہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے قائل تھے صفحہ ۱۰ سطر ۱۴ ﴿

اقول۔ ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہو چکا ہے کہ خلف وعید یا کذب باریتعالٰے ہرگز جائز نہیں۔ یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔ اور وہ حضرات ان عبارت کے لکھنے والے خلف وعید کے ہرگز قائل نہ تھے ﴿

قولہ غرضیکہ اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر خلف وعید کے قائل نہیں تو معتزلہ اور خارجی لوگ نہیں۔ جو کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے:۔

شرح مقاصد میں ہے الثواب فضل من اللہ تعالٰی والعقاب عدل من غیر وجوب علیہ والاستحقاق من عبید خلافا للمعتزلہ ﴿

شرح مواقف میں ہے جمع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذامات بلا توبۃ ولم یجوزان یعفو اللہ عنہ ﴿

ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۰ سطر ۱۶ ﴿

اقول۔ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ خلف وعید یا کذب باریتعالٰی کا کوئی بھی اہل سنت سے قائل نہیں۔ بلکہ کل ماتریدی اور اشعری اس سے انکاری ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا شرح مقاصد اور مواقف سے بھی میرا دعوےٰ ثابت ہے نہ کہ آپکا۔ آپکا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند تعالٰے تمام انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام و مومنین صالحین کو دوزخ میں ڈالدینے پر قادر ہے اور تمام مشرکین و شیطان لعین اور ملحدین اعلٰے و ادنٰے کو بہشت میں داخل کرنے پر اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف قادر ہے۔ جس سے کذب باریتعالٰے ثابت ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ یہ عقیدہ آپ کو

مبارک ہو۔ میں ان ہر دو عبارتوں کے مضمون میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ بات حسب وعدہ وعید خداوند تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کہ کسی مسلمان گنہگار کو اپنے فضل سے بخشدے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی شفاعت سے مغفرت کرے۔ یا اُس کے گناہ کے مطابق عذاب کرکے بخشدے۔ اس کے اثبات میں آپ کی پیش کردہ کتب کیمیائے سعادت اور مکتوبات شیخ مجدد الف ثانی سے دکھلا چکا ہوں۔ اور آیات بھی درج کر چکا ہوں لیکن آپ کے اعتقاد کے مطابق کسی کافر اور مشرک کا خلود فی الجنۃ ثابت نہیں جس سے خداوند تعالےٰ کا وعدہ خلافی کرنا ظاہر ہوتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کا ڈھنگ نہیں آیا۔ پس میری تحریر سے ثابت ہے کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی ہی لوگ ہیں ؛

قولہ حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی خلیل احمد صاحب کو باعث خلف وعید کے قائل ہونے کے آپ نے وہابی قرار دیا ہے۔ اور اُن کی تحریرات کو آپ نے کفریہ ٹھیرایا ہے۔ اب تو صحیح مطالبہ میں ثابت ہو گیا۔ کہ خلف وعید کے قائل تمام اہل سنت ہیں ہیں۔ تو لازم آیا کہ آپ نے اہل سنت کو وہابی اور پکے مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا۔ تو ارشاد ہو کہ آپ کے ایسا کرنے سے شرعاً آپ کس لقب سے یاد کئے جانے مستحق ہیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۱ سطر ۲۱ ؛

اقول - یہاں آپ نے مولوی اسمٰعیل اپنے امام الطائفہ کے نام سے لفظ محمد کو نکال دیا۔ حالانکہ تمام اُن کی کتابوں میں نام اُن کا محمد اسمٰعیل لکھا ہوا دیکھا گیا ہے مگر آپ نے اپنے رسالہ میں سب جگہ اسمٰعیل ہی لکھا ہے۔ شاباش! آپ نے خوب کیا کہ وہ حقیقی وہ اسم پاک محمد (صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم) کے شامل کرنے کے مستحق نہیں اور نہ تھے۔ اس لئے میں بھی اسی پر عمل کرونگا ؛

اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ خلف وعید کرنا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ یا اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ تو یہ کفر ہے جس کا ثبوت کثرت سے آگے آئیگا۔ آپ انتظار کریں۔ میں اہل سنت کو وہابی نہیں کہتا بلکہ اون لوگوں کو وہابی کہتا ہوں جن کے عقائد میری فہرست مندرجہ صفحہ ۲ تا ۷ میں درج ہیں۔ جن کا آپ نے کچھ پوچ جواب لکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو پکا دیوبندی

وہابی ثابت کیا ہے۔ اس میں شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ مولوی آسمٰعیل دہلوی پکے چونہ گچ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوہے کی طرح وہابی نجدی اور ہندوستان میں بانئے وہابیت ہیں۔ اور میرے لیے شرعًا کا اہل سنّت و جماعت سُنّی حنفی لوہے سے بھی زیادہ مضبوط لقب موزون ہے الحمدُ للہ علٰے ذالک ؁

لیجیے مولوی صاحب آپ کے اعتراضات ہباءً منثوراً ہوگئے۔ اب مفصل طور پر مذہب اہل سنّت جماعت کا اثبات آیات قرآنی اور تفاسیر حقّانی اور علم کلام و دیگر کتب معتبرات اور فتاوے علماء ربّانی سے تحریر کرتا ہوں۔ انشاءاللہ تعالےٰ آپ نادم ہونگے۔ اور آپ کی آنکھیں روشن ہوجائینگی بشرطیکہ خداوند کریم کی توفیق رفیق ہوئی۔ ورنہ چوندھیا ضرور ہوجائینگی ؁

فصل اوّل

آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوند تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اس کا حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا

(۱) وعد اللہ لا یخلف اللہ المیعاد ۔ وعدہ کیا اللہ نے اور نہ خلاف کریگا اللہ اپنے وعدہ کے ؁ (سورہ زمر)

(۲) ولن یخلف اللہ وعدہ ۔ خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا ؁ (سورۂ حج)

(۳) ان وعد اللہ حق تحقیق اللہ تعالٰی کا وعدہ سچا ہے۔ (قصص)

(۴) وعد اللہ لا یخلف وعدہ وعدہ کیا اللہ نے نہیں خلاف کریگا اللہ اپنے وعدہ کے (روم) ؁

(۵) الا ان وعد اللہ حق ۔ خبردار ہوجاؤ واقعی اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ (یونس)

(۶) کل کذب الرسل فحق وعید جنہوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو پس ثابت ہوئی اُن پر وعید عذاب ؁ (ق)

(۷) وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید تحقیق بھیجا ہم نے تم پہ عذاب۔ میری بات بدلنے والی نہیں

اور نہ ہم اپنے بندوں سے ظلم کرنے والے ہیں ۔ (ق)

(۸) فلن یخلف اللہ وعدہ ۔ اللہ تعالےٰ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کریگا اور نہ کرتا ہے (بقرہ) ۔

(۹) فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ من رسلہ ۔ پس تم مت گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا ہے ۔ (سورۂ ابراھیم)

(۱۰) ان اللہ لا یخلف المیعاد ۔ تحقیق اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کریگا ۔ (آل عمران)

(۱۱) لا یخلف اللہ وعدہٗ ۔ اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ کریگا ۔ (روم)

(۱۲) من اصدق من اللہ حدیثا ۔ اللہ تعالےٰ سے کون سچا ہے بات میں (یعنی کوئی نہیں) ۔ سورہ النساء

(۱۳) وعد اللہ حقا و من اصدق من اللہ قیلا ۔ وعدہ اللہ تعالےٰ کا سچا ہے اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے کلام میں یا بات میں ۔ (النساء) ۔

(۱۴) وتمت کلمات ربك صدقا وعدلا ۔ تمام ہوئے کلمات تیرے رب کے سچے اور صحیح ۔ (انعام)

(۱۵) وانا الصدقون ۔ اور واقعی ہم سچے ہیں ۔ (انعام)

(۱۶) وعد اللہ المنفقین والمنفقت والکفار نار جھنم خلدین فیھا ۔ اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ منافقین اور منافقات اور کفار ہمیشہ تا ابد دوزخ میں رہینگے ۔ (توبہ)

(۱۷) وعد اللہ المومنین والمومنت جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ۔ وعدہ کیا ہے اللہ پاک نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بہشت کا جسکے نیچے نہریں چلتی ہیں کہ وہ ہمیشہ تا ابد اس میں رہینگے ۔ (توبہ)

(۱۸) اولئك اصحاب الجنۃ ھم فیھا خلدون ۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہینگے ۔ (بقرہ ۔ یونس ۔ ھود)

(۱۹) اولئك اصحب الجنۃ خلدین فیھا ۔ یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ

اسی میں رہیں گے ۔

(۲۰) فاولٰئک اصحٰبُ النّار ھم فیھا خٰلدون ۔ بس یہی لوگ دوزخی جو ہمیشہ اُسی میں رہینگے ۔ (اعراف یونس مجادلہ)

ان آیات کے سوا کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں یہاں ان بیس آیات کو کافی سے زیادہ اس کے لئے سمجھا گیا ہے ۔ ان سے بہمہ وجوہ ثابت ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالٰے نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا ۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے ۔ بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے ۔ اور جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا جو وعدہ اللہ تعالٰے نے مسلمانوں کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کریگا اس میں سر مُو فرق نہیں ہوگا ۔ اور جو وعدہ کفار کے حق میں ہے اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا اور اللہ تعالٰے اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے ۔ وعدہ خلافی اور جھوٹ اس کی شان عالی کے خلاف ہے اور اُس کی ذات پاک کے منافی ۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا کذب یا دروغ بولتا ہے یا بولے گا یا بول سکتا ہے یا بولنے پر قادر ہے وہ شخص اہل سنت وجماعت سے خارج بلکہ کافر ہے یہی مذہب اہل سنت وجماعت متقدمین اور متاخرین کا ہے جو نصوص سے ثابت ہے ۔

فصل دوم ۔ تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالٰے کا وعدہ اور وعید سچا ہے ۔ اسکے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۶۰ سطر ۱۸ ۔ ان سب (قوم تبع) نے کذب الرسل تکذیب کی تمام رسولوں کی ۔ اسواسطے کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنیوالے ہیں ۔ تو اُن میں سے ایک کی تکذیب اُن سب کی تکذیب ہوتی ہے ۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیا کی تکذیب کی ۔ فحق وعید تو مسلم ہوگئی اور نازل ہوئی اُن پر میری وعید یعنے جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا ۔

بلفظہ ٭

(۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۳۰۴ سطر اوّل۔ وَقد قدمت اور بیشک ہم نے پہلے بھیجی تھی الیکم بالوعید تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی۔ اور اب تم کو حجت نہیں رہی۔ اور تمہارا کوئی عذر نہ سُنا جائیگا۔ مَا یبدل القول نہ بدلی جائیگی بات لدیّ میرے پاس یعنے ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے ہیں اُس میں تبدّل اور تغیر کی گنجائش نہیں۔ بلفظہ ٭

(۳) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۱۸۳۔ ومن اصدق اور کون شخص ہے بہت سچا من اللہ حدیثا۔ اللہ تعالے سے یعنے اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہے بات میں۔ اور وعدہ کے رو سے۔ یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اسواسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالے جھوٹ سے پاک ہے۔ بلفظہ ٭

(۴) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۴۔ فلن یخلف اللہ عہدہٗ پس ہرگز خلاف نخواہد کرد خدا تعالی عہد خود را۔ زیراکہ خبر او کلام ازلی اوست وکذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نیابد۔ وآنچہ بعضے ظاہر بیناں گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است۔ ودر وعید بد کرم ولطف است مبنی ست بر قیاس غائب بر شاہد در حق او تعالے کہ مبرّا از جمیع نقائص است۔ خلاف خبر مطلقاً نقصان ست خواہ نیک باشد یا بد۔ زیراکہ لطف وکرم او تعالے راہ ہائے بسیار دارد۔ بلفظہ ٭

یہاں حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے لفظ جود اور کرما کا بھی فیصلہ فرمادیا ٭

(۵) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ فاولئک اصحاب النار پس آں گروہ ملازمان دوزخ اند کہ ہرگز ازاں جدا نمیشوند۔ ھم فیہا خالدون یعنے ایشاں دراں دوزخ ہمیشہ باشندگانند۔ والذین امنوا وعملوا الصالحات یعنے وکسانیکہ ایمان آوردند وعملہائے شائستہ کردند پس دلہائے ایشاں نیز از گناہ پاک است وبدن ایشاں نیز بنور عمل صالح منور۔ لاجرم اولئک

اصحٰب الجنۃ یعنے ایں گروہ ملازمان بہشت اند کہ جائے قدس و طہارت است۔
ھم فیہا خالدون یعنے ایشاں در آں بہشت ہمیشہ باشندگانند۔ بلفظہ ٭
(۶) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۳۱۷۔ نیز باید دانست کہ اہل قبلہ را دریں مسئلہ اختلاف عظیم رو دادہ بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت میکنند و میگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران ست و ہمین ست مذہب معتزلہ و خوارج ...... و ہمین ست مذہب بشر مریسی و خالدی و دیگر جاہلان بیوقوف ...... مذہب صحیح کہ صحابہ و تابعین آنرا مشروحاً بیان فرمودہ اند۔ و اہل سنت و جماعت آنرا اختیار نمودہ اند آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو ست اگر بے توبہ بمیرد او مانند سائر مسلمین ست در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات و میراث و در حق او شفاعت پیغمبر و رحمت الٰہی را امیدوار باید بود۔ بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ برحمت بے غایت خود یا بشفاعت پیغمبر از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔ و بعضے را از ایشاں عذاب ہم کند و نیز یقین باید کرد کہ ہر کہ از ینہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت۔ عذاب ابدی خاصہ کفر ست۔ ہیچ گناہ مستحق آں نتواں شد ..... بعضے از طرفداران معتزلہ دریں مقام میگویند کہ ہر چند مذہب اہلسنت اقرب بادب ست زیرا کہ ایشاں حق تعالیٰ را ہر دو صفت جلال و جمال و عفو و انتقام و لطف و قہر ثابت میکنند و ہیچ یک را ازیں دو صفت در حق بندگاں واجب نمیدانند و میگویند کہ او خاوند است یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید الخ بلفظہ ٭

دیکھئے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ کی کیسی جڑ کاٹی ہے

(۷) تفسیر بیضاوی جلد اوّل صفحہ ۱۹۵۔ زیر آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ انکار ان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال۔ یعنی (یہ انکار استفہامی ہے) کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ سے سچ بولنے میں زیادہ ہے پس لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلف وعید کا الزام ہرگز نہ لگایا جائے۔

کہ اسکی خبریں واقع ہو۔ کیونکہ یہ نقص ہے ذات باری میں اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۔

(۸) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۷۳ - وانا الصادقون - فی الاخبار او الوعید والوعد - یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں سچا ہوں اپنے اخبار یعنی وعدہ اور وعید میں ۔

(۹) تفسیر خطیب شربینی صفحہ ۷۳ - قوله تعالیٰ فلن یخلف اللہ عهده فیه دلیل علی ان الخلف فی خبر الله محال بلفظہ - یعنی خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۔

(۱۰) تفسیر کشاف صفحہ ۴۳۱ - زیر آیت - وانا الصادقون - فیما اوعدنا به العصاة لا نخلفه کما تخلف ما وعدناه اهل الکتاب - بلفظہ - یعنے میں سچا ہوں وعید اور وعدہ میں جو اہل کتاب کے ساتھ کیا گیا ہے ۔

(۱۱) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۷۱ سطر ۳۳ - مصری - زیر آیت وظنوا انهم قد کذبوا (یوسف) لان المومن لا یجوز ان یظن بالله الکذب بل یخرج بذالک عن الایمان - یعنی کسی مسلمان مومن کو جائز نہیں ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے ۔
لیجئے اپنے ایمان کو سمبھالیئے ۔

(۱۲) تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۲۷۹ سطر اخیر - مصری - قوله ومن اصدق من الله حدیثا - استفهام علی الانکار والمقصود منه بیان انه یجب کونه تعالیٰ صادقا وان الکذب والخلف فی قوله محال - یعنے اللہ تعالیٰ سے اپنی بات میں کون سچا زیادہ ہے یہ قول استفہام انکاری ہے یعنے کوئی نہیں مقصود اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سچ کا اعتقاد کرنا واجب ہے - اور تحقیق اللہ تعالیٰ کے قول میں جھوٹ اور خلف وعید محال ہے ۔

ل وانا الصادقون رسم الخط قرآنی - وانا الصادقون ہے ۔

(۱۳) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ مصری سطر ۳۹ (الف)
قال اهل المعانی الکلمات معناها ما جاء من وعد و وعید و ثواب و عقاب فلا تبدیل فیه ولا تغیر۔ کما قال۔ ما یبدل القول لدی
بلفظہ ۱۳۲۔ سطر ۳۹ ۔

(ب) ان حکم الله تعالی هو الذی حصل فی الازل ولا یحدث بعد ذالک شیئ فذالک الذی حصل فی الازل هو التمام و زیادة علیه ممتنعة وهذا الوجه هو المراد من قول صلی الله علیه وسلم جف القلم بما هو کائن الی یوم القیمة بلفظہ صفحہ ۱۳۳۔ سطر ۱۲ ۔

(ج) من صفات کلمة الله صدقاً و الدلیل علیه الکذب نقص والنقص علی الله محال صفحہ ۱۳۳۔ سطر ۱۳ ۔

(د) واعلم ان هذا الکلام یدل علی ان الخلف فی وعد الله تعالی محال۔ فهو ایضاً یدل علی ان الخلف فی وعیده محال
بلفظہ صفحہ ۱۳۳۔ سطر ۱۶ ۔

ترجمہ (الف) اہل معانی نے فرمایا ہے۔ کلمہ ہو یا کلمات ان کے معنے یہ ہیں یعنے جو کچھ وعدہ اور وعید اور ثواب اور عذاب ہیں خدا کا حکم ہے نہ اسمیں تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ تغیر ہو سکتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہماری بات بدل نہیں سکتی ۔

(ب) جو حکم اللہ تعالیٰ کا روز ازل میں ہو چکا ہے اسکے بعد کچھ پیدا نہیں ہوگا پس وہی چیز ہے جو ازل میں ہو چکی ہے۔ اُس پر زیادتی اور کمی محال ہے۔ اور یہی وجہ اور مراد حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی ہے۔ جیسے فرمایا ہے کہ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا ہے جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ خشک ہو گئی ۔

(ج) سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور نقص کا ہونا اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۔

(د) جان لو کہ یہ کلام اسی دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالےٰ پر محال ہے۔

(۴) تفسیر جمل صفحہ ۲۲۹ - زیر آیت ما یبدل القول الآیہ المراد بالقول ھو الوعید بتخلید الکافر فی النار بلفظہ - یعنی اللہ تعالےٰ کی بات نہیں بدلتی - اس بات سے وعید مراد ہے اور وعید اسکو کہتے ہیں جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے۔

(۵) تفسیر ابی السعود بر حاشیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۷۴ - (ومن اصدق من اللہ حدیثا) انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالےٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالۃ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ بلفظہ - یعنے اللہ تعالےٰ سے کون سچا ہے انکاراً یعنے یہ کہ کون سچا زیادہ ہے اللہ تعالےٰ سے اپنے وعدہ اور تمام خبروں میں یعنے محال کیوں نہیں اور جھوٹ اللہ تعالےٰ پر محال ہے - سوا اُسکے دوسرے کے اوپر محال نہیں۔

دیکھئے تفاسیر معتبرات کذب باریتعالیٰ اور خلف وعید کا استیصال فرما کر ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو معتزلہ اور کافر قرار دے رہی ہیں اب علم کلام اہل سُنّت وجماعت ملاحظہ کیجئے

فصل سوم کتب علم کلام سے اس بات کا ثبوت کہ کذب اللہ تعالےٰ پر محال ہے

(۱) شرح مواقف مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۰۰ - سطر $\frac{13}{19}$ - تفریع علی ثبوت الکلام للہ تعالےٰ وھو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا الخ بلفظہ یعنے تمام اہلسنت وجماعت کا اتفاق اجماع ہے کہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ محال ہے۔

(۲) وانہ اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب والعقاب وسائر ما اخبر بہ من الاحوال الآخرۃ

والاولی و فی ذالک فوات مصالح لا تحصٰی۔ یعنی اگر جھوٹ کا وقوع اللہ تعالے کے کلام میں جائز سمجھا جائے تو تمام اعتبار اُٹھ جائیگا۔ جو اُس کی خبروں میں ہے مثلاً ثواب اور عذاب اور تمام خبریں جو اُس نے دنیا اور آخرت کی اپنے کلام میں فرمائی ہیں بے اعتبار ہو جائینگی۔ اور اس میں بیشمار مصالح فوت ہو جائینگے +

(۳) شرح مواقف بالا صفحہ ۴۷۰۔ سطر ۱۹۔ واما امتناع الکذب علیہ عندنا فثلثۃ اوجہ۔ الاوّل انہ نقص والنقص علی اللہ تعالے محال اجماعاً یعنی امتناع کذب خدا پر ہمارے نزدیک تین وجہ پر ہے۔

وجہ اوّل یہ ہے کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالے پر محال ہے اجماعاً +

وجہ دوم کا خلاصہ یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت جھوٹ بولنا سمجھی جاوے تو جھوٹ بولنا قدیم ہو گا۔ اور سچ بولنا ممتنع ہو گا۔ کیونکہ یہ حادث ہو گا۔ اور نئی بات اللہ تعالے میں پیدا ہونا محال ہے۔ الخ +

وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالے پر صحت صدق کا احتمال کیا جاتا ہے۔ کلام نفسی اور لفظی میں معہ خبر حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بکلّہ سچ ہے۔ اگر اُس کے خلاف سمجھا جاوے تو سب اعتبار کلام کا جاتا رہیگا۔ اس لئے یہ محال ہے الخ +

(۴) شرح مواقف صفحہ ۷۱۰ سطر ۲۴۔ المقصد سادس فی تقریر المبحث الثانی اجمع المسلمون علی ان الکفار مخلدون فی النار ابدا لا ینقطع عذابھم۔ بلفظہ۔ دوسری بحث یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کفار ابداً آباد دوزخ میں رہیں گے اُن کا عذاب منقطع نہ ہو گا +

(۵) شرح مواقف صفحہ ۷۰۰۔ لان امکان المحال محال۔ واقعی امکان محال کا بھی محال ہی ہے +

(۶) شرح عقائد جلالی۔ وامکان المحال محال۔ اور امکان محال کا بھی محال ہی ہے +

(۷) شرح مقاصد بحث کلام۔ الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال الخ ملخصاً۔
شرح مقاصد کی بحث کلام میں ہے کہ جھوٹ باجماع علماء محال ہے کیونکہ جھوٹ باتفاق عقلمندان اہلسنت کے نقص ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ پر محال ہے۔

(۸) شرح مقاصد بحث تکلف بالمحال۔ محال جہلہ او کذبہ تعالیٰ عن ذالک۔ یعنی شرح مقاصد کی بحث تکلف بالمحال میں ہے کہ جہل اور جھوٹ اللہ تعالےٰ پر محال ہے۔

(۹) عقائد العضدیہ صفحہ ۴۳ سطر ۱۵۔ متصف بجمیع صفات الکمال و منزہ عن سمات النقص اجمع علیہ العقلاء کافۃ الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام صفات کمال سے متصف ہے اور تمام نقصوں سے پاک ہے اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔

(۱۰) عقائد العضدیہ صفحہ ۶۶-۶۷۔ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانھما نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔ بلفظہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ پر حرکت اور انتقال اور جہل اور جھوٹ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ دونو نقص ہیں اور نقص اللہ تعالےٰ پر محال ہے۔

(۱۱) عقائد العضدیہ صفحہ ۳۷۔ قلت الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ الخ بلفظہ۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالےٰ پر محال ہے پس ممکنات میں سے بھی نہیں اور نہ قدرت خدا میں شامل ہے۔

(۱۲) شرح مقاصد بحث کلام میں۔ قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارع تعالےٰ ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ پر کذب محال ہے۔

(۱۳) شرح مقاصد۔ الکذب فی اخبار اللہ تعالےٰ فیہ مفاسد لا تحصیٰ ومطاعن فی الاسلام لا تخفیٰ منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد ومنھا بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار مع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعاً علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ باطل قطعاً ملتقطاً۔ یعنی خبر الٰہی میں کذب پر بیشمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا

طعن لازم آئینگے۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو لائینگے۔ ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائینگے کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے۔ اس پر سے یقین اٹھ جائینگے کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں۔ اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے ٭

(۱۴) شرح عقائد نسفی کذب کلام اللہ تعالٰی محال ملخصا۔ کلام الٰہی کا کذب محال ہے ٭

(۱۵) طوالع الانوار (فرع متعلق مبحث کلام میں ہے) الکذب نقص و النقص علی اللہ تعالٰی محال۔ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال ہے ٭

(۱۶) شرح مواقف کی بحث معجزات میں ہے۔ قدمر فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰہیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ وتعالٰی یعنی موقف الٰہیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب ہرگز ممکن نہیں ٭

(۱۷) مسایرہ میں امام محقق کمال الدین محمد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ یستحیل علیہ تعالٰی سمات النقص کالجھل والکذب یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب اللہ تعالٰی پر محال ہے ٭

(۱۸) علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی علیہ الرحمۃ شرح مسامرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ لاخلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل ماکان وصف نقص فالباری تعالٰی عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالٰی والکذب وصف نقص اھ ملخصاً۔ یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالٰی اس سے پاک ہے۔ اور وہ اللہ تعالٰی پر محال اور ناممکن ہے اور کذب صفت عیب ہے ٭

(۱۹) علامہ سعد تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں:۔ صدق کلامہ تعالٰی لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ یعنی کلام خدا صادق جبکہ ہم اہلسنت کے نزدیک ازلی ہے تو اسکا کذب

سلہ سبحن السبوح مولفہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ابقاہم اللہ تعالٰی صفحہ ۱۱ - ۱۲ منہ

سلہ سلہ سبحن السبوح صفحہ ۱۱ - ۱۲ منہ ٭

محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اُسکا عدم محال ہے ۔

(۲۰) شرح السنوسیہ میں ہے ۔ الکذب علی اللہ تعالٰے مح لانہ دناءۃ اللہ تعالٰے پر کذب محال کہ وہ کمینہ پن ہے ۔

(۲۱) شرح عقائد جلالی میں ہے ۔ الکذب نقص والنقص علیہ تعالٰے محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالٰی کالجہل والعجز ۔ یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰے پر محال ہے تو کذب ممکنات الٰہیہ سے نہیں اور نہ اللہ تعالٰے کی قدرت اُسے شامل ہے جیسے تمام اسباب مثل جہل اور عجز کے یعنے سب محال ہیں ۔ اور صلاحیت قدرت سے خارج ۔

(۲۲) شرح جلالی مذکور ۔ لا یصح علیہ تعالٰے الحرکۃ والانتقال و لا الجہل ولا الکذب لانہا نقص والنقص علی اللہ تعالٰے محال ۔ اللہ تعالٰے پر حرکت انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالٰے پر محال ہے ۔

(۲۳) کنز الفوائد میں ہے ۔ قدس تعالٰے شانہ عن الکذب شرعًا وعقلاً اذ ہو قبیح یدرک العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالاً فی حقہ تعالٰے عقلاً وشرعًا کما حققہ ابن الہمام وغیرہ ۔ یعنی اللہ تعالٰے بحکم شرع اور عقل کے ہر طرح کذب سے پاک ہے اسلئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اسکے کہ اُسکا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالٰے کے حق میں عقلاً و شرعًا ہر طرح محال ہے ۔ جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اسکی تحقیق افادہ فرمائی ہے ۔

(۲۴) مسلم الثبوت میں ہے ۔ المعتزلۃ قالوا لو لا کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالٰے عقلاً والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالٰے عنہ کیف وقد مر انہ عقلی باتفاق العقلاء لان ما ینافی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالٰے ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحانہ اھ ملخصًا مع شرح ۔ یعنے معتزلہ نے اہلسنت سے کہا کہ اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالٰے کا کذب محال عقلی نہ رہے ۔ حالانکہ ہم اور تم اسکو بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں

۱؎ سبحٰن السبوح مؤلفہ اعلیحضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی ۔ صفحہ ۱۱۵ منہ ۔

اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اسلئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں۔ اسکے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے وجہ یہ کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کیلئے عیب ہے اور اسکی شان میں محال عقلی ہے۔

(۲۵) شرح مسلم الثبوت[۱] میں مولانا نظام الدین سہالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الکذب نقص لان ما ینافی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلیۃ بذالک اثبت الحکماء الذین ھم غیر متشرعین بشریعۃ الاستحالۃ المذکورۃ فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام اھ ملخصاً۔ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونیکے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے۔ اسی دلیل سے وہ حکما تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہ خدائی اور دروغگوئی جمع ہونگے۔ جیسا کہ علم کلام میں ہے۔

(۲۶) فواتح الرحموت[۱] میں ملک العلما مولانا بحر العلوم عبد العلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صادق قطعًا لاستحالۃ الکذب ھناک یعنی اللہ تعالیٰ یقینًا سچا ہے کہ وہاں کذب محال ہے۔

توضیح صحیح و تصحیح برخلف وعید

بعض کتب دینیہ میں خلف وعید کو جائز لکھا ہے۔ سو اسکے معنی و مطلب یہ ہے کہ خلف وعید گنہگار مسلمانوں کیلئے ہے جو بطور فضل و عدل کے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن وہابیہ اور معتزلہ کفار کی وعید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کیلئے جو خلف وعید سمجھتے ہیں۔ وہ خلف نیا نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جیسے صفحہ ۲۳،۲۲ میں لکھا جا چکا ہے۔ مثلاً ایک بادشاہ اپنے ملک میں یہ حکم جاری کرے کہ جھوٹ بولنے والا آدمی چھ ماہ کیلئے جیلخانہ میں بھیجا جاویگا۔ لیکن ساتھ ہی اسکے یہ بھی حکم جاری کیا گیا ہے کہ ہم جسکو چاہینگے معاف بھی کر دینگے۔ تو بتلاؤ کہ اگر وہ بادشاہ جھوٹ بولنے والے کی سزا معاف کرے تو کیا وہ جھوٹا سمجھا جائیگا اور بادشاہ

---

[۱] ۵۱ سبحان السبوح مؤلفہ اعلیحضرت فاضل بریلوی مدظلہ اللہ العالی۔ صفحہ ۱۵/۱۴ منہ۔

کی قدر و منزلت کم ہو جائیگی ؟ ہرگز نہیں۔ اہلسنت و جماعت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالے اپنے وعدہ اور وعید میں بالکل سچا ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں کریگا۔ اور یہ قدرت کے بھی نیچے داخل نہیں۔ بلکہ وہ داخل ہونیکی قابلیت ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ جیسے ظاہر ہوگا۔

(۳۷) تفسیر کبیر[۱] میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبید ما تقول فی اصحاب الکبائر قال اقول ان اللہ منجز ایعادہ کما ھو منجز وعدہ قال ابو عمرو انک رجل اعجمی لا اقول اللسان ولکن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لوما وعن الایعاد کرما والمعتزلۃ حکوا ان ابا عمرو بن العلاء لما قال ھذا الکلام قال لہ عمرو بن عبید یا ابا عمرو فھل یسمی اللہ مکذب نفسہ قال لا قال فقد سقطت حجتک قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء وعندی انہ کان لابی عمرو ان یجیب عن ھذا السوال ان ھذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتًا جزمًا من غیر شرط وعندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب فی کلام اللہ تعالے اھ ملخصًا۔ یعنی امام ابو عمرو بن العلا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا کہ اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔ کہا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالے اپنی وعید ضرور پوری کریگا۔ جیسے کہ اپنا وعدہ بیشک پورا فرمائیگا۔ امام نے فرمایا کہ تو عجمی ہے بلکہ دل کا عجمی ہے عرب سے رجوع کو نالائق جانتے ہیں اور وعید سے درگذر کو کرم معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب پایا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھیرائیگا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوگئی۔ اس پر امام بند ہوگئے (اب امام رازی فرماتے ہیں) میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آتا کہ وعید یقینی بلا شرط ہوتی۔ اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں۔ تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں لازم آیا ؛

---

[۱] سبحٰن السبوح صفحہ ۹۵ ۔ منہ ؛

(۲۸) ردالمختار میں ہے۔ حلیہ میں بعد ختم بحث کے لکھا ہے۔ وحاش للّٰہ ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لا یقع عذاب من اراد اللہ الاخبار بعذابہ فانہ محال علی اللہ تعالےٰ قطعاً لما ان عدم وقوع نعیم من اراد اللہ الاخبار عنہ بالنعیم محال علیہ قطعا کیف لا وقد قال تعالےٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلاً ہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثاً ہ وَ تَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقاً وَّعَدْلاً لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ط یعنے حاش للہ خلف وعید جائز ہونیکے یہ معنے نہیں کہ اللہ عزوجل نے جسکے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ تو اللہ تعالےٰ پر قطعاً محال ہے جسطرح یہ باتیں ممکن نہیں کہ اس نے جسکی نعیم کی خبر دینی چاہی اُس کیلئے نعیم واقع نہ ہو اور کیونکر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے" اللہ سے کس کا قول سچا ہے' اللہ سے کس کی بات سچی ہے' تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں" ۔

توضیح جیسے میں پہلے امام الطائفہ وہابیہ کا قول نقل کر چکا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر نہ سمجھا جائے یا وہ جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائیگی۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح اس امام الطائفہ کے امام ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الملل والنحل میں اس طرح لکھدیا ہے کہ انہ تعالےٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزاً یعنی اللہ تعالےٰ اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے اور اگر وہ قادر نہ ہو عاجز ہوگا ۔

اس بات کا رد علامہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اسطرح فرماتے ہیں وہو ہذا

(۲۹) مطالب فیہ میں حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ ابن حزم کا قول نقل کرکے فرماتے ہیں فانظر اختلال ھذا المبتدع کیف عقل عما یلزم علی ھذہ المقالۃ الشنیعۃ من اللوازم التی لا تدخل تحت وھم وکیف فاتہ ان العجز انما یکون لو کان المقصود جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم قبول المستحیل تعلق القدرۃ فلا یتوھم عاقل ان ھذا العجز۔ یعنے اس بدعتی (ابن حزم) کی بدحواسی دیکھو۔ کیونکر

غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں۔ جو کسی وہم میں نہ سمائیں۔ اور اسکا وہم کسطرف گیا۔ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے ہو۔ اور جب یہ وجہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گذریگا اس سے آگے اس طرح پر لکھا ہے۔ یا لجملۃ فذالک التقدیر الفاسد یودی الی تخلیط عظیم لایبقی معہ شیئ من الایمان ولا من المعقولات اصلا۔ یعنے یہ تقدیر فاسد کہ (اللہ عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی جسکے ساتھ نہ ایمان رہے نہ اصلا احکام عقلی کا نشان۔ پھر فرماتے ہیں۔ وقع ھٰھنا لابن حزم ھذیان بین البطلان لیس لہ قدوۃ و رئیس الا شیخ الضلالۃ ابلیس۔ یعنے مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی۔ جس میں اسکا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر سردار گمراہی ابلیس۔ بلفظہ۔ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ صفحہ ۴۶

(۳۰) کنز الفوائد میں اسی قول کے متعلق لکھا ہے۔ القدرۃ والارادۃ صفتان موثرتان والمستحیل لا یمکن ان یتاثر بھما اذ یلزم ح ان یجوز تعلقھما باعدام انفسھما واعدام الذات العالیۃ واثبات الالوھیۃ لما لا یقبلھا من الحوادث وسلبھا عن مستحقھا جل وعلا فای قصور وفساد ونقص اعظم من ھذا وھذا التقدیر یودی الی تخلیط عظیم وتخریب جسیم لا یبقی معہ عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر ولجاءۃ بعض الاشقیاء من المبتدعۃ عن ھذا اصرح بنقیضہ فانظر عماء ھذا المبتدع کیف عمی عما یلزم علی ھذا القول الشنیع من اللوازم التی لا یتطرق الیھا الوھم۔ یعنے قدرت اور ارادہ دونو صفتیں موثرہ ہیں۔ اور محال کا ان سے موثر ہونا ممکن نہیں۔ ورنہ لازم آئیگا کہ قدرت وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ کے عدم اور مخلوق کو خدا بنا دینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہوسکے۔ اس سے بڑھکر کونسا قصور وفساد ونقصان ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئیگی جسکے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل نہ ایمان نہ کفر۔ اور بعض اشقیا بدمذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر

ہے۔ اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو کیونکر اُسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس بُرے قول پر لازم آئیں گی جنکی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں۔ بلفظہ سبحٰن السبوح مولفہ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی ٭

(۳۱) علامہ تمرتاشی صاحب تنویر الابصار کتاب معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں۔ ولا یوصف اللہ تعالٰی بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلہ یقدر ولا یفعل یعنے حق تعالٰی کا ظلم اور بیعقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا ناروا ہے کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔ بلفظہ۔ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مولفہ حضرت مولوی غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ مصدقہ علماء حرمین شریفین ٭

(۳۲)[1] حاشیہ متن سنوسیہ میں علامہ ابراہیم باجوری لکھتے ہیں:۔ القدرۃ لا تتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذالک کما لا ضیر فی ان یقال لا یقدر اللہ علی ان یتخذ ولدا او زوجۃ او نحو ذالک۔

(۳۳)[1] کفایۃ العوام فی علم الکلام ومن الجہل قول من قال ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولدا الا انہ لا تعلق للقدرۃ بالمستحیل واتخاذ الولد مستحیل ولا یقال انہ اذا لم یکن قادرا علی اتخاذ الولد کان عاجزا لانا نقول انما یلزم العجز لو کان المستحیل من وظیفۃ القدرۃ ولم تتعلق بہ مع انہ لیس من وظیفتہا الا الممکن۔ اھ۔ یعنے یہ قول جہالت کا ہے کہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے۔ یاد رکھو کہ اسکا تعلق قدرت کے ساتھ نہیں محال کی وجہ سے۔ اور اولاد پیدا کرنا خدا کیلئے محال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اللہ تعالٰی اولاد پیدا کرنے پر قادر نہ ہو تو عاجز ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عجز لازم نہیں آتا اگر محال قدرت کے لئے مقرر ہوتا لیکن وہ اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے ٭

[1] تقدیس الوکیل عن توہین رشید والخلیل صفحہ ۳۱۹ ٭

(۳۴) ردالمحتار شرح درمختار صفحہ ۳۵۱ سطر ۱۲۔ جلد اوّل مقبولہ عرب و عجم میں ہے هل یجوز خلف الوعید فظاهر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه لانه لا یعد نقصا بل جودا وكرما ۔ وصرح التفتازانی وغیره بان المحققین علی عدم جوازه وصرح النسفی بانه الصحیح لاستحالة علیه تعالیٰ لقوله وقد قدمت علیكم بالوعید ما یبدل القول لدی وقوله تعالیٰ ولن یخلف الله وعده ای وعیده بلفظہ یعنے کیا خلف وعید جائز ہے۔ جیساکہ مواقف اور مقاصد میں لکھا ہے۔ کہ اشاعرہ اسکے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ یہ عیب نہیں بلکہ بخشش اور کرم ہے لیکن تفتازانی وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے کہ خلف وعید جائز نہیں ہے اور امام نسفی نے بھی اسکی تصریح کی ہے کہ خلف وعید اللہ تعالےٰ پر محال ہے اور یہی صحیح ہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَقَدْ قَدَّمْتُ عَلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ اور وَلَنْ يُخْلِفَ اللهُ وَعْدَهُ ای وَعِيدَهُ یعنے بیشک ہم نے پہلے بھیجی تھی تمہاری طرف اپنی وعید اور نہیں بدلی جاویگی میرے پاس سے کوئی بات۔ اور اللہ تعالےٰ ہرگز خلاف نہ کریگا اپنے وعدہ اور وعید کے ۔

(۳۵) حاشیہ شرح عقائد علامہ رمضان افندی علیہ الرحمۃ میں درج ہے وزعم بعضهم من اهل السنة لے فی الجواب عن تمسك المعتزلة وهو لیس بمرضی عند الشافعی رحمة الله تعالیٰ ان الخلف كرم فیجوز من الله تعالیٰ والمحققون علی خلافه كیف ای كیف یجوز الخلف من الله تعالیٰ فی الوعید وهو ای الخلف تبدیل للقول وقد قال الله تعالیٰ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ الآیہ۔ بلفظہ۔ من کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین صفحہ ۳۱۸۔ یعنے بعض اہلسنت نے معتزلہ کے جواب میں یہ زعم کیا ہے کہ خلف وعید کرم ہے بحق تعالےٰ پر روا ہے۔ حالانکہ یہ زعم خود امام شافعی کے نزدیک بھی ناپسند ہے اور محققین اسکے خلاف پر ہیں۔ حق تعالےٰ سے خلف وعید کیونکر روا ہو کہ یہ تبدیل قول ہے۔ اور اور قرآن میں حکم ہے کہ خدا کے نزدیک بات نہیں بدلتی ۔

(۳۶) معین المفتی فی جواب المستفتی علامہ محمد بن عبداللہ التمرتاشی صاحب تنویر الابصار حنفی العفو عن الکفر لایجوز عقلا خلافا للاشعری وتخلید المومنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلا عندھم الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا لایجوز۔ بلفظہ تقدیس الوکیل صفحہ ۳۱۸ یعنے کفر کی بخشش عقلا بھی جائز نہیں خلاف اشعری کے اور مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافروں کا بہشت میں ہونا اشعری کے نزدیک روا ہے۔ مگر دلیل سمعی اسکے برخلاف ہے۔ اور ہمارے نزدیک جائز نہیں ❊

(۳۷) عمدۃ من الحنفیہ علامہ ابو البرکات النسفی کی کتاب میں ہے تخلید المومن فی النار والکافر فی الجنۃ یجوز عقلا عندھم یعنی الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا معشر الحنفیۃ لایجوز۔ بلفظہ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما صفحہ ۳۱۸۔ یعنے مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافر کا بہشت میں ہمیشہ رہنا اشاعرہ کے نزدیک صرف عقلا جائز ہے۔ مگر دلیل سمعی اسکے برخلاف ہے۔ اور ہم حنفیوں کے نزدیک عقلاً وسمعاً ناجائز ہے ❊

لیجئے مولوی جی یہ ہے مذہب اہل سنت وجماعت کا علم کلام کی کتب سے۔ اور وہ مذہب مردود اور مطرود ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف وعید کے تمام اہلسنت قائل ہیں۔ اور آپکا یہ مذہب کہ خداوند تعالٰے تمام مشرکین اور کفار فرعون وہامان ونمرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کریگا۔ یا کرسکتا ہے۔ اور تمام انبیا علیہم السلام واصدقا وشہدا وصلحا۔ اولیا۔ قطب وغوث اور سائر مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل کریگا یا کرسکتا ہے العیاذ باللہ۔ کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کریگا یا کرسکتا ہے۔ کہ جو فرماں بردار خاص واکمل مقبول بندگان الٰہی ہیں ان کو دوزخ میں داخل کرے۔ اور جو شر الاشرار کفار نابکار مشرکین کبار ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے لاحول ولاقوۃ۔ یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے جو حق تعالٰے پر محال زیر قدرت کے قابل نہیں جسکا کوئی بھی مسلمان تمام مذاہب کا حتی کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں۔ ہاں اگر قائل ہیں تو معتزلہ یا وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ دیکھو مذہب معتزلہ یہ ہے ❊

المزداریہ ھو ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المزدار ھذا لقبہ من باب الافتعال من الزیارۃ وھو تلمیذ بشر اخذ العلم منہ ویزھد حتی سمی راھب المعتزلۃ قال اللہ تعالیٰ قادر علی ان یکذب ویظلم ۔ یعنی مزداریہ وہ موسیٰ عیسیٰ بن صبیح ہے مزدار اُس کا لقب ہے۔ باب افتعال میں سے لفظ زیارت سے۔ اور وہ بشر کا شاگرد ہے۔ اُس سے اس نے علم حاصل کیا اور اس نے ایسا زہد کیا کہ اسکا نام معتزلہ فرقہ کا راہب ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے۔ اسکے آگے شارح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ولو فعل لکان الٰھا کاذبا ظالما تعالی اللہ عما قال علوا کبیرا۔ بلفظہ شرح مواقف صفحہ ۷۴۹۔ معتزلہ کا مذہب۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کام کرے تو وہ جھوٹا اور ظالم ہو گا۔ مگر اللہ تعالیٰ بڑا بزرگ اور عالی ہے ۔

توضیح۔ اس جگہ پر ایک امر کا اظہار بھی قابل ذکر ہے۔ کہ آپکے بھائیوں نے کتاب شرح مواقف اپنے بھائی مرزائیوں کو دیکر عدالت میں اس کی یہ عبارت صرف جملہ وھما من الممکنات تشملھا صفحہ ۷۰۹ کی لکھوائی۔ مگر اسکے معنے نہ لکھوائے اور میں نے کہا کہ اسکے آگے پیچھے سے بھی عبارت لکھواؤں جو سمجھ میں آجائے کہ یہ کن لوگوں کا مذہب ہے۔ عدالت نے کہا کہ جو ملزمان لکھواتے ہیں اُتنا ہی لکھوا دو۔ جب تمہاری باری آویگی باقی اُسوقت لکھوا دینا۔ مگر افسوس کہ جب میری باری آئی تو عدالت نے مکر سوالات کو جو میرا قانونی حق تھا لکھنے سے انکار کیا۔ (انصاف عدالت) اب میں بتلاتا ہوں کہ اس جملہ سے ملزمان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید وہ لوگے برخلاف کرنے پر قادر ہے۔ اوّل تو یہ کہ یہ جملہ عبارت المقصد خامس فی فروع للمعتزلۃ۔ کے نیچے درج ہے۔ دوم یہ کہ جملہ مذکورہ تمام شرح عقائد کی عبارات کے جو میں لکھ چکا ہوں مخالف ہے۔ کیونکہ وہ بار بار اپنی کتاب میں فرماتے ہیں :۔ کہ الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اور مذہب معتزلہ کو بھی صاف فرماتے ہیں۔ کہ وہ کذب اور ظلم پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتے ہیں۔ سوم اس جملہ کی تردید علامہ دوانی بھی فرماتے ہیں۔ جنکی عبارت صفحہ ۳۳۔ فقرہ ۱۱ میں لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ ان وہابیوں کا مذہب معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور انہیں کی کاسہ لیسی ہے۔ اور بس ۔

فصل چہارم دیگر کتب دینیہ اہل سنّت و جماعت سے خلفِ وعید یا کذب باریتعالے کے ناجائز ہونیکا ثبوت

(۱) فتوح الغیب کی شرح فارسی شیخ محقق محمد عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقالہ ۴۴ صفحہ ۲۵۵/۲۵۶ اشکال دریں جا اینست کہ فرمودہ اند وعدہ کہ بعارف اندر درگاہ خداوندی میرود گاہے وفا کردہ نمیشود و آں موعود بایشاں رسانیدہ نمی شود پس ایں خلاف در وعدہ حق لازم می آید و آں باتفاق روا نبود الخ بلفظہ +

(۲) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰

اما الفصل الاول فیما لا یجوز اطلاقہ علی الباری عزوجل من الصفات ویستحیل الخ۔ یعنے پہلی فصل جس میں وہ باتیں ہیں جنکو اللہ تعالے پر اطلاق کرنا جائز نہیں اور وہ اسکی صفات میں محال ہیں۔ اس میں بہت سی باتیں لکھ کر حضرت غوث رضی پاک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے پر جھوٹ محال ہے +

(۳) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۶۵۱۔ قولہ اجیب واستجیب خبر والخبر لا یعترض علیہ النسخ لانہ اذا نسخ صار مخبر کاذبا و تعالے اللہ عن ذالک علوا کبیراً او خبر اللہ تعالے لا یقع بخلاف مخبرہ۔ الخ بلفظہ۔ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میں قبول کرتا ہوں اور استجیب خبر ہے انشاء نہیں اور خبر پر نسخ عارض نہیں ہوتا کیونکہ اگر خبر منسوخ ہو جائے تو مخبر و خبر دینے والا) جھوٹا ہو جائیگا۔ اور خداوند تعالے اس سے بزرگ اور بلند ہے (پاک ہے) اور اللہ تعالے کی خبر خلاف واقع نہیں ہوسکتی +

(۴) مکتوبات حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی کا مکتوب نمبر ۲۶۶۔ عقائد اہل سنّت وجماعت جلد اوّل میں فرماتے ہیں

او تعالے از جمیع نقائص وسمات حدوث منزّہ و مبرّا است۔ بلفظہ +

(۵) ایضاً۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اوّل۔ اردو ترجمہ یہ ہے اور آیت کریمہ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ خلف وعدہ کی خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی ہو سکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتصار و انحصار

اس سبب سے ہو کہ وعدہ سے اس جگہ مراد رسولوں کی نصرت اور فتح اور کفار پر ان کا غلبہ ہے اور یہ بات وعدہ اور وعید پر متضمن ہے یعنے رسولوں کیلئے وعدہ ہے۔ اور کفار کیلئے وعید پس گویا اس آیت میں خلف وعدہ کی بھی اور خلف وعید کی بھی نفی ہے فالاٰیۃ مستشھد علیہ لا لہٗ نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کی طرح کذب کو مستلزم ہے اور یہ بات حق تعالےٰ کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں یعنے حق تعالےٰ نے ازل میں جان لیا تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب دونگا اور پھر باوجود اس بات کے کہ کسی مصلحت کیلئے اپنے علم کے خلاف کہدیا کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کرونگا اس امر کا تجویز کرنا نہایت ہی بُرا ہے۔ بلفظہ اردو ترجمہ مکتوبات جلد اوّل صفحہ ۵۱۹

(۶) حسن العقیدہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا الجھل ولا الکذب۔ بلفظہ صفحہ ۶ سطر ۴۔ یعنے اللہ تعالےٰ پر حرکت کا کرنا یا انتقال کرنا یا بدلنا صحیح نہیں ہے۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ جہل اور نہ جھُوٹ اُس میں ہے۔

(۷) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری صفحہ ۱۴۸۔ مطبوعہ گلزار محمدی لاہور۔ ومنھا ان خلف الوعید کرم فیجوز من اللہ تعالےٰ والمحققون علےٰ خلافہ کیف ھو تبدیل القول وقد قال اللہ تعالےٰ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ ای بوقوع الخلف فیہ یعنی الانبدیل ولا خلف القولی فلا یطمعون ان ابدل وعیدی۔ بلفظہ یعنے بعض کا قول ہے کہ خلف وعید کرم ہے اسلئے اللہ تعالےٰ کیلئے اسکا کرنا جائز ہے۔ لیکن محققین اسکے خلاف ہیں یعنے جائز نہیں کہ کیونکر اللہ تعالےٰ اپنے قول کو تبدیل کرے۔ اور تحقیق فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا یعنے اس میں خلاف وعدہ و وعید وقوع میں نہیں آتا ہے۔ یعنے میری بات میں نہ تو خلاف ہے اور نہ تبدیلی اور یہ خیال مت کرو کہ میں اپنی وعید کو تبدیل کرتا ہوں یا کرنیوالا ہوں۔

(۸) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۹۔ انہ لا یوصف اللہ تعالےٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا

یفعل بلفظہ یعنے اللہ تعالےٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالےٰ قادر ہے کرتا نہیں ٭

(۹) فتاوےٰ عالمگیری اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۵ تا ۸۳۷۔ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالےٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الٰہی نہیں ہے ...... یا اللہ تعالےٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کیطرف منسوب کیا تو وہ کافر ہو گا بلفظہ ٭

(۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اوّل مصری صفحہ ۶۲۹ سطر ۳ (کلمات کفر) او انکر صفتہ من صفات اللہ او انکر وعدہ او وعیدہ او جعل لہ شریکا او ولدا او زوجہ او نسبتہ الی الجہل او العجز او النقص الخ یکفر بلفظہ۔ یعنے یا انکار کرے اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے کسی ایک صفت کا یا انکار کرے وعدہ یا وعید کا یا اسکا شریک بنائے یا اولاد یا عورت بنائے یا اسکی نسبت جہل یا عاجزی یا کسی نقص کیطرف کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے ٭

(۱۱) غایتہ الاوطار ترجمہ اردو در مختار جلد دوم صفحہ ۵۱۳ سطر ۱۲۔ جو شخص حق تعالےٰ کو بصفات ناقصہ موصوف کرے یا اُسکے نام مقدس سے یا اُسکے کسی حکم سے سخر اپن کرے یا اُسکے وعدہ اور وعید کا انکار کرے یا اس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہرادے یا اُس علیم و قدیر کیطرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے۔ بلفظہ ٭

(۱۲) ضمان الفردوس مفتی عنایت احمد علیہ الرحمتہ صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۶ جس کلمہ میں بے ادبی ہو اللہ تعالےٰ کی جناب میں یا انکار ہو خدا تعالےٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی عیب و نقصان کا ایسا کلمہ یقیناً کفر ہے۔ بلفظہ ٭

(۱۳) خلاصہ رسالہ تقدیس الرحمٰن عن کذب و النقصان مولوی محمد لودھیانوی جد فاسد مولوی عبداللہ معترض سکنہ بسی ریاست پٹیالہ

اب میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی کی کتاب تقدیس الرحمٰن عن کذب و النقصان سے دکھلاتا ہوں اسکو کھول کر اپنے سامنے رکھئے اس کے صفحات ۱، ۲، ۴، ۷، ۹، ۱۳ کو ملاحظہ کیجئے اور شرم سے سر جھکائیے۔ اُنہیں شرم سے نہیں

جو آپ کے بازار میں بکتی ہے بلکہ اُس شرم سے جو خداوند تعالےٰ نے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔ اور مذہب حق کو قبول کیجئے۔ وہو ہذا:۔

استفتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اصدق الصادقین کے کذب کا قائل ہے جیسا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے رسالہ یکروزی میں لکھا ہے کہ اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم الخ صفحہ ۲۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے الخ انتہی مختصرًا صفحہ ۳ سطر ۳۔

الجواب

فریق اوّل کا دعوےٰ ہے کہ خدا تعالےٰ کی کلام میں کذب ممکن ہے سخت بیجا ہے کیونکہ ممکن اُسکو کہتے ہیں جسکا ہونا نہ ہونا دو نو برابر ہوں الخ صفحہ ۳ سطر ۱۰۔

اور کذب جناب باری کی کلام میں ممتنعات سے ہے کیونکہ عدم اسکا برخلاف ممکن کے ضروری ہے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے علماء اہل اسلام نے کذب کا امتناع ثابت کیا ہے کتب تفاسیر و عقائد و اصول میں یہ مسئلہ مشرحًا موجود ہے الخ صفحہ ۳۔

اس کے آگے مولوی صاحب آپ کے جد فاسد نے قرآن شریف و تفاسیر و علم عقائد سے دلائل مفصل لکھے ہیں اور اچھی روشنی اس مسئلہ پر ڈالی ہے اور اس کے آگے لکھتے ہیں:۔

اس مسئلہ میں اسمٰعیل صاحب نے اعلےٰ درجہ کی غیر مقلدی کا رتبہ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ ادنےٰ درجہ کی غیر مقلدی تو صرف یہی ہے کہ ہم امامان دین کی تقلید نہیں کرتے آیات و احادیث پر عمل بموجب فہم اپنے کے کرتے ہیں اور اعلےٰ درجہ کی غیر مقلدی یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی بھی تقلید نہ کیجائے جیسا کہ اپنے زعم میں آوے گو یا آیات قطعیہ اور جمہور عقلا کے مخالف ہو درست ہے۔ جب مولوی اسمٰعیل صاحب کذب کا امکان کلام ربانی میں مخالف دلائل نقلیہ و عقلیہ

کے جائز رکھکر متبعین مورد آیت شریف فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا لِیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ؕ کے ہوئے یعنے خدا کی ذات اور صفات میں افترا کرنیوالا مستوجب سخت تر وعید شدید کا ہے اعاذنا اللہ منہ ٭

اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں خلف وعید کا مسئلہ اختلافی قدیمی ہے۔ اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے انتہی ملخصًا بالکل بے بنیاد ہے۔ متقدمین میں سے کوئی امکان کذب کا قائل نہیں ہوا۔ خلف وعید اگرچہ بعض اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے لیکن جمہور محققین نے بسبب استلزام کذب کے جو اجماعًا متقدمین کے نزدیک ممتنع ہے غیر جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض کی مخالفت کو جمہور کے مقابلہ میں اعتبار نہیں الخ صفحہ ۸ ٭

حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اوّل غلطی مولوی اسمٰعیل صاحب سے شائد زمانہ غیر مقلدی میں سرزد ہوئی اب مولوی خلیل احمد صاحب نے اسکو مسئلہ اختلافی قدیمی قرار دیکر آتش فتنہ کو از سر نو افروختہ کیا جسمیں مولوی رشید احمد صاحب بھی بسبب ثبت کرنے مہر اپنی کے اس زمرہ میں شمار کیئے گئے الخ صفحہ ۱۳ ٭

لیجئے مولوی صاحب! اس تمام تحریر جد فاسد پر ایمان لاکر مولوی اسمٰعیل کو اعلےٰ درجہ کا غیر مقلد تصور کریں اور اُن کو زیر وعید آیت شریف فمن اظلم الآیہ میں داخل اور باقی مولوی رشید احمد و خلیل احمد صاحبان کو بھی شامل کریں اور مذہب اہلسنت و جماعت کو اختیار کریں۔ اور آئندہ کبھی یہ لفظ زبان پر نہ لائیں۔ کہ تمام اہلسنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر آپ کسی اور کی بات نہیں مانتے تو خیر لیکن اپنے جد فاسد ماجد کی تحریر پر تو ضرور ایمان لائیں۔ اور معتزلہ میں شمار نہ ہوں اور نہ خوارج میں ٭

(۱۴) فتاوے قادریہ مصنفہ مولوی محمد صاحب لودھیانوی جد فاسد مولوی معترض میں مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی

کی کیفیت اور مسئلہ کذب باریتعالٰے۔

مولوی صاحب! اب آپ ایک دوسری کتاب اپنے جدّ فاسد کی اپنے ہاتھ میں لیکر اُسکے صفحہ ۹۴-۹۵ کو دیکھئے کہ وہ آپ کے دیوبندی بزرگ مولوی رشید احمد کی نسبت کیا کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ وہو ہذا:۔

درحقیقت مولوی (رشید احمد) صاحب اہل نظر نہیں (یعنے نابینا) ہیں۔ کیونکہ پہلا فتوٰے یہ دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے وہ مرزا جس نے دعوٰے کیا ہے کہ اس پر یہ حکم نازل ہوا ہے کہ ہم نے اوتارا اُسکو قادیاں کے قریب۔ پھر یہ فتوٰے دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے باوجودیکہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ پھر مولوی صاحب نے یہ فتوٰے دیا کہ **خدا جھوٹ بول سکتا ہے** اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالٰے کے کہ اللہ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کردیا الخ۔

دیکھئے یہاں پر بھی آپکے جدّ فاسد مرحوم نے مولوی رشید احمد صاحب کی کیفیت مسائل کیسی لکھی ہے کہ وہ فتوٰے دیتے ہیں کہ **خدا جھوٹ بول سکتا ہے** اور اُن کے ایسے ہیں کہ کبھی کچھ لکھتے ہیں اور کبھی کچھ۔

(۱۵) فتاوٰے قادریہ مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی جدّ فاسد مولوی معترض میں ایک دوسرے جدّ فاسد مولوی عبداللہ لودھیانوی کا الہام مولوی رشید احمد کی حالت کی نسبت صفحہ ۱۴۰ - سطر ۱۴۔

اب آپ ذرا اس فتاوٰے کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھئے کہ آپ کے دوسرے جدّ فاسد مولوی عبداللہ صاحب کا استخارہ خواب الہام مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ دیوبندی کی نسبت کیا کہہ رہا ہے۔ وہو ہذا:

مولوی رشید احمد صاحب نے جب سنہ ۱۳۰۱ھ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان صالح تحریر کیا اس عاجز (مولوی عبداللہ) کو نہایت فکر ہوا کہ ایسے شخص کو جو اپنے کلمات کے ضمن میں پیغمبری کا دعوٰے کر رہا ہے مولوی صاحب نے کیسے مسلمان صالح قرار دیا جناب الٰہی میں دعا کرکے سوگیا۔ خواب میں یہ معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بدشکل ہوکر فتنہ پڑا غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے اسی زمانے سے فتنہ اُن کا سمجھنا فرض

باولیگر بے حیز وجود میں آئے۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۵

الراقم عبد اللہ لودھیانوی۔ بلفظہ ✦

(۱۶) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۵ یعنے خبردار ہو جاؤ اور ہوش کرو اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے (اُس کے خلاف ہرگز نہ کریگا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے ✦

اس میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ جملہ آیت شریفہ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۵ کے اعداد جمل (۱۱۱۰) گیارہ سو دس ہیں۔ اور ادھر جماعت مجموع ہندوہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو دس (۱۱۱۰) ہیں جو خلف وعید و وعدہ کے قائل ہیں ✦

(۱۷) اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال دکھلاتا ہوں جو آپ کے برادران کے برادر ہیں اس سبب سے آپ کے بھی بھائی ہوئے گو ہو وقت کافر مرتد ہیں

(الف) براہین احمدیہ مصنفہ قادیانی صفحہ ۱۲۴۔ باقی سب موحد اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اسکے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے تھے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۲۴۔ سطر ۷ ✦

(ب) براہین احمدیہ ایضاً صفحہ ۳۲۳ سطر ۴۔ خدا کی کلام کیلئے یہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات میں سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر ایک نقصان اور نالائق امر سے منزہ ہے ایسا ہی اُسکا کلام بھی ہر ایک سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نالائق حالت سے منزہ اور پاک چاہیئے۔ بلفظہ ✦

(ج) سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۵۶۔ سطر ۲۱۔ خدا کی بزرگی اور عظمت کے موافق یہ عقیدہ رکھے کہ جو کچھ اس سے ہونا ثابت ہے وہ قبول کیا جائے اور جو کچھ آئندہ ثابت ہو اُسکے قبول کرنے کیلئے آمادہ رہیں۔ اور بجز امور منافی صفات کاملہ حضرت باری عزاسمہ کے سب کاموں پر اُسکو قادر سمجھنا چاہیئے بلفظہ ✦

(د) برکات الدعا قادیانی صفحہ ۳۳ سطر ۳۔ ہمارا خداوند تعالےٰ ایسا قادر مطلق ہے وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کرنیوالا اسکی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کرے تو بجز اُن خاص باتوں کے جو اُسکی صفات کاملہ اور مواعید

صادقہ کے ہوں باقی سب امور پر وہ قادر ہے۔ بلفظہ

(۱۸) مختصر کیفیت مناظرہ درمیان مولانا حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری سُنّی حنفی قادری ہاشمی اور مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی، بمقام ریاست اسلامیہ بہاول پور واقع ۱۳۰۶ھ

کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ اس کتاب کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ غیر مقلدین کیطرف سے ایک استفتاء مولود شریف و فاتحہ خوانی وغیرہ مسائل میں شائع ہوا تھا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے معہ دیگر مولویان دیوبندی کے اسکے حرام ہونے اور کفر پر فتوائے دیا۔ اور مولود شریف وقیام تعظیمی کی تشبیہ اہل ہنود کے کنھیا کے جنم سے دی۔ اس پر مولوی عبد السمیع چشتی امدادی مرحوم نے ایک کتاب مسمی انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ نہایت تہذیب کے ساتھ لکھی۔ اور نہایت مدلل قرآن وحدیث وغیرہ ادلہ سے جوابات دیکر اسکو سنت و مستحسن ثابت کیا۔ اور اکثر علماء عرب و عجم نے اسکو پسند فرما کر تصدیق کیا۔ تب اُسکے ردّ وجواب میں مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان نے نہایت غضب اور غیظ میں آکر خلاف تہذیب کتاب براہین قاطعہ لکھی ان دنوں میں مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور میں اوّل مدرّس عربی تھے۔ اس پر مولانا غلام دستگیر صاحب علیہ الرحمۃ نے کتاب دیکھکر مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور پر تعاقب فرمایا۔ وہ مرد خدا کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں پہنچے۔ بمنظوری جناب نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ مسائل پر ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب مغلوب ہوئے اور سخت ذلت کے ساتھ ریاست موصوف سے نکالدیئے گئے۔ اسی وقت علماء پنجاب نے یوں فتوائے دیا کہ یہ شخص خلیل احمد معہ معاونین کے وہابی ہے اور اہلسنت سے خارج ہے۔ فتوائے مذکور طبع ہو کر شائع ہو گیا۔

اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ تمام کاغذات بحث کو جو تحریری ہوئی تھی لے کر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو تشریف لیگئے۔ اور اخیر ماہ شوال ۱۳۰۶ھ ہجری میں بروقت اقامت مکہ معظمہ کے اُن کاغذات بحث کا عربی میں ترجمہ کرکے روبرو علمائے مکہ معظمہ کے پیش کیا۔ اُن کی تصدیق کے بعد جب آپ

مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو وہاں کے علما اور مفتیان با وفا کے روبرو پیش کیا انہوں نے بھی نہایت خلوص سے تصدیق فرمائی - اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب کی تعریف اور مدح فرمائی ۔

براہین قاطعہ کے سات مسائل تھے جن پر مناظرہ ہوا تھا وہ یہ ہیں

اوّل - امکان کذب باریتعالےٰ صحیح ہے - یعنی خداوند تعالےٰ جھوٹ بولتا ہے یا بول سکتا ہے ۔

دوم - امکان نظیر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح ہے - یعنے حضور کی طرح اور بھی ہو سکتا ہے ۔

سوم - تمام بنی آدم بشریّت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہیں ۔

چہارم - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے ۔

پنجم - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میلاد کنھیا کے جنم کے مشابہ ہے ۔

ششم - فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑھنے کی مانند ہے ۔

ہفتم - حرمین شریفین کے مفتیوں کا فتوائے رشوت خوری کی وجہ سے نامعتبر ہے ۔

ان سب مسائل کو سوائے مسئلہ ہفتم کے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے روبرو پیش کیا - اور مولانا علیہ الرحمۃ نے نہایت دُور اندیشی سے مسئلہ ہفتم کو پیش نہ کیا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ علما و مفتیان ہر چہار مذاہب ابقاہم اللہ تعالےٰ کو کسی قسم کا اشتعال طبع پیدا ہو گیا ہو - انہوں نے ہر شش مسائل کی تصدیق فرماتے ہوئے حسب ذیل تحریر فرمایا :-

(۱) خلاصہ مختصر مکہ معظمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ

میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں اور دروغگو ناشکرے کی گفتگو سے جس نے اپنی کتاب کا نام براہین قاطعہ رکھا ہے اُسکا حکم سوا اسکے اور کچھ نہیں کہ جلاد اُس کے بدن سے گردن کاٹ دے - تاکہ کجرو جاہلوں کیلئے عبرت ہو - اختصاراً ۔

(۲) مکہ معظمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

صاحب براہین اور اسکے شیطانوں اور اہل زیغ و زندیقوں سے ہیں ۔

(۳) مکہ معظمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

براہین والے بدعتی اور گمراہ ہیں ۔

(۴) مکہ معظمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

تحقیق جو ذات پاک باریتعالے کو کذب سے متصف کرے بیشک وہ راہ بھولا ہوا اور مخالف ہوا اجماع کا اور موصوف ہوا کفر سے اگر توبہ اور اس سے رجوع نہ کرے ۔

مدینہ منورہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

بیشک میں نے مطالعہ کیا اس مضبوط رد اور اعتراضات کا جو لاغر اور فربہ میں فرق کرنیوالا ہے وارد ہیں ۔ مؤلف براہین پر جو جنگل کی زینت پر راہ دکھائی ہے ۔ اور اسکی سخت بُری باتیں کاذب کی کم عقلی پر دلیل ہیں ۔ پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے ۔ کہ صاحب براہین گمراہی کے دریاؤں میں گہرے غوطے لگا کر حق تعالٰے سے مستحق رسوائی ہے ۔ الخ ۔

مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ

جو اس بزرگ مولف رسالہ تردید نے صاحب براہین اور اسکے بدکار مؤیدین سے منقولے نقل کئے ہیں صریح کفر اور زندقہ ہے ۔

پھر اس کے بعد ۱۳۱۴ھ ہجری میں یہ پاک کتاب مستطاب دیگر علماء کرام کی تقاریظ سے مکمل ہو کر ۴۲ صفحہ کے حجم سے معہ ترجمہ اردو صدیقی پریس قصور ضلع لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی اور اہلسنت و جماعت کیلئے فیض عام ہوئی ۔ اس میں مولانا پایہ حرمین شریفین حضرت مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی استاد الاستاد گروہ دیوبندیہ کی بھی مفصل و مشرح تقریظ درج ہے جو قابل ملاحظہ و اطمینان دل حزین ہے وہ انشاء اللہ تعالےٰ عقیدہ نمبر ۱۹ ۔ مولود شریف میں درج ہوگی ۔ وہاں ملاحظہ کیجئے ۔ تاکہ گروہ دیوبندیہ کی کیفیت واقعی معلوم ہو ۔

اس کے بعد حضرت حاجی حرمین شریفین صوفی کامل، مرشد

ارشاد گروہ دیوبندیہ اعنی حضرت محمد امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے اسطرح تحریر فرمایا ہے :۔

تحریر بالا صحیح اور درست ہے مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالےٰ کاتب کو جزا خیر دے۔ شعر

بے سبب گر عز بما موصول نیست　　قدرت از عزل سبب معزول نیست

مُہر (محمد امداد اللہ فاروقی)

یادداشت۔ اس کتاب لاجواب کا جواب آج تک نہیں ہوا۔

یادداشت دیگر۔ اس مسئلہ کذب باریتعالےٰ کے امکان میں نہایت مفصل و مدلل و مشرح و مکمل کتاب سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح نام اعلیحضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل اجل مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی بقاہ اللہ تعالےٰ نے لکھکر شائع فرمائی جسنے تمام گروہ وہابیہ کو مذبوح کر دیا۔ اور جواب نہ ہوسکا۔ قابل دید کتاب ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔

ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی وہابی کی گفتگو کذب مقبوح پر

عیسائی، ہم کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ اُن کا کوئی باپ نہیں اور خدا ہی اُن کا باپ ہے، مریم اُن کی ماں ہے اگر خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو کیوں؟

دیوبندی، ہمارے قرآن میں اسکی نفی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے :۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ نہ تو خدا کسی کا بیٹا ہے اور نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ یہ دلیل کافی ہے۔

عیسائی، مولوی صاحب آپکے مذہب میں یہ بھی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ پھر یہ کہ خدا اپنی اولاد پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اگر ایسا نہ کرسکے تو عاجز ہے، اور عاجز خدا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بھی کہ انسان تو جھوٹ بولتا ہے اور بول سکتا ہے اگر خدا جھوٹ نہ بولے یا جھوٹ نہ بول سکے تو انسان خدا کی قدرت پر کامل ہوگا اور خدا ناقص، اور خدا ناقص نہیں ہوسکتا، انسان تو بیٹا پیدا کرے اور

خدا نہ کر سکے یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور یہ بات بھی تم قرآن سے کہتے ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر کیونکر خدا نے حضرت عیسیٰ اپنے بیٹے کو پیدا نہیں کیا؟ اور جو دلیل آپ نے قرآن سے دی ہے، ممکن ہے وہ جھوٹ ہو۔ جبکہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔

دیوبندی، یہ سب باتیں سچ ہیں لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے، ہاں اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خدا کا کلام صحیح ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔

عیسائی، بس مولوی صاحب آپ نے مان لیا کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ تو حضرت عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے، جب انسان اس کی مخلوق اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ خدا قادر مطلق کیونکر اپنا بیٹا پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر نہیں کر سکتا تو پھر انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ ممکن نہیں۔

دیوبندی، ہاں یہ بات تو صحیح ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔

عیسائی، اگر صحیح ہے تو حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے صحیح ہیں فہو المراد۔

دیوبندی، چُپ۔

لیجئے مولوی صاحب! اب اس بحث کا خاتمہ ہے۔ اس سے زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ خدا کرے آپ کی سمجھ میں آ جائے۔ اور آیندہ نہ کہیں کہ خلف وعید یا خدا کا جھوٹ بولنا جائز اور تمام اہل سنت کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے۔

باب دوم

عقائد نمبر ۲، ۳، ۴ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۲۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ ملخصًا۔

عقیدہ نمبر ۳۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصًا۔

عقیدہ نمبر ۴۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصًا۔

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۲ بر عقاید نمبر ۲۔ ۳۔ ۴۔ آپنے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان میں مولوی اسمٰعیل شہیدؒ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ اور عقیدہ نمبر ۳ بھی اسی حوالہ پر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ اور نمبر ۴ یہ کہ اسی کتاب میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

صاحبان! میں نے ان ہر سہ عبارات کی تلاش ساری تقویۃ میں کی۔ لیکن یہ عبارات جن حروف سے آپنے انہیں لکھا ہے کہیں نظر نہ پڑیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ نے مخلوق خالق کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹ موٹ وضع کر کے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم کے سر تھوپ دیا۔ الخ صفحہ ۱۲ سطر ۴۔ بلفظہ۔

اقول۔ مولوی صاحب افسوس! آپنے میرے اشتہار کو غور سے نہیں پڑھا اور جواب لکھنے بیٹھ گئے۔ اور نہ اشتہار کو بنظر غور دیکھا۔ کہ عبارات کو لفظًا لفظًا تلاش کرنے لگے۔ حالانکہ اشتہار میں ہر سہ عقیدہ کے محاذ اور مقابل میں لفظ ملخصًا لکھا ہوا

موجود ہے اور تقویت کے صفحات ۶۰ - ۱۴ - ۱۹ - ۵۵ کا حوالہ لکھا ہوا ظاہر ہے۔ نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ آپ اردو عبارات کو بھی پڑھ نہیں سکتے۔ یا شاید لفظ ملخصاً عربی ہے اسکے معنے آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں۔ سو میں بتاتا ہوں کہ مولوی صاحب ان عقائد کو میں نے بطور خلاصے کے لکھا ہے۔ اور صفحوں کا حوالہ دیدیا تاکہ دیکھنے والا ان صفحوں میں نظر اٹھا کر دیکھ لے کہ یہ مضمون مندرجہ اشتہار اُن میں موجود اور درج ہے تاہم آپ بعینہٖ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کرتے ہیں۔ اور ظاہر عبارت کے خلاصہ کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ لیجئے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی دیکھ لیجئے۔ وہ یوں ہے:

ف: یعنے انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اُسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اسکو چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء وانبیاء، امام و امام زادے، پیر و شہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر اُن کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے ہمکو اُن کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم اُن کے چھوٹے ہیں بلفظہ صفحہ ۶۰ سطر ۲

کہئے مولوی صاحب! یہ عبارت آپ کو تقویۃ الایمان میں نظر نہیں آئی اب دوبارہ دیکھئے کہ یہ عبارت اس میں موجود ہے یا نہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ موجود ہے پھر یہ آپ کی نظر کا قصور ہے یا نہیں۔ پھر میں نے مخلوق خالق کو دھوکا دیا ہے یا آپ نے۔ کیا اس میں الفاظ اولیا، انبیا درج ہیں یا نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیا میں داخل ہیں یا نہیں اور بندہ مقرب الٰہی ہیں یا نہیں اور جملہ بڑے بھائی ہوئے میں داخل ہوئے یا نہیں۔ اور وہ بڑے بزرگ ہیں یا نہیں۔ اور جملہ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے میں داخل ہوئے یا نہیں پھر جملہ سو اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے میں داخل ہوگئے یا نہیں افسوس!! آپ کی سمجھ اردو دانی پر کہ آپ اُردو عبارت کے سمجھنے کا مادہ بھی نہیں رکھتے۔ اور جواب لکھنے کا حوصلہ۔ علاوہ اسکے تمام علماء کرام عرب و عجم نے جو اسکو سمجھا ہے وہی ہے جو میں نے سمجھا ہے۔ بلکہ آپ کے دہلی بھائیوں نے بھی آسی

طرح سمجھا ہے جیسے میں نے سمجھا ہے۔ مگر اُنہوں نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کر کے تاویلات بیسود اور بے معنی کی ہیں۔ تاکہ مولوی اسمٰعیل کی تحریر غلط ثابت نہ ہو۔ اسکے غلط اور خلاف ہونیکی تحقیق آگے آئیگی۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ کیوں انکار کرتے ہیں۔ جب کہ آپ کے امام نے حدیث شریف اکرموا اخاکم کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اسکے آپ اپنے بزرگ مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریر کو دیکھ لو وہ لکھتے ہیں :-

اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ[۱] کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہ دیا۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳ +

لیجئے آپ کا انکار کیونکر صحیح ہو۔ ذرہ سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اِدھر اُدھر پاؤں نہ ماریئے +

عقیدہ نمبر ۳- کی پوری عبارت یوں ہے جسپر میرا خلاصہ مضمون ہے۔

(الف) اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر **مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا** وہ اللہ کی شان کے آگے **چمار سے بھی ذلیل ہے۔** بلفظہ صفحہ ۱۴ سطر ۱۴ +

(ب) ہمارا جب خالق اللہ ہے۔ اور اُس نے ہم کو پیدا کیا ہے تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسکو پکاریں۔ **اور کسی سے ہم کو کیا کام۔** جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ **اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔** بلفظہ صفحہ ۱۱ سطر ۳ +

(ج) محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ **ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیئے۔** بلفظہ صفحہ ۲۹ سطر ۱۷ +

فرمائیے مولوی جی! ہر مخلوق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہیں یا نہیں اور اُن کے تفصیلی فقرہ یعنے بڑا ہو یا چھوٹا میں بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی شان کے سامنے چمار کون ہیں اور چمار سے بھی ذلیل کون ہیں۔ ذرا ہوش کیجیئے۔ اس عبارت کو قبول کر کے تاویلیں بھی لایعنی کی گئی ہیں۔ جیسے کہ اسی تقویۃ الایمان کے حاشیہ صفحہ ۱۴ میں کسی مجہول الاسم وحال نے تاویل بعید اور ذلیل

[۱] آپ کو الخ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ ۱۲ منہ +

یہ کی ہے کہ چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں - پھر آپ نے بھی اس عبارت کو قبول کر کے گو پہلے انکار ہی سہی اس طرح پر لکھا ہے :-

فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے "کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ مخلوق نزدیک او ہمہ چناں نمائند کہ پشک شتر"

مولوی صاحب! یا تو آپ کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں یا پھر اُن کی تاویلیں - اور مولوی اسمٰعیل کی کتاب کی تائید کیلئے بے سمجھے سوچے عبارتیں لاتے ہیں فرمائیے لفظ ہر اور ہمہ کے ایک ہی معنی ہیں ہرگز نہیں - وہاں تو جملہ لفظ ہر مخلوق بڑا ہو چھوٹا درج ہے اور یہاں آپ کی عبارت پیش کردہ میں ہمہ مخلوق درج ہے - اور وہاں لفظ چمار ذی روح لکھا ہے اور یہاں لفظ پشک (مینگنی) غیر ذی روح تحریر ہے - یہ کتنا بڑا فرق زمین و آسمان کا ہے - اور آپکی عبارت کے معنے یہ ہیں جو آپ نہیں سمجھے - یعنی

"ایمان کسی شخص کا کامل نہیں ہوتا جب تک وہ تمام مال و متاع دنیا کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ سمجھے"

فرمائیے اس عبارت سے آپ کا منشا پورا ہوتا ہے ہرگز نہیں - کیونکہ وہاں فقرہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا درج ہے - جس میں تمام انسان معہ انبیا علیہم السلام داخل ہیں - اسی واسطے آپ کے امام الطائفہ ذی روح انسان ہونیکے لحاظ سے لفظ چمار سے تشبیہ دیتے ہیں - اور یہی آپ لوگوں نے سمجھکر اپنے امام کی حمایت کرنے میں سرگرمی کی خواہ ایمان لٹ ہے یا جائے - مگر اپنے امام پر کوئی حرف نہ آئے - اسلئے اپنے امام کا دھونا دھونے کیلئے کبھی آپ انکار کرتے ہیں اور کبھی اسکی تاویل بیدلیل کرتے ہیں - اور کبھی اسکی تائید میں اور کتابوں کی عبارت نافہمی سے پیش کرتے ہیں - فرمائیے "کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر" کون ہیں کن سے مراد ہے - یا بموجب حاشیہ تقویۃ الایمان کی تاویل فضول کے جملہ "چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں" سے مراد ہے - لیکن آپ کے امام الطائفہ نے تمثیل سے سمجھا دیا کہ جب اللہ تعالےٰ تمہارا بادشاہ ہے پھر اور کسی سے تم کو کیا واسطہ یا علاقہ ہے - جب اللہ تعالےٰ کا غلام ہو چکا تو پھر کسی نبی یا رسول یا ولی اور بزرگ وغیرہ بزرگان دین جو نعوذ باللہ منہا چوہڑے یا

چمار ہیں اُن سے علاقہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ لیجئے پوری تشریح یوں ہوئی جسکو آپکے امام الطائفہ بیان کرتے ہیں۔

افسوس! آپ نے اس دوسری عبارت کو بھی دیانت سے خیانت میں لکھدیا اور تیسری عبارت کو بھی آپ نے حذف کردیا جس میں ناکارہ لوگوں کا جملہ موجود ہے گویا توہین انبیا میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت اچھی اور ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے۔ اور یہ کتاب آیات و احادیث کا ترجمہ ہے اور اعلےٰ درجہ کی قابل عمل ہے۔ فرمائیے یہ عبارات "اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" اور بادشاہ کے مقابلہ میں "کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر" "ناکارہ لوگ" کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں اپنے امام الطائفہ یا کسی اور اپنے بزرگ دیوبندی سے دریافت کرکے بتلائیے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ تمام عمر تلاش کریں جواب نہیں دے سکیں گے خواہ امام الطائفہ کی روح سے بھی مدد لیں۔ یا عبدالوہاب یا ابن عبدالوہاب یا ابن حزم ابن تیمیہ کیطرف رجوع کریں۔

اور عقیدہ نمبر ۴ کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے جو تقویۃ الایمان میں ہے:-

اللہ کی بہت بڑی شان ہے کہ سب انبیا اور اولیا اُسکے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں سارے آسمان اور زمین کو عرش اُس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا۔ بلکہ اُس کی عظمت سے چرچر بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اُس کی بڑائی کا بیان کرسکے بلفظہ صفحہ ۵۵ سطر ۲۱۔

کہئے مولوی جی! اس جملہ سب انبیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں تو وہ کونسی آیت یا حدیث اسکی دلیل میں آپکے یا آپ کے امام الطائفہ کے پاس ہے جس سے تقویۃ الایمان کی تصدیق ہو۔ پھر عجب یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ عبارت ہی نہیں اور پھر خود ہی اقبال کرکے کیوں اس عبارت کو لکھدیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپکے

امام نے یہاں پر بھی وہ لفظ مخلوق کا استعمال کیا ہے اور انسان ذی روح مراد لی ہے اور عرش معلے کا اللہ تعالے کے بوجھ سے چرچر کی آواز سے بولنا خدا تعالے کو مجسم ثابت کر رہا ہے جو کسی مسلمان سنّی کا عقیدہ نہیں۔ ہاں معتزلہ وہابیہ کا عقیدہ ضرور ہے۔ چونکہ یہ بات بحث سے خارج ہے۔ اسلئے اسکو ترک کیا جاتا ہے ؛

اچھّا مولوی جی اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جو میں نے عقاید وہابیہ نمبر ۲۔ ۳۔ ۴ اپنے اشتہار میں لکھے ہیں وہ عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے اور صحیح ہے ؛

اب میں ان ہر سہ عقاید کی جو آپکے اور آپکے امام کے خلاف قرآن و حدیث اور اہلسنت وجماعت کے ہیں اُنکی تحقیق درج کرتا ہوں تاکہ آپ کا اطمینان ہو سُنئے اور آنکھ اور کان کر دیکھئے ؛

فصل اوّل تحقیق نیق عقیدہ نمبر ۲
آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا بھائی ہونا

کچہری میں وہابیوں دیوبندیوں نے مرزائیوں سے مشکوۃ شریف کی حدیث پیش کروائی جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں درج کی ہے فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنی فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی بندگی کرو اور اپنے بھائی کی عزّت کرو۔ جب کچہری میں کہا کہ اسکا جواب لکھئے تو مجوز نے کہا کہ جتنا ملزمان کہتے ہیں وہی لکھا جائیگا جسوقت تمہارا وقت آئیگا اُسوقت اُس کا جواب لکھا جائیگا۔ مگر افسوس مجوز نے میرا جواب نہ لکھا۔ اب آپ نے اسکا مطالبہ کیا اور رسالہ لکھا ہے۔ اسلئے جواب اس حدیث شریف کا سُنئے ۔۔

(۱) مجمع البحار الانوار محمد طاہر علیہ الرحمۃ جلد اوّل صفحہ ۲۰ سطر ۱۶

یہ کتاب شرح احادیث میں ہے اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم۔ اراد نفسہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ھضما لنفسہ ای اکرموا من ھو بشر مثلکم لما اکرمہ اللہ تعالے بالوحی بلفظہ۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ اس سے منشا اور ارادہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تواضع اور کسر نفسی کا تھا۔ جو بھائی کا لفظ فرمایا۔ یعنے تعظیم اور عزت کرو اسکی جو مثل تمہارے آدمی ہے۔ اور اس کو معزز و مکرم کیا ہے اللہ تعالے نے وحی بھیجکر *

(۲) مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد سوم صفحہ ۴۷۱۔

یہ حدیث **تواضع** اور کسر نفسی پر محمول ہے *

(۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد سوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے *

پس اس **حدیث** سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے تواضع اور کسر نفسی کے رو سے بھائی کا لفظ فرمایا۔ واقعی حقیقی بھائی سمجھ لینا واہیوں کا ہی دماغ ہے دیکھو جیسے کوئی اولوالعزم بادشاہ یا نواب یا وزیر و امیر رئیس اعظم کسی اپنے غلام یا نوکر کو بھائی کہدے تو کیا وہ واقعی بھائی ہوجائیگا۔ اور اس غلام یا نوکر کو یہ حق حاصل ہوجائیگا کہ بادشاہ کو بھائی کہکر پکارے۔ ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی بھی عقلمند قبول نہیں کرسکتا۔ ذرا غور کر کے سوچئے۔ اور یہ بھی بتلائیے کہ اس حدیث شریف میں وہ کونسا لفظ ہے جسکا ترجمہ آپکے امام الطائفہ نے بڑے بھائی کا کیا ہے۔ یا وہ کونسے الفاظ اس حدیث میں ہیں جنکا ترجمہ بڑے بھائی ہوئے یا اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ کیا یہ تحریف معنوی یا لفظی حدیث شریف کی نہیں ہے۔ العیاذ باللہ *

یہ بھی کہئے خلفائے راشدین و صحابہ مہدیین رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیائے کرام و صوفیائے عظام علیہ الرحمۃ اجمعین میں سے کبھی کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کے خطاب سے مخاطب کیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ آجتک کسی فرد بشر نے ابتدا سے لیکر آج تک ایسا نہیں کیا تو اب کسی غیر مقلد یا وہابی دیوبندی کا حق ہے کہ وہ ایسا لفظ کہکر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر کے ایمان کا ستیاناس کرے۔ جنھا نیک ہدایت دے *

اور سنئے آپ کے امام الطائفہ نے تقویۃ الایمان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اُٹھے اُنہوں نے اپنی براہین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھدیا۔ جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں "البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں" اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی لکھدیا کہ "اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا"۔

اب فرمائیے اگر ہم یہ کہدیں کہ مولوی اسمٰعیل یا مولوی رشید احمد یا مولوی خلیل احمد صاحبان فرعون، نمرود، ہامان، قارون کے بھائی ہیں یا نتھو، کھنو، سینڈھو چوہڑوں چماروں کی مثال بھائی ہیں تو کیا خلاف نص ہے۔ اور آپ یا آپ کے دیوبندی بھائی اس پر خوش ہونگے کیونکہ یہ بھی مماثل ہیں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے الفاظ توہین و تحقیر کے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اقدس میں تو بے محابا تحریر کیئے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دیدیں۔ اور جب آپ کے بزرگوں کے حق میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے تو سوء ادبی ہو جائے العجب ۔۔

اور سنئے اگر کوئی وہابی اپنی بیوی کو بہن کہدے یا اسکی بیوی اپنے خاوند کو بھائی کہدے تو کیا خلاف نص ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بباعث خوف بادشاہ ظالم کے اپنی زوجہ مطہرہ چچا زاد کو بہن کہدیا تھا تو وہ صورتاً کذب قرار دیا گیا۔ جیسے رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین کذب صادر ہوئے ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ کہ اُنہوں نے اپنی بیوی کو بہن کہدیا تھا اسلیئے وہ قیامت کو شفاعت کرتے ہوئے شرمائینگے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں صدور کذب ان سے ممتنع ہے۔ اسلیئے علماء محققین اُن کے بہن کہنے کو توریہ اور تعریض پر محمول فرماتے ہیں۔ کسی نے بھی اسکو موافق نص نہیں فرمایا۔ اور نہ اُن کو یہ دور کی سوجھی مگر ہاں وہابیہ کا ہی حصہ تھا جو نص کا حوالہ دیدیا۔ پس اس نص سے وہابیوں کو اپنی جورو کو بہن کہنا اور وہابیات کو اپنے خاوندوں کو بھائی کہنا جائز ہوگا۔ مبارک ہے اس حدیث کے مطابق عمل کریں ۔

وہابیہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جہاں کہیں مسلمان لوگ اہلسنت و جماعت

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو اُن کو آتش غضب و غیظ بھڑک اُٹھتی ہے۔ اور فوراً الفاظ توہین و کسر شان زبان سے نکالتے ہیں۔
حالانکہ تمام مسلمانان اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا درجہ و شان عظمت و منزلت خدا کے بعد ہے یعنے خدا کے بعد سب سے وہی افضل ہیں تمام مخلوق سے اُن کا عالی مرتبہ ہے بمنزلہ بادشاہ اور وزیر کے۔ جیسے شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درجہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ جسقدر اُن کی تعریف انسان سے ہوسکے کرے صرف اتنا لحاظ رکھا جائے کہ خدا نہ کہا جائے۔ اور باقی جو کچھ تعریف ہو سکتی ہو کرے۔ یہی حضرت شیخ شرف الدین بن محمد البوصیری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ بردہ میں تحریر فرماتے ہیں ہو ہذا

(۴) ــــه

محمد سید الکونین والثقلین (۱) والفریقین من عرب ومن عجم
هو الحبیب الذی ترجی شفاعته (۲) لکل هول من الاهوال مقتحم
دع ما ادعته النصارے فی نبیهم (۳) وحکم بما شئت مدحا فیه واحتکم
وانسب الی ذاته ما شئت من شرف (۴) وانسب الی قدره ما شئت من عظم
فان فضل رسول الله لیس له (۵) حد فیعرب عنه ناطق بفم

ترجمہ (۱) یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دونو جہان دین و دنیا اور جن و بشر ہر دو فریق عرب و عجم کے سردار ہیں +

(۲) آپ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) خدا تعالے کے وہ حبیب ہیں جنکی شفاعت کی امداد ہر ناگہان مصیبت میں امید کی جاتی ہے +

مشائخ نے کہا ہے کہ یہ شعر مقبول و مستجاب ہے جسکو حاجت دنیا و آخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایکدفعہ ایک ہی جگہ بیٹھکر پڑھے اور درمیان میں بات چیت نہ کرے انشاء اللہ تعالے اس کی مصیبت دور ہو جائیگی۔ مجرب ہے۔ شرح +

(۳) قوم نصارے جو اپنے پیغمبر کی نسبت ادعا کرتے ہیں اسکو چھوڑ دو۔ باقی جو تیرا جی چاہے حضور کی تعریف میں بیان کر۔ اور خوب زور سے بیان کر (یعنے خدا یا خدا کا بیٹا مت کہو باقی سب کچھ کہو) +

(۴) حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کیطرف جس کمال کو تم چاہو اور رتبہ والا کی طرف جس بزرگی کو تم چاہو نسبت دو۔ خلاصہ یہ کہ ہر نوع کے کمالات اور حسنات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اشرف اور رتبہ عظیم کی طرف منسوب کرنیکا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے ۔

(۵) (کیونکہ) حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حد ونہایت نہیں جسکو کوئی گویا اپنی زبان سے بیان کرسکے ۔

(۵) اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کمالات عزیزی صفحہ ۱۳۱ وتفسیر عزیزی میں ہے :-

یا صاحب الجمال ویا سید البشر	من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنے یا صاحب جمال (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یا تمام جہانوں کے سردار آپ کے چہرہ مبارک سے واقعی چاند نے روشنی پائی اور نور ملا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی تعریف جیسے حق ہے تعریف کا کسی سے ہوسکے۔ بات مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں ۔

اس سے بڑھ کر اور سنیئے کہ اللہ تعالے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاک پا کی قسم یاد فرماتا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا رتبہ اور درجہ ہے چونکئے مت سننی نہ کیجئے، سنکر مبہوت بیشک ہوجائیے لیکن گھبرائیے نہیں سنئے!

(۶) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۸ جلد اوّل۔ مواہب اللدنیہ میں مذکور ہے روایت ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یارسول اللہ بابی وامی یعنے میرے والدین آپ کے تصدق ہوں۔ یارسول اللہ تحقیق پہنچی ہے فضیلت تمہاری خدا کے نزدیک اُس حد کو کہ قسم کھاتا ہے تمہاری خاکِ پا کی۔ کہ کہتا ہے :-

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ یعنے قسم کھانا بلد کرکے جو عبارت ہے زمین سے جس پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں سوگند کھانا اُس پر گویا سوگند کھانا خاکِ پا کا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۸ ۔

لیجئے مفتی صاحب کامل مفتی بنئے اور خداوند تعالےٰ پر بھی فتوےٰ کفر لگائیے ۔

(۷) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ۔ فرمائیے آپ کے بڑے بھائی کیسے ہوئے ۔

(۸) تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۲۳۰ سطر ۸ مصری مولانا امام رازی علیہ الرحمۃ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۵ (وجہ اول) فالاقوی ان المراد من ذالک تعظیم النبی صلے اللہ علیہ وسلم وذالک لوجوہ (احدھما) کانہ تعالیٰ بین لہ انہ مع القدرۃ علی بعثۃ رسول نذیرا فی کل قریۃ خصہ بالرسالۃ وفضلہ بھا علی الکل .... (ثانیًا) المراد ولو شئنا لخففنا عنک اعباء الرسالۃ الی کل العالمین ولبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ولکن قصرنا الامر علیک واجللنا وفضلناک علی سائر الرسل ۔ بلفظہ ۔ یعنی خداوند تعالےٰ کا فرمانا اگر ہم چاہتے تو ہر ایک قریہ بستی میں نذیر (نبی) مبعوث کرتے ۔ اس سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے ۔ اسکی وجوہات ہیں ۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہر ایک بستی میں نظیر پیدا کرنا قدرت میں ہے ۔ مگر آنحضرت کی رسالت کی خصوصیت ہے کہ اسکی بزرگی تمام پر ہے (ختم رسالت کی وجہ سے) دوسری وجہ یہ کہ اگر ہم چاہتے سے مراد ہے کہ ہلکا کرتے ہم تم سے رسالت کا بوجھ تمام جہانوں پر ۔ لیکن ہم نے پسند کیا کم اور کوتاہ کیا ہم نے تم پر یہ کام (ختم رسالت کرکے) اور بزرگ کیا اور فضیلت دی ہم نے تم کو تمام رسولوں پر ۔

(۹) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۱۴۵ ۔ وَلَوْ شِئْنَا اور اگر ہم چاہتے تو لَبَعَثْنَا البتہ ہم بھیجتے فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ ہر گاؤں اور بستی میں نَذِيْرًا ۵ پیغمبر ڈرانے والا مگر اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری شان بڑی کرنے کو اور مرتبہ بلند کرنے کو ہم نے نبوت تم پر ختم کردی اور تمہیں کو سب مسلمانوں اور سب لوگوں پر قیامت تک ہم نے پیغمبر کیا ۔ بلفظہ ۔

دیکھئے ! شان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے اعلےٰ اور ارفع ہے ۔ مگر آپ لوگ ہیں کہ اُن کو بڑے بھائی کے برابر

کر رہے ہیں اور لکھ رہے ہو۔ یہ سخت توہین و تحقیر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے جیسے کہ آپکے امام الطائفہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں " یعنے انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے "

اب فرمایئے کہ انسانوں میں نمرود، فرعون، شداد، ہامان، قارون اور بوجہل وغیرہ کافر و مشرک چھوٹے بڑے۔ جو سب داخل ہیں تو پھر انبیاء و مرسلین علیہم السلام و صحابہ عظام و اولیاء کرام تابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ان لعینوں بد دینوں، زندیقوں، ملحدوں، ذلیلوں، کمینوں، سفیہوں کے بھائی یا بڑے بھائی کیسے ہوئے۔ یہ سخت ترین توہین و کسر شان اور گستاخی انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سرور عالم سید ولد آدم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے جو صریح کفر ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص اپنے بڑے بھائی کو قتل بھی کرے کافر نہیں۔ اگرچہ گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اہانت کی یا مدنی کہے یا اشارتاً و کنایتاً بھی توہین کرے تو وہ کافر و مرتد ہے تو بہ بھی اسکو منظور و قبول نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بھی بلند کرے تو اُس کے تمام عمر کے اعمال حبط اور نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو اہانت سے میلا کہے تو وہ اُسیوقت کافر ہو جاتا ہے۔ (دیکھو کتب دینیہ کلمات کفر)

بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اُسکی بیوہ سے نکاح جائز ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اُن سے نکاح ابداً حرام ہے۔ پس یہ تمام تحریرات وہابیہ سخت توہین رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اور فراست انسانی یہ ہے کہ ہر ایک انسان کو برابر اور ہر آدمی کو خواہ وہ کیسا ہی برگزیدہ ہو یکساں سمجھ لیا۔ آفرین۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

گر بصورت آدمی انسان بُدے	احمد و بُوجہل خود یکساں بُدے
احمد و بُوجہل در بُت خانہ رفت	ایں شدن و آں شدن فرقیست زفت
آں در آید سر نہند او را بُتاں	ایں در آید سر نہد چوں اُمتاں

فصل دوم تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۳

وہابیہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے

عبارت تقویۃ الایمان کی پوری لکھی جا چکی ہے جس میں آپ کے امام الطائفہ نے تمام انبیا علیہم السلام و بزرگان دین کی توہین کی ہے۔ اب میں آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی اور تفاسیر علماء ربانی سے دکھلاتا ہوں کہ ایسا لکھنے اور اعتقاد رکھنے والا کون ہے

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورہ توبہ) یعنے جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد یا خدا کی راہ میں کوشش کی اپنے مالوں اور جانوں سے اُن کے لئے بہت بڑے عظیم درجے ہیں خدا کے پاس۔ اور وہی لوگ مرادیں پانے والے ہیں ۔

(۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورہ حجرات) یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا اور بہت پرہیزگار ہے۔ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی متقی نہیں) ۔

(۳) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۝ لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ الآیہ (سورہ انفال) یعنے جن لوگوں مسلمانوں نے نماز کو قائم کیا اور جو کچھ رزق دیا اُن کو اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ اُن کے لئے اللہ تعالےٰ کے پاس اعلےٰ درجات ہیں ۔

(۴) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ المنافقون) یعنے اللہ تعالےٰ کیلئے عزت ہے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے عزت ہے اور مومنوں مسلمانوں کے لئے بھی عزت ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے ۔

نکتہ۔ اس آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور مسلمانوں کی عزت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن وہابیہ کہتے ہیں کہ سب مخلوق خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ لیکن منافق لوگ اس سے بےخبر اور بے علم ہیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ جب اس جملہ آیت شریفہ کے اعداد جمل شمار کئے جاتے ہیں تو پورے سات سو چار (۷۰۴) ہوتے ہیں اور ادھر فقرہ "جماعت سبابہ وہابیہ دیوبندیہ" یا جملہ "جماعت بدی آموز وہابیہ دیوبندیہ" کے بھی وہی اعداد جمل سات سو چار (۷۰۴) ہی برآمد ہوتے ہیں۔ گویا خداوند کریم نے ازل سے بطریق اعداد جمل بھی اس جماعت یا گروہ کی خبر دے رکھی ہے الحمد للہ علےٰ ذالک۔

(۵) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ (سورہ بقر) یعنے یہ جماعت انبیا علیہم السلام ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہم نے۔ بزرگ کیا یا افضل بنایا ہے درجہ میں۔

(۶) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنے اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۷) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ فتح) یعنے ہم نے آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر بلند کیا ہے۔

(۸) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (سورہ فتح) یعنی اے مسلمانو تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور بہت عزت کرو انکی۔

(۹) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (سورہ اسرائیل) ہم نے بنی آدم کو (سب مخلوق پر) بزرگ کیا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ یعنی اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جو انعام کیا میں نے تمہارے پر اور تحقیق فضیلت دی میں نے تم کو جہانوں پر۔

(۱۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

(سورہ آل عمران) (اے امت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم بہترین امتوں سے ہو جو پہلے پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں ۔

(۱۲) اللہ تعالے فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیہ یعنے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ پکارو اُن کو جیسے آپس میں ایکدوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں ۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو کہ کیا کچھ کہتے ہو ۔

نکتہ ۔ اس آیت شریفہ میں جملہ آیت شریف اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ آیا ہے اُن لوگوں کے حق میں جو ایسی ایسی گستاخیاں کرتے ہیں ۔ آیت شریفہ کے اعداد جمل چھ سو بہتر (۶۷۲) ہیں ۔ اور ادھر فقرہ اسمٰعیل دہلوی مع نافہم وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد چھ سو بہتر (۶۷۲) پائے گئے ۔ اس میں بھی وہی سر ہے جو جملہ آیت شریفہ میں ہے ۔ فافہم ۔

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۴۴ ۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ اور اللہ کیواسطے ہے عزت اور قدرت ربوبیت وَلِرَسُوْلِہٖ اور اسکے رسول کیواسطے نبوت اور شفاعت کی عزت وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور ایمان والوں کے واسطے ایمان اور طاعت کی عزت وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اور مگر منافق حقیقت عزت کو نہیں جانتے ۔

نقل ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی عقیق میں پہنچا تو ابن ابی کا بیٹا عبد اللہ نام کہ مومن مخلص تھا راستہ پر ٹھیر رہا ۔ یہاں تک کہ اُسکا باپ بھی وہاں پہنچا ۔ عبد اللہ نے اُس کے اونٹ کو بٹھایا ۔ اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھکر اپنے باپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تجھے میں نہ چھوڑونگا کہ تو مدینہ میں جاوے جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے اذن نہ دینگے ۔ اور تو یہ بات خوب جان لے کہ بڑا ذلیل تو ہے اور بڑی عزت والے حضرت ہیں ۔ جب حضرت کی سواری وہاں پہنچی تو آپ کو یہ حال معلوم ہوا آپ نے ابن اُبی کو مدینہ میں داخل ہونیکی اجازت دی بلفظہ ۔

دیکھو ! حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابن اُبی کو فرمایا کیونکہ وہ منافق تھا ۔ اسکو بڑا ذلیل فرمایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

بہت بڑی عزت والے کہا ۔

یہاں وہابیہ کی یہ صورت ہے کہ اپنے گستاخ بزرگوں کی حمایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں ۔

اس جگہ بھی ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ کلمۂ "منافقین" کے اعداد جمل تین سو تیس (۳۳۰) ہیں۔ اور اِدھر کلمہ "اسمٰعیل دہلوی دادا وہابی" کے بھی وہی تین سو تیس (۳۳۰) ہی عدد ہوتے ہیں۔ فتدبر ۔

(۱۴) تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۱۹ سطر ۱۰۔ اول کسیکہ دروازۂ جنت بکشاید ایشاں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) باشند۔ و روز قیامت ایشاں را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند وآں مرتبہ الیست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ وحقیقت آں آنست کہ ایشاں دراں روز بمنزلۂ وزیر اند بادشاہ باشند۔ بلفظہ ۔

دیکھئے مولوی جی! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے امام الطائفہ کے دادا پیر و مرشد یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالےٰ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اُس کے بمنزلہ وزیر ہیں اور یہ خلاصہ ہے آیات و تفاسیر قرآنی کا۔ لیکن وہابیوں کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے آدمی تھے۔ اور آیت شریف اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا پیش کرتا ہے جو کفار کا قول ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ جملہ آدمیوں کے برابر ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے بھائی یا بڑے بھائی تھے۔ پس بڑے بھائی کے برابر اُنکی تعظیم کرنی چاہئے۔ کوئی دریدہ دہن یہ کہ رہا ہے کہ خدا کے سامنے وہ چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ من ہٰذہ الخرافات و الخزعبلات۔ اللہ تعالےٰ ہدایت دے ۔

(۱۵) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ فضایل سیدالمرسلین کے باب سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اکرم الاولین والاخرین۔ میں تمام اولین وآخرین سے بزرگتر ہوں ۔

(۱۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف، فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے انا سید ولد ادم میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں +

(۱۷) ایضاً حدیث شریف فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا حبیب اللہ رواہ دارمی۔ میں اللہ تعالےٰ کا حبیب ہوں +

(۱۸) ایضاً حدیث شریف فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا کان یوم القیٰمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم یعنے جسدن قیامت ہوگی میں تمام انبیا کا امام اور خطیب ہونگا۔ اور سب کی میں شفاعت کرونگا +

(۱۹) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۴۴۳ سے ۴۴۹ تک۔

(الف) جناب رسالت کی محبت کی علامتوں سے یہ ہے کہ آپکا ذکر بہت سا کرے بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے اسکا ذکر بہت کرتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت کے ذکر میں مشغول رہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۴۴۳

یادداشت۔ وہابیوں کا عمل اس پر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جو میلاد شریف میں کیا جاتا ہے اور مسلمان لوگ نہایت محبت وذوق وشوق سے کرتے ہیں۔ اسکو بدعت شرک کفر کہتے ہیں۔ اور اس پر فتاوے لکھ کر مسلمانوں کو اس ذکر اور محبت کرنے سے روکتے ہیں۔ آفرین ہے +

(ب) جب آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آوے تو بہت آپ کی توقیر اور تعظیم کرے جسوقت نام مبارک سُنے تو بہت عجز وانکسار اپنا ظاہر کرے۔ بلفظہٖ صفحہ ۴۴۳ +

(ج) اور فرمایا جو کوئی عرب کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے جس نے عرب میرے کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے بلفظہٖ صفحہ ۴۴۴

یادداشت۔ اس پر وہابیہ کا یہ عمل ہے کہ عرب کے علما و دیگر لوگ غیر شرع فاسق وفاجر ہیں۔ اور علماء حرمین شریفین رشوت خور ہیں۔ ان کے فتاوے غیر معتبر ہیں علماء دیوبند دینداری میں اُن سے افضل ہیں۔ لاحول ولاقوۃ +

(د) اصحابِ کرام حضرت کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب آپ وضو کرتے اور منہ ہاتھ دھونے سے پانی گرتا تو اصحابؓ اس پانی کو تبرک سمجھکر لینے کی خاطر جلدی کرتے اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک گرتے کہ اسکو لیکر اپنے منہ اور بدن پر ملیں۔ بلفظہ صفحہ ۴۴۸ ۔

(ہ) عمرہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں قیصر اور کسرے اور نجاشی کے پاس گیا تھا قسم بخدا میں نے اُن بادشاہوں کے یہاں ہرگز ایسی تعظیم نہیں دیکھی۔ جو اصحابؓ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں بلفظہ صفحہ ۴۴۹ ۔

(و) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حجامت بنواتے تھے۔ اور اصحاب اطراف حضرت کے پھرتے تھے اور موئے مبارک دست بدست لیتے تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہ پڑے۔ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجامت سے فراغت پائی تو موئے سر مبارک کو اصحابوں کے بیچ تقسیم فرمایا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۹ - یہ ہے جو ایمان ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

فصل سوم عقیدہ نمبر ۴

وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ کی شان کے آگے سب انبیا اولیا ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵

اس عقیدہ کی پوری عبارت صفحہ ۶۰ پر لکھی جاچکی ہے اس میں تمام انبیا علیہم السلام کی توہین ہے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں جو اہلسنت کے مذہب میں کفر ہے جس سے تمامی کتب اسلامی پُر ہیں۔ اسکی تحقیق اور جواب عقیدہ نمبر ۱ میں کافی سے زیادہ ہو چکا ہے جسمیں آیات و احادیث و تفاسیر قرآنی سے انبیاء علیہم السلام کے فضائل بالخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان و مراتب و درجات کے آداب درج کئے گئے ہیں۔ یہانتک کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت

کے لوگ بھی تمام امتوں اور لوگوں سے افضل اور درجہ میں اکمل ہیں۔ خداوند تعالیٰ وہابیہ کے شر سے بچائے۔

ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو شہید تحریر فرمایا ہے۔ پہلے آپ شہید کی تعریف کیجئے۔ لغوی اور اصطلاحی معنے بتلائیے تب اُن کو شہید فرمائیے۔ البتہ آپ کی مراد شہید لکھنے کی صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دین کیلئے شہید ہوئے۔ سو یہ بات محض غلط اور یار لوگوں وہابیوں کی من گھڑت ہے کیا جو کوئی شخص بادشاہِ وقت کی مخالفت اور بغاوت کر کے خود بادشاہ پنجاب اور ہندوستان کے بننے کیلئے الہاموں کی دُھن پر جنگ کرے اور بذریعہ وعظ لوگوں کو جہاد پر تیار کر کے مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کرے اور ہزاروں مسلمانوں کو ہی قتل کرے یا کرادے ایسا شخص شہید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ شہید تو درکنار وہ مسلمان بھی نہیں۔ پہلے اُسکا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ پھر شہید کا خطاب بھی دیں۔ یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آیندہ زیادہ وضاحت سے لکھا جائیگا۔

قولہ مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم نبی علیہ السلام کی محبت میں فنا تھے حضرت مولانا مرحوم تقویۃ الایمان کے صفحہ ۴۵ پر لکھتے ہیں الخ۔ صفحہ ۱۲۔ نیز جلد دوم کے صفحہ ۵۵ ۴۵۔۴۶۔۴۷ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۳۔ حضرت مولانا کی ان عبارتوں سے انکا رسول علیہ السلام کی محبت میں فنا ہوئے ہوئے ہونا ظاہر ہے الخ صفحہ ۱۳۔ سطر ۸۔

اقول مفتی صاحب! آپ نے اپنے امام الطائفہ کی عبارت سے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فنا شدہ تھے۔ مگر یہ بات صرف ہاتھی کے دانتوں کیطرح ہے۔ دیکھئے آپ کے امام اپنی اسی کتاب تقویۃ الایمان کی جلد دوم کے صفحہ ۹۷ پر یُوں لکھتے ہیں۔ وھو ہٰذا:۔

(الف) زیارت کیواسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرنا درست نہیں۔ مگر کعبہ کو اور مسجد اقصےٰ کو مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کرنے کیواسطے جانا درست ہے سوا ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کیواسطے سفر کر کے جانا منع ہے بلفظہٖ۔

پھر عقاید نمبر ۲۔۳۔۴ میں جو کچھ لکھا ہے۔ کہ تمام انبیا خدا کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ سب ناکارے ہیں۔ ایک ذرہ ناچیز

سے بھی کمتر ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال لانا بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کیلئے جانا ناجائز ہے۔ یہی محبت اور فنا ہونیکے نشان اور علامتیں ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی۔ وَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَمَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي وَمَنْ لَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي وغیرہ احادیث موجود ہیں۔ لیکن زیارت روضہ مطہرہ ناجائز ہے اور وہاں جانا منع ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت حج کرنیکے بعد نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ کہیئے! آپکے امام نے زیارت روضہ مطہرہ کی کبھی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنیوالا فنا شدہ ہوا کرتا ہے۔

پھر آپ کے امام اس طرح پر بھی لکھتے ہیں:۔

(ب) کسی قبر پر یا چلہ پر یا کسی تھان پر دور دور سے سفر کر کے رنج و تکلیف اُٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ صفحہ ۱۴۱۔ تقویۃ الایمان۔

(ج) اکثر لوگ انبیاء، اولیا کی شفاعت پر پھُول رہے ہیں صفحہ ۳۰ تقویۃ۔

(د) اپنی زوجہ سے جماع کرنے کا خیال اگر نماز میں آوے تو بہتر ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آوے تو وہ بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۸۶۔

کہیئے یہ محبت میں فنا ہونے کی علامتیں ہیں جو آپکے امام درفشانی فرما رہے ہیں۔ یا عداوت اور شقاوت کی۔

قولہ (آپ کیلئے) خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ الخ کی نص موجود ہے۔ اور ہمارے لئے وَمَا عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کی بلفظہ صفحہ ۱۳۔ سطر ۱۱۔

اقول مفتی صاحب آپنے آیت شریف کو لکھکر پھر وہی الخ کی علامت لکھدی۔ اس آیت شریف کا یہں مصداق نہیں بلکہ آپ ہی ہیں۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل بارہ سو ننانوے (۱۲۹۹) ہیں۔ اور یہی اعداد اس جملہ

"وہی وضعی مفتی عبد اللہ" کے بھی بارہ سو ننا نوے (۱۲۹۹) ہیں پس ثابت ہوا کہ اس آیت شریف کے مصداق آپ ہی ہیں ✦

اور دوسری آیت وَمَا عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ جو آپ نے لکھی وہ کوئی آیت قرآنی نہیں۔ بس پھر کہتا ہوں کہ آپ علم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ اگر آیت قرآنی ہے تو وہ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ ہے ذرا ہوش کیجئے اور اسکے معنی سمجھنے کی بھی سعی کریں۔ اسکے معنی ہیں جو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کفار پر داروغہ نہیں ہیں۔ اس آیت شریف کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے ہیں حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بھی اسی درجہ پر تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کے اعتقاد میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال یا نظیر اور بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے آپکے بزرگ اشرفعلی کا یہ کلمہ کفر لا الٰہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ شائع ہو چکا ہے۔ پھر آپ اُن سے کم کیوں رہیں۔ العیاذ باللہ ✦

قولہ اگر آپ کو اسی باعث سے مولانا کی تحریر پر اعتراض ہے کہ اُنہوں نے کیوں عامہ خلائق کے ساتھ انبیا کو شامل کیا۔ تو اس صورت میں آپ کے اعتراض سے کلام مجید بھی نہیں بچ سکیگا۔ کیونکہ کلام مجید میں اکثر جگہ انسانوں کا ایک ہی پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کیلئے آیات ذیل ملاحظہ ہوں صفحہ ۱۴ :-

(۱) یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْ رَبَّكُمْ ترجمہ۔ لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ (سورہ بقر) ✦

(۲) یَاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْ رَبَّكُمْ وَاخْشَوْیَوْمًا الخ ترجمہ۔ لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور خوف رکھو اُس دن کا (لقمان) ✦

(۳) یَاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰهِ۔ ترجمہ۔ لوگو تم فقیر ہو اللہ کے دروازہ کے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴ ✦

اقول مولوی صاحب! ان آیات کے لکھنے میں اوّل تو رسم الخط قرآنی کی غلطیاں ہیں۔ جنکو آپ سمجھ نہیں سکے اعبدوا کو آپ نے اعبدو لکھا ہے اور اتقوا کو اتقو لکھدیا ہے۔ اور سورہ بقرہ کو آپ نے سورہ بقر لکھا ہے۔ یہ آپ کی

علمیت کی دلیل ہے۔

دوم۔ ان آیات کے پیش کرنے سے آپکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح الناس کا لفظ قرآن شریف میں آیا ہے اسی طرح ہر مخلوق اور ہمہ مخلوق ہے۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و دیگر سائر انبیا علیہم السلام باہر نہیں ہیں۔ اور وہ لفظ الناس میں داخل ہیں۔ واہ سبحان اللہ میں بار بار کہتا ہوں کہ آپ کو علم قرآن سے بالکل واقفیت نہیں۔ صرف لوگوں سے سُنی سنائی باتیں دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ دیکھئے سب سے اوّل قرآن شریف میں سورہ فاتحہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لکھا ہے تو کیا خداوند تعالےٰ نے اپنی طرف سے فرماتا ہے۔ گویا خود اپنی حمد بیان کرتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ تمام قرآن شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور متکلم اللہ تعالےٰ ہے اور مخاطب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اور لفظ قُلْ (کہو) اسمیں محذوف ہے۔ اسی طرح لفظ یا ایہا الناس میں بھی قل محذوف ہے ورنہ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ یعنے ڈرو آگ دوزخ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس صورت میں آپکا اعتقاد یہ ہے کہ اس میں رسول اکرم سید الاولین والاخرین شفیع المذنبین بھی داخل ہیں۔ العیاذ باللہ من ہذہ الاعتقاد الکفریۃ۔

اور لیجئے بعض جگہ قرآن شریف میں لفظ قل کو محذوف رکھا ہے اور بعض جگہ ظاہر بھی فرمادیا ہے جیسے فرمایا ہے:۔

(۱) قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ (سورہ یونس) (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) لوگوں سے کہدیجئے۔ اے لوگو اگر تم شک میں ہو۔

(۲) قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہدیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق آیا ہے (یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) (سورہ یونس)۔

(۳) قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (سورہ اعراف) (اے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کہدیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالےٰ کا رسول آیا ہوں۔ (قیامت تک)۔

(۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ الآیہ (سورہ الناس) یارسول میرے (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کہئے کہ میں پناہ مانگتا ہوں۔ اُس سے جو لوگوں کا پروردگار ہے اور جو لوگوں کا مالک اور معبود ہے۔

(۵) وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا (سورہ النسا) اے رسول ہم نے تجھکو لوگوں کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۶) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ط (سورہ السبا) اے رسول ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تمام لوگوں کی طرف قیامت تک کیلئے خوشخبری سنانیوالا (بہشت کی) اور ڈرانے والا (دوزخ سے)۔

(۷) اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ (سورہ زمر) یعنے ہم نے اے رسول قرآن نازل کیا لوگوں کی ہدایت کے لئے جو حق ہے یا حق کے ساتھ ہے۔

(۸) وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ مائدہ) اے رسول اللہ تعالے آپ کو لوگوں کے شر سے بچائیگا۔

(۹) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ (سورہ النسا) اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے۔

لیجئے اگرچہ اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لفظ الناس میں داخل نہیں ہیں۔ یہ نو آیات کافی ہیں۔ مگر آپ لوگونکی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کسرشان اور توہین کرنے پر ہمت بندھی ہوئی ہے اسلئے ایسے ایسے بیہودہ دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کسی جگہ بھی لفظ الناس میں قرآن شریف نے داخل نہیں فرمایا۔ بلکہ تمام لوگوں سے جداگانہ رسول کے لفظ سے بار بار یاد فرمایا ہے۔ اور تعظیماً يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ - يٰسٓ - طٰهٰ - يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ - يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم وغیرہ خطابات سے پکارا ہے۔ اور کبھی یا محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) یا احمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) نام لیکر یاد نہیں فرمایا اور آپ کی قرآن دانی و فہمی یہ ہے کہ اپنے امام کے سچا کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو لفظ الناس میں داخل کرکے عوام الناس کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ جن میں تمام کافر و مشرک چوہڑے چمار بھی داخل ہیں۔ خدا پناہ میں رکھے ایسی سوء اعتقادی سے۔

فتوائے علماء کرام صوبہ پنجاب عقائد بالا پر

کتاب عروۃ المقلدین بالہام قوی المبین مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری لاہوری صاحب کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مطبوعہ قادری مقام قصور واقع سنہ ۱۳۱۱ ہجری صفحہ نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ باریتعالیٰ کا عرش پر مکان ہے اور اسکے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضا جوارح ہیں۔ نیز یہ عقیدہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی (علیہ السلام) اور ولی (رحمۃ اللہ علیہ) جن اور فرشتے جبرئیل اور محمدؐ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور جو لوگ حرف ضاد کو ظا پڑھتے ہیں یعنے غیر المغضوب والضالین کو غیر المغظوب والظالین پڑھتے ہیں۔ اور جس کنوئیں میں کتا۔ سور۔ بلی۔ چوہا وغیرہ مر کر گل جائے تو اس پانی کو پاک جانکر پیتے اور اس سے وضو و غسل کرلیتے ہیں۔ آیا ایسے عقیدہ والوں اور ایسے کام کرنیوالوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا ہے یا نہیں

الجواب واللہ ھو الملھم للصواب

ان تینوں عقیدوں والوں اور دو نو کام کرنیوالوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا نہیں۔ اس کتاب یا فتوائے پر اٹھارہ (۱۸) کس

علماء کرام پنجاب کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں *

میں کہتا ہوں کہ عقیدہ نمبر اوّل مولوی اسمٰعیل دہلوی آپکے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۵ - اور ایضاح الحق کے صفحہ ۴۲ پر درج ہے *

عقیدہ دوم مولوی اسمٰعیل مذکور کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴، ۱۹ پر درج ہے *

عقیدہ سوم اسی مولوی اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر درج ہے *

باقی دو کام آپکے بھائی غیر مقلدوں کی کتابوں میں موجود ہیں - اور تین عقاید بالا میں آپ سے متفق *

پس اس فتوائے سے بھی ثابت ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلّدوں کے پیچھے ہماری اہلسنت کی نماز جائز نہیں - اگر نادانستہ پڑھی جائے تو اعادہ کرنا فرض ہے مسلمانان اہلسنت اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں *

قولہ - حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فوائد الفواید کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ مخلوق نزدیک او ہمچناں نماید کہ پشک شتر بلفظہ صفحہ ۱۴ - (اور ترجمہ اسکا صفحہ ۱۵ پر یوں کیا) کہ اُسوقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اُسکے نزدیک تمام مخلوق اونٹ کی مینگنی کی مانند نہو مولانا کے لفظ چمار اور سلطان جی کے لفظ مینگنی کا مقابلہ کر کے فرمائیے کہ کیا آپ کے نزدیک سلطان جی بھی وہابی اور کفریہ کلمہ لکھنے والے ہیں یا نہیں - اگر نہیں تو کیوں - بلفظہ ۱۵ - سطر ۷ *

اقول مولوی صاحب! آپ نے عبارت کتاب بھی غلط لکھدی جسکے معنے بھی صحیح نہیں بنتے - معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسالہ سے آپنے غلط در غلط لکھ مارا اور معنے بھی فارسی عبارت کے سمجھ میں نہ آئے - اصل عبارت صحیح یوں ہے :-

ایمان کسے تمام نمیشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہیچنیں نہ نماید کہ پشک شتر - بلفظہ *

فارسی اور اردو کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے - حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر توکل کے بارہ میں ہے - آگے پیچھے کی عبارت

کو حذف کر کے ایک سطر عبارت لکھدی۔ اور اسکا ترجمہ بھی غلط لکھدیا۔ اس کتاب فوائد الفوائد کا اردو ترجمہ اہلسنت وجماعت کے ایک مولوی صاحب نے شائع کیا ہے وہ ترجمہ اس طرح پر ہے:۔

اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اُسوقت تک کامل نہیں ہوتا جبتک متاع دنیا اس کو اُونٹ کی مینگنی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے بلفظہٖ صفحہ ۱۳۵۔ سطر ۳

دیکھئے آپ نے خلق یا مخلوق کے معنے تمام انسانوں کے کئے ہیں حالانکہ اسکے معنے مال و متاع دنیا کے ہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ وہابیہ نے ہر مخلوق لکھکر رفع شبہ کیلئے چھوٹا ہو یا بڑا تمام انسانوں کیلئے لکھدیا۔ اب آپ سمجھے۔ یہ ہے مطلب حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ کا جو مال و متاع دنیا سے مراد ہے۔ اور واقعی وہ حنفی المذہب خالص سُنی ہیں۔ اور وہابیوں کے دشمن۔ اور کاملین اولیاء میں سے۔ اُن کی زبان یا قلم سے کلمہ کفریہ وہابیہ کیسے نکل سکتا ہے جو سماع کے بھی سخت شائق تھے۔ جسکو وہابیہ کفر اور شرک و حرام کہتے ہیں۔

باب سوم

عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ نمبر ۵

شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے انکار

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۳ بر عقیدہ نمبر ۵۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے اللہ تعالے جسکو چاہیگا اپنے حکم سے اُسکا شفیع بنائیگا۔ حضرت مولانا مرحوم نے شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اُسمیں اُنہوں نے کلام مجید کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے:۔

آیت نمبر ۱۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ترجمہ کون ہے جو اُسکے اذن بغیر اُسکی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔

آیت نمبر ۲ - یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ الخ ترجمہ جسدن جبرائیل اور فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہونگے کسی کے منہ سے بات نہ نکلے گی مگر جسکو خدا رحمٰن اجازت دے گا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۵-۱۶ ؞

اقول۔ مولوی صاحب! آیت اوّل من ذا الّذی الآیہ میں سے ایک الف کی آپ نے کمی کرکے من ذالذی لکھا ہے۔ یہ قرآنی تعلیم اور تفہیم آپکی ہے الحمدللہ آپ نے اس عبارت تقویۃ الایمان کو بعینہٖ بلاچون وچرا مان لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کہ اس عقیدہ کے سامنے نقط بلفظہ لکھا ہوا تھا انکار نہ ہو سکا۔ ورنہ عبارت ملخصًا کو اپنی فہمید کی وجہ سے انکار ہی کرتے رہے اور انکار کرتے رہینگے۔ گو آخر کو اسی عبارت کی جسکا میں نے خلاصہ لکھا ہے تاویل کرنے پر زور دینگے ؞

دیکھئے آپ نے اپنے امام کی اس عبارت کو مان کر اسکی تاویل میں آیات کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ اُنہوں نے ان آیات کا کوئی ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا اور نہ وہ آیات کو اس موقعہ پر لائے ہیں۔ لیکن آپنے اپنے امام کی حمایت میں یہ لکھدیا ہے کہ مولانا نے ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ نے جملہ جس کو خدا اجازت دیگا بھی لکھدیا ہے۔ حالانکہ اُنہوں نے اس جملہ کو بھی کہیں نہیں لکھا۔ دیکھئے اُن کی عبارات یہ ہیں :-

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۹ ؞

(ب) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں بلفظہ ایضًا صفحہ ۹ ؞

(ج) جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ ؞

(د) جو کوئی کسی کو اُسکی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل صفحہ ۳۲ ؞

(ھ) اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ

نہ کرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور الرحیم ہے۔ سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دیگا۔ اور جسکو چاہیگا اپنے حکم سے اُسکا شفیع بنائیگا۔ غرضکہ جیسا ہر حاجت اپنی اُسی کو سونپا چاہیئے۔ اُسی طرح یہ حاجت بھی اُسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے۔ جسکو وہ چاہے اُسکو ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے۔ صفحہ ۳۳

(د) رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور اُن کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں.... وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴

(ر) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے۔ مانگ لے مجھ سے جتنا مال میرا چاہیئے۔ نہ کام آؤنگا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ۔ بلفظہ صفحہ ۳۸ سطر ۱

اِن عبارات کی مراد اور مطلب یہ ہے کہ وہابیہ کا کوئی شفیع نہیں ہے اگر کسی نبی یا ولی وغیرہ پر شفاعت کرنیکا بھروسہ کرے وہ مشرک ہے اور جاہل ہے جسکو چاہے شفیع بنا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسمیں کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ وہ ماذون شفاعت ہیں۔ اور نہ آپ کی آیات پیش کردہ کا ان عبارات میں کوئی ذکر ہے۔ اور امام الطائفہ وہابیہ نے چالاکی اور دھوکا دہی سے جگہ جگہ میں "اس قسم کا شفیع" کا جملہ لکھدیا۔

لیکن اہلسنت وجماعت کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے شفیع دنیا و آخرت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہم گنہگاروں کو اُنکی ہی شفاعت پر سب سے اوّل بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ضرور بالضرور اپنی امت کے شفیع ہیں۔ حتی کہ تمام انبیاء علیہم السلام اُنکی طرف رجوع کرینگے۔ اللہ تعالے کیطرف سے حکم شفاعت ہو چکا ہوا ہے آپنے جو وہ آیات نفی شفاعت میں پیش کی ہیں جنکی ترجمانی آپکے امام نے یا آپنے کی ہے اسکا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں کوئی نفی نہیں

(۱) تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اُستاد و مرشد امام الطائفہ وہابیہ سورہ بقرہ۔ صفحہ ۱۵۳۔ گوئیم آیات و احادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند۔ پس تخصیص ایں آیت لابد است اہلسنت بکافر تخصیص میکنند و میگویند کہ معنے ایں آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الٰہی دراں روز

مقبول نخواہد شد۔ بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید بایں قید فرمودہ اند مانند یَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا۔ وَمَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۔ وَمِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است وبس۔ ومناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ الخ بلفظہ ؃

(۲) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۳۔ زیر آیت وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ دریںجا باید دانست کہ معتزلہ بایں آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند ومیگویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد۔ لیکن نمی فہمند کہ دریں آیت نفی شفاعت از طرف کسے است کہ ہرگز شکر نعمت الٰہی نہ کردہ باشد وآں نیست مگر کافر۔ وشفاعت در حق کافر بالاجماع مقبول نیست الخ بلفظہ ؃

(۳) تفسیر جامع البیان برحاشیہ جلالین صفحہ ۳۷۔ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۔ بیان لعظمتہ وجلالہ نفی الزعم الکفار ان الاصنام شفعاء بلفظہ۔ یعنے یہ آیت عظمت وجلال الٰہی ظاہر کرتی ہے اور کفار کے حق میں ہے وہ زعم کرتے تھے کہ ہمارے بُت ہمارے شفیع ہیں ؃

(۴) تفسیر جلالین سورۃ السبا صفحہ ۳۵۹۔ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ الآیہ۔ اللہ تعالےٰ رد لقولہم ان اٰلہتہم تشفع عندہٗ۔ یعنے اس آیت شریف میں اللہ تعالےٰ کفار کی تردید فرماتا ہے۔ جو اُن کا قول تھا کہ اُن کے بُت اُن کے شفیع ہیں ؃

(۵) تفسیر جلالین سورہ طٰہٰ صفحہ ۲۶۵۔ زیر آیت يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ (احداً) إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ ۔ ان یشفع لہٗ ورضی لہٗ قولًا بان یقول لَا إِلٰهَ إِلَّا الله ۔ بلفظہ۔ یعنے اس روز قیامت کو شفاعت فائدہ نہ دیگی کسی کو مگر جس نے کلمہ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله مُحَمَّدٌ رَّسُولُ الله پڑھ لیا۔ اور جن کافروں نے کلمہ شریف نہ پڑھا اُن کے حق میں شفاعت نہیں۔

یہ آیت کفار کے حق میں ہے ۔

اب میں آیات و احادیث سے شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (سورہ بنی اسرائیل) یعنے قریب ہے کہ آپ کو (اے رسول) مقام محمود (شفاعت) میں کھڑا کیا جائے گا ۔

(۲) وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی یعنے قریب ہے کہ (اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرا رب تجھکو (شفاعت کا) رتبہ عطا فرمائیگا جس سے تو راضی ہو جائے گا ۔

(۳) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۶۱۰-۶۱۱ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ چاہئے اور البتہ ایسا ہو گا کہ رکھے گا تیرا خدا تجھے مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الخ مقام پسندیدہ میں یعنے اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہونیوالے سب تعریف کرنیوالوں نے تعریف کی ہوگی ۔ اور وہ مقام شفاعت ہے ۔

اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالےٰ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائیگا ۔ اور لباب میں امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالےٰ مجھے نزدیک کریگا اور عرش پر اپنے ساتھ بٹھالیگا ۔ اور حدیث شریف کی عبارت یہ ہے :- یدنینی اللہ فیقعدلی معہ علی العرش ......
عین معانی میں لکھا ہے کہ مقام محمود عرش میں سے ایک مقام ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی سب سے ظاہر کرینگے ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مقام محمود وہاں ہے جہاں حضرت کے دست مبارک میں لوائے حمد دینگے ۔ اور کوئی پیغمبر نہ ہو گا ۔ حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا کوئی اور سب حضرت کے لوا یعنے جھنڈے کے نیچے ہونگے ۔ بیت

نے ہمیں بر لوائے دولتش ما ئیم و بس ۔ آدم من دونہ تحت لوائے مصطفےٰ است

اے ذات تو در دو کون مقصود وجود   نام تو محمدؐ و مقامت محمود

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۶ - وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ اور قریب ہے کہ عطا فرمائے تیرا رب یعنے گنہگاروں کے باب میں شفاعت کا رتبہ فَتَرْضٰى پس تو راضی ہو جائے۔ یعنے اسقدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس میں راضی ہوا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن کی سب آیتوں میں بڑی امید کی آیت یہ ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اور ہم اہلبیت اس بات پر ہیں کہ آیہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى سے اسکی بہ نسبت امید بہت زیادہ ہے اسواسطے کہ جبتک آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں رہیگا ہرگز آپ راضی نہ ہونگے۔ ابیات

نماند بدوزخ کسے درگرو   کہ دارد چنیں سید پیشرو
عطائے شفاعت چنانش دہند   کہ امت تمامی ز دوزخ رہند بلفظہ

(۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۰ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ - يقيمك - ربك - فی الاخرة - مَقَامًا مَّحْمُوْدًا - يحمدك فيه الاولون والاخرون وهو مقام الشفاعة بلفظہ۔ یعنے قریب ہے کہ آپکو کھڑا کریگا تیرا رب آخرت میں اور تعریف کرینگے تیری اسمیں تمام اولین اور آخرین۔ اور وہی مقام شفاعت ہے ٭

(۵) جامع البیان میں اسی آیت کے نیچے اسی طرح درج ہے جسطرح تفسیر جلالین میں ہے یعنے مقام محمود وہی مقام ہے جہاں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کی شفاعت کرینگے ٭

(۶) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی پارہ عم صفحہ ۲۱۸ - زیر آیت شریف وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ..... در حدیث شریف است کہ چوں ایں آیت نازل شد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیاران خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آنکہ یک یک کس را از امت خود بہ بہشت داخل نکنم۔ بلفظہ ٭

(۷) تفسیر عزیزی ایضاً صفحہ ۲۱۹ - و بجانب راست عرش بالائے کرسی

ایشاں را (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جا دہند و بمقام محمود مشرف سازند و در دست ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدمؑ و تمام ذریت ایشاںؑ زیر آں نشان باشند و ہمہ انبیا با متان خود پس رو ایشاں شوند۔ بلفظہٖ ۔

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۹۰/۴۹۲ - ترجمہ حدیث طویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لوگ قیامت کے دن محبوس کئے جائینگے ۔ اور وہ بہت تنگ ہونگے ۔ تب ارادہ کرینگے کہ کسی کو اپنا شفیع بنا دیں تب پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور عرض کرینگے کہ آپ سب آدمیونکے باپ ہیں ۔ خدا نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور بہشت میں رکھا اور فرشتوں سے آپکو سجدہ کروایا ۔ اور تمام اسماء آپ کو تعلیم کئے آپ ہمارے لئے خدا کے پاس شفاعت فرمائیے تاکہ ہماری تکلیف رفع ہو ۔ حضرت آدم علیہ السلام عذر کرینگے اور نوح علیہ السلام کے پاس جانیکی ہدایت فرمائینگے ۔ اسی طرح حضرت ابراہیم و موسےٰ و عیسےٰ علیہم السلام کے پاس جاوینگے ۔ لیکن سب کے سب عذر کرینگے ۔ کہ ہم شفاعت نہیں کر سکتے ۔ ہاں تم سب سید المرسلین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو ۔ آج کے دن سوا اُن کے اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سب میرے پاس آوینگے میں اُن کی شفاعت جناب الٰہی میں کرونگا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ وَھٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَہٗ نَبِیُّکُمْ یہ وہ مقام ہے جسکا وعدہ تمہارے نبی کو دیا گیا ہے ۔ ملخصًا ۔

(۹) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ ایضًا بعینہٖ صفحہ ۴۲۲ - تا ۴۲۴ ۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ایضًا صفحہ ۴۹۳ - ترجمہ حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں اللہ تعالےٰ نے مجھے عنایت کی ہیں

جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوا۔ ان میں یہ ہے واعطیت الشفاعۃ دادہ شد مرا مرتبہ شفاعت عظمیٰ۔ الخ

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۵۰۳ وعن ابی کعب عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیٰمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمام انبیا (علیہم السلام) کا روز قیامت کو امام اور خطیب ہونگا اور مالک اُن کی شفاعت کا ہونگا۔

(۱۲) مناہج النبوت شرح مدارج النبوت صفحہ ۲۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ میں تیری شفاعت کرونگا الخ بلفظہ۔

(۱۳) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۰۔ والشفاعۃ حق شفاعت سچ ہے جو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز اپنی امت کی فرمائینگے۔ ملخصًا۔

مولوی صاحب! آپ نے جو آیات نفی شفاعت میں پیش کرکے اپنے امام کی حمایت نامناسب اور بیجا کی تھی۔ اس بحث سے معلوم ہوگیا کہ شفاعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہر من الشمس ہے جو چند آیات اور کتب تفاسیر وغیرہم سے کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ تمام کتب اسلامیہ اس سے پُر ہیں۔ منکرین کے لئے انکار مبارک ہو۔

یہ بات نہیں کہ جیسے آپ کے امام نے کہدیا کہ زمین و آسمان میں کوئی شفاعت کرنیوالا نہیں۔ یا یہ لکھدیا کہ کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ یا یہ کہ کوئی کسی کا وکیل نہیں۔ یا یہ کہدیا کہ اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو شفیع سمجھے تو وہ مشرک ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اس میں تمام مطالبات آپ کے گاؤخورد ہوگئے اب ایک دو حدیث شریف اور بھی آپ کی تسلّی کیلئے درج کیجاتی ہیں۔ باقی طوالت کی وجہ سے ترک کی جاتی ہیں۔ وھو ھذا :۔

(۱۴) جامع ترمذی شریف و دارمی شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدھم اذا وفدوا و انا خطیبھم اذا انصتوا و انا مستشفعھم اذا حبسوا و انا مبشرھم اذا یئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی و انا اکرم ولد ادم علی ربی یطوف علیّ الف خادم کانھم بیض مکنون اولؤلؤ منثور۔ یعنے میں سب سے پہلے اٹھونگا جب لوگ قبروں سے اٹھینگے۔ اور میں سب کا پیشوا ہونگا جب اللہ تعالے کے حضور چلیں گے۔ اور میں اُن کا خطیب ہونگا جب وہ دم بخود ہونگے اور میں اُن کا شفیع ہونگا جب وہ عرصہ محشر میں روکے جاوینگے۔ اور میں اُنہیں بشارت دونگا جب وہ ناامید ہو جائینگے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اُسدن میرے ہاتھ ہونگی۔ اور لواء الحمد اُسدن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہونگے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔ بلفظہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین فاضل بریلوی صفحہ ۵۶/۵۷ +

(۱۵) جامع ترمذی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مترجم مولوی بدیع الزمان بھوپالی جلد دوم صفحہ ۲۵۴۔ سطر ۱۴۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی قولہ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ وسئل عنھا قال ھی الشفاعۃ ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنے قریب ہے کہ اُٹھاویگا تجھے اللہ تعالے المقام محمود میں۔ سو فرمایا آپ نے مراد اس سے شفاعت ہے بلفظہ +

(۱۶) صحیح مسلم صفحہ ۲۴۵۔ سطر ۷۔ جلد دوم۔ قال انا سید ولد ادم و اوّل من ینشق عنہ القبر و اوّل شافع و مشفع یعنی روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور سب سے اوّل قبر سے تشریف لانے والا ہوں۔ اور پہلا شفیع ہوں +

اب میں ایک عبارت ترجمہ ترمذی شریف سے لکھکر اسکو ختم کرتا ہوں - جو مولوی بدیع الزمان صاحب نے لکھی ہے وہو ہذا :-

(۱۷) جامع ترمذی مترجم مولوی بدیع الزمان صاحب بھوپالی جلد دوم صفحہ ۱۷۶ سطر ۱۸ - اور روایات صحیحہ سے اسقدر ثبوت شفاعت میں وارد ہوئے ہیں کہ تواتر معنوی کو پہنچگئی ہیں - اور اجماع بھی سلف صالحہ کا اس پر ہے اور انکار کیا بعض خوارج اور معتزلہ نے اسلئے کہ اُن کا مذہب ہے کہ مذنبین مخلد فی النار ہیں - اور استدلال کیا اُنہوں نے ان آیتوں سے مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ الآیہ اور آیت فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ - اور جواب دیا ہے اہلسنت نے کہ مراد آیت اول میں ظلم سے شرک ہے اور آیت ثانی کفار کے حق میں ہے - بلفظہ *

پس شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ اجماعی اہل اسلام بالخصوص اہلسنت وجماعت کا ہے - اور منکر اسکے خوارج اور معتزلہ ہیں - منکرین اور اُن کے پیروں کو مبارک ہو مذہب خوارج ومعتزلہ *

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۶ وہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے

قولہ - توضیح مطالبہ نمبر ۴ بر عقیدہ نمبر ۶ - آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ یہ لکھا ہے کہ مولوی اسمٰعیل شہید نے تقویتہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے - صاحبان ! اگر آپ مولانا مرحوم کا بعینہ اس طرح لکھا ہوا دکھلا دیں ہم آپ کے دعوے کو ماننے کیلئے تیار ہیں الخ مولانا نے تقویتہ کے صفحہ ۴۱ جلد اول میں یہ ضرور لکھا ہے مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء الخ فائدہ یعنے میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں - الخ صفحہ ۱۷ *

اقول مفتی صاحب افسوس! پہلے آپ لکھتے ہیں کہ تقویۃ میں یہ بات ہی سرے سے نہیں پھر خود لکھتے ہیں کہ یعنے میں بھی "ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" تقویۃ کے صفحہ ۱ میں ضرور لکھا ہے۔ مانتے بھی ہیں اور مکرتے بھی ہیں۔ کیا میری تحریر کے محاذ بلفظہ و ملخصًا لکھا ہوا نہیں ہے۔ یعنے یہ عقیدہ بلفظہ بھی ہے اور بطور خلاصہ بھی۔ اچھا فرمائیے جو آپ نے حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اُس حدیث کے کونسے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ اور یہ عبارت آپکے امام نے کہاں سے پیدا کی۔ جب کہ حدیث شریف میں ایک حرف تک بھی موجود نہیں لیکن اُنہوں نے **ف**۔ فتنہ اور فساد کی لکھکر اس جملہ عبارت کو لکھ مارا اور آتش فتنہ و فساد کو بھڑکایا۔ جو مادہ غضب و غیظ و عداوت کا اُن کے قلب منقلب میں موجود تھا ظاہر فرمایا۔ کیا ادب اسی کا نام کہ لفظ "مرکر مٹی میں ملنا" حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لکھا جائے۔ درانحالیکہ قرآن شریف میں شہدا کی نسبت حکم آیا ہے کہ اُن کو مُردہ کے لفظ سے مت پکارو بلکہ گمان بھی مت کرو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنےٰ خادم ہیں۔ پھر حضور کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کرنا قرآن شریف کی مخالفت ہے یا نہیں۔ ضرور ہے۔ پھر تادبًا بھی ادنےٰ ادنےٰ دنیاداروں کی روزمرہ کی بولچال ہے کہ فلاں بزرگ وصال فرماگئے، ارتحال فرماگئے، انتقال فرماگئے، وفات پاگئے یا گذر گئے، واصل باللہ ہوگئے، اس دنیا سے پوشیدہ ہوگئے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مرکر مٹی میں مل گئے تو کوئی بھی باادب شخص نہیں کہے گا۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت۔ نعوذ باللہ منہا ✣

دوسرا یہ جملہ "میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" حدیث شریف میں داخل کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمدًا بہتان لگایا گیا ہے اس صورت میں آپکے امام الطائفہ مخالف حدیث شریف ہوئے۔ اور اس وعید میں داخل ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے جو شخص جان بوجھکر مجھ پر کذب یا جھوٹ لگائے جو میں نے نہ فرمایا ہو اسکی نسبت میری طرف رجوع کرے پس اُس کی جگہ دوزخ ہے کہئے مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں کے معنے مرکر مٹی ہوگئے ہوئے یا نہیں۔ باوصفیکہ حضو

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی جسم مبارک اصلی دنیاوی سے حیات ہیں۔ ایسے ایسے الفاظ حضرت کی شان مبارک میں لکھنا سخت توہین اور گستاخی ہے *

قولہ تو فرمائیے کیا نبی علیہ السلام پر موت نہیں آئی اور جناب قبر مبارک میں مدفون نہیں ہوئے۔ جو کہ مٹی میں ہوتی ہے۔ صفحہ ۱۸ *

اقول اہلسنت وجماعت کے مسلمانوں کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام بھی اُن کو مردہ کہنا یا مر کر مٹی میں مل گئے سخت درجہ کی گستاخی قریب بکفر ہے جو خلاف آیات قرآنی واحادیث حبیب رحمانی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے۔ اگرچہ اس باب میں کثرت سے آیات واحادیث وکتب تفاسیر موجود ہیں۔ لیکن مختصراً تحریر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو تسکین ہو:۔

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورہ بقرہ) (شہدا کے حق میں) جو لوگ خدا کے راستہ میں مارے گئے ہیں اُن کو مُردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ دیکھیئے اللہ تعالےٰ شہدا کیلئے فرماتا ہے کہ تم اُن کو مردہ مت کہو۔ مگر افسوس۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاولین والآخرین کو مردہ کہہ رہے ہو۔ اور مٹی میں ملا رہے ہو۔ العیاذ باللہ *

(۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ط (سورہ آل عمران) یعنے مت گمان کرو اُن لوگوں کو جو خدا کے راہ میں قتل کیئے گئے ہیں۔ مُردے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں۔ دیکھیئے یہاں بھی اللہ تعالےٰ شہدا کے حق میں فرما رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنے درجہ کے خادم ہیں۔ کہ اُنکی نسبت دل میں گمان تک بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ چہ جائیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اعلےٰ اور ارفع پر مردہ ہونیکا اطلاق کیا جاوے۔ العیاذ باللہ *

(۳) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۳۸۔ وَلَا تَقُوْلُوْا نہ کہو لِمَنْ يُّقْتَلُ اُس آدمی کو کہ قتل کیا جائے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ راہ خدا میں یعنے جہاد میں اَمْوَاتٌ

کہ وہ مُردے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے اور
حیرت سے کہتے تھے کہ بیچارے فلاں مسلمان نے جنگ بدر کے دن جان شیریں کی
اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالےٰ نے فرمایا
کہ ان لوگوں کو مردہ نہ کہو بَلْ اَحْيَاءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں ہماری جناب میں
وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ اور لیکن تم نہیں جانتے ہو اُس زندگی کی کیفیت اسواسطے
کہ عقل سے اُس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں۔ بلفظہٖ۔

نکتہ جملہ آیت شریفہ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ میں آپ کی ہی جماعت حلقہ زن
پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ اس جملہ آیت کے اعداد جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں
اور ادھر جملہ فقرہ جماعت حلقہ زن کفر کردہ وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد
جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ یا جماعت مجددانہ اسمٰعیلیہ وہابیہ کے
بھی وہی اعداد گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ کیا خوب مطابقت ہوئی ہے۔

(۴) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۱۳۹۔۱۴۰۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ
اور نہ سمجھ ان لوگوں کو جو صدق نیت سے قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قتل کیے گئے بیچ
راہ خدا کے اَمْوَاتًا کہ وہ مُردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جو جنگ
احد میں شہید ہوئے حق تعالےٰ نے اُنکی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت
کی ہوا میں پھریں۔ اور طوبےٰ کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں۔ اور جنت کی نہروں کا پانی پئیں الخ
بَلْ اَحْيَاءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا
ثواب اُنہیں پہنچتا ہے یا زمین اُنہیں نہیں کھاتی۔ اور مردوں کی طرح غسل نہیں دیتے
یا زائروں کے سلام کا جواب دیتے ہیں زندوں کی طرح يُرْزَقُوْنَ روزی
دیئے جاتے ہیں میوہائے جنت سے الخ دیگر تفاسیر میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(۵) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ
صفحہ ۳۵۵ سطر ۱۳۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا یعنی باشد رسول
شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت برتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ
از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست کہ حجابیکہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است

کدام ست پس او میشناسد گناہانِ شمارا و درجاتِ ایمان شمارا و اعمال نیک و بدِ شمارا و اخلاص و نفاقِ شمارا و لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل ست و آنچہ اور ا از فضائل و مناقب حاضران خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمانِ خود مثل اویس و صلہ و مہدی و مقتول دجال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان میفرمائید اعتقاد برآں واجب ست ۔ بلفظہ ٭

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ابدی کو شاہ صاحب نے کیسے ثابت فرمایا ہے کہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں سب غائبین کے اعمال و درجات و گناہوں پر مطلع ہو رہے ہیں ۔ اسی وجہ سے وہ سب پر شہید اور گواہ ہونگے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گواہی اُسی گواہ کی ہوسکتی ہے جو اپنی آنکھوں سے واقعات کو دیکھے اور دیکھنا اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثابت ہے ۔ اور یہ سب باتیں حیات النبی ہونیکی دلیل و حجت کو قوی کر رہی ہیں ٭

(۶) ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۴ حدیث شریف عن اوس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء یعنے فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ اجسام انبیاء علیہم السّلام کو کھائے ٭

(۷) ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۰ حدیث شریف عن ابی درداء رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیّ یرزق یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ ابدان انبیاء علیہم السّلام کو کھائے پس اللہ تعالےٰ کا پیغمبر ہمیشہ زندہ ہے ۔ اُسکو روزی کھانا دیا جاتا ہے ٭

(۸) ابی داؤد جلد اوّل صفحہ ۲۲۱ سطر ۱۲ حدیث شریف اسیطرح ہے ٭

(۹) نسائی جلد اوّل صفحہ ۹۷ سطر ۲۱ حدیث شریف اسی طرح ہے ٭

اِن حدیثوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی ۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ جب آپ اس دُنیا سے تشریف لیجائینگے اور قبر میں جسم نہ ہوگا تو درود شریف کیسے

پہنچیگا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ ہرگز گمان مت کرو کہ قبر میں ہمارے اجسام میں کوئی تغیر آجاتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانیکی سخت ممانعت کرکے حرام کردیا ہے۔ اُن کے جسموں کو قبر کی زمین چھوتی تک نہیں۔ بعینہ وہی اجسام جو دنیا میں تھے قائم رہتے ہیں اور اُنہیں اجسام حسی دنیاوی سے سب جگہ جہاں چاہیں سیر فرماتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔ صرف ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ اور شہدا اور اولیاء کرام کی بھی کسی قدر کمی کے ساتھ یہی صورت ہے +

(۱۰) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۷۵ سطر ۱۔ کہ ارباب قلوب یعنی صاحبدل لوگ دیکھتے ہیں بیداری میں ملائک کے تئیں اور پیغمبروں کے ارواح کے تئیں۔ اور وہ سُنتے ہیں اُن سے آوازوں کو اور چُنتے ہیں اُن سے نوروں کو اور استفادہ کرتے ہیں اُن سے بلفظہ +

(۱۱) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۸۲۴ تا ۸۲۸۔ جان کہ حیاتِ انبیاءؑ متفق علیہ ہے درمیان علماء ملت کے کسی کو خلاف نہیں اُس میں کاملتر اور وجود حیات سے شہیدوں کے الخ۔ اور حیات انبیاءؑ کی حسی دنیاوی ہے۔ یعنے شہدا وغیرہ کو حیات ہے پر اُس عالم میں ہے اور انبیاءؑ اسی عالم میں محسوس اور زندہ ہیں۔ اور احادیث و آثار اُسکے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ مذکور ہوتے ہیں۔ ایک اُن سے یہ حدیث ہے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون الحدیث یعنے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ دوسری ایک حدیث یہ ہے :۔ ما من مسلم یسلم علی الا رد اللہ روحی حتی ارد علیہ السلام ۔ اور عالموں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے واسطے ہر ایک اُس شخص کے جو سیّد کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو..... اور سلام کرنا خواہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو یا غائب اُس جناب سے جس مکان میں ہو اور ظاہر عموم ہے اور بہر تقدیر مفید مدعا ہے جو حیات ہے الخ۔ ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اس بات کے کہ حضرت صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم سماع کرتے ہیں سلام کی آواز سنتے ہیں۔ اور بہ نفس نفیس اُسکے رد سلام کے متکفل ہوتے ہیں۔ بلکہ پیشتر بندے کے سلام سے آپ مبادرت فرماتے ہیں اوپر سلام کے جس طرح حالت شریف تھی جناب کی حالت حیات کے درمیان الخ

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا بہت کہو جمعے کے روز صلوٰۃ اوپر میرے کیونکہ درود تمہارے معروض ہوتے ہیں۔ مجھ پر عرض کی اصحاب نے کہ یا رسول اللہ کس طرح معروض ہوتی ہے درود تمہارے حضور ہیں۔ اور آپ پوشیدہ ہونگے قبر کے درمیان۔ فرمایا! حق تعالیٰ نے حرام گردانا ہے زمین پر جو کھاوے انبیاء کے اجساد کے تئیں۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات انبیاء کی حیات حسی دنیاوی ہے نہ صرف بقاء ارواح۔ الخ

ہم اعتقاد رکھتے ہیں انبیا کی حیات پر حضرت پروردگار جل جلالہٗ کے نزدیک وہ حیات کہ جو اشرف اور اکمل ہے اس حیات متعارفہ سے الخ

یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر اس بات کے کہ اہل قبور کو ادراک ہے اور سماع حاصل ہے یعنی پہچانتے ہیں اور سنتے ہیں اور شک نہیں کہ سمع یعنی شنوائی ان اعراض سے ہے جو مشروط ہیں حیات پر پس سب حیؔ (زندہ) ہیں ولیکن حیات اُن کی مرتبے میں کم ہے شہیدوں کی حیات سے اور حیات انبیاء کی کامل تر ہے شہیدوں کی حیات سے الخ

حق تعالیٰ نے حضرت کے جسد شریف کے تئیں ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہے کہ جہاں جس مکان میں چاہیں جاویں خواہ بعینہٖ ہُوا ہُوا یا مثال خواہ آسمان پہ یا زمین پر خواہ قبر شریف میں یا دوسری۔ الخ

(۱۲) شرح مواہب اللدنیہ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ۔ لا یمنع رؤیتہ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ وبروحہ وذالک لانہ وسائر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ردت الیھم ارواحھم بعد ما قبضوا واذن لھم فی الخروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی یعنے کوئی بات اس امر کو مانع ہے کہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک یا مجسم نظر آجاویں اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونیز دیگر

انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات بعد وفات کے ان کے مقدس جسموں میں باذن الٰہی پھر دوبارہ واپس کر دی گئی ہیں۔ اور ان کو رب العزت کی طرف سے تصرف اور عام اجازت عطا کیگئی ہے کہ اپنے مقدس مزارات سے نکل کر عالم بالا اور عالم دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے رہیں۔ بلفظہ۔ کتاب تحقیق الحق مصنفہ مولانا محمد عسکری صاحب حسینی الترمذی رئیس اودھ صفحہ ۲۰ سطر ۱۲

(۱۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۷، ۲۸ – میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضہ مقدس کی آپ کی روح مبارک کو دیکھا ظاہر اور عیان الخ .... میں نے دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر امور میں اسی صورت مقدس میں جس میں آپ تھے بلفظہ۔

(۱۴) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی صفحہ ۹۱ سطر ۸ (عام مزارات کے ذکر میں) بزیارت مزارات متبرکہ باید رفت بوسیلۂ ارواح پاک ایشاں فتوحات ظاہری و باطنی باید طلبید و فاتحہ نیز بارواح ایشاں ہر روز باید خواند کہ موجب برکات بسیار است و فتوحات بیشمار بلفظہ۔

(۱۵) منتخب مکتوبات قدوسیہ مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲ – حضرت بدۃ الاولیا ربانی شیخ عبدالستار سہارنپوری در ملفوظات حضرت قطب العالم میگویند کہ یوم پنجشنبہ بود و مردم کثیر برائے زیارت بدرگاہ آسمان جاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق حاضر بودند قطب عالم شیخ عبدالقدوس نیز پائین چبوترۂ مزار اقدس نشستہ بودند کہ بیک ناگاہ مزار اقدس شق شدہ و حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ سرہ ہمیں جسم ظاہری از مزار شریف بیروں آمدہ بر چبوترہ نشستند و جانب قطب عالم مخاطب شدہ فرمودند بیت

مرا زندہ پندار چوں خویشتن　　من آیم بجاں گر تو آئی بتن ۔ الخ بلفظہ

لیجئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تمام کتب دینیہ اہلسنت و جماعت اس مضمون سے پُر ہیں۔ طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ قرآن شریف و احادیث

شریف و تفاسیر و کتب سیر سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر جگہ تصرف کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام و مومنین صالحین و شہداء محبین زندہ ہیں جو شخص لکھتا یا کہتا یا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں مخالف قرآن و حدیث کا کاذب اور بہتانی ہے۔ بس آپ کے سب مطالبات ملیامیٹ ہو گئے۔

باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷ وہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں

اور نہ وہ سُنتے ہیں۔ ملخصًا صفحات ۷-۸-۲۳-۲۹ تقویۃ الایمان

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۵۔ بر عقیدہ نمبر ۷۔ عقیدہ نمبر ۷ کی یہ عبارت کہ مولوی صاحب مرحوم نے تقویۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سُنتے ہیں۔ اگر آپ یہ عبارت بعینہٖ تقویت میں دکھلا دیویں تو آپ کا مُنہ شکر سے بھر دیا جاوے ورنہ شکر کی بجائے ...... (گالی) ہم پیشگوئی کرتے ہیں کہ آپ یہ عبارت بعینہٖ تقویت میں ہرگز دکھلا نہیں سکینگے۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۸۔

اقول۔ مفتی صاحب! نہایت افسوس ہے بار بار میں کہتا ہوں کہ آپ عبارت کے آگے لفظ ملخصًا کو نہیں دیکھتے یا نظر نہیں آتا۔ اور بلفظہٖ عبارت کو تلاش کرتے ہو۔ ذرا ہوش سے صفحات محولہ کو دیکھئے۔ آپ کو اس عبارت کا پتہ مل جائیگا۔ مرزا قادیانی کی طرح پیشگوئیاں کرنا بیسود ہیں۔ اور گالیاں دینا نامسعود اور بے بہبود ہیں۔ اور تہذیب کے سامنے مردود اور مطرود ہیں۔

میں نے کتاب تقویۃ الایمان کے صفحات ۶ - ۸ - ۲۳ - ۲۹ کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ یہ عبارت عقیدہ وہابیہ کا خلاصہ ان صفحوں میں ہے۔ باوجود اس کے آپ کو یہ عقیدہ نہیں ملا۔ اور نہ نظر آیا۔ جو آپ کی قابلیت بینائی کی وجہ سے ہے۔ لیجئے دیکھئے :-

(الف) اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا اور انبیا سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گذرتے ہیں۔ الخ۔ اور دعوائے مسلمانی کیئے جاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے سورہ یوسف میں وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ط ترجمہ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعوائے ایمان کا رکھتے ہیں وہ شرک میں گرفتار ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۵ تقویۃ الایمان ۔

(ب) جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیا اور اولیا کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ الخ **ف** یعنے جن کو لوگ پکارتے ہیں اُن کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی صفحہ ۶ تقویۃ الایمان۔

(ج) **ف** یعنے شرک کرنیوالے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں اول تو وہ اُن کا پکارنا سُنتے ہی نہیں دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی اُن کو قیامت تک پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ بعضے اگلے بزرگوں کو دُور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو ..... یہ سب شرک ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۳ سطر ۱۶ ۔

آیت شریف جسکا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ

عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غَافِلُوۡنَ - ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ احقاف
ہیں - اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اُس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے اُن لوگونکو
کہ نہ قبول کرینگے اُسکی بات قیامت کے دن تک اور وہ اُنکے پکارنے سے غافل
ہیں - بلفظہ صفحہ ۲۳ سطر ۱۲ - تقویۃ الایمان ۔

(د) جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیا انبیا کو یا امام و شہیدوں
کو عالم میں تصرّف کرنے کی قدرت تو ہے ..... سو یہ بات غلط ہے بلکہ
کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اُسکی طاقت رکھتے ہیں
بلفظہ صفحہ ۲۹ - تقویۃ الایمان ۔

لیجئے مفتی جی! وہ عقیدہ جسکو آپ بعینہ غلطی اور نافہمی سے تلاش
کرتے ہیں - اِن عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے جو تقویۃ الایمان میں ہیں -
کہئے الفاظ انبیا علیہم السلام اور اگلے بزرگوں اور یا حضرت میں حضرت
رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں ضرور داخل ہیں - تو
بتائیے - وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہیں سُنتے - ہاں ضرور قدرت
بھی رکھتے ہیں اور اچھی طرح سے سُنتے بھی ہیں - اور ہم یہاں پنجاب
وہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارتے
ہیں - اور درود شریف الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بڑے
شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں - بلکہ اُن کے اولیا وصلحا رحمہم اللہ سے بھی استمداد
کرتے ہیں - اور بموجب تعلیم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یَا عِبَادَ اللّٰہِ
اَعِیْنُوْنِیْ اے خدا کے بندو میری مدد کرو زور سے جب کبھی ضرورت ہوتی ہے
پکارتے ہیں - یا روح یا روح یا روح کا وظیفہ بھی کرتے ہیں - اور قادری سلسلہ
کے بزرگ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ کا وظیفہ بھی کرتے
ہیں - وغیرہ وغیرہ ۔

ہاں! آپ کے امام الطائفہ کی عادت ہے جو آیات کفّار کے حق میں
نازل ہوئی ہیں وہ تمام اہلسنّت کے خلاف مسلمانوں کے حق میں لگاتے ہیں -

لہ غافلون بموجب رسم الخط قرآنی غلط ہے - غٰفلون لکھنا چاہئے تھا - یہ آپکے امام کی ناواقفی ہے ۔

یہاں ان عبارتوں میں دو آیات سورہ یوسف اور سورہ احقاف کی درج کی ہیں وہ دونو کفار اور اُن کے بتوں کے حق میں ہیں۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے اُنکو کیسی دلیری اور جرأت سے انبیا علیہم السلام اور مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے۔ اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ پہلی آیت سورہ یوسف کی یہ ہے :۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِکُوْنَ ٭

ترجمہ آپ کے امام کا۔ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں صفحہ ۵ تقویۃ الایمان ٭

ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ ۔ و ایمان نمی آرند اکثر ایشاں بخدا مگر شریک او مقرر کردہ اند ٭

ترجمہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ ۔ اور نہیں ایمان لاتے اکثر اُن کے ساتھ اللہ کے مگر وہ شریک لانے والے ہیں ٭

ترجمہ شاہ عبد القادر علیہ الرحمۃ ۔ اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں ٭

دیکھئے مولوی جی ! ان مشہور تین ترجموں اور اپنے امام کے ترجمہ پر غور کیجئے اُن ہر سہ ترجموں میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ کہ وہ ایمان نہیں لاتے یعنے کافر ہیں اور شریک بھی اللہ تعالٰے کا ٹھیراتے ہیں۔ لیکن آپ کے امام لفظ مسلمان کا بجائے کافر کے اپنی طرف سے لگاتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی تحریف معنوی کرتے ہیں۔ اسکی تصدیق میں تفاسیر بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک تفسیر دکھاتے ہیں۔

تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۵۱۵۔ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ اور نہیں ایمان لاتے اکثر اُن کے بِاللّٰهِ ساتھ اللہ تعالٰے کے اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِکُوْنَ مگر وہ شریک کرنیوالے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے عرب کے کافر مراد ہیں۔ کہ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اُسکے بعد کہنے لگے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یا یہود مراد ہیں کہ خدا کا ایمان لائے اور کہنے لگے عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔ یا نصاریٰ مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لائے اور یہ بات کہی کہ عیسیٰ مسیح اللہ کا بیٹا

ہے۔ بلفظہ ✦

اب معلوم ہوا کہ یہ آیت شریف کفار عرب یا یہود ونصارے کے حق میں نازل ہوئی۔ اور کیسی بے باکی سے مسلمانوں پر لگا دی۔ اسی طرح دوسری آیت کو دیکھئے جو سورہ احقاف کی ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۔ ترجمہ اس کا صفحہ ۱۰۰ پر لکھا جا چکا ہے ✦

آپ کے امام نے جو لفظ یدعوا اور دعا کے معنے پکارنے کے کئے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ چنانچہ تفاسیر معتبرات جلالین۔ معالم التنزیل۔ مدارک۔ نیشاپوری۔ خازن وغیرہا میں یدعوا کے معنے یعبد کے لکھے ہیں۔ یعنے جو لوگ سوا خدا کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں یعنے بتوں کی۔ اور دعائھم سے بھی مراد عبادت ہی ہے پکارنا نہیں۔ جیسے اسی آیت شریف کا دوسرا حصہ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ۔ یعنے قیامت کو بُت اپنی پرستش کرنیوالوں کے دشمن ہو جائینگے۔ اور اُن کی عبادت کا انکار کرینگے۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ آیت شریف کا نزول بُت پرستوں اور بُتوں کے حق میں ہے۔ اور پکارنے کے معنے کرکے تمام مسلمانوں درود شریف پڑھنے والوں اور یا رسول اللہ کہنے والوں کو کافر بنا دیا اور مشرک لکھ دیا۔ اسکی مفصل تحقیق عقیدہ نمبر ۱۰۔۱۱۔۱۲ باب ہفتم وہشتم میں ہوگی۔ لیکن ایک عبارت تفسیر قادری کی تائید میں لکھ دیتا ہوں :۔

تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۲۶ سطر ۳۔ وَمَنْ اَضَلُّ اور کون ہے زیادہ گمراہ مِمَّنْ يَّدْعُوْا اُس شخص سے جو پکارے اور پوجے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خدا کے سوا مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اسکو جو نہ جواب دے اور نہ قبول کرے اُسکی دعا کو اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت تک یعنے مشرک اپنے معبود باطل کو عمر دنیا کی مدت تک پکاریں تو اجابت کا اثر اُس سے نہ ظاہر ہوگا۔ وَهُمْ اور وہ بُت عَنْ دُعَآئِهِمْ بُت پرستوں کے پکارنے سے جو اُن بُتوں کو

پکارتے ہیں غٰفِلُوْنَ غافل اور بے خبر ہیں۔ اور جب وہ اِن کا پُکارنا سُنتے ہی نہیں تو جواب کیونکر دیں۔ پس بدبخت وہ ہے جو سُننے والے اور قبول کرنے والے خداوند کی عبادت سے دست بردار ہو اور چند جیسی جماد جو نہ دیکھتے ہیں نہ سُنتے ہیں اُن کی عبادت کی طرف متوجہ ہو۔ بیت

بے بہرہ کسے کہ چشمۂ آبِ حیات بگزارد و رو نہد بسوئے ظلمات

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جب حشر کئے جائینگے لوگ كَانُوْا لَهُمْ ہونگے معبود باطل اپنی پرستش کرنیوالونکے اَعْدَاءً دشمن۔ بخلاف اُس چیز کے جو گمان رکھتے تھے اُن سے شفاعت اور مددگاری کا وَكَانُوْا اور ہونگے معبود باطل بِعِبَادَتِهِمْ اپنے عابدوں کی عبادت کے ساتھ كٰفِرِيْنَ کافر اور منکر یا عبادت کرنیوالے اُن کی پرستش سے منکر ہو جائینگے۔ یعنے بُت کہینگے کہ اُنہوں نے ہماری پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ۔ یا بُت پرست کہیں گے کہ ہم نے تو بُتوں کی پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ بلفظہ ؎

یہ ہے آپ کے امام الطائفہ کی ایمانداری کہ جو آیات کفار مشرکین بُت پرستوں کے حق میں نازل شدہ ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں لگائی گئی ہیں۔ تمام تقویۃ الایمان میں یہی حال ہے جیسا آپ کا ایمان ہے۔ یہ دو آیتیں وہی بطور نمونہ تحریر ہیں جن کو آپ کے امام الطائفہ نے اپنی تقویۃ الایمان میں درج کیا ہے ؎

اب میں چند احادیث شریف و دیگر کتب معتبرات سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف اور قدرت دیکھنا اور سُننا تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کا اور آپ کے امام کا اِنکار ناہنجار معلوم ہو جائے۔

(۱) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۶۹ سطر ۲۷ مصری (باب المیت یسمع خفق النعال) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ وذھب اصحابہ حتی انہ یسمع قرع نعالھم۔ اتاہ ملکان فاقعداہ

فیقولان له ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد صلی الله علیه وسلم فیقول اشهد انه عبد الله و رسوله فیقال انظر الی مقعدك من النار ابدلك الله به مقعدا من الجنة قال النبی صلی الله علیه وسلم فیراهما جمیعا واما الکافر او المنافق فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ثم یضرب مطرقة من حدید ضربة بین اذنیه فیصیح صیحة یسمعها من یلیه الا الثقلین

بلفظہ۔ یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسکے دوست جب اُس سے چلے جاتے ہیں تو وہ اُن کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں۔ اور اسکو قبر میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں کہ کیا کہتا ہے تو اس شخص محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندے خاص اللہ تعالے کے ہیں اور اسکے رسول ہیں۔ پھر کہتے ہیں فرشتے کہ دیکھ اپنی جگہ دوزخ میں۔ لیکن بدل دیا ہے اللہ تعالے نے اسکو بہشت سے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس دیکھتا ہے وہ اُن دو نو جگہوں کو۔ اور جب کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں) تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا وہی کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے۔ پس کہا جاتا ہے (اس کافر یا منافق کو) کہ کیا تو نہیں دیکھتا اور عقل رکھتا تھا اور نہ قرآن شریف پڑھتا تھا پھر مارتے ہیں اسکو فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اُسکے کانوں پر۔ تب وہ چلاتا اور چیخیں مارتا ہے۔ اس چلانے کو سب سنتے ہیں جو اُس کے پاس ہیں سواء انسان و جن زندہ کے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۵ سطر ۱۰۔ حدیث شریف بعینہ حدیث بالا کے مطابق ہے۔ صرف ایک دو لفظوں کا فرق ہے۔ اس لئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں مضمون واحد ہے۔

(۳) نسائی جلد اوّل صفحہ ۱۴۴-۱۴۶ سطر ۱۴-۱۲-۹ یہی حدیث شریف بعینہٖ ہے۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحات ۱۲۴-۱۲۷-۱۱-۷ میں بھی یہی حدیث شریف بخاری کی درج ہے جسمیں الفاظ مختلفہ مثلاً ماکنت تقول فی ھذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم۔ اور ماکنت تقول فی ھذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے کیا کہا کرتا تھا تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں۔ اور کیا ہے اور کون ہے یہ شخص (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تمہارے میں رسول مبعوث کیا گیا اور تو کیا کہا کرتا تھا اس شخص کے بارہ میں جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

پس ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان فوت شدہ اور کافر اور منافق مُردے بھی قبروں میں سماع کی طاقت رکھتے ہیں۔ دوسرا خداوند تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا تصرّف بخشا اور ایسی قدرت عطا فرمائی۔

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۱۴۱ سطر ۶۔ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ، کسیکہ درود بفرستد بر من نزد قبر من می شنوم من صلوۃ او را ومن صلے نائیا ابلغتہ، وکسے کہ درود بفرستد بر من از دور رسانیدہ در حضور قبر شود صلوۃ او مراکہ ملائکہ سیاحین میرسانند و بر ہر تقدیر رد سلام میکنم وجواب سلام دے میگویم از ینجا میتواں دانست کہ سلام بر آنحضرت چہ فضیلت دارد۔ و سلام گوینده بر آنحضرت راخصوصاً بسیار گوینده را چه شرف است۔ اگر سلام تمام عمر را یک جواب آید سعادت ست چه جائے آنکه ہر سلام را جواب شنود۔ بیت

ہر سلام مکن رنجد در جواب آں لب — کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(۶) وظیفہ دلائل الخیرات (فضائل درود شریف) وقیل لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارأیت صلوۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالھما عندک فقال اسمع صلوۃ اھل محبتی

واعرفهم وتعرض على صلوة غيرهم عرضا بلفظه۔ یعنے اور عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مبارک میں کہ خبر دیجیئے اُن لوگوں کے درود سے جو حضور سے غائب اور دور ہیں اور جو آپ کے بعد ہونگے۔ ان دونوں کے درودوں کے بھیجنے کا کیا حال ہے آپ کے نزدیک۔ پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ میں خود سُنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور اُن کو پہچانتا ہوں۔ اور پیش کیئے جاتے ہیں میرے پاس درود دوسرے تمام لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے ۔

دیکھیئے ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خود بخود سُننا اور سُننے کی قدرت رکھنا خواہ کوئی مشرق کے پرلے سرے پر درود شریف پڑھے خواہ مغرب کے کنارہ پر پڑھے۔ غرضیکہ خواہ کتنی ہی دُور کیوں نہ ہو۔ پس مردود ہے وہ قول کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سُنتے ہیں" (مندرجہ تقویۃ الایمان) ۔

(۷) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب نمبر ۵۸ اردو ترجمہ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱۔ جن جو مختلف شکلیں بن جاتے ہیں اور مختلف جسدوں میں متجسد ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت اُن سے اعمال عجیبہ جو ان شکلوں اور جسدوں کے مناسب ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ ان میں کوئی تناسخ اور حلول نہیں۔ جب جنّوں کو اللہ تعالے کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب و غریب کام کریں تو اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت بخشدیں تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ اسی قسم کی ہیں وہ حکائتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور مختلف کام اُن سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی اُن لطائف مختلف جسدوں میں متجسد ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اُس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا۔ بعض لوگ جو حضرت مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز[1]

۱؎ عزیز سے مراد حضرت امام علیہ الرحمۃ ہیں ۔

کو حرم کعبہ میں دیکھا۔ بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اسکو روم میں دیکھا۔ بعض بغداد میں دیکھکر آئے ہیں۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں۔ یہ شکلیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں کبھی عالم مثال میں جسطرح رات ہزار آدمی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہے مختلف صورتوں میں اور استفادہ حاصل کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورت سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ بلفظہ ؂

دیکھئے مفتی جی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسقدر قدرت ہے اور تمام جہان میں اُن کا تصرف ہے۔ اور حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کا کیا کیا تصرف فرما رہے ہیں۔ اور حل مشکلات تحریر فرما رہے ہیں لیجئے فتوائے کفر جو آپ کی بغل میں ہے وہ رگڑ گھسیٹئے۔

بابِ ششم

عقیدہ نمبر ۸، ۹ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً

صفحات ۱۰۔۲۶۔۲۷۔۵۸ تقویۃ الایمان

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۹۔ عقیدہ نمبر ۸، ۹ آپ نے عقیدہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ تقویت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ اور اسی حوالہ پر عقیدہ نمبر ۹ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو ایک بات کا بھی غیب داں جاننا شرک ہے۔ صاحبان یہ ہر دو عبارات بعینہٖ تقویت میں نہیں ہیں۔ یہ بہتان بندی ہے وغیرہ وغیرہ الخ صفحہ ۱۸ - ۱۹۔

اقول مفتی جی! کیا کیا جائے آپ کو لفظ ملخصاً نظر ہی نہیں آتا۔ اور عبارت بعینہٖ ڈھونڈتے ہیں۔ میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ عبارات بلفظہٖ ہیں۔ یہ بہتان بندی آپ کی ہے۔ خلاصہ عبارات جو صفحات ۱۰ - ۲۶ - ۲۷ - ۵۸ میں لکھا ہوا ہے ان صفحات کو آپ نے دیکھا تک بھی نہیں اور خود ہی اقرار نفی علم غیب آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل لاطائل شروع کر دیئے۔ لیجیئے وہ عبارات جن کا خلاصہ میں نے نقل کیا ہے آپ کی تقویۃ الایمان سے نکال کر دکھلاتا ہوں۔ اور پھر آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرونگا۔ دیکھیئے!!!

(الف) اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیا اولیا سے رکھے۔ خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے۔ خواہ بھوت اور پری سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہٖ تقویۃ الایمان صفحہ ۹ - ۱۰۔

(ب) کسی انبیا اولیا امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے۔ اور نہ انکی تعریف میں ایسی بات کہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۶۔ تقویۃ الایمان۔

(ج) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے سو وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۷۔ تقویۃ الایمان۔

(د) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۵۸۔ سطر ۳۔ تقویۃ الایمان۔

(ط) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ بلفظہ۔ فتاوےٰ رشیدیہ۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۔ سطر ۲۱۔

(ی) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے۔ بلفظہ فتاوےٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۲

(ک) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ بلفظہ فتاوےٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۴۔ سطر ۸۔

لیجئے مولوی جی! ان ہر سہ عبارات میں بعینہ عبارات بھی موجود ہیں۔ جن سے ہر دو عقیدے وہابیہ دیوبندیہ کے ثابت ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی بہتان بندی ہے۔ کہ تقویت میں عبارات موجود نہیں۔ واہ نظر۔

قول۔ صاحبان اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا غیب دان کوئی نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا ولی اور آیات ذیل اس عقیدہ کی تعلیم دیتی ہیں:۔

(۱) لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہ۔ ترجمہ نہیں جانتا ہے غیب کی بات کوئی سوائے اللہ کے۔

(۲) وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ۔ ترجمہ اس کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں جسکو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا (سورہ انعام)۔

(۳) وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ ترجمہ اگر میں جانا کرتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھکو برائی کبھی نہ پہنچتی (سورہ اعراف)۔

(۴) قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہ ترجمہ اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ جتنی مخلوقات زمین و آسمان میں ہے۔ اُن میں سے غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا بلفظہ صفحہ ۱۹۔

اقول مفتی صاحب! یہ عقیدہ وہابیہ کا ہے۔ اہلسنت وجماعت کا نہیں۔ اہلسنت وجماعت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور

بالخصوص آنحضرت افضل الانبیاء والمرسلین خدا کے فضل سے بیشمار باتیں غیب کی جانتے ہیں کوئی بات اُن سے چھپی نہیں۔ بلکہ اولیاء کرام ادنے خادمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خدا کی عنایت سے علم غیب سے مشرف ہیں۔ ہاں وہابیہ اسکے منکر ہیں۔ بلکہ اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ دیکھئے آپ کے امام اپنی تقویۃ الایمان میں کیا دُرفشانی کرتے ہیں۔ وہو ہٰذا:۔

۱ غیب[1] کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۲۰۔ تقویۃ الایمان۔ (پوری عبارت حاشیہ میں درج کیگئی ہے)

اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ کو بھی ہر وقت علم غیب کا نہیں۔ جب وہ چاہتا ہے کہ غیب کی بات کو دریافت کروں تو وہ اپنے اختیار سے دریافت کر لیتا ہے جب کبھی چاہتا ہے۔ اور جب دریافت کرنا نہ چاہے تو نہ سہی۔ لیکن پہلے اس دریافت سے وہ علم غیب یا غیب کی بات نہیں جانتا اور نہ دریافت کرنے سے پہلے اسکو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ دریافت کرنا شرط ہے مگر یہ پتہ نہیں کہ وہ دریافت کس سے کرتا ہے اور کون اُسکو بتلاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہاں آپ کے امام نے خداوند کریم کو جہل یا جہالت سے موصوف کیا۔ یہ اسلئے کہ یہ فعل انسان کا ہے جب انسان ایسا کر سکتا ہے تو خدا کیوں نہیں کر سکتا۔ ورنہ انسانی قدرت ربانی قدرت سے ازید ہو جائیگی۔ یہ صریح کفر ہے جیسے فتاوےٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۵۰ جلد دوم میں ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص اھ بلفظہ۔

[1] پوری عبارت یہ ہے ... اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اسیطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں بلفظہ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰

یعنے جو شخص اللہ تعالےٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اسکے لائق نہیں یا اسکو جہل یا عجز یا کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ اور اسی طرح دیگر کتب فقہ میں درج ہے۔ جن میں سے تین دیگر کتب فقہ کا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

(۲) بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۲۹۔ مصری۔ و لو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر یعنے اگر کسی نے اللہ تعالےٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اُسکے لائق نہیں تو وہ کافر ہو گیا۔

(۳) فتاوے بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۳۔ مصری۔ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

(۴) جامع الفصولین جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ مصری۔ بعینہ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

لیجئے اب میں آپ کے دلائل کیطرف توجہ کرتا ہوں۔ میں بار بار کہتا چلا آرہا ہوں کہ منشی جی آپ کو علم قرآن سے مس نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپنے قرآن شریف کو کسی اُستاد سے نہیں پڑھا اور نہ کبھی آپ کی تلاوت میں ہے۔

آپ نے علم غیب کی نفی میں چار آیات نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلی آیت لا یعلم الغیب الا اللہ درج کی ہے لیکن پتہ نہیں دیا کہ یہ آیت شریفہ قرآن شریف کے کونسے پارہ یا سورہ میں ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ آیات قرآنی بنا کر لکھتے چلے آئے ہیں جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو موجود نہیں ہاں آپ کا کوئی قرآن مولوی اشرفعلی صاحب پر اُترا ہوا آپ کے پاس ہو اور اُس میں یہ آیت موجود ہو تو ہو۔ جسکی ہمیں پرواہ نہیں۔ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے نکال کر دکھلائیے یا پتہ دیجئے کہ کہاں کس پارہ یا سورہ میں ہے۔ تب آپ کی قرآن دانی مانی جا سکتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے کورے ہیں۔ اسمیں ایک سخت در سخت قرآن شریف میں برخلاف حکم خداوندی اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ کے یہ زیادتی کر دی ہے کہ ایک آیت ہی اپنی طرف سے داخل کر دی۔ اس سے بڑھکر اور کیا بہتان ہو سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو بہتان اور کذب لگاتے چلے ہی آئے ہیں

یہاں اللہ تعالےٰ کے کلام پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کردی دوسری آیت شریف میں آپ نے ایک یہ غلطی کی ہے کہ لفظ مفاتح کو مفاتیح لکھ دیا ہے۔ یہ بھی آپ کی قرآن دانی کی دلیل ہے۔ اور تحریف قرآنی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جاتا ہے اس سے کوئی خوف نہیں تو آیات بناکر قرآن میں داخل کردینا کونسی بڑی بات ہے۔ مگر ہمارے مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے۔

چوتھی آیت شریفہ کا بھی آپ نے پتہ نہیں لکھا مگر چونکہ وہ آیت قرآنی ہے اسلئے تلاش سے سورہ نحل میں مل گئی۔ گویا چار آیات کے شمار صرف تین آیات باقی رہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ ہرسہ آیات محولہ آپ کی مکی ہیں۔ یعنے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھیں۔

فصل اوّل علم غیب کی تعریف میں

اس بات کو پہلے بیان کرنا ضروری ہے کہ علم غیب کس کو کہتے ہیں۔ اور اسکی تعریف علماء کرام نے کیا کی ہے۔ سُنئے

(۱) تفسیر کبیر جلد اوّل مصری صفحہ ۱۶۹ سطر ۲۷۔ ان الغیب ھو الذی یکون غائبًا عن الحاسۃ یعنے غیب اسکو کہتے ہیں جو حاسہ سے باہر ہو یعنے حواس خمسہ سے الگ ہو (سُننے[۱]۔ دیکھنے[۲]۔ سونگھنے[۳]۔ چکھنے چھُونے سے جدا ہو)۔

(۲) منتخب اللغات صفحہ ۱۲۰ سطر ۱۳۔ حواس بتشدید سین قوتہائے دریافت جمع حاسہ وآں سمع[۱] است وبصر[۲] وشم[۳] وذوق[۴] ولمس[۵] بلفظہ یعنے حاسہ (کان۔ آنکھ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ)۔

(۳) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ جلد اوّل سورہ بقرہ صفحہ ۵۷ سطر ۲۸۔ غیب نام آں چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ وباطنہ خارج باشد۔ بلفظہ۔

(۴) تفسیر عزیزی جلد دوم تبارک الذی صفحہ ۲۰۵ سطر اوّل

غیب تام چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر بلفظہٖ

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی نسبت اس طرح پر ہے کہ علم غیب دو قسم پر ہے اوّل حقیقی یا استقلالی یا ذاتی۔ دوسرا اضافی یا وہبی یا تعلیمی۔ اوّل قسم کا علم غیب جو بلا کسی وسیلہ یا ذریعہ کے ہے یا لااستقلال ذاتی ہے وہ خاص اللہ تبارک وتعالٰے کیواسطے ہے اور دوسرا علم غیب جو اضافی وہبی یا تعلیمی ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء کرام کو ثابت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام علوم غیب لوح محفوظ جو ہوچکا یا ہو رہا ہے یا آیندہ ہوگا قیامت تک کے حالات سب اللہ تعالٰے نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیئے ہیں۔ کوئی بھی علم ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ عقیدہ بطور اجمال کے ہے تفصیل اسکی شروع کی جاتی ہے۔ اور آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب سُنئے۔

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت وعندہ مفاتح الغیب الآیہ کے لکھا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے:۔ معلوم ہوا کہ علم غیب حق تعالٰے سے خاص ہے۔ اور جو انبیا اور اولیا اور ملائکہ سے خبریں دینی مروی ہیں وہ خدا کی تعلیم سے ہیں یا بطریق وحی یا بطور الہام اور کشف کے۔ پس جس علم پر سوا انبیا اور اولیا اور ملائکہ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا وہ حق تعالٰے ہی سے خاص ہوا جیسا کہ آیت عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

(۲) تفسیر روح البیان زیر آیت ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب کے لکھا ہے۔ ترجمہ۔ حق تعالی نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے اُن کی عقل کے موافق باتیں کریں (الی قولہ) اور میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا کیونکہ آپ اللہ تعالٰے کے اعلام سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے۔ اور شب معراج کے واقع میں آپ نے واقعی فرمایا ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے میں نے معلوم کرلیا جو ہوا اور جو ہونا ہے اور جو ہوگا پس جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں وہ راستے سے بھولا ہوا ہے ختم ہوا ترجمہ ٭

(۳) تفسیر جمل برحاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت علم الغیب فلا یظھر الآیہ ترجمہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کسی جگہ علم غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالےٰ سے تواضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے ..... اور معنے آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا۔ مگر حق تعالےٰ مجھے غیب پر اطلاع دیدیتا ہے۔ الخ ترجمہ ختم ہوا +

(۴) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۷۴ سطر ۲۷۔ قل لا اقول .... ولا اعلم الغیب ان المراد منہ ان یظھر الرسول من نفسہ التواضع للہ والخضوع لہ والاعتراف بعبودیتہ حتی لا یعتقد فیہ اعتقاد النصاری فی المسیح علیہ السلام بلفظہ۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ کہدیں کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالےٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا۔ تحقیق اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد تواضع اور کسر نفسی کی ہے اور خضوع کی اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرنا ہے تاکہ لوگ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح ایسا اعتقاد نہ کریں جیسا انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا۔ (کہ وہ خدا ہیں) +

(۵) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۶ ۔ زیر آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الآیہ۔ وانما نفی عن نفسہ الشریفۃ ھذہ الاشیاء تواضعا للہ تعالیٰ واعترافا بالعبودیۃ وان لا تقترحوا علیہ الآیات۔ یعنے اس آیت سے مراد تواضع وکسر نفسی اور اعتراف عبودیت ہے ورنہ دیگر آیات علم غیب پر کیوں آتیں +

(۶) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۷۱ (لباب التاویل) فان قلت قد اخبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر۔ قلت یحتمل ان یکون قالہ صلی اللہ علیہ وسلم سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا

ان یطلعنی اللہ تعالیٰ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قالہ قبل ان یطلعہ اللہ تعالیٰ علی الغیب فلما اطلعہ اللہ عزوجل اخبر کما قال علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الآیۃ۔ بلفظہ یعنے اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں جو بہت سی صحیح حدیثوں میں آئی ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں۔ پھر کیونکر تطبیق ہوسکتی ہے اُن میں اور قول اللہ تعالیٰ ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ میں۔ میں کہتا ہوں اسمیں احتمال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو۔ اور معنے اس آیت کے یہ کہ اطلاع کر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ مجھکو اسکی قدرت دیدیتا ہے۔ اور یہ بھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اسکے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو غیب کا علم دے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الآیۃ یعنے عالم الغیب اللہ تعالےٰ اپنے غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر بھی مگر اپنے رسول پر ظاہر فرماتا ہے۔

(۷) شرح نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ زیر آیت مندرجہ بالا) وھذا لاینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول انتہیٰ۔ یعنے یہ آیات منافی نہیں ہیں جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لو کنت الآیۃ تحقیق اسمیں اُن کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن جو خدا تعالےٰ کے اعلام سے اُن کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر متحقق ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہے (یعنے اپنے علم غیب پر جو خاصہ اللہ تعالےٰ کا ہے وہ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرما دیا ہے)۔

پس ان تحریرات سے ثابت ہے کہ جن آیات میں نفی علم غیب کے لئے لیگئی ہے وہ علم غیب ذاتی و استقلالی ہے اور ان آیات و دیگر آیات جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا ہوچکا ہے اور کثرت سے احادیث وارد ہیں تطبیق یوں ہے کہ جن آیات میں نفی ہے وہ علم غیب ذاتی ہے اور باقی تمام علم غیب بالواسطہ عطیہ اللہ تعالے کا ہے وعلم غیب اضافی ہے جسکا وہابیہ انکار کرتے ہیں لیجیے آپ کی آیات پیشکردہ کا جواب تو ہوچکا۔ اب علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثبوت کو ملاحظہ کیجیے ۔

فصل دوم آیات قرآن شریف سے علم غیب کے عطا ہونے کا ثبوت

(۱) عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول[۱] الآیہ (سورہ جن مکیہ) یعنے وہ اللہ تعالے عالم الغیب ہے ظاہر نہیں کرتا اپنے علم غیب کو کسی پر۔ لیکن اپنے پسندیدہ رسول کو ۔

(۲) تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک (سورہ ھود مکیہ) یعنے یہ غیب کی خبریں ہیں جو اے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری طرف وحی بھیجتے ہیں ۔

(۳) علمہ البیان (سورہ الرحمن مکیہ) یعنے تعلیم کردیا اسکو (یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) سب بیان ۔

(۴) فاوحی الی عبدہ ما اوحی (سورہ النجم مکیہ) یعنے پس وحی کی اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف جو کچھ وحی کی ۔

(۵) وما ھو علی الغیب بضنین[۲] (سورہ تکویر مکیہ) اور نہیں وہ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتلانے میں بخیل یعنے علم غیب کے بتلانے

---

[۱] عالم الغیب الآیہ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۳۹۲ ۔

[۲] وما ھو الآیہ وما محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب علی ما یخبرہ من الوحی الیہ وغیرہ من الغیوب الآیہ۔ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۴۱۶۔ سطر ۱۵ ۔

میں کچھ چھپا نہیں رکھتے ۔

(۶) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (سورہ آل عمران مدنی) یعنے اللہ تعالےٰ کیلئے ضروری نہیں کہ غیب کی باتوں پر کسی کو اطلاع دے ۔ لیکن اللہ تعالےٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہتا ہے علم غیب کیلئے (سو اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کیلئے چن لیا ہے) ۔

(۷) وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (سورہ النساء مدنی) یعنے اور اے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تمام علوم تم کو سکھلا دیئے جو آپ نہیں جانتے تھے ۔ اور آپ پر اللہ تعالےٰ کا فضل عظیم ہے ۔

(۸) ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک[۱] (سورہ آل عمران مدنی) یعنے یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہیں ۔

فصل سوم تفاسیر معتبرات سے علم غیب کا ثبوت

(۱) تفسیر خازن زیر آیت وعلمک ما لم تکن تعلم ۔ یعنے من احکام شرع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب ما لم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنے ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) عظیما ۔ انتہےٰ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ وہ سب کچھ تمکو سکھلا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے ۔ یعنے احکام شرع اور امور دین ۔ اور یہ بھی قول ہے کہ علمک سے علم غیب مراد ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جانتے تھے ۔ وہ سب سکھلا دیا ۔ اور بعض کہتے

---

[۱] ذالک من انباء الغیب الآیہ ای ما ذکرنا من القصص من الغیوب الخ ۔ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۲۷ ۔ سطر ۲۴ ۔

کہیں کہ اسکے معنے ہیں کہ تمام خفیہ اور مخفی باتیں سکھلادیں اور خبردار کردیا تمام لوگونکے دلوں کی خفیہ باتوں پر اور تمام منافقین کے حالات اور اُنکے مکروں پر آگاہ فرمادیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل عظیم ہے۔ اور یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سے ہے یہ فضل اللہ تعالےٰ کا عظیم آپ پر۔ اھ۔ (یعنے علم غیب ہمیشہ کیلئے عطا ہوا)۔

(۲) تفسیر روح البیان جلد ششم صفحہ ۴۲ وکذا صار علمہ محیطاً بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملٰئکۃ انہ قال فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاٰخرین وفی روایۃ علم ما کان وما سیکون بلفظہ۔ ترجمہ آپکا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہوگیا جیساکہ حدیث بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنا کف (قدرت) میرے شانوں میں رکھا پس اُسکی خنکی میرے پستانوں میں پہنچی۔ پس جان لیا میں نے علم اوّلین وآخرین کا۔ اور ایک روایت میں ہے علم اُس چیز کا جو ہوچکی اور وہ چیز جو آیندہ ہوگی۔

(۳) تفسیر کبیر مصری جلد سوم صفحہ ۱۰۱ سطر ۱۳ زیر آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ وھذا من اعظم الدلائل علی ان العلم اشرف الفضائل والمناقب وذالک لان اللہ تعالیٰ ما اعطی الخلق من العلم الا القلیل کما قال وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ونصیب الشخص الواحد من علوم جمیع الخلق یکون قلیلا ثم انہ سمّی ذلک القلیل عظیما حیث قال وکان فضل اللہ علیک عظیما وسمّی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل وذالک یدل علی غایۃ شرف العلم۔ بلفظہ۔ یعنے اور یہ بزرگتر دلائل سے ہے علم کے اشرف فضائل اور مناقب ہونے پر بایں وجہ کہ اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو تھوڑا سا علم دیا جیساکہ فرمایا کہ تم تھوڑا سا علم دیئے گئے ہو۔ اور ایک شخص (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساری مخلوق کے علموں سے جو حصہ ملا تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے پھر اس تھوڑے کو اللہ تعالیٰ نے بہت فرمایا۔

آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے تھوڑا
رکھا ہے جو فرمایا کہدے سامان دنیا تھوڑا ہے۔ اور یہ بات علم کی نہایت درجہ کی
فضیلت پر دلیل ہے *

(۴) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۴ ہفت کس را از انبیا
ہفت علم صراحۃً تفضیل دادہ حضرت آدم را بعلم لغت کہ وعلم آدم الاسماء
کلھا وحضرت خضر را بعلم فراست وعلمناہ من لدنا علما وحضرت یوسف
را بعلم تعبیر کہ وعلمنی من تاویل الاحادیث وحضرت داؤد را بعلم صنعت
وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم وحضرت سلیمان را بدانستن زبان جانوراں کہ
علمناہ منطق الطیر وحضرت عیسیٰ را بعلم توریت وانجیل کہ ویعلمہ
الکتب والحکمۃ والتورٰیۃ والانجیل وحضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
را علم اسرار کہ علمك مالم تکن تعلم۔ بلفظہ *

(۵) تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ سطر ۴ علمك مالم تکن تعلم۔ من
الاحکام والغیب یعنے اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ سکھلادیا اے رسول تم کو جو کچھ آپ
نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام اوامر ونواہی اور غیب کے علوم ہیں *

(۶) تفسیر معالم التنزیل زیر آیت خلق الانسان علمہ البیان ۔
قال ابن کیسان خلق الانسان یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم علمہ
البیان یعنے بیان ماکان وما سیکون اھ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
پیدا کیا انسان کو اور سکھلایا اسکو بیان۔ ابن کیسان کہتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سکھلایا اُن کو بیان یعنے بیان اور بیان وہ ہے
جو کچھ ہو چکا اور جو آیندہ ہوگا۔ سب کچھ بتادیا *

(۷) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ وعلمك
مالم تکن تعلم۔ قبل نزول ذالك من خفیات الامور۔ بلفظہ۔ آیت
شریف مخفی امور کی تعلیم کے متعلق ہے *

(۸) تفسیر مدارک علمك مالم تکن تعلم۔ من امور الدین و
الشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب۔ بلفظہ یعنے یہ آیت شریف

کہ اے رسول سب کچھ تم کو سکھلا دیا جسکو آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام امور دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں۔

(۹) تفسیر بیضاوی جلد اوّل صفحہ ۲۰۱ سطر ۱۴ و علمک مالم تکن تعلم من خفیات الامور او امور الدین والشرائع او الاحکام اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور شریعت و احکام اوامر و نواہی ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۹۲ وعلمک اور تعلیم کر دیا تجھے مالم تکن تعلم جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید اور بہت علما نے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا۔ اور پہچاننا عبودیت نفس اور اُسکے حال کا۔ اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اسکا علم ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈال دیا۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہونیوالا ہے۔ بلفظہ۔

(۱۱) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۴۶۵۔ تلک یہ قصہ جو مذکور ہوا من انباء الغیب غیب کی خبروں میں سے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے نوحیھا الیک وحی کی ہم نے تیری طرف۔ بلفظہ۔

(۱۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۹۰ (سورہ الرحمن) خلق الانسان، پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس علمہ البیان تعلیم کر دیا اسکو بیان یعنے جو کچھ اس کے دل میں ہے اُسے کہکر یا لکھ کر ظاہر کرنا یا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور علم اسما انہیں تعلیم کر دیا یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب اُن کو تعلیم کر دیا چنانچہ علمت علم الاولین والاخرین (حدیث) کا مضمون اسکی خبر دیتا ہے۔ بلفظہ۔

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۸۲ علم الغیب وہ جاننے والا ہے

پوشیدہ چیزوں کا فلا یظہر تو ظاہر نہیں کرتا اور مطلع نہیں فرماتا علیٰ غیبہ اس غیب پر جو مخصوص ہے اسکے علم کے ساتھ احدا کسی کو الامن ارتضیٰ مگر جسے پسند کرلیتا ہے من رسول اپنے رسول میں سے کہ اُسے اُن میں سے بعض پر اطلاع دیتا ہے تاکہ اس رسول کا معجزہ ہو اور یہاں رسول سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ بلفظہ ؎

(۱۴) تفسیر جلالین صفحہ ۴۹۰۔ وما ھو ای محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام علی الغیب بظنین بمتھم وفی قرأۃ بالضاد ای ببخیل فینقص شیئا منہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب کے بتلانے میں متہم نہیں۔ اور قراۃ ضاد (بضنین) سے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی باتیں بتلاتے ہیں بخیل نہیں اور نہ کسی چیز کی کمی کرتے ہیں؎

(۱۵) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۴۹۰۔ وما ھو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) علی الغیب۔ علی کل ما اطلع علیہ مما کان غائبا عنہ۔ بظنین۔ بمتھم ومن قرأۃ بالضاد فمعناہ لیس ببخیل علیہ بل یبذلہ لکل واحد ویعلمہ بلفظہ۔ یعنے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبروں کو جو اُن کو اطلاع ہوتی ہے بتلانے میں متہم نہیں ہیں۔ اور حرف ضاد کی قرآۃ میں اسکے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی تمام باتوں کے بتلانے میں بخیل نہیں ہیں۔ بلکہ بخشش کر دیتے ہیں ہر ایک کو اور سکھلا دیتے ہیں ہر شخص کو ؎

(۱۶) تفسیر نیشاپوری زیرآیت فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ۔ والظاھر انھا اسرار وحقائق ومعارف لایعلمھا الا اللہ ورسولہ وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ فیہ دلیل ظاھر علیٰ شرف العلم حیث سماہ عظیما وسمی متاع الدنیا باسرھا قلیلا۔ بلفظہ۔

لے تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۴۱۶ سطر ۱۵۔ وما ھو وما محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب علی ما یخبرہ من الوحی الیہ وغیرہ من الغیوب بظنین بمتھم من الظنتا وھی التھمۃ وقراء نافع وعاصم وحمزۃ وابن عامر بضنین من الضن وھو البخل ای لا یبخل بالتبلیغ والتعلیم۔ بلفظہ

یعنے اللہ تعالے نے فرمایا ہے پس میں نے وحی کی اپنے بندہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو کچھ کہ وحی کی جو کچھ چاہا۔ اسکی تفسیر حضرت نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام اسرار اور بھید مخفی ہیں۔ اور تمام حقیقتیں اور ماہیتیں اشیا کی اور ان کے معارف اور شناختیں ہیں۔ جنکو اللہ تعالے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا یعنے ذرہ ذرہ بتلا دیا۔ وکان فضل اللہ عظیما میں ظاہر دلیل ہے علم کی شرافت پر کہ خدا نے اسکو بزرگ عظیم فرمایا۔ اور ساری دنیا کو قلیل یعنے تھوڑا سا

(۱۷) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۴۲ اسطر ۱۴[ا] ماکان اللہ نہیں ہے اللہ اس بات پر کہ لیذر المومنین چھوڑ دے مسلمانوں کو علی ما انتم علیہ اوپر اس چیز کے کہ تم اے منافقو اس چیز پر ہو یعنے تم جو مسلمانوں پر خفیہ طعن کرتے ہو اور ظاہر میں تم اُن پر ہنستے ہو بلکہ حقتعالے اپنی حکمت سے تمہارا امتحان کرتا ہے حتی یمیز الخبیث یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو جو نفاق میں آلودہ ہے من الطیب پاک یعنے مومن مخلص سے۔ اور یہ جدا کرنا یا تو جہاد کے سبب سے ہوتا ہے کہ مخالف لوگ خلاف کر کے اعداء دین سے لڑائی نہ کریں جیسا کہ جنگ اُحد میں ہوا یا اُن کے دلوں میں جو باتیں بھری ہوئی ہیں وہ وحی سے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جائیں۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے آگاہ ہو جائیں۔ اور منافقوں کی باتوں میں سے ایک یہ بات تھی کہ جب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسطرح حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کو حق تعالے نے ان کی ذریت دکھا دی تھی اُسی طرح میری تمام امت کی صورت و شکل سب مجھے دکھا دی ہے۔ اور مجھے الہام الٰہی کے رو سے معلوم ہو گیا ہے کہ اُن میں کون شخص اسلام قبول کریگا۔ اور کون گمراہی میں پھنسا رہیگا۔ منافق یہ بات کہتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ یہ دعوے کرتے ہیں اور ہمارے دل منزل کے حال سے غافل ہیں اگر سچ کہتے ہیں تو

[ا] ماکان اللہ الآیہ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۹ ٭

تو کہدینا چاہیئے کہ ایک ایک کا حال ہم سے بیان کردیں کہ کون شخص مخلص ہے اور کون منافق۔ تب یہ اگلی آیت نازل ہوئی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ۰

(۱۸۱) تفسیر معالم التنزیل در شان نزول آیت وما کان اللہ لیذر المومنین الایۃ قال السدی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی اٰدم واعلمت من یومن بی ومن یکفر فبلغ ذالک المنافقین فقالوا استھزاءً زعم محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر ممن یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذالک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شیءٍ فیما بینکم وبین الساعۃ الا انبأتکم۔ فقام عبد اللہ بن حذافۃ فقال من ابی یا رسول اللہ قال حذافۃ۔ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فھل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر فانزل اللہ ھذہ الایۃ ما کان اللہ لیذر المومنین الایۃ بلفظہ تحفۂ دستگیریہ مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۱۲ ۰

ترجمہ کہا سدی نے (جو کبار مفسرین تابعین سے ہیں) کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے روبرو پیش کیگئی میری امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھی۔ جیسے کہ پیش کیگئی تھی حضرت آدم کے روبرو۔ تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو مجھ پر ایمان لائیگا۔ اور جو ایمان نہ لاکر کافر رہیگا۔ پس یہ بات منافقین کو پہنچی تب انہوں نے ہنسی اور تمسخر سے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعوے کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں اُس شخص کو جو میرے پر ایمان لاتا ہے

ف فقام عبد اللہ الخ اسی طرح کی حدیث صحیح بخاری میں ہے جو فصل سوم کے نمبر ۲ پر لکھی گئی ہے ۰

اور جو کافر رہتا ہے اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم اُن کے ساتھ رہتے ہیں وہ ہمکو بھی پہچان نہیں سکتے اور نہ اب تک ہم کو اُنہوں نے جانا ہے پس منافقین کی اس گفتگو کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فوراً منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرکے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں۔ پوچھیں مجھ سے جو کچھ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات اور میں اُن کو سب بتلاؤں۔ پس کھڑا ہوا عبداللہ ابن حذافہ (کہ بعض لوگ اُسکے باپ کے بارہ میں شک کرتے تھے) اُس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تیرا باپ حذافہ ہے۔ اُسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم راضی ہیں اللہ تعالےٰ سے جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے کہ ہمارے نبی اور رسول ہیں۔ پس معاف فرمائیے ہمیں اللہ تعالےٰ آپ کو معاف کرے۔ تب فرمایا حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ کیا تم نہیں پوچھتے اور بس کردی پوچھنے سے تب منبر سے حضور اُتر آئے تو اسی وقت یہ آیت شریف وما کان اللہ لیذر المومنین الآیہ نازل ہوئی ۔

(۱۹) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ صفحہ ۳۵۵ سطر ۱۴۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ یعنے باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل ست و آنچہ او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت

ل ویکون الرسول الآیہ تفسیر بیضاوی جلد اوّل صفحہ ۸۱ ۔

یا غائبان از زمان خود مثل اویس وصلہ و مہدی و مقتول دجال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان پیغمبر مائند اعتقاد بر آن واجب است و ازین ست کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع میسازند کہ فلانے امروز چنیں میکند و فلانے چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد۔ الخ بلفظہ۔

فصل چہارم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

(۱) صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق صفحہ ۱۴۹ سطر ۲۵ مصری قال سمعت عمر رضی اللہ عنہ یقول قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ بلفظہ (عن طارق بن شہاب) قال سمعت عمر۔ یعنے طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے (صحابہ میں) میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہمکو خبر دیدی تمام ابتداء دنیا سے لیکر قیامت تک کی یہاں تک کہ بہشتی اپنی جگھوں میں داخل ہوں اور دوزخی اپنی جگھوں میں۔ یاد رکھا اس بات کو جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(۲) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۱ سطر ۳ مصری عن انس رضی اللہ عنہ قال سئالوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتے احفوہ بالمسئلۃ فصعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم المنبر فقال لا تسئلونی عن شیئ الا بینت لکم فجعلت انظر یمینا وشمالا

لے تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۶ سطر ۲۴۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ وما کان اللہ لیؤتی احدکم علم الغیب فیطلع علے ما فی القلوب عن کفر وایمان ولکنہ یجتبی لرسالتہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات او ینصب لہ ما یدل علیھا۔ بلفظہ

فاذا کل رجل راسہ فی ثوبہ یبکی فانشاء رجل اذا لاحی یدعی الیٰ غیر ابیہ فقال یا نبی اللہ من ابی فقال ابوک حذافۃ ثم انشاء عمرؓ فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا نعوذ باللہ من سوء الخلق فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ما رایت فی الخیر والشر کالیوم قط انہ صورت لی الجنۃ والنار حتے رایتھما دون الحائط۔ بلفظہ یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (علم غیب کی بابت) پوچھا اور سوال کرنے میں بہت اصرار کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو تاکہ میں بیان کروں ادھر اُدھر داہنے بائیں۔ میں نے نظر کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر رو رہا ہے۔ اتنے میں کھڑا ہوا ایک آدمی جس کو جھگڑے کے وقت اُسکے باپ کے سوا اور کسی کی نسبت کرتے تھے۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے میرا باپ کون ہے۔ تب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم راضی ہوئے اللہ پر جو ہمارا رب ہے اور اسلام پر جو ہمارا دین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہمارا رسول ہے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں بُرائی خلق سے۔ پس فرمایا حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے نہیں دیکھا آج کے دن کا سا خیر اور شر تحقیق وہ متشکل دکھائی دیئے بہشت و دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونو کو اس دیوار کے ادھر دیکھا۔

(۳) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۲ سطر ۴ مصری

عن ابن عمرؓ قال ذکر النبی صلے اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا۔ قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا۔ قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ۔ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان بلفظہ۔ ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں۔ اور کہا (نجد والوں نے) کہ ہمارے ملک نجد کیواسطے بھی دعا فرمائیے کہ برکت ہو۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں۔ پھر نجدی بولے کہ ہمارے نجد میں بھی برکت ہو پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعا تین دفعہ مانگی گئی۔ اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے پیدا ہونگے اور نیز وہاں ایک شیطان نکلیگا۔ یا شیطان کا سینگ نکلے گا۔

یہ حدیث شریف پیشگوئی علم غیب میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے جو ۱۲۰۶ھ میں پوری ہوئی جب کہ شیخ عبد الوہاب شیخ نجد نے وہاں ظہور کیا تمام محدثین وعلما اس میں متفق ہیں۔ اور کتاب رد المحتار شامی کے باب البغاۃ میں اسکا حال درج ہے ؏

(۴) صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۰۸۵ سطر ۱۹ (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ) عن الزھری اخبرنی انس بن مالك رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم خرج حین زاغت الشمس فصلی الظھر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعۃ وذکر ان بین یدیھا امور اعظاما ثم قال من احب ان یسئال عن شیئ فلیسئال عنہ فواللہ لا تسئلونی عن شیئ الا اخبرتکم بہ ما دمت فی مقامی ھذا قال انس فاکثر الناس البکاء واکثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یقول سلونی فقال انس فقام الیہ رجل فقال این مدخلی یا رسول اللہ قال النار فقام عبد اللہ بن حذافۃ فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک حذافۃ قال ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی فبرك عمر علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربا الحدیث۔ ترجمہ حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی انس رضی اللہ عنہ بن مالک نے تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت سورج ڈھلا اپنے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور

نماز ظہر پڑھی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کے آنیکا حال بیان فرمایا اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہونیوالے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ پس پوچھ لے مجھ سے قسم ہے اللہ تعالےٰ کی جو کچھ خبر بھی پوچھوگے میں بتلاؤنگا۔ جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے اور بہت دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرو مجھ سے حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا۔ اُس نے پوچھا کہ میرے داخل ہونیکی جگہ کہاں ہے فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے۔ پھر اُٹھا عبد اللہ بن حذافہ اُس نے سوال کیا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر فرمایا کہ اور پوچھو اور پوچھو مجھ سے اخیر حدیث تک۔

(۶) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۴ (کتاب الفتن) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا ومغاربہا وان امتی سیبلغ ملکہا ما زوی لی منہا و اعطیت الکنزین الاحمر والابیض۔ الحدیث یعنے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کو میرے لئے بغرض ملاحظہ پیش کیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات میں پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ وسفید دیئے گئے ہیں۔ (چاندی اور سونے کے یا ملک شام وعراق یا عرب وعجم)۔

۷۔ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۱۸ عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ لاحدث بہ حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہ الحدیث یعنے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (منبر پر خطبہ کیلئے) تشریف فرما ہوئے کہ کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی قیامت تک یعنی سب کچھ جو ہونیوالا

تھا قیامت تک کیلئے بیان فرمادیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بُھلا دیا ۔

(۸) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۱ عن حذیفۃ انہ قال اخبرنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ یوم القیٰمۃ فما منہ شیئ الا قد سألتہ الحدیث یعنے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق آگاہ فرمادیا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء سے لیکر قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے باقی کوئی چیز نہیں رہی ۔

(۹) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۷ حدثنی ابوزید (عمر بن اخطب) قال صلے بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا ۔ بلفظہ ۔ یعنے حدیث بیان کی مجھ سے ابوزید (عمر بن اخطب) رضی اللہ عنہ نے کہا فجر کی نماز پڑھی ہم نے (صحابہ نے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے ۔ اور خطبہ پڑھا ہمارے سامنے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا ۔ پھر منبر پر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی ظہر کی اور پھر منبر پر تشریف لیگئے ۔ اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی عصر کی ۔ اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا پس خبر دی ہمکو اُن تمام امور کی جو پہلے ہو چکے تھے اور وہ جو آیندہ ہونیوالے تھے پس زیادہ علم اسکو ہے جسے زیادہ یاد رہا ۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد چہارم صفحہ ۲۹۶ سطر ۱۰ ۔ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال روایت از حذیفہ کہ گفت قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقاما ایستاد درما آنحضرت یعنی خطبہ خواند و وعظ گفت ایستادنی کہ ما ترک

شیئا یکون نگذاشت چیزے کہ باشد وقوع یابد فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ دراں مقامیکہ ایستادہ بود تا روز قیامت یعنے نگذاشت دریں مقام چیزے را از ماوقائع کہ شدنی ست تا روز قیامت الحدیث متفق علیہ۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد چہارم صفحہ ۴۶۸ سطر ۴ و ۲ عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما گفت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کہ ایستادہ درمیان ما از جہت ما و موعظت ما آنحضرت ایستادنی یا در مقام ایستادن یعنے خطبہ خواند فاخبرنا عن بدء الخلق پس خبر داد مارا از آفرینش حتی دخل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم تا آخر روز قیامت کہ در آیند بہشتیاں بہشت را و دوزخیاں دوزخ را یعنے احوال مبداء و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد۔ بلفظہ الحدیث۔

(۱۲) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول صفحہ ۳۵۷ سطر ۶ عن عبد الرحمٰن بن عائش قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رایت ربی دیدم پروردگار خود را عزوجل۔۔ در شب معراج ..... فی احسن صورۃ در نیکو صورتے ..... قال فیم یختصم الملاء الاعلے گفت پروردگار تعالے و پرسید از من کہ در چہ چیز خصومت میکنند ملائکہ و ملاء جماعت از اکابر و اشراف قوم را گویند..... قلت میفر مائد آنحضرت کہ گفتم من در برابر ایں سوال انت اعلم تو دانا تری۔ قال گفت آنحضرت فوضع کفہ بین کتفی پس نہاد پروردگار تعالے دست قدرت وانعام خود را درمیان دو شانہ من۔ فوجدت بردھا بین ثدیی پس یافتم من سردی دست مولی تعالے درمیان دو پستان خود کنایت است از وصول اثر فیض تقلیب تشریف وحصول برد یقین .... فرمود فعلمت ما فی السموٰات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمان بود وہرچہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں وتلا وخواند آنحضرت مناسب ایں حال ایں آیت را و نری ابراھیم ملکوت السموٰات والارض وہمچنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملائک عظیم تمامہ آسمانہا را و زمین را و لیکون من الموقنین و تا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگاں بوجود ذات و صفات و توحید۔ و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان ایں دو رویت کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید وحبیب (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر چہ در آسمان و زمین بود حالے از ذوات و صفات و ظواہر و باطن ہمہ را دید۔ بلفظہ ٭

(۱۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ علیہ الرحمۃ جلد اوّل صفحہ ۳۲۲ سطر ۱۱۔ ایک طویل حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کیطرف سے ہے جو اسی حدیث مندرجہ بالا کے مطابق ہے اسمیں حدیث شریف کا خاص جملہ یہ ہے فتجلی لی کل شیئ وعرفت پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را ٭

اس حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔ کوئی بھی چیز ان سے پوشیدہ نہیں اور سب کو پہچانتے ہیں (وہابیہ کیلئے ماتم) ٭

(۱۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً جلد چہارم صفحہ ۵۹۹ (باب معجزات فصل ثانی) (شہادت گرگ) عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعھا منہ قال فصعد ذئب علی تل فاقعی واستثفر وقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ فاخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان ما رایت کالیوم ذئب یتکلم فقال ذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین[۱] یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعد کم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم واخبرہ و اسلم فصدقہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث بلفظہ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ اور چرواہے نے اسکا

---

[۱] حرتین۔ حرت کے معنی پتھریلی زمین اور حرتین صیغہ تثنیہ ہے ٭

پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ بکری کو بھیڑئیے سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور بیٹھ گیا۔ اور اپنی دُم کو چوتڑوں میں کر لیا اور بولا کہ میں نے قصد کیا اُس روزی کیطرف جو اللہ تعالےٰ نے مجھے روزی دی اور میں نے اُسکو لے لیا۔ تو نے (اسے چرواہے) وہ روزی مجھ سے چھین لی۔ چرواہے نے بھیڑئیے سے یہ بات سُنکر نہایت تعجب سے کہا کہ قسم خدا کی کہ نہیں دیکھا میں نے آجتک کسی بھیڑئیے کو جو گفتگو کرتا ہو۔ تب بھیڑئیے نے کہا کہ اس سے تعجب انگیز وہ بات ہے جو یک شخص (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نخلستان مکہ و مدینہ میں رہتا ہے وہ خبر دیتا ہے جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونیوالا ہے (فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) وہ چرواہا یہودی تھا۔ پس آیا وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور اس واقع کی خبر عرض کی اور مسلمان ہوگیا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تصدیق کی۔ (اس کا ذکر حیات الحیوان میں بھی ہے)۔

(۱۵) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۳ سطر ۱۲۔ مصری۔

جلس النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر فکشف لہ حتی نظر الی معرکتھم فقال اخذ الرایتہ زید بن حارثہ حتی استشھد فصلے علیہ ثم قال استغفروا لہ ثم اخذ رایتہ جعفر بن ابی طالب حتی استشھد فصلی علیہ ثم قال استغفروا لاخیکم جعفر ثم اخذ الرایتہ عبد اللہ بن رواحہ فاستشھد فصلی علیہ ثم قال استغفروا لاخیکم فاخبر اصحابہ بقتلھم فی الساعۃ التی قتلوا فیھا مونتہ دون دمشق بارض البلقاء بلفظہ۔ ترجمہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو جنگ کا موقعہ حضور کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوگیا۔ فرمایا کہ اب زید بن حارث نے علم اُٹھایا ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔ پس دعا رحمت فرمائی اُن کے لئے۔ اس پر پھر فرمایا دعاء استغفار کرو اسکے لئے۔ پھر فرمایا کہ علم اٹھایا ابی جعفر بن ابیطالب نے یہاں کہ وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر دعاء رحمت فرمائی اُن پر پھر فرمایا دعا مانگو اپنے بھائی جعفر کیلئے۔

پھر فرمایا کہ اب علم اٹھایا ہے عبد اللہ بن رواحہ نے وہ بھی شہید ہو گیا۔ پس دعائے رحمت فرمائی اُس پر اور فرمایا کہ دعا مانگو اپنے بھائی کیلئے۔ پس خبر دی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اُسی گھڑی میں جبکہ وہ شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جنگ و شہادات کا مقام موتہ جو دمشق کے پاس زمین بلقا میں ہوا (جو مدینہ منورہ سے دور فاصلہ پر ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ملاحظہ اپنی چشم مبارک سے فرما رہے تھے۔ اور صحابہ سے اُن کا حال بیان فرما رہے تھے۔

(۱۶) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۳ سطر ۱۱ - مصری -

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ ۷ بلفظہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اٹھائی گئی میرے لیئے تمام دنیا کہ میں اسکو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ قیامت تک اسمیں ہونیوالا ہے اسکو دیکھ رہا ہوں۔ ایسا جیسے یہ میرے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔

(۱۷) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۳ - مصری

عن حذیفۃ قال قام فینا الحدیث یہ وہی حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۹۰ سطر ۱۸ میں ہے جو صفحہ ۱۲۸ میں درج کیگئی ہے

(۱۹) شرح سفر السعادت شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۲۲۷

بالجملہ نوبتے استسقی میکرد ابو لبابہ بن عبد اللہ کہ یکے از مشاہیر صحابہ بود اھ برخاست وگفت یارسول اللہ خرما در مربد است اھ در آب باراں خراب خواہد شد برغم ابی لبابہ فرمود اللّٰھم اسقنا حتیٰ یقوم ابو لبابہ عریانا فیسد ثعلب[۱] مربدہ[۲] بازارہ فامطرت فاجتمعوا الی ابی لبابۃ فقالوا انھا لن تقلع حتی تقوم عریانا فتسد مربدك بازارك کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فافعل فاستھلت السماء اھ

[۱] ثعلب۔ بارش کے پانی نکلنے کی جگہ۔

[۲] مربد۔ وہ جگہ جہاں اونٹ بٹھائے جاتے ہیں یا خرما خشک کی جاتی ہیں۔

یعنے اے اللہ ہم پر پانی برسا یہاں تک کہ ابو لبابہ ننگا کھڑا ہو اور اپنے مربد کے رستہ کو اپنے ازار سے بند کرے۔ پس مینہ برسا لوگ ابو لبابہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا جب تک تم مطابق فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننگے کھڑے ہو کر اپنے ازار سے مربد کو بند نہ کروگے تب تک بارش بند نہ ہوگی۔ ابو لبابہ نے ویسا ہی کیا۔ آسمان صاف ہو گیا۔

(۱۹) مدارج النبوت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۱۷۵ جلد اوّل از بعضے صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آنحضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند انتہی (معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے جس کتاب کی تصنیف کا ذکر فرمایا وہ غالباً یہ کتاب ہے جس کا نام المدلول بالمنقول فی بیان شمول علم الرسول ہے جو حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی ہے جس کی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے جو دوسری کتاب فوائد النفیسہ کے نام سے ہے انہیں درج ہے۔

(۲۰) فوائد نفیسہ حضرت شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمۃ وکل واحد من قوله تعالیٰ وعلمك ما لم تكن تعلم وقوله ما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء. فيطلعه على الغيب والغيب اسم الجنس فهو يفيد العموم كما تقرر في اصول الفقه وحينئذ يكون معناً فيطلعه على جميع الغيوب وقوله صلے الله عليه وسلم علمت ما كان وما سيكون في ما رواه البخاري وقوله صلے الله عليه وسلم فيما رواه احمد والترمذي وصححه البخاري۔ خلاصہ یہ کہ جہاں کہیں رب العزت جل جلالہٗ نے وعلمك ما لم تكن تعلم ۔ وما كان الله ليطلعكم على الغيب الآيہ فرمایا ہے اس سے تمام جنس مراد ہے۔ اور غیب اسم جنس ہے وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ اصول فقہ والوں نے مقرر کیا ہے تو یہ معنے ہوں گے کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے تمام غیبوں پر۔ اور فرمانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ علمت ما کان وما سیکون کہ جان لیا میں نے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا جیسے کہ بخاری نے روایت کیا ہے اور فرمانا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ احمد اور

ترمذی نے روایت کی ہے اور بخاری نے اسکو صحیح کہا ہے انی قمت من اللیل فتوضات وصلیت ما شاء اللہ فنعست فی صلاتی فاستثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فقال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا ادری قالھا ثلثا قلت لا ادری فرایتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیئ وعرفت خاص من حیث تخصص النبی صلے اللہ علیہ وسلم عام من حیث المعلوم فان المعلوم فی الایۃ الاولی جمیع المعلومات وفی الایۃ الثانی جمیع الغیوب وفی الحدیث الاول جمیع موجودات والمعدومات وفی الحدیث الثانی جمیع الاشیاء ای جمیع المعلومات وکل واحد من ھذہ المعلومات الاربعۃ اعم من الغیوب الخمسۃ وغیرھا ونحن بعون اللہ وحسن توفیقہ وتائیدہ اثبتنا بسبعۃ دلائلہ تعلق علمہ صلے اللہ علیہ وسلم بجمیع المعلومات فضلا عن ھذہ الغیوب الخمسۃ فی کتابنا المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول وھو کتاب صنفنا فی ھذہ الشان انتھی۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا تحقیق ایک رات کو میں اُٹھا اور وضو کیا اور نماز پڑھی جب تک اللہ پاک نے چاہا۔ پس اونگھ گیا میں اپنی نماز میں پس بوجھل ہو گیا پس یکایک گویا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا پس فرمایا اللہ تعالٰے نے یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس بات میں ملاء اعلٰے کے فرشتے جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ایسا اللہ تعالٰے نے تین بار فرمایا میں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پس دیکھا میں نے کہ رکھا ہاتھ قدرت اپنا میرے دونو مونڈھوں کے درمیان۔ یہاں تک کہ پایا میں نے ٹھنڈک اسکی انگلیوں کی درمیان اپنی چھاتی کے پس روشن ہوئیں میرے لئے کل چیزیں اور جانا میں نے اُنکو۔ یہ خاص ہے اس حیثیت سے کہ اس میں خاص کئے گئے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام ہے بحیثیت معلومات کے پس تحقیق معلوم ہوا کہ پہلی آیت جامع ہے معلومات کیلئے اور دوسری آیت غیوبات کیلئے

اور پہلی حدیث میں تمام موجودات اور معدومات اور دوسری حدیث میں تمام
اشیا یعنے تمام معلومات اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے زیادہ عام
ہیں پانچ غیبوں سے۔ اور انکے غیب کو۔ اور ہم نے اللہ تعالےٰ کی مدد اور اچھی توفیق
وتائید سے ثابت کیا دلیلوں کے ساتھ اپنی کتاب المدلول بالمنقول و
المعقول فی بیان شمول علم الرسول میں اور ثابت کر دیا ہے کہ سرورِ عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلومات ان پانچ غیبوں سے کوئی علم غیب باقی
نہیں رہا اور تمام غیبوں کو شامل ہے۔ اور وہ کتاب ہم نے اس ہی بحث میں تصنیف
کی ہے۔ بلفظہ کتاب منیر الدین مؤلفہ مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی
سیٹم پریس نل بازار بمبئی نمبر ۹ سنہ ۱۳۳۴ھ ؃

(۲۱) عینی شرح صحیح بخاری جلد رابع صفحہ ۲۲۱ - عن ابن مسعود
رضی اللہ عنہ قال خطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ
فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق
فاخرج منہم ناسا ففضحہم الحدیث بلفظہ یعنے حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جمعہ کے روز خطبہ میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا یہاں سے تو واقعی منافق ہے۔
اے فلاں نکلجا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے پس نکالدئیے بہت آدمی اور اُن
کی فضیحت ہوئی یعنے اُن کی رسوائی ہوئی ؃

(۲۲) شرح شفا حضرت مُلّا علی قاری جلد اوّل صفحہ ۱۴۲ قال
ابن عباس رضی اللہ عنہ کان المنافقون من الرجال ثلث مائۃ ومن
النساء مائۃ وسبعین بلفظہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب
ارشاد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتلایا منافق مرد تین سَو تھے۔ اور
عورتیں منافقات ایک سَو ستر تھیں ؃

یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی جیساکہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے
پاس رہتے ہیں لیکن ہمکو نہیں پہچانتے۔ اور اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں مگر بموجب
حکم اللہ تعالےٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا کر کے رکھدیا۔ اور تعداد بھی بتلادی

وہ حکم اللہ تعالے کا ما کان اللہ لیذر المومنین الآیہ میں ہے جو فصل دوم میں لکھا جاچکا ہے۔

(۲۳) مجموعہ فتاوائے مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی جلد دوم صفحہ ۹۷ سطر ۲۔ سوائے اسکے ہزارہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چنانچہ جواب سوال عباسؓ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یعنی حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ یارسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ اُن دنوں میں چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر شفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا۔ اُسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا آپ اُن دنوں میں چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں اُنکی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ بلفظہ ۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتدائے خلق سے علم غیب حاصل ہے لوح محفوظ انکے روبرو لکھی گئی۔ شکم مادر میں ہی علم غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم کتب سیر وغیرہ سے علم غیب کا ثبوت

(۱) مناہج النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول صفحہ ۱۲۔ یعنے چھ طرفیں جن کو فوق۔ تحت۔ یمین۔ شمال۔ قبل۔ بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور میں ایک جہت کی مانند گردانا ہے۔ **قطعہ**

اسے برگزیدۂ حق عالی ہے تیرا پایا
خالق نے شش جہت کو تیرے لئے بنایا

تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلیٰ
سوئے نشیب بالا چار و نطرف کو سایا

پیش نظر ہے تجھکو افضال ایزدی سے
تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے، پیچھے، نیچے، اوپر، دائیں،

بائیں چھ اطراف کو یکساں دیکھتے تھے۔ گویا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل سے تمام اطراف پر محیط ہیں۔ اور سب کچھ اُن کی نظر کے سامنے ہے ٭

(۲) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۱۲

ایک بار ناقہ سرور عالم کا گم ہوا تھا۔ منافقوں نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آسمان کی خبر دیتے ہیں اور نہیں پا سکتے کہ ناقہ اُن کا کہاں ہے۔ جب یہ بات منافقوں کی حضرت کو پہنچی۔ فرمایا میں نہیں جانتا اور نہیں پاتا مگر وہ جو کچھ بتلا دے اور معلوم کرادے مجھے پروردگار میرا اور پے در پے یہی فرمایا۔ یعنے اُسی وقت کہ تحقیق رہنمائی کی مجھے پروردگار نے اوپر اُس ناقہ کے کہ وہ ایک جگہ میں ہے اٹکی ہے مہار اُسکی ایک درخت میں پس گئے لوگ وہاں اور پایا اُسے اُسی طرح جسطرح خبر دی تھی حضرت نے الخ بلفظہ ٭

(۳) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت صفحہ ۷۱۔۷۲ جلد اول

نہ مکتب میں گیا وہ سرو آزاد　　معلم کی رہا منت سے آزاد
نہ ہے علم و نہ ہے عقل و نہ ہے فر　　تعالے اللہ شانہٗ اللہ اکبر
وہ اُمی عالم علم لدنی　　بمعنی عالم و ظاہر میں اُمی
ہے علام الغیوب اُسکا معلم　　وہ آپ عالم کے عالم کا معلم　　بلفظہ ٭

(۴) تفسیر حسینی سورہ جمعہ زیر آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا الایہ ابیات

فیض ام الکتاب پروردش　　لقب اُمی از آں خدا کردش
لوح تعلیم ناگرفتہ بہر　　ہمہ ز اسرار لوح دادہ خبر
برخط اوست انس و جاں را سر　　گر نہ خواندست خط از آں چہ خطر　　بلفظہ

(۵) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۲۷۔

جو کوئی مطالعہ کرے اُس جناب کے احوال شریف کے تئیں ابتدا سے انتہا تک اور دیکھے تعلیم فرمائی ہے حضرت حق نے اُسکی۔ اور کیا اضافہ فرمایا ہے اوپر اُس سرور کے ماکان وما یکون کے علوم اور اسرار کے تئیں۔ یعنے

جو علوم اور اسرار کائن اور موجود ہیں اور جو بعد میں ہونگے تو بضرورت حاصل ہو اسے۔ یعنے اسے دیکھنے والے کو علم نبوت اس سرور کا بیشک وشبہ قولہ تعالےٰ وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔ بلفظہ ؀

(۶) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۳۴۲ سطر ۱۳ (احادیث معراجیہ) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پوچھا مجھ میرے پروردگار نے مجھ سے پس میں جواب نہ دے سکا۔ پس رکھا اپنے دست قدرت کے تئیں میرے دو نوشانوں کے درمیان بدون تکییف وتحدید کے پس پایا میں نے اسکے برد کے تئیں یعنے دست قدرت کی خنکی کے تئیں اپنے سینے کے درمیان اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم الاولین اور آخرین اور تعلیم کیا یعنے سکھایا طرح طرح کے علم کے تئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اسکے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں اور کوئی اسکے تئیں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا سوا میرے۔ اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اسکے اظہار اور کتمان کے درمیان اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کیا مجھ سے اللہ تعالےٰ نے اسکے پہنچانے پر طرف خاص اور عام کے میری امت کے بلفظہ ؀

(۷) ایضاً جلد اوّل صفحہ ۳۴۳ سطر ۱۰۔ اور اٹھایا گیا میں یہانتک کہ پہنچا میں عرش کو پس دیکھا میں نے ایک ایسے امر عظیم کے تئیں جسکے وصف نہ ادا کر سکیں زبانیں۔ پس نزدیک ہوا مجھ سے ایک قطرہ عرش سے اور پڑا میری زبان پر پس چکھا میں نے ایسی چیز کو کہ نہیں چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیریں تر اس سے اور حاصل ہوئی مجھے خبر اوّلین کی اور آخرین کی۔ اور روشن گردانا میرے دل کو اور ڈھانپا عرش کے نور نے میرے بصر کے تئیں۔ پس دیکھا میں نے تمام چیزوں کے تئیں اپنے دل سے۔ اور دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے جسطرح دیکھتا ہوں اپنے آگے سے بلفظہ ؀

(۸) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۳۴۶ سطر ۵۔ اور فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنے وحی کیا پروردگار

طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی کیا بطریق الہام کے یعنے وحی کیا سو کیا خدا جانتا ہے اور اُسکا رسول ۔ دوسرا کیا پا سکتا ہے تمام علوم اور معارف اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے احاطے میں داخل ہیں ۔ اور تمام کو یہ شامل ہے اور کثرت اور عظمت سے اُسکے ہے جو مبہم لایا اور بیان نہ کیا ۔ ان اشارات کے تئیں اوپر اس بات کے کہ سواء علام الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اُس پر احاطہ کرنیوالا نہیں ہو سکتا الخ بلفظہ ۔

(۹) ایضاً جلد اوّل صفحہ ۳۷۷ سطر ۱۲ ۔ وصل یہ بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے ۔ اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونیوالی ہیں ۔ اُنکی خبر دیتے تھے آگاہ ہو کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور زبان سے بعضے ولیوں کی ظاہر ہوئیں سو وحی یا الہام سے ۔ چنانچہ آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں مگر اس چیز کو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو سکھایا ۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنے حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانند دریائے بے انتہا کے ہیں بلفظہ ۔

(۱۰) نفحات الانس حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۴۹ (حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں) میفرمودند کہ حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست و ما میگوئیم چوں روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست بلفظہ (از سیف المسلول صفحہ ۲۱) ۔

(۱۱) مصباح الہدایت ترجمہ عوارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۶۵ فصل سوم در آداب حضرت رسالت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہ تعالیٰ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند ۔ رسول صلے اللہ علیہ و

آلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر داند تا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود و از مخالفت او سرًا و اعلانًا شرم دارد و ہیچ دقیقہ از دقائق آداب صحبت او فرو نگذارد و معظم آداب آنست کہ در خاطر خود مجال ندہد کہ ہیچ آفریدہ را آں بکمال و منزلت و علو مرتبت کہ او را بود ممکن باشد الخ بلفظہ ؎

لیجئے مفتی جی! لائیے اپنا فتوے کفر و شرک کا۔ اور رکھ دیجئے زیر پائے بزرگاں ؎

(۱۲) قصیدہ بردہ حضرت شرف الدین بن محمد بوصیری علیہ الرحمۃ

فان من جودك الدنيا وضرتها　　　ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنے پس تحقیق دنیا و آخرت آپ کے بحر عطا سے ایک قطرہ کے برابر ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علموں میں سے ایک شمہ ہے۔

توضیح۔ لوح وہ تختہ قدرت ہے جسپر ما کان وما سیکون کا علم سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے۔ وہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں کا ایک ذرہ ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ تو ادنے خادمان اولیاء کرام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت پیش نظر رہتی ہے جیسے حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

لوح محفوظ است پیش اولیا　　　از چہ محفوظ ہست محفوظ از خطا

(۱۳) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

دفتر اول صفحہ ۶۷ بمبئی حضرت مولانا نے بوجہل لعین کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کرکے اسمیں سنگریزے لایا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑا ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ بتا اے محمد (صلے اللہ علیہ آلہ وسلم) میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ آسمانوں کی خبر تو دیتے ہو لیکن بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے اسپر حضور فرماتے ہیں جسکو مولانا علیہ الرحمۃ نے اسطرح لکھا ہے ؎

سنگہا اندر کف بوجہل بود　　　گفت اے احمد بگو تا چیست زود

گر رسولی چیست در دستم نہاں | چوں خبر داری ز راز آسماں
گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست | یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست
گفت بوجہل ایں دوئم نادر ترست | گفت آرے حق ازاں قادر ترست
گفت شش پارہ حجر در دست تست | بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست
از میان مشت او ہر پارہ سنگ | در شہادت گفتن آمد بے درنگ
لا الہ گفت و الا اللہ گفت | گوہر احمد رسول اللہ سُفت
چوں شنید از سنگہا بوجہل ایں | زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
گفت نبود مثل تو ساحر دگر | ساحراں را سر توئی و تاج سر
خاک بر فرقش کہ بد کور و لعین | چشم او ابلیس آمد خاک بیں
معجزہ او دید شد بد بخت رفت | سوئے کفر و زندقہ سر نیز رفت بلفظہ

دیکھیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی بات کیسے زور سے فرمائی۔ اس سے بھی بڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنےٰ خادم کیسی غیبی پیشگوئی فرماتے ہیں اسکو بھی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اسطرح فرماتے ہیں:۔

(۱۴۱) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ دفتر چہارم صفحہ ۵۲۔۵۳ بمبئی۔ اسمیں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی ایک پیشگوئی جو حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش کی نسبت سے فرماتے ہیں جو علم غیب کو کیسے ظاہر کیا ہے ؎

ایں طبیبان بدن دانشورند | بر مقام تو ز تو واقف ترند
تا ز قارورہ ہمے بینند حال | کہ بدانی تو ازاں رو اعتدال
ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم | بو برند از تو بہر گونہ سقم
پس طبیبان الٰہی در جہاں | چوں ندانند از تو بے گفت دہاں
کاملاں از دور نامت بشنوند | تا بقعر تار و پودت در روند
حال تو دانند یک یک مو بمو | زانکہ پر ہستند از اسرار ہو
بلکہ پیش از زادن تو سالہا | دیدہ باشندت بچندیں حالہا

آں شنیدی داستانِ بایزید — کہ ز حالِ بوالحسن پیشیں چہ دید

روزے آں سلطانِ تقویٰ میگذشت — با مریداں جانبِ صحرا و دشت

بوئے خوش را عاشقانہ میکشید — جانِ او از باد بادہ می چشید

بوئے خوش آمد مرا او را ناگہاں — در سوادِ رے ز حدِ خارقاں

ہم بداں جا نالۂ مشتاق کرد — بوئے را از باد استنشاق کرد

چوں درو آثارِ مستی شد پدید — یک مرید او را در آں دم در رسید

پس بپرسیدش کہ ایں احوالِ خوش — کہ بروں ست از حجابِ پنج و شش

گہ سرخ و گہ زرد و گہ سفید — میشود رویت چہ حال ست و نوید

میکشی بوئے و ظاہر نیست گل — بیشک از غیب است از گلزارِ کل

قطرۂ بر ریز بر ما زاں سبو — شمۂ زانِ گلستاں ما بگو

گفت ایں دم بوئے یارے میرسد — کاندریں دہ شہر یارے میرسد

بعد چندیں سال مے زائد شہے — بر زند بر آسماں ہا خرگہے

رویش از گلزارِ حق گلگوں بود — از من و اندر مقام افزوں بود

چیست نامش گفت نامش بوالحسن — حلیہ اش وا گفت ز ابرو و ذقن

قدِ او و رنگِ او و شکلِ او — یک بیک وا گفت از گیسو و رو

بر نبشتند آں زماں تاریخ را — از کبابِ آراستند آں سیخ را

چوں رسید آں وقت و آں تاریخ راست — زادہ شد آں شاہ و نرد ملک باخت

از پس آں سالہا آمد پدید — بوالحسن بعدِ وفاتِ بایزید

جملہ خوہائے او از امساک و جود — آنچناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیا — از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

نہ نجوم است و نہ رمل است نے خواب — وحیِ حق واللہ اعلم بالصواب

مومناً[1] ینظر بنور اللہ شدے — از خطا و سہو ایمن آمدے

[1] مومناً ینظر الخ یہ مضمون حدیث شریف اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ کا ہے۔ یعنے مومن کی فراست صفائی قلب سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔

دیکھئے! حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمان خادم اور خادمان خادم ہیں کیسی زبردست وہابیہ کش پیشگوئی حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں۔ نام۔ سکونت۔ پتہ۔ حلیہ بال بال ذرہ ذرہ۔ قد۔ شکل۔ رنگ وغیرہ سب کچھ فرما دیا۔ اور اس پیشگوئی کو اسی وقت لکھ لیا گیا۔ جو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے وصال کے ۳۹ سال بعد حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ اور یہ اسلئے فرمایا کہ لوحِ محفوظ جہاں قلمِ قدرت نے سب کچھ ہونیوالا لکھا ہوا ہے وہ اولیاءِ کرام کے پیشِ نظر رہتی ہے اور بموجب حدیث شریف مشہورہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ وہ سب کچھ دیکھتے ہیں کتب تواریخ و سیر میں اسطرح لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ۱۳۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۵۔ شعبان ۲۶۹ھ میں وفات پائی۔ عمر آپ کی ۱۳۳ سال ہوئی۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ۳۰۸ھ کو پیدا ہوئے یعنے ۳۹ سال حضرت بایزید علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد پیدا ہوئے۔ اور ۴۱۹ھ یا ۴۲۵ھ بقول مختلف عاشورہ کے دن وفات پائی۔ اللہ اللہ!! بندگانِ خدا مقبول بارگاہ خالق ارض و سما کیسے کیسے رتبہ و شان کے گذرے ہیں جو علومِ غیب کے دریا تھے درانحالیکہ وہ ادنےٰ سے ادنےٰ خادم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور اُن کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے۔

قولہ کلام مجید سے محقق کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے تو حضرت عائشہؓ کو جب منافقین نے تہمت لگائی تھی آپ متردد نہ ہوتے۔ درانحالیکہ جسوقت تک حضرت عائشہؓ کی برأت کیلئے وحی نہ آئی اُسوقت آپ اُس میں سخت متردد رہے الخ بلفظہ صفحہ ۱۹۔

اقول۔ مولوی جی! ہوش میں آئیے۔ قرآن کریم و احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر کتب سیر سے علمِ غیب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و

آلہ وسلم کو سورج کی طرح روشن کر کے دکھلا چکا ہوں۔ اگر آپ کی آنکھیں روشنی حاصل کرنیکے قابل ہوئیں تو انشاء اللہ تعالےٰ آپ ظلمت سے نور کیطرف رجوع کرینگے ورنہ چندھیا ضرور جائینگے۔ پھر یہ ہوگا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ام المومنین پر اُسوقت کے منافقین نے بہتان اور افک قائم کیا تھا۔ اُسی افک کو اِسوقت کے منافقین بڑے زور سے لگاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ مطہرہ کی سخت توہین کرتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کا یہ حوصلہ اور زہرہ نہیں کہ اپنی زبان سے اپنے قلم سے اپنے دل سے یہ نکالکر صفحہ قرطاس پر لائے۔ کسی یہودی یا نصرانی یا کسی دشمن اہلبیت کا ہی کام ہے۔ میرا تو کلیجہ کانپتا ہے آپ کے ان فقرات کو نقل کرتے ہوئے بھی۔ اسیواسطے اسکے لکھنے سے پہلے توبہ و استغفار کرتا ہوں نقل کفر کفر نباشد بھی لکھدیتا ہوں۔ اور خدا علیم بذات الصدور ہے (اوّل) جانتا ہے کہ کون توہین کرتا ہے اور کون دفع توہین اور ازالہ ہتک کرکے مدح و توصیف و تعریف لطیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے توہین اور گستاخیوں کے کام شیطان لعین نے جن لوگوں کے حصہ میں کر رکھے ہیں انکو مبارک ہوں *

ہمارا ایمان ہے کہ اس تہمت و بہتان اور افک کا حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ منافقین کی طرف سے محض افترا ہے۔ اور انکو کیونکر معلوم نہ ہوتا جبکہ خداوند کریم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکی اور عزت کا ایسا لحاظ تھا کہ نماز کی ہی حالت میں اپنی جوتی کی ناپاکی کو معلوم کرکے اُتار ڈالا۔ تو پھر اللہ تعالےٰ حضور علیہ السلام کے نکاح میں ایسی بیوی دیتا کہ قابل الزام ہو۔ بات یہ ہے کہ لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے اور اُن کو خدا کی مار ہے جو ایسے ایسے بے بنیاد اور لغو اہانت آمیز اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت وجماعت اس پر اور ایسے اظہار کرنے والوں کو بُرا سمجھتے ہیں *

اوّل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چند مناقب یہاں لکھتا ہوں۔ پھر آپ کے اعتراض کیطرف توجہ کرونگا اور ثابت کرونگا کہ اس افک کا علم حضور کو پہلے ہی سے تھا۔

(۱) **مشکوٰۃ شریف** عن ابی سلمۃ ان عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عائش ھذا جبریل یقرئک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وھو یری مالا اریٰ۔ یعنے حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عائشہ یہ جبریل ہیں تجھکو سلام کرتے ہیں۔ کہا حضرت عائشہ نے جبرائیل پر سلام اور رحمت اللہ کی ہو۔ اور حضور دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ بلفظہ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸

(۲) **حدیث شریف** عن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اریتک فی المنام ثلث لیال یجیء بک الملک فی سرقۃ من حریر فقال لی ھذہ امرأتک فکشفت عن وجھک الثوب فاذا انت ھی فقلت ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ ترجمہ۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی تین رات تجھ کو فرشتہ میرے پاس لے آتا تھا ریشمی ٹکڑے میں پس یوں کہتا تھا کہ یہ حضور کی زوجہ ہے۔ پس جب میں نے تیرے چہرے سے کپڑے کو ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے پس کہا میں نے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ یونہی کریگا کہ تو میرے نکاح میں آویگی۔ بلفظہ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ آپ صاحبزادی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت آپ کی ام عبداللہ ہے۔ مروی ہے آپ سے کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ تمام عورتیں کنیت رکھتی ہیں۔ میری کنیت کیا ہوگی۔ فرمایا آپ نے تو اپنی کنیت اپنی بہن کے لڑکے عبداللہ بن زبیر کے نام سے مقرر کر دیہاں بھی علم غیب ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے کوئی بچہ پیدا ہونیوالا نہیں تھا۔ اسلئے آپ کی کنیت ہی اُن کی بہن کے لڑکے عبد اللہ کے نام سے مقرر کردی) ماں آپ کی ام رومان بنت عمیر بن عامر قبیلہ دہمان سے ہیں۔ اور بعد انتقال حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا چھٹے برس کی عمر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور نو۹ برس کی عمر میں زفاف واقع ہوا۔ فرماتی ہیں آپ کہ میرے ولیمہ میں اونٹ بکری وغیرہ کچھ ذبح نہیں ہوا بلکہ ایک پیالہ دودھ کا سعد بن عبادہ کے یہاں سے آیا تھا۔ اور آپ بڑی فصیح بلیغ مفتی فقیہ تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرعیہ آپ سے معلوم ہوئے ہیں۔ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ جاننے والا حضرت عائشہ رض سے معانی قرآن اور فرائض واحکام حلال وحرام اور شعر عرب اور علم نسب میں۔

اور مروی ہے آپ سے کہ مجھ کو تمام ازواج مطہرات میں دس۱۰ چیزوں کے ساتھ فضیلت اور خصوصیت ہے:۔

اوّل۔ باکرہ عورت سوائے میرے آپ کی بیبیوں میں کوئی نہ تھی۔

دوم۔ کسی بی بی کے باپ اور ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی سوائے میرے۔

سوم۔ قبل اسکے کہ میں آپ کے نکاح میں آؤں جبرائیل علیہ السلام نے پارہ حریر میں میری صورت آپ کو دکھلائی اور کہا کہ اس عورت سے نکاح کیجئے۔

چہارم۔ ایک ظرف سے میں نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا۔

پنجم۔ کسی بی بی کے اوڑھنے بچھونے میں وحی نازل نہیں ہوئی سوا میرے۔

ششم۔ میری پاکی آسمان سے نازل ہوئی۔

ہفتم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال میری گود میں ہوا۔

ہشتم۔ وفات آپ کی میرے مکان میں میری باری کے دن ہوئی۔

نہم۔ وقت ارتحال سرور عالم میرا لعاب دہن بسبب اُس مسواک کے جو

ہیں نے اپنے دانتوں سے چبا کر آپ کو دی تھی آپ کے منہ ہیں رہا ۔
دہم میرے ہی حجرہ ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوئے۔
(بلفظہ ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۵۹) ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ ہیں تمام امہات المومنین کے مصارف کیواسطے دس ہزار درہم مقرر کئے ۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہا کیواسطے بارہ ہزار ۔ اور فرماتے ہیں حضرت عمر رضؓ فاروق کہ وہ محبوبۂ رسول خدا ہیں ۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اکابر تابعین سے ہیں ۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو یوں کہتے حدثتنی الصدیقۃ بنت الصدیق حبیبۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حدیث بیان کی مجھ سے بڑی سچی بی بی نے جو بڑے سچے کی بیٹی ہے ۔ اور محبوبہ ہیں حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۔ بلفظہ ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۶۰ ۔

آپ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میرے درجہ میں ہونا اور میری نزدیکی چاہتی ہے تو دنیا میں اس طرح بسر کر کہ سامان دنیا سے مقدار زادراہ ایک مسافر کے تجھ کو کافی ہے ۔ اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھ تاوقتیکہ اُسمیں پیوند نہ لگے ۔ اور پرہیز کر امیروں اور دولتمندوں کی مجلس سے ۔ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت حضرت صدیقہ کو ایسی مؤثر ہوئی کہ آپ نے کبھی تونگری کو فقر پر پسند نہیں کیا اور ایک جبہ جمع نہ کیا ۔ چنانچہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ہیں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ کے پیراہن ہیں ستر پیوند لگا ہوا تھا ۔ اور ستر ہزار درہم فی سبیل اللہ صدقہ کر دیئے ۔ دوسری روایت ہیں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حکومت کے زمانہ ہیں سو ہزار امیری درہم آپ کیواسطے بھیجے ۔ آپ نے جلسۂ واحد ہیں ان سب کو اقارب اور فن زبیر اپر تقسیم کر دیا ۔ اور اُس دن صائم تھیں اور وقت افطار لونڈی سے کھانا طلب کیا

چند خرمے اور تھوڑی سی روٹی وہ لے آئی۔ اُسوقت ایک ضعیفہ موجود تھی۔ یہ حالت دیکھ کر اُس نے عرض کیا یا ام المومنین اسقدر درہم آپ نے خیرات کر دیئے اور ایک درہم کا گوشت نہ منگایا کہ جس سے افطار کرتیں۔ فرمایا اگر تو پہلے سے یاد دلاتی تو ایسا کرتی۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے اور کیا سخاوت۔

آپ کی روایت سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں ہیں۔

ایک خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہیں۔

آپ کے انتقال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا بشارت ہو تم کو اے عائشہ کہ تم زوجہ رسول تھیں اور سوائے تمہارے کسی باکرہ سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ اور پاکی تمہاری آسمان سے نازل ہوئی۔ بعد اُن کے عبداللہ بن زبیر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن عباس نے میری تعریف کی اور میں دوست نہیں رکھتی ہوں کہ کوئی میری تعریف کرے۔ کاشکے میں ایک درخت ہوتی کہ مجھ کو کاٹتے۔ کاش میں ایک پتھر ہوتی۔ کاش میں ایسی ہوتی کہ میرا کوئی ذکر نہ کرتا۔ اچھا ہوتا کہ میں مخلوق نہ ہوتی۔ اور وصیت فرمائی کہ قبر میں مجھ کو ذکوان میرا غلام اُتارے۔ اور قبر کو راست کرے بعد اسکے وہ آزاد ہے۔

منقول ہے کہ بعد انتقال آپ کے گھر سے آواز نالہ و فریاد کی پیدا ہوئی اُسوقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو خبر کے واسطے بھیجا۔ اُس نے آکر آپ کے انتقال کی خبر دی۔ ام سلمہ گریاں ہوئیں اور کہا رحمت حق تعالے کی عائشہ رضی پر ہو کہ وہ دوست ترین مردم تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بعد اپنے باپ یعنے حضرت ابوبکر صدیق کے۔ یہ واقعہ شب سہ شنبہ سترھویں رمضان ۵۸ھ ہجری کو بعمر چھیاسٹھ سال کے ہوا۔ اور نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے پڑھائی۔ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر نے قبر میں اتارا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بلفظہ جامع المناقب صفحہ ۱۶۱۔

یہ ہے ایک شمہ حالات ومناقبات حضرت صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کا جو محبوبۂ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں۔ جن پر منافقین نابکار جہنمیوں نے افک اور بہتان لگایا تھا انہیں کی سنت کے مطابق اسوقت کے منافقین بھی کتابوں میں بطور یادگار اسکا احیا کر رہے ہیں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اب میں آپ کے اعتراض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کی وجہ سے متردد رہے۔ اگر علم غیب ہوتا تو سخت متردد کیوں ہوتے۔ یہ آپکا اعتراض ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جو اقوال وہابیہ آپ نے کسی رسالہ سے غلط ولط دیکھ لئے اُسی پر آپ کا دار و مدار ہے۔ مادہ تحقیق حاصل نہیں۔ مولوی جی! آپکو لازم تھا کہ قرآن شریف کو پڑھکر دیکھتے۔ پھر احادیث شریف پر نظر کرتے۔ پھر دیگر سیر کی کتب کو دیکھتے تو ایسا اعتراض نہ کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج کرنا یا متردد ہونا اس بات سے نہیں تھا کہ حضرت ام المومنین پر منافقین نے افک یا بہتان لگایا تھا۔ بلکہ اس سبب سے تھا جو وہ لوگ طعن اور استہزا کرتے تھے دیکھئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ یعنے تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ اُنکی باتوں سے آزردہ دل ہوتے ہو۔ اسکی تحقیق :-

تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۷۵ سے ہوتی ہے۔ زیر آیت قولہ ان الذین جاءوا بالافک عصبة الایہ والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون الایہ الخ یعنے جواب دوسرے اعتراض کا کہ اکثر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی طعنہ زنی اور بیہودہ کلامیوں سے رنجیدہ دل رہتے تھے۔ باوجود معلوم ہونیکے کہ یہ قول اُن کے لغویات سے ہیں۔ اور فرمان خداوندی کہ ہم جانتے ہیں کہ تم رنجیدہ خاطر یا آزردہ دل ہوئے یا رہتے ہو۔ منافقوں یا کافروں کے کہنے سے۔ یا اُن کی باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس معاملہ میں خاموش اسلئے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اسکا فیصلہ فرمائیگا میں خود فیصلہ کرنا نہیں چاہتا جسمیں منافقین کے کہنے کی جگہ باقی رہے۔ اسکی تصدیق اس طرح پر ہوتی ہے:۔

شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری جلد ہشتم صفحہ ۳۶۸۔ وفیہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان لا یحکم لنفسہ الا بعد نزول الوحی لانہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یجزم فی القصۃ بشئ قبل الوحی الخ بلفظہ۔ یعنے اسمیں یہ بات ہے کہ حضور اپنے نفس کے بارہ میں بلا نزول وحی حکم نہیں فرماتے تھے۔ اسواسطے کہ حضور نے جو قصہ (افک میں) قبل وحی کسی امر کا جزم نہیں کیا۔ اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسکا علم پورا پورا تھا کہ یہ منافقین کی طرف سے محض افک اور بہتان ہے۔ اور چاہتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حکم سے اسکا فیصلہ کرے اور یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالےٰ اسکا فیصلہ احسن طور پر کریگا۔ اسی عرصہ انتظار میں جب کفار منافقین کی طرف سے طعنہ زنی اور ایذا بڑھ گیا۔ تو آپ نے خطبہ فرماکر یُوں ارشاد فرمایا:۔

صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۷۱ سطر ۲۳ مصری (کتاب الشہادات باب تعدیل النساء) فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا و قد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا بلفظہ۔ یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کون ہے یا کوئی ایسا ہے جو اسکا بدلہ لے اس آدمی سے جسنے میری اہل (بیوی) کی بابت مجھے ایذا دی ہے۔ پس قسم ہے اللہ کی کہ مجھے اپنی بیوی کی بابت علم ہے کہ وہ نیک اور پاک ہے۔ اور جس مرد (صفوان) کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی پاک ہے۔

مشارق الانوار میں بھی اس حدیث شریف کو اس طرح پر لکھا ہے

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعذرنی

من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللہ ما علمت علی اھلی الاخیر[1] متفق علیہ یعنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون شخص ہے بدلہ لینے والا یا میری طرف سے اس عذر کو سُننے والا اُس شخص سے جو مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس شخص نے میرے اہلبیت کی ایذا رسانی کی ہے۔ پس قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا +

تیسری ایک حدیث شریف صحیحین[2] میں اس طرح پر ہے:۔

عن عائشۃ فقال (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی واللہ ما علمت علی اھلی الاخیر ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الاخیر وما کان یدخل علی اھلی الا معی ۔ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کرکے بدلہ لیوے اُس مرد سے جسکی ایذا اور تکلیف میرے اہلبیت کو یعنی میری گھر والی کو پہنچی۔ سو قسم خدا کی نہیں جانتا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور پاک ۔ اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے ایسے مرد کا جسکو میں نیک جانتا ہوں۔ اور نہیں جاتا وہ کبھی میرے گھر میں مگر میرے ساتھ +

ف۔ یہ حدیث ایک ٹکڑا بڑی طویل حدیث بخاری کا ہے جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بنی مصطلق کو تشریف لیگئے۔ اور میں آپ کے ساتھ تھی۔ وقت واپسی مدینے کے قریب قیام تھا پھر شب کو کوچ کی خبر ہوئی۔ اُسوقت میں رفع حاجت کیواسطے لشکر کے باہر چلی گئی تھی اور جب واپس آئی تو معلوم ہوا کہ میرا گلے کا ہار وہیں گر پڑا ہے۔ میں اُسکے ڈھونڈنے کو گئی اور یہاں سے لشکر کوچ کر گیا۔ اور جو شخص میرے کجاوے اٹھانے پر مقرر تھا اُس نے اُسے اُٹھا کر اونٹ پر کس دیا اور بہ سبب اسکے کہ میں اُسوقت پتلی اور

[1] ... [2] صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ثالث صفحہ ۲۷ تا ۳۰

دبلی لاغر تھی۔ کچھ اُسکو تمیز نہ ہوا کہ اسمیں کوئی ہے یا نہیں۔ پھر جب میں ہار کو تلاش کر کے آئی تو یہاں کسی کو نہ پایا۔ ناچار میں اُسی جگہ بیٹھ گئی بدیں خیال کہ جب میرا حال معلوم ہوگا تو لوگ لینے کو آوینگے۔ پھر صفوان بن معطل جو لشکر کے پیچھے تھکے ماندوں کو لانے کیواسطے رہا کرتے تھے اُس مقام پر پہنچے اور مجھکو سوتا دیکھا اور پہچانا۔ بدیں سبب کہ نزول آیت حجاب سے قبل اُنہوں نے مجھکو دیکھا ہوا تھا۔ پھر نہایت افسوس اور تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ یہ پیغمبرؐ کی بی بی ہیں۔ میں جاگ پڑی اور اُنکی اور بات میں نے نہیں سُنی۔ اُنہوں نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور میں سوار ہوگئی۔ وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کے روانہ ہوئے۔ ظہر کے وقت لشکر میں پہنچے تو تہمت کرنیوالوں نے مجھپر تہمت باندھی۔ الی ا بہت لمبی حدیث ہے۔ پھر حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور یہ حدیث فرمائی۔ اور فرمایا کہ اے گروہ مسلماناں کوئی ہیں منافق سے یعنے عبداللہ بن سلول سے میرا بدلہ لیوے کہ ناحق میرے گھر کے لوگوںکو تہمت لگائی۔ اُسوقت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو قوم اوس کے سردار تھے اُنہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپکا بدلہ لینے کو تیار ہوں اگر تہمت کرنیوالا میری قوم یعنے اوس سے ہو تو میں اُسکی گردن ماروں۔ اور اگر دوسری قوم سے یعنی خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا میں کروں۔ اُسوقت سعد بن عبادہ قوم خزرج کے سردار نے اپنی قوم کی پیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے ہماری قوم والوں پر تیرا کچھ مقدور نہیں۔ اور اپنی قوم کی کبھی تو حمایت کریگا۔ پھر اُسید بن حضیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی نے کہا۔ اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے قسم خدا کی ہم تہمت کرنیوالے کو قتل کرینگے۔ کیا تو منافق ہے جو تہمت کرنے والوں کی حمایت کرتا ہے۔ غرض قریب تھا کہ کشت وخون ہووے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبکو چپ کیا۔ الخ۔

اسکے بعد قرآن شریف میں سورہ نور کا نزول ہے جسمیں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ کی برأت کا ذکر ہے اور افک لگانے

والوں کو سزا شرعی دیگئی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کی پاکی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ اعتراض وہابیہ غلط اور جھوٹ ہے۔

اور سُنئے اگر دل میں وسوسہ ہو کہ اس بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا تو اس سے عدم علمیت غیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نمایاں ہوتی ہے :۔

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بموجب حکم خداوندی شاورھم فی الامر مشورہ صحابہ کرام سے ضرور فرمایا جس سے علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مشورہ فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ منافقین کی طرف سے مجھ کو اور میرے اہلبیت کو ایذا پہنچائی گئی ہے۔ اس شخص سے جس نے یہ افک برپا کیا ہے بدلا لینا چاہیئے۔ تب صحابہ میں سخت شورش پیدا ہو گئی۔ اور پھر یہ مشورہ بھی کیا گیا کہ افک لگانیوالے کو کیا سزا ملنی چاہیئے اور یہ مشورہ بھی اس قسم کا نہیں تھا کہ خاص طور پر صحابہ کرام کو بلایا گیا ہو۔ بلکہ جیسے جیسے وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اُن سے بات چیت ہوتی رہی۔ اور اس بات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اولوالعزمی اور طہارت ثابت ہوتی رہی اور علم غیب کی تقویت۔ اگر مشورہ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کے خیالات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت اور عصمت پر معلوم نہ ہوتے۔ سُنئے وہ مشورہ جسکا ذکر ہے وہ یوں ہے :۔

(۱) تفسیر مدارک التنزیل روی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان فی الایام اکثر اوقاته فی البیت فدخل علیہ عمر فاستشارہ فی تلک الواقعۃ الحدیث (آسانی اور عام فہم ہونے کیلئے صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے) یعنے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر آئے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر

رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یقین کرتا ہوں منافقوں کے جھوٹ پر اسلئے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے آپکے جسد مبارک پر مکھیوں کے بیٹھنے کو روک رکھا ہے کیونکہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں۔ اور اسمیں لتھڑ جاتی ہیں۔ پس جبکہ اللہ پاک نے اسقدر معمولی نجاست سے آپکو محفوظ رکھا ہے تو کیونکر آپکو محفوظ نہ رکھیگا ایسے کی صحبت سے جوکہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپکا سایہ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا اس لحاظ سے کہ شاید کوئی شخص اُس پر اپنا قدم رکھدے یا کہیں زمین ناپاک ہو۔ پس اللہ پاک نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی کہ جو آپ کے سایہ مبارک پر اپنا قدم رکھے تو کیونکر وہ قدرت دیسکتا ہے کسی کو جو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوءظن کرے! اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پس اچانک آپ نے نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اُتار دیا۔ پس جب کہ جناب نے نماز تمام کی تو ہم سے جوتا اُتار دینے کا سبب دریافت فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اتباع جناب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا گیا۔ یعنے جب آپ نے نعلین مبارک اُتارا تو ہم نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لئے اُتار دیا۔ یہ سُنکر آنجناب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے اُنکے اُتار نے کیلئے کہا کہ اُن میں کمال نظافت نہیں۔ قدرے ریٹھ لگی ہوئی ہے۔ پس جب اللہ پاک نے اس امر پر آپ کو خبردار کیا کہ آپ کے نعلین مبارک پر کچھ ریٹھ ہے اُنکے اتار دینے کا حکم دیا ان دونوں کی آلودگی کی وجہ سے۔ تو پھر وہ کس طرح حکم نہ دیگا کہ وہ بُرائی کی مرتکب ہوئی ہوں (منیر الدین صفحہ ۱۲۵)۔

(۲) مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم صفحہ ۱۲۴ - آنچہ مذکور است در صحیح بخاری ہمین است کہ از علی و اسامہ و بریرہ (رضی اللہ عنہم) پرسید و ایشان این جواب گفتند۔ اما بعض علماء سیر قصہ عمر (رض)

بن خطاب وعثمان بن عفان رضی اللہ عنہما ومشاورت آنحضرت علیہ السلام بایشان وجواب دادن ایشان ذکر کردہ اند ودر انجا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق ایشان گفتہ اما عمر رضی اللہ عنہ) گفت یا رسول اللہ مگس بر اندام تو نمی نشیند بجہت آنکہ مگس بر نجاست ومستقذرات می افتد وپایہائے او آلودہ بآں میگردد وخدائیتعالی ازاں نگاہ میدارد پس چگونہ ترا از کسیکہ بہ بدترین چیزہا آلودہ باشد نگاہ ندارد وعثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) گفت کہ سایۂ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبادا بر زمین نجس افتد وحق تعالیٰ چوں صیانت سایہ تو بدیں مثابہ میکند چگونہ صیانت حرم محترم تو از ناشائستہ نکند وعلی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) گفت حق تعالیٰ روا نداشت کہ نعلین ملوث در نماز در پائے مبارک تو باشد وخبر کرد ترا تا بکشی آں را از پائے مبارک خود۔ اگر ایں امر واقع بودے خبر کردے ترا بداں خاطر جمع دار کہ حقیقت حال ترا خبر خواہند کرد۔ چوں آنحضرت ایں سخنان را شنید بمسجد رفت وخطبہ خواند وگفت کیست کہ نصرت دہد مرا وانتقام کشد

الخ بلفظہ۔ مبشر الدارین صفحہ ۱۷۶ ؎

یہ ہے مشورہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب حال معلوم تھا لیکن چاہتے تھے کہ خداوند کریم خود اسکا فیصلہ احسن وجوہ پر فرمائینگے۔ اور اس پر ان کو یقین کامل تھا۔ اسی واسطے آپ نے خود حکم نہیں دیا۔ اور حکم سزا بھی ایسے اتہام لگانیوالوں کیلئے نازل ہو چکا تھا جسکے مطابق منافقوں اور ہاں میں ہاں ملانیوالوں کیلئے سزا دی جاتی۔ لیکن مسلمانوں میں جو اسوقت منافق لوگ موجود ہیں اگر وہ اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو لازم تھا کہ اس بات کو زبان پر نہ لاتے اور اعتراض اور توہین کرنیوالوں کو جو نصرانی خاصیت رکھتے ہیں اس طرح جواب دیتے جیسے ایک مسلمان خالص نے ایک نصرانی معترض کو دیا تھا جسکا ذکر اس طرح پر ہے سنئے :-

(۴) ارشاد الساری جلد چہارم صفحہ ۳۴۸ میں امام قسطلانی تحریر فرماتے ہیں۔ ترجمہ صفدری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خلکان کی تحریر میں

دیکھا ایک مسلمان نے ایک نصرانی سے مناظرہ شروع کیا۔ پس نصرانی نے اثنائے گفتگو میں بوجہ کالا دل ہونیکے اور بغض و کینہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہونیکے طنزاً اور طعناً یہ کہا کہ اے مسلم کیا صورت تھی تمہارے نبی کی زوجہ عائشہ (علیہ السلام) کی اُنکی سواری کے پیچھے رہ جانے میں تمہارے نبی کے نزدیک جس حال میں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ عنہ) اپنے ہار کے گم ہونیکا عذر پیش کرتی تھیں۔ پس کہا اس نصرانی سے مسلم نے اے نصرانی اسکی صورت مریم بنت عمران (سلام اللہ علیہا) کی صورت کے مانند تھی۔ جب کہ وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کو اُٹھائے ہوئے لائیں بغیر خاوند کے۔ پس جبکہ اعتقاد رکھتا ہے تو اپنے دین میں برأت مریم کا تو ہم بھی مثل اُسکے اعتقاد رکھتے ہیں اپنے دین میں برأت عائشہ سلام اللہ علیہا کا زوجہ نبی اپنے سے۔ پس خاموش ہوگیا نصرانی اور کچھ جواب اس سے نہ بن پڑا۔ ختم ہوا ترجمہ (منبر الدین صفحہ ۱۷۷)۔

لیجئے اب ایک عام فہم اردو زبان کی ایک تحریر دکھلاتا ہوں جس سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آجائیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برئیت از بہتان کا حال پہلے ہی سے معلوم تھا۔ وھو ہذا :-

(۴) وسیلہ جلیلہ مصنفہ حضرت مولانا وکیل احمد صاحب صفحہ ۱۶۶

چوتھا شبہ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بالعرض ماکان ومایکون کا تسلیم کیا گیا تو پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں آپ کو کیوں تردد رہا جب وحی نازل ہوئی آپ کو اطمینان ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں یہ بڑا شبہ خیال کیا جاتا ہے شاید مشرکین مکہ بھی اس سے بڑھکر حجت پیش نہ کرسکے۔ مولوی خرم علی (وہابی) نے یہ شبہ پیش کیا ہے نصیحت المسلمین میں ہے۔ اور کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی۔ حضرت کو نہایت رنج ہوا۔ جب بہت روز دل کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوا ہوتا تو غم کیوں ہوتا۔ فقط۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ شبہ اصل واقعہ کی جہالت یا چشم پوشی سے ناشی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل واقعہ میں سر مو تردد نہیں تھا منافقین کی شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا۔ اس امر میں وحی کے قبل جو کچھ آپ نے تفتیش فرمائی اس میں محض تشریح منظور تھی۔ وحی سے آپ برأت چاہتے تھے تاکہ منافقین کی زبان بند ہو۔ ایسی صورت میں کہ کفار طرح طرح سے اپنے دل کے پھپولے توڑتے ہوں۔ اور ہرزہ سرائی میں مشغول ہوں بدوں تمسک وحی کے مقتضائے مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بناپر برأت فرماتے۔ چونکہ وحی میں توقف ہوا اور منافقین کی زبان بڑھتی چلی۔ آپ کو زیادہ تردد ہوا۔ اگر آپ کو نفس معاملہ میں اطمینان نہ ہوتا اور صرف منافقین کی یاوہ گوئی سے ملال نہ ہوتا تو منبر پر رونق افروز ہو کر یہ نہ فرماتے یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھلی واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا یعنے اے گروہ مسلمانان کے کون شخص مجھ سے معذرت کریگا ایسے شخص سے جس نے ہمارے اہل کو اذیت پہنچائی۔ خدا کی قسم ہمکو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔ یہاں علم بمعنے اذعان ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں اطمینان کلی تھا صرف منافقین کے بہتان سے تردد تھا انتہی بلفظہ

اسی طرح اہلسنت وجماعت کے مسلمانوں کا عقیدہ اور کتب میں بھی درج ہے۔ زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے :۔

سب سے زیادہ قول قاطع یہ ہے کہ محال ہے کہ کسی نبی کے جسم یا ثوب یا اہل یا عیال کسی متعلق میں ایسی بات ہو جو اس نبی سے موجب نفرت ہو اور عوام کے نزدیک معاذ اللہ باعث ذلت ہو تمام انبیا علیہم السلام کا ایسی باتوں سے منزہ ہونا واجب ہے۔ اور ہر نبی قبل از ظہور نبوت بھی بالیقین ان تمام باتوں کو جانتا ہے جو اللہ عزوجل یا انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کیلئے واجب یا جائز یا ممتنع ہو۔ نبی کا ان باتوں میں سے کسی بات کا جہل محال ہے۔ سو یقینًا قطعًا حضور

اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین صدیقہ وتمام ازواج مطہرات و بنات مکرمات کی برأت وطہارت یقیناً جانتے تھے۔ اور اسمیں شک و شبہ سے مبرا اور منزہ تھے ۔

قولہ حنفیوں کے نزدیک وہ کافر ہے جو نبی علیہ السلام کو غیب دان اعتقاد کرے۔ فتاوے بزازیہ میں ہے لو تزوج بلا شھود وقال خدا و رسول وفرشتگاں را گواہ کردم یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب خدا اور رسول اور فرشتوں کی شہادت پر نکاح کرنیوالا کافر ہے۔ کیونکہ اُس نے نبی علیہ السلام اور فرشتوں کو غیب دان جانا۔ اور بحر الرائق میں ہے۔ الخ صفحہ ۲۰ ۔

اقول مفتی جی! آپ نے فتاوے بزازیہ اور بحر الرائق کی عبارت کسی وہابیہ رسالہ سے نقل کی ہے مگر اصل کتابوں کا ملاحظہ نہیں کیا۔ دراصل یہ عبارت فتاوے قاضیخاں علیہ الرحمۃ کی ہے جو قطع وبرید کرکے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت قاضیخاں علیہ الرحمۃ چھٹی صدی میں ہوئے۔ اور فتاوے بزازیہ والے صاحب محمد بن محمد بن شہاب علیہ الرحمۃ نویں صدی میں تین سو سال کے بعد گذرے ہیں۔ فتاوے بزازیہ میں فتاوے قاضیخاں سے لکھا گیا۔ جس کی اصل عبارت دو جگہ پر اسطرح ہے :-

اوّل۔ فتاوے قاضیخاں جلد اول صفحہ ۱۵۷ (فصل فی شرائط النکاح)

رجل تزوج امرأۃ بشھادت اللہ ورسولہ کان باطلا لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بشھود وکل نکاح یکون شھادۃ وبعضھم جعلوا ذالک کفر لانہ یعتقد ان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو کفر۔ انتھی بلفظہ۔ یعنے ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اللہ اور اُسکے رسول کی گواہی پر۔ یہ باطل ہے بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نکاح بغیر شہادت گواہاں کے نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک نکاح میں گواہاں ہونے چاہئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ کفر ہے (لیکن اکثر اسکو کفر نہیں جانتے) اسلئے کہ اُس نے اس بات کا اعتقاد کیا کہ رسول خدا صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم خود بخود علم غیب جانتے تھے ۔

دیکھئے اس عبارت میں بعض علما کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ اعتقاد کفر ہے۔ لیکن اکثر علما اسکے خلاف ہیں کہ یہ اعتقاد کفر نہیں گو نکاح باطل ہو اور آپ نے سب حنفیوں کا عقیدہ لکھدیا ۔

دوم۔ فتاوے قاضیخاں جلد چہارم صفحہ ۸۶۴ (کتاب السیر باب مایکون کفرو مالایکون) رجل تزوج امرأۃ بغیر شھود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را وپیغمبر را گواہ کردیم قالوا یقول کفرلانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ماکان یعلم الغیب۔ الخ بلفظہ یعنے ایک شخص نے ایک عورت کیساتھ بلاگواہوں کے نکاح کیا اور عورت اور مرد دونوں نے کہا کہ ہم خدا اور رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گواہ کرتے ہیں کہا بعض فقہا نے کہ ایسا کہنا کفر ہے کیونکہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا اعتقاد کیا ۔

دیکھئے اپنی دیانت کو کہ آپ نے دونو عبارات کو پورا پورا نقل نہیں کیا۔ بلکہ لفظ بعضھم کو پہلی عبارت سے اور لفظ قالوا کو اس دوسری عبارت سے نکال ڈالا جو آپ کے خلاف تھا۔ اور لفظ فرشتگاں اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔ ایمانداری اور فتوے نگاری ہو تو ایسی ہی ہو جزاک اللہ ۔

اب میں لفظ قالوا کہ جسکو آپ نے کسی استاد کے مشورہ سے عبارت میں سے نکال ڈالا ہے بتلاتا ہوں اسکا سبب معلوم کیجئے۔ اور یہ بھی کہ خدا اور رسول کے گواہ کرنے میں آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اہلسنت وجماعت کا یہ مذہب نہیں ہے۔ اسکا ثبوت بھی ملاحظہ کیجئے ۔

(۱) ردالمختار شرح درمختار جلد پنجم صفحہ ۵۵۴ مقبولہ ومسلمہ عرب وعجم (معروف بہ شامی) الخ لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرحوا بہ اھ یعنے لفظ قالوا کا ذکر اسمیں کیا جاتا ہے جسمیں علما کا باہمی خلاف ہوتا ہے جسکی تصریح کیگئی ہے ۔

(۲) عقود الدریہ بتنقیح الحامدیہ جلد دوم صفحہ ۳۳۷ مصنفہ حضرت

محمد امین مشہور بابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ - (ب)
فائدہ - لفظ قالوا یستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایہ فی کتاب الغصب ..... ان فی لفظ قالوا اشارۃ الی ضعف ما قالوا - اھ یعنے فائدہ کرکے لکھا ہے کہ لفظ قالوا کا استعمال اُسوقت کیا جاتا ہے جب کہ مشائخ میں کسی مسئلہ کا اختلاف ہوتا ہے - اسی طرح نہایہ کی کتاب الغصب میں ہے - تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ اس بات کا ہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسمیں ضعف ہے - یعنی روایت ضعیف ہے ٭
(۳) فوائد البہیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۱۰۱ - فائدہ - لفظ قالوا یستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایہ کتاب الغصب وفی العنایہ والبنایہ فی باب ما یفسد الصلوۃ وذکر ابن الھمام فی فتح القدیر فی باب ما یوجب القضاء والکفارۃ من کتاب الصوم .... وکذا ذکر سعد الدین تفتازانی فی حواشی الکشاف ان فی لفظ قالوا اشارۃ الی ضعف ما قالوا - اھ - یعنے لفظ قالوا کا استعمال کیا جاتا ہے اس مضمون میں جسمیں کہ مشائخ کا اختلاف ہوتا ہے اسی طرح نہایہ کی کتاب الغصب میں ہے - اور عنایہ و البنایہ کے باب ما یفسد الصلوۃ میں ہے - اور ذکر کیا ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے باب یوجب القضاء اور کفارہ کتاب الصوم میں - اور اسی طرح ذکر کیا ہے سعد الدین تفتازانی نے حواشی کشاف میں کہ تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ ضعف کا ہے یعنے یہ قول ضعیف ہے ٭
(۴) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۴۰۲ (آخر بحث قنوت) حضرت قاضیخاں علیہ الرحمۃ کی عبارت اس طرح درج ہے - وکلام قاضیخاں یشیر الی عدم اختیارہ لہ حیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی عن الائمۃ الخ بلفظہ - یعنی کلام قاضیخاں

کی طرف اشارہ ہے۔ اُسکے عدم اختیار کرنے میں جیسے کہا ہے اور جسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود وسلام پڑھا جائے۔ قنوت میں کہا انہوں نے (یعنی فقہانے) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اخیر میں درود وسلام نہ پڑھا جائے۔ پس اس اسکے قول میں لفظ قالوا عدم استحسان کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ بات آئمہ سے مروی نہیں ہے۔

پس ان تمام روایات کتب معتبرات سے ثابت ہو گیا کہ قاضیخاں علیہ الرحمۃ کی تحریر میں لفظ قالوا درج ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس پر کوئی فتوے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ قول ضعیف اور مرجوح ہے جسکی بابت درمختار میں لکھا ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع۔ یعنے حکم اور فتوے قول مرجوح پر دینا جہل اور اجماع کا توڑنا ہے۔ یعنے خلاف اجماع ہے۔ رد ہو گیا یہ آپ کا کہنا کہ تمام حنفیہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے جس نے خدا اور رسول کی شہادت پر نکاح کیا"۔

اچھا کہئے اور ذرہ سوچ کر کہ اللہ تعالٰے قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ویکون الرسول علیکم شھیدا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تم پر اے لوگو گواہ ہیں۔ تفسیر عزیزی کی مفصل عبارت پیچھے درج کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نبوت سے سب حالات نیک و بد اور تمہارے سارے اعمال روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ جس پر وہ گواہ ہیں اور گواہی دینگے۔ اور وہ گواہی مقبول ہے۔ تو کیا اُس مرد اور عورت کے نکاح کی شہادت یا گواہی نہیں دینگے۔ جب وہ اُن کے نکاح کی خبر رکھتے ہیں۔ اور اُن کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ وہ ضرور اور بالضرور شہادت دینگے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ بلا دیکھے وہ گواہی نہیں دینگے۔ نتیجہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اسلئے ضرور ہے کہ گواہی دینگے۔ البتہ اس سے انکار کرنیوالا ضرور کافر ہے اس لئے کہ وہ نص کا منکر ہے۔

اب اور لیجئے۔ اسی نکاح کی بابت کتب فقہ معتبرات کو دیکھئے

(۵) درمختار کتاب النکاح۔ تزوج بشھادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ

علیہ وسلم لم یجز قیل یکفر یعنی اگر نکاح کیا کسی نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر تو جائز نہیں اور قول ضعیف یہ ہے
کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اس کا حاشیہ شامی دیکھیے۔

(۶) ردالمحتار شامی حاشیہ یا شرح درمختار جلد دوم صفحہ ۲۷۶
سطر ۲۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی (قولہ قیل یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب۔ قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ
ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء یعرض علی روح النبی
صلے اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ
عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔
قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء
الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین الخ
بلفظہ۔ ترجمہ۔ یعنی یہ قول ضعیف (قیل یکفر) اسواسطے کہ اُس نے اعتقاد کیا
کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب خود بخود جانتے ہیں۔ کہا فتاوے
تاتارخانیہ اور حجۃ میں اور ذکر کیا کتاب ملتقط میں کہ تحقیق وہ شخص
کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام اشیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش
کی جاتی ہیں۔ اور تحقیق پیغمبران علیہم السلام بعض غیب جانتے ہیں۔ جیسے کہ فرمایا
اللہ تعالےٰ نے۔ کہ عالم الغیب ہے وہ اللہ تعالےٰ نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کو
کسی شخص پر لیکن جس کسی نبی یا رسول کو پسند فرماتا ہے۔ اُس کو علم غیب عطا فرماتا
ہے (حضرت شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں۔ بلکہ کتب عقاید
میں لکھا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے ہے بعض غیب پر اطلاع پانا۔
اور یہ امر معتزلہ فرقہ کی رد ہے۔

(۷) معدن الحقائق شرح کنز الدقائق (کتاب النکاح) والصحیح
انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب و
یعرض علیہم الاشیاء۔ اھ یعنے صحیح یہی ہے۔ کہ (خدا اور رسول کی
شہادت پر گواہ نکاح میں کرنیوالا) وہ کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ

والسلام غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اور تمام اشیاء اُن کے روبرو پیش کی جاتی ہیں ٭

(۸) خزانۃ الروایات (باب النکاح) وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیھم الاشیاء فلا یکون کفرًا۔ اھ یعنے مضمرات میں ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ نکاح کرنیوالا کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام علم غیب جانتے ہیں۔ اور تمام چیزیں اُن کے روبرو پیش کیجاتی ہیں ٭

(۹) مجموعہ خانی جلد ثانی صفحہ ۶۔ در فتاوے حجۃ میگوید صحیح آنست کہ آں مرد کافر نمیشود زیراکہ اعمال بندگاں بر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض میکنند۔ پس غیب نباشد۔ بلفظہ ٭

لیجیئے مفتی جی! اِن تمام عبارات کتب معتبرات سے آفتاب کی طرح روشن اور صاف ہوگیا کہ جو شخص خدا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی پر نکاح کرے وہ ہرگز ہرگز کافر نہیں ہوتا۔ اور یہی صحیح ہے اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اور یہی اعتقاد مذہب اہلسنت وجماعت احناف کا ہے۔ اور جن علماء یعنے قاضیخان و بزازی علیہ الرحمۃ نے کفر کا لفظ تحریر کیا ہے۔ وہ خود اس کو ضعیف اور مرجوح فرماتے ہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر اور صاف یہ ہے کہ اللہ تعالے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم تاکیدی یہ ہے کہ نکاح کے وقت دو آدمی گواہ ہونے چاہئیں۔ جو شخص اس کے خلاف کریگا یا اس سے انکار کریگا وہ واقعی کافر ہوجائیگا۔ لیکن یہ وجہ نہیں کہ کسی شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھا۔ دیکھیئے اس کی تصدیق یُوں ہے:۔

(۱۰) طحطاوی حاشیہ در مختار میں اسی مسئلہ کو اسطرح پر لکھا ہے:۔

قولہ یکفر لعل وجہ انہ حلل ما حرم اللہ تعالیٰ لان اللہ تعالیٰ لم یحل النکاح الا بشھود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذالک فقد خالف۔ اھ یعنی یہ قول کہ (نکاح کرنیوالا) کافر ہوجاتا ہے

اسکی وجہ یہ ہے کہ اُس نے حلال اعتقاد کیا اُس چیز کو کہ جس کو اللہ تعالےٰ نے حرام فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک دو گواہ آدمی اُس کی جنس کے موجود اور حاضر نہ ہوں۔ پس جب کہ اُس نے اعتقاد کیا اس بات کا کہ نکاح بغیر شہادت دو گواہان جنس خود کے حلال ہے پس اُس نے مخالفت کی حکم خداوندی کی (اسلیئے وہ کافر ہو گیا)۔

ایک بات اور بھی آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ جو فرشتوں علیہم السلام کو عالم الغیب کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں دنیا میں اپنا خلیفہ بنانیوالا ہوں۔ تو فوراً فرشتوں نے یوں کہا۔ قَالُوٓا۔ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ (سورہ بقرہ)۔ یعنے فرشتوں نے اللہ تبارک وتعالےٰ کو کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو زمین میں فساد اور خونریزی کریگا۔ فرمائیے یہ غیب کی بات فرشتوں نے کیسے کہدی۔ اور کہاں سے کہدی۔ یہ خبر اُن کو کس نے بتلائی۔ اور خداوند تعالےٰ نے بھی اُن سے پوچھا نہیں کہ تم یہ غیب کی بات کیسے کہتے ہو۔ میرے سوا تو کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ تم تو کافر ہو گئے۔ تم نے غیب کی بات کہدی۔ اور نہ اللہ تعالےٰ نے اُن کے غیب کی بات کا انکار فرمایا۔ صرف اتنا فرمایا۔ کہ جو جو اسرار آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے اور خلیفہ بنانے کے میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ یعنے جو بات تم کہتے ہو۔ وہ بھی صحیح ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا اور آخر دنیا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعٰلمین کا ظہور کرنا میری مشیت میں ہے۔ کیا کہئے۔ مولوی جی! یہ فرشتے بھی سب کے سب آپکے فتویٰ کفر کے نیچے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مرد و عورت کے نکاح کی خبر فرشتوں کو کس طرح ہوئی۔ اور وہ حاضر کیسے ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ ہر انسان کے ساتھ کم سے کم دو فرشتے تو ضرور ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ حاضر رہتے ہیں۔ یا یہ کہ آپ کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ اور قرآن شریف کی آیات وانّ علیکم

لحٰفظین ؕ کراماً کاتبین ؕ یعلمون ما تفعلون ۞ (سورہ انفطار)۔
(یعنی تمہارے پر محافظ مقرر ہیں سردار لکھنے والے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ جو تم
کرتے ہو) پر بھی ایمان و ایقان نہیں ۞

یہاں بھی اللہ تبارک و تعالےٰ فرشتوں کے غیب کو فرما رہا ہے۔ کہ وہ
فرشتے جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پس اس صورت میں نکاح کرنیوالے
مرد اور عورت کے ساتھ دو دو فرشتے ہر وقت حاضر و ناظر رہتے ہیں اور حاضر تھے
بجائے دو گواہاں کے چار گواہ موجود ہوئے۔ تو پھر کیونکہ اُن کا نکاح نہ ہوا۔
آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح
نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ وہ نکاح کے وقت حاضر نہ تھے۔ یا یہ کہ رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم غیب نہیں جانتے جو نکاح کے وقت حاضر ہوں۔ مگر میں پوچھتا
ہوں کہ کیا خداوند تعالےٰ بھی آپ کے اعتقاد میں نکاح کے وقت حاضر نہیں ہوتا
یا وہ علم غیب نہیں جانتا کہ نکاح کے وقت حاضر ہو سکے۔ لیکن ہمارا اہل سنت
وجماعت کا اعتقاد ہے کہ نکاح کے وقت اللہ تعالےٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کی حاضری میں یا فرشتوں کی حاضری
میں نکاح نہ ہونے یا ناجائز ہونے کی وجہ اُن کی حاضری یا غیر حاضری یا علم غیب
کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وجہ وہی ہے جو میں صفحہ ۱۶۴ کے نمبر ۱۰
پر عبارت طحطاوی حاشیہ درمختار کی نقل کر چکا ہوں۔ یعنی دو گواہاں کا جنس
انسان سے وقت نکاح بموجب حکم خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے حاضر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے
کہ مرد و عورت میں ناچاقی و شکر رنجی کی صورت پیدا ہو اور اُن میں سے کوئی ایک
نکاح سے انکار کرے یا مہر مقررہ سے منکر ہو یا خدانخواستہ کچہری حکام میں
مقدمہ دائر ہو جائے تو اُس جگہ یہ دو گواہ حاضر ہو سکیں اور شہادت ادا کریں
کیونکہ خداوند تعالےٰ اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فرشتگاں
کو کچہری یا غیر کچہری میں کسی فرد بشر یا حاکم کو طلب کرنے کی مجال اور طاقت
اور قدرت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دو گواہاں کا نکاح کے وقت موجود اور حاضر

ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نکاح ہی نہ ہوگا۔ یہ شریعت کا حکم ہے۔ مگر افسوس آپ نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا۔ اور نہ تمام کتب دینیہ کو مطالعہ کیا۔ ایک دو عبارتیں بے سمجھی سے لکھدیں۔ خیر اب بھی امید نہیں کہ اپنے عقیدہ کو صاف کریں غالباً ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ بقول شخصے

بازگردیدن ندارد سود جاہل را زجہل

قلب ناداں گر کنی صد بار ناداں میشود

اب ایک اور امر کا اظہار ضروری ہے جس کا تعلق علم غیب کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے رد میں لکھی تو میں نے اسکی کتاب ازالہ اوہام کے صفحات ۶۸۹۔۶۹۱ کے حوالہ سے لکھا۔ کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط نکلی۔ ملخصاً۔

تب آپ کے بھائیوں دیوبندیوں نے ایک حدیث شریف کچہری میں نکال کر مرزائیوں کو دی۔ اور اُنہوں نے کچہری میں پیش کی۔ وہ حدیث یہ ہے:۔ وعن ابی موسٰے عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی الارض بھا نخل فذھب وھلی الیٰ انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب الحدیث بات یہ تھی کہ مسلمانوں نے جب قادیانی پر اعتراضات کیئے کہ تمام الہام تمہارے غلط اور جھوٹ ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ اور اسکی تائید میں ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۲۹ میں لکھا کہ چارسو نبیوں نے بھی جھوٹ بولا تھا۔ کہ ایک بادشاہ کی فتح کی اُنہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ جو جھوٹی نکلی تھی۔ اور بادشاہ مذکور اُسی میدان میں مارا گیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی کھائی۔ ایسی ایسی عبارتیں دھوکا دینے کی غرض سے اُس نے لکھی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تائید اور تصدیق میں آپکے بھائیوں نے بڑے زور سے اس حدیث شریف کو کچہری میں پیش کروایا۔

ترجمہ حدیث شریف کیا جاتا ہے۔ جو کچہری میں نہیں کیا گیا۔ صرف پڑھا گیا

کہ خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا مقام وہ جانا کہ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں۔ وہ یمامہ یا ہجر ہے۔ مگر دراصل وہ مدینہ تھا۔ یہ اُنکی اجتہادی غلطی تھی ٭

اِس پر مَیں نے کہا۔ کہ اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں ہیں۔ میں اس کے معنی اور مطلب بتاتا ہوں۔ لیکن مجوز نے فرمایا۔ کہ جس قدر ملزمان چاہتے اُتنا ہی لکھا جائے گا۔ جسوقت تمہاری باری آئیگی۔ اُسوقت تم نے اسکا مطلب بیان کرنا۔ آخر یہ ہوا۔ کہ مہربان منصف نے جب میری باری جواب دینے اور سوالات کے صاف کرنیکا وقت آیا۔ تو لکھنے سے انکار کر دیا۔ جیسے مثل کچہری مقدمہ اور فیصلہ مجوز سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالےٰ منتقم حقیقی بدلہ لے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ ٭

چونکہ اِس کا جواب بھی اسی باب علم غیب کے متعلق ہے جو ہو جانا ضروری ہے۔ تاکہ آپ اور آپ کے وہابی بھائی اور مرزائی دونو بھائی بھائی آپس میں سمجھ لیں۔ جن کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے ٭

ترجمہ حدیث شریف بالا کا یہ ہے۔ یعنے ابی موسےٰ (رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں ہجرت کر رہا ہوں مکہ شریف سے ایک ایسی جگہ کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ پس ناگہان وہ مدینہ یثرب ہے۔ ترجمہ ختم ہوا ٭

اِس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ سارا واقعہ خواب ہی کا ہے۔ اس حدیث شریف میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک وھلی دوسرا فاذا۔ لفظ وھلی یا وھل کے معنی دل کا کسی جگہ جانا۔ جو مراد اُس کی نہ ہو۔ یا دل میں کسی چیز کا بے قصد آنا (دیکھو منتخب اللغات صفحہ ۷۹۶) ۔ اور لفظ فاذا یا اذا کے معنی ناگہان، فوراً اور اسی وقت کے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں ہے کہ موسےٰ علیہ السلام نے جادو گروں کے جادو چلانے کے وقت اپنے عصا شریف

کو بحکم خدا تعالے پھینکا۔ تب فاذا ھی ثعبان مبین پس فوراً ناگہان اُسی وقت وہ عصا شریف سانپ یا اژدہا بن گیا۔ یا جب حضرت موسے علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو معجزہ کے طور پر باہر نکالا تو فاذا ھی بیضاء للنّٰظرین پس فوراً اُسی وقت وہ ہاتھ نورانی سفید ہو گیا۔ اور یہی الفاظ حدیث شریف کے فاذا ھی یعنے اُسی وقت خواب ہی میں مدینہ شریف معلوم ہو گیا۔ یہ دھوکا نہیں جو مرزا قادیانی نے دیا۔ اور مطلب نکالا ہے۔ کہ یمامہ اور ہجر مقامات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا۔ اور پھر کئی روز بعد آپ کو پتہ لگا۔ کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔ قرآن شریف میں فاذا۔ اذا کثرت سے آیات میں موجود ہے۔ جس کے معنی فوراً۔ ناگہان، اُسی وقت، کے ہیں۔ اور لفظ وھل کے معنی صاف تبلا رہے ہیں۔ کہ یمامہ اور ہجر کا خیال جو دل میں آیا۔ وہ اصل مقصد نہیں تھا۔ بلکہ مدینہ شریف جو عین خواب ہی میں معلوم ہو گیا تھا۔ وہی تھا۔

غرضیکہ یہ حدیث شریف کلہم خواب ہی کے حالات فرما رہی ہے اس میں بیداری کا مطلق ذکر نہیں بدنہیوں کا دھوکا ہے۔

اب باقی یہ بات ہے۔ کہ مرزائیوں اور وہابیوں کا اعتقاد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔ سو

جواب اسکا یہ ہے۔ کہ یہ ان کا کہنا سراسر بہتان اور دھوکا اور کسر شان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جسکا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں۔ بوجوہاتِ ذیل:۔

اوّل۔ اگر پیغمبران علیہم السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اُن سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔ تو تمام سلسلہ نبوت اور شریعت ہدایت و اخبار کا درہم برہم ہو جائیگا۔ جب کوئی بات ہوئی یہ کہدیا۔ کہ یہ اُنکی اجتہادی غلطی ہو گی۔ اور اُنکے صدق کلام میں سخت رخنہ ہو گا۔ دیکھو میرے بیان کی تصدیق ذیل میں ہے:۔

دوم۔ انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی میں داخل ہے اور اولیاء کرام کی خواب الہام میں داخل ہے۔

سوم۔ انبیاء علیہم السلام کا اجتہاد وحی کے ساتھ مشتمل یقینی ہے اور اولیائے کرام کا اجتہاد ظنی ہے۔

چہارم۔ مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ثانی نمبر ۳۶ صفحہ ۹۰ سطر ۹ حصہ ششم مطبوعہ امرتسر:۔

احکام اجتہادیہ در ثانی الحال احکام منزل سماوی گشتہ است زیرا کہ برخطا مقرر داشتن انبیا را جائز نیست۔ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پس از احکام اجتہادیہ بعد از ثبوت اجتہاد مستنبطاں واختلاف رائے ایشاں حکمے از نزد حق جل وعلا نازل میگردد کہ صواب را از خطا جدا سازد وامتیاز محق از مبطل نماید۔ پس احکام اجتہادیہ نیز در زمان آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول وحی تمیز صواب از خطا نمود قطعی الثبوت بودند واحتمال خطا نداشتند۔ الخ بلفظہ۔

پنجم۔ حجۃ اللہ البالغہ ترجمہ اردو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۱۹۹ سطر ۳:۔

ان علوم میں سے بعض وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد سے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی کے درجہ میں ہے۔ خدا تعالےٰ نے آپکو اس سے محفوظ رکھا ہے۔ کہ آپ کی رائے خطا پر جم سکے۔ الخ بلفظہ۔

ششم۔ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۷ سطر ۱۲ تاثیر نور القدس در قوت نظریہ او بحیے واقع میشود کہ غلط واشتباہ در معلومات او را نمی یابد۔ بلفظہ۔

ہفتم۔ مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد دوئم صفحہ ۶۹ سطر ۸:۔

وصل۔ جان اس بات کو کہ عالموں نے وحی کے مراتب عدیدہ ذکر کئے ہیں یعنی کئی وجہ سے۔ اوّل رویا صالحہ ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے۔ اوّل ما بدئ بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الرؤیاء الصالحہ۔ یعنی اول جس چیز سے کہ ابتدا (وحی) کیا گیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ رویا صالحہ ہے۔ وفی روایۃ الصادقۃ فکان لا

یری رویا الا جاءت مثل فلق الصبح۔ فلق بمعنے شگاف ہونا۔ اور فلق یعنی
پوپھٹنا صبح کا اور مراد اس سے نور صبح ہے یعنی وحی کے مراتب سے ایک رؤیا صالحہ
ہے۔ لفظ صالحہ کیواسطے کہ خواب میں اکثر چیزیں نظر پڑتی ہیں کہ محمول ہوتی ہیں
وسے اوپر اہمال کے اور فساد کے لیکن انبیا کو یہ نہیں بلکہ وہی رویا ہے
انبیا کا کہ بمنزلہ وحی ہو۔ اسیواسطے کہا ہے رویائے صالحہ اور بعض روایت میں آیا
ہے رویا صادقہ پس نہیں دیکھتا رویا کے تئیں مگر آتا ہے رویا مثل فلق صبح
یعنے نور صبح۔ بعضی کتابوں میں واقع ہوا ہے رویا چھ مہینے تک تھا اور ثبوت
میں اس مدت کے کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ بلفظہٖ

ہشتم مناہج النبوت در ترجمہ مدارج النبوت ایضاً صفحہ ۸۶ سطر ۶ جلد دوم
وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہے کہ بتوں کی مدح جاری ہو صاحب
ما ینطق عن الھوی سے مراد پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زبان ہے یعنی جو کلام کرتا ہے
پیغمبر نہیں ہے وہ کلام مگر وحی اپنی طرف سے نہیں۔ الخ بلفظہٖ

پس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی الٰہی ہے اسمیں کسی قسم کی غلطی کو راہ نہیں اور مردود ہے کلام قادیانی کا اور ساتھ ہی وہابیہ دیوبندیہ کا۔

اب میں قصہ حدیبیہ کا بھی مختصر حال لکھدیتا ہوں جسپر قادیانیوں اور وہابیوں کو غلطی کا گمان ہے۔

مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۳۵
۴۳۶۔ روایت کرتے ہیں۔ کہ حدیبیہ کی صلح کے روز اصحاب رضی اللہ
عنہم نہایت اندوہناک اور محزون ہوئے۔ ایک تو اس جہت سے کہ انہوں کے
تصور میں یہ بات آئی تھی۔ کہ اسی سال میں اس جناب کی خواب کا نتیجہ ظاہر
ہوگا۔ اور مکہ کی فتح میسر ہو گی۔ اور اہل اسلام مسجد الحرام میں داخل ہونگے
نقل ہے عمر ابن الخطاب سے کہ ایک روز میرے دل میں ایک
امر عظیم آیا۔ اور مراجعت کی میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
کہ ہرگز اس کے مانند نہیں کی تھی۔ اور کہا میں نے کیا پیغمبر برحق نہیں ہیں۔
فرمایا۔ ہیں پھر کہا میں نے۔ کہ ہم برحق نہیں ہیں۔ اور مخالف باطل پر۔

فرمایا۔ ہاں۔ کہا میں نے پس کس واسطے یہ ذلت اور حقارت کھینچیں ہم۔ اور اس طور سے صلح کر کے پھریں ہم۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اے بیٹے خطاب کے بتحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں۔ اور بیفرمانی اُس کی نہیں کرتا ہوں۔ اور وہ میرا ناصر اور معین ہے۔ وہ مجھے ضائع نہ چھوڑیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی۔ نہ رائے اور اجتہاد سے ٭

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے ہم سے وعدہ نہیں کیا۔ کہ جلد ہو کہ مکے میں جاویں ہم۔ اور بیت اللہ کا طواف بجا لائیں ہم۔ فرمایا۔ ہاں وعدہ کیا میں نے۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ اسی برس۔ اے عمرؓ غم نہ کھا کہ تو کعبہ کی زیارت کو پہنچیگا۔ پس ویسا ہی اندوہگین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے اُٹھا میں۔ اور ابو بکر صدیقؓ کے نزدیک گیا میں۔ اور وہی حکایت جو حضرتؐ سے میں نے عرض کی تھی۔ اُس سے بھی کہی میں نے۔ اور وہی جواب جو میں نے حضرتؐ سے سُنا تھا صدیقؓ سے بھی سُنا میں نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ اے مرد جا اور ہاتھ اُس کی رکاب میں مار۔ اور کچھ اعتراض مت کر۔ کہ وہ فرستادۂ خدا ہے۔ جو کرتا ہے وحی سے یعنے پیغام خدا سے کرتا ہے۔ اور مصلحت اس میں ہے اور خدا ناصر ہے اُس کا ٭

اور یہ قول عمر خطاب رضی اللہ عنہ بر سبیل استکشاف اور استفسار تھا۔ نہ بر سبیلِ شک و انکار۔ اور ساتھ اُسکے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک عمر گذری ہے۔ کہ شیطان کے وسواس اور کید نفس سے جو اُس روز میری خاطر میں گذرا تھا استغفار کرتا ہوں۔ اور اعمال صالحہ سے صوم وصلوٰۃ اور اور اعتاق وتصدقات سے توسل ڈھونڈتا ہوں۔ تاکہ میری اس جرأت کی کفالت ہو٭

نقل ہے کہ حدیبیہ کی صلح کی مدت میں مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابری کرتے تھے ابتداء بعثت سے حین مصالحت تک۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کوئی فتح اہل اسلام میں حدیبیہ کی صلح کے برابر نہ تھی۔ لیکن ادراک عقل اس معنی پر نہیں پہنچتا۔ وہ ایک ستر تھا

درمیان اُس جناب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اُس کے پروردگار کے
لیکن بندے تعجیل کرتے تھے۔ اور خداوند عزّ وعلا تعجیل سے یعنی جلدی کرنے سے مبرّا
اور منزّہ ہے یعنی پاک ہے *

اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح تب مختلط ہوئے کافر مسلمانوں سے
اور آئے مدینہ میں۔ اور مطلع ہوئے احوال شریف پر اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے۔ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے۔ کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشے
اور مباحثہ اور مناظرہ کرتے تھے بلا ملاحظہ۔ اور گئے اہل اسلام مکّہ میں۔ اور خلوت و
جلوت کی اُنہوں نے اپنے اہل وعیال سے' اور اپنے یاروں سے' اور دوستوں سے'
اور نصیحت کی اُنہوں کے تئیں۔ اور سنا اہل مکّہ نے احوال شریف اس جناب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور معجزات ظاہرہ' اور آثار بیّنہ۔ یعنی روشن۔ اس جناب صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور اعلام نبوّت۔ اور حسن سیرت یعنی ظاہر کرنا نبوّت کا۔ اور نیکی
خصلت کی۔ اور جمال طریقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس پیدا ہوئی اُنکے
دلوں میں محبّت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور مائل ہوئے بواطن
جمع باطن کی طرف ایمان کے اور اُسکے احکام کے۔ اور یہ وہی لوگ تھے۔ کہ اسکے
آگے نہیں سُنتے تھے سوا اہل کفر کے افتراؤں کے افترا یعنے بہتان اور طغیان اور
مخترعات نفس کے۔ اور شیطان کے مخترعات اختراع سے آیا ہے یعنے نو پیدا
کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر۔ پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد
میان اور مکّے کی فتح میں بہت لوگ۔ اور حاصل کی میل یعنی رغبت
طرف اسلام کے اور اہل اسلام کے۔ یہاں تک کہ طلوع ہوا نور مکّے
کی فتح کا۔ یعنی مکّے کی فتح ہوئی۔ اور ساطع ہوا برہان دین یعنے روشن
ہوئی حجّت دین کی۔ الخ بلفظہ *

میں کہتا ہوں کہ مدارج النبوّت میں بہت مفصّل حالات قصہ حدیبیہ کے
درج ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ سفر حدیبیہ موجب وحی الٰہی تھا۔ ورنہ اللہ تعالے
کے فرمان وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الّا وحیٌ یوحیٰ سے نافرمان ہونا پڑیگا
اُن لوگوں کو جو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلطی کرنیکا الزام لگاتے ہیں۔

اور کسرشان اور توہین کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ ٭

اب میں پھر اصل مطلب پر آتا ہوں۔ اور یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا علم کتنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم غیب کس قدر ہے۔ اور اولیاء کرام کو علم غیب کہاں تک ہے۔ تاکہ اُن لوگوں کے شک اور وہم کا ازالہ ہوجائے جو کہتے ہیں کہ سُنّیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کو خدا کے برابر کردیا ہے ٭

اوّل علم اللہ تبارک و تعالےٰ

(۱) شرح عقائد علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۷۔ معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع لا تناھیھما۔ اھ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے معلومات مقدورات سے بہت زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں (یعنے معلومات اور مقدورات کی) ٭

(۲) شرح مواقف موقف ثانی علامہ جرجانی علیہ الرحمۃ۔ واعلم ان معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع ان کل واحد منہما غیر متناھیۃ۔ اھ یعنی جان تو تحقیق اللہ تعالےٰ کے معلومات بہت زیادہ ہیں۔ اُس کی تقدیر کئے ہوئے سے۔ باوجود اس کے کہ ہر ایک ان دونوں سے غیر منتہی ہیں ٭

(۳) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۷۱ سطر ۴ مصری (قصہ حضرت موسےٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام) فلما رکبا فی السفینۃ جاء عصفور فوقع علےٰ حرف السفینۃ فنقر فی البحر نقرۃ او نقرتین قال لہ الخضر یموسیٰ ما نقص علمی و علمک من علم اللہ الا مثل ما نقص ھذا العصفور بمنقارہ من البحر۔ الحدیث۔ بلفظہ یعنے ایک چڑیا کشتی کے کنارہ پر آکر بیٹھی۔ اور اُس نے اپنی چونچ کو سمندر میں ڈبو دیا۔ پس خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علےٰ نبینا علیہ السلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ تمہارا علم اور میرا علم اور سارے جہانوں

کا علم اللہ تعالے کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا۔

(۴) علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ حاشیہ بیضاوی میں ہے، ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہا۔ اھ یعنے تحقیق اللہ تعالےٰ کے معلومات کی انتہا نہیں ہے اور غیب آسمانوں اور زمینوں، اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اسکو اور جو کہ چھپاتے ہیں اسکو ایک قطرہ ہے اس سے۔

(۵) کیمیائے سعادت امام غزالی علیہ الرحمۃ۔ وہیچ سلیم دل نبود کہ ایں قدر نداند کہ علم فرشتگاں وآدمیاں درجنب علم حق ناچیز است وہمہ راگفتہ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اھ۔

دوم علمِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیائے کرام علیہم الرحمۃ

(۱) روح البیان تفسیر (لیلۃ الاسرے) وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ علمت ما کان وما سیکون۔ اھ۔ یعنے تحقیق فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ معراج کی رات کو میرے حلق میں قطرہ ٹپکا یا گیا۔ تب جانا میں نے جو کچھ ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ آئندہ ہو گا۔

(۲) تفسیر حسینی باب معراج دراحادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرۂ درحلق من ریختند فعلمت ما کان وما سیکون۔ اھ۔ بلفظہ۔

(۳) تفسیر روح البیان صفحہ ۳۷۵۔ قال شیخنا العلامۃ ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم اولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ البحر وعلم الانبیاء من نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ۔ اھ۔

وفی قصیدۃ البردۃ ؂

وکلّھم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم
وواقفون لدیہ عند حدّھم من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم

حاصلۃ ان علوم الکائنات وان کثرت بالنسبۃ الی علم اللہ تعالی بمنزلۃ نقطۃ اوشکلۃ ومشربھا بحر روحانیۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلّم فکل نبی ورسول وولی اٰخذون بقدر القابلیۃ والاستعداد مما لدیہ ولیس لاحد ان یجذوہ او یتقدم علیہ۔ انتھی ٭ یعنی کہا ہمارے شیخ علامہ نے باقی رکھے اللہ تعالےٰ اُس کو ساتھ سلامتی کے، اپنے رسالہ رحمانیہ فی بیان کلمۃ العرفانیہ میں علم اولیا کا انبیا علیہم السّلام کے علم کے مقابلہ میں سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور علم تمام انبیا علیہم السّلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا ہی ہے۔ علم سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم الٰہی سبحانہٗ تعالےٰ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے ٭

اور قصیدہ بردہ میں ہے (اور تمام وہ انعام سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے امید رکھنے والے ہیں۔ کہ چلّو دریائے فضل سے یا ایک قطرہ بارش جُود سے ملے۔ اور کھڑے ہوئے ہیں دربار مختار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تاکہ مل جاوے ایک نقطہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ یا ایک شکل شکلوں سے حکمت کے) ٭

حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ تحقیق علوم کل کائنات اگرچہ بہت ہیں۔ مگر علم الٰہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے قائم مقام ایک نقطہ یا ایک شکل کے ہے۔ اور اس علم کے حاصل کرنے کی جگہ سمندر ہے۔ روحانیت محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس ہر رسول ونبی وولی اس دریا سے اپنی اپنی قابلیّت اور استعداد کے موافق پاتے ہیں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اُس کی برابری کرے۔ یا اُس سے بڑھ جاوے ٭

کما فی الابریز صفحہ ۲۶۲۔ لو عاش جبرئیل مائۃ الف عام الی مائۃ الف عام الی ما لا نھایۃ لہ ما ادرک رُبعًا من معرفۃ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا من علمہ بربہ تعالی وکیف یمکن ان یکون سیّدنا جبرئیل اعلم وھو انما خلق من نورہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ

وقد کان الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم مع حبیبہ عز وجل حیث لاجبرئیل ولاغیرہ واستمد صلے اللہ علیہ وسلم من ربہ تعالی اذ ذاک مایلیق بعطیۃ الکریم وجلالہ وعظمتہ مع حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اخرما افاد واجاد فلینظر ثمہ من اراد۔ یعنی پس کہا تحقیق اگر زندہ رہیں جبرائیل علیہ السلام ایک لاکھ برس سے دو کر لاکھ برس تک۔ یا اس قدر زندہ رہیں کہ جسکی حاد وعد نہیں۔ تو بھی معرفت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور نہ ان کے علم سے جو اُن کو اُن کے رب جل مجدہ نے عطا فرمایا ہے چوتھا حصہ بھی نہیں پائیں گے۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام زیادہ علم والے ہوں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ حالانکہ جبرائیل علیہ السلام انہیں کے نور مبارک سے بنائے گئے ہیں (منیر الدین)

(۴) درر الغواص عن فتاوے علی الخواص حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۸۰۔ قال ولما لقن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ وخلع علیہ ذالک صار یقول عندی من العلم الذی اسرہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالیس عند جبرئیل ولا میکائیل فقال لہ ابن عباس کیف ذالک یا امیر المومنین فقال ان جبرئیل علیہ السلام تخلف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء وقال ما منا الا لہ مقام معلوم فلا یدری ما وقع بعد ذالک لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اھ۔ یعنی کہا اور جب تعلیم کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت علیؓ پر اس تلقین کو پیش کیا۔ تو حضرت علیؓ کہنے لگے۔ کہ میرے پاس اس علم میں سے جس کو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا وہ علم بھی ہے جو جبرائیل ومیکائیل جیسے فرشتوں کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس بات پر ابن عباسؓ نے آپ سے سوال کیا۔ کس طرح ہے یہ یعنی اسکا کیا مطلب ہے یا امیر المومنین پس جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحقیق جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے جدا ہوگئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب معراج میں۔ اور کہا جبرائیل نے

کہ ہم میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے۔ جس کیلئے ایک خاص حد نہ ہو۔ بلکہ ہر ایک کیلئے ایک مقررہ مقام ہے۔ کہ وہ اُس سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ پس نہیں جانتے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ واقعہ ہوا بعد اس کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(۵) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فَاَوْحٰیٓ اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی، والظاہر انہا اسرارٌ وحقائقٌ ومعارفٌ لا یعلمہا الا اللہ ورسولہ۔ بلفظہ۔ یعنے آیت شریف "پس وحی کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ وحی کی" اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ تمام چھپے بھید اور حقائق اور معارف ہیں۔ کوئی چیز چھپی نہیں رہی (سب کچھ بتلا دیا)۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ (سورہ نحل) اُتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن طور پر بیان ہے۔ اور مسلمانوں کیلئے رحمت اور ہدایت کی خوشخبری ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ (سورہ یوسف) یعنی قرآن شریف ایسی بات نہیں جو افترا بنایا جائے۔ بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتٰب من شیءٍ (سورہ انعام) ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز لکھنے سے نہیں چھوڑی۔ یعنی سب کچھ لکھ دیا ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا حبۃ فی ظلمٰت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین (سورہ انعام) کوئی دانہ نہیں ہے زمین کی اندھیریوں میں۔ اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک۔ مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکل شیءٍ احصینٰہ فی امامٍ مبین (سورہ یٰسٓ) یعنے ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے۔ یعنی قرآن شریف میں ہر شے کا ذکر فرما دیا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکل صغیر وکبیر مستطر (سورہ قمر)

یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کو لوح محفوظ میں لکھدیا ہے یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ جو ہونیوالا ہے۔ درج کر دیا ہے۔

دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالے صاف صاف کل کے لفظ سے فرماتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا۔ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اور لوح محفوظ میں جو کچھ درج ہے۔ ان سب کا علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور لوح محفوظ کا علم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں میں سے ایک شمہ ہے۔ جیسے کہ اس بحث میں ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ لوح محفوظ تو ادنےٰ خادمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے اولیاء کرام کے بھی ہر وقت پیش نظر ہے۔ جیسے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

لوح محفوظ است پیش اولیاء ... از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

منکرین علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر قرآن شریف اور احادیث شریف کے ہیں۔ اور اور مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود کافر بلکہ اکفر ہیں۔ نتیجہ کامل اخیر بحث پر درج ہوگا۔

اب میں چند عقائد آپ کے امام الطائفہ کے اُنکی صراط مستقیم سے دکھلاتا ہوں تاکہ اُن کی نسبت بھی فتویٰ اکفر عائد ہو۔

(دیکھو صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی)

(الف) وہمچنیں اصحاب ایں مراتب عالیہ وارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت میباشند۔ وایں کبار اولی الایدی والابصار رامیرسد۔ کہ تمامی کلیات رابسوئے خود نسبت نمایند۔ مثلاً ایشاں رامیرسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔ الخ۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۰۱ سطر ۲۔

(ب) افادہ ۔۱۔ برائے انکشاف حالات سموات وملاقات ارواح وملائکہ وجنت ونار واطلاع برحقائق آنمقام ودریافت امکنہ آنجا وانکشاف امرے از لوح محفوظ

ذکر یا حیّ یا قیوم است۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۱۳ سطر ۷ ٭

(ج) افادہ۔ ا۔ برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔ و طریقش در فصل اوّل مفصلاً مذکور شد۔ الخ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱۷۔ سطر ۸ ٭

لیجئے اپنے امام الطائفہ کی تحریری دستاویز کو ملاحظہ کیجئے کہ اولیاء کرام علیہ الرحمۃ کے کیسے مراتب لکھ رہے ہیں۔ اور تمام آسمانوں زمینوں کے حالات اور دوزخ و بہشت کے سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع پانا اُن کا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی استحقاق لکھتے ہیں۔ کہ اُن کو جائز ہے۔ کہ وہ یہ بات بھی صاف کہدیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ اور وظیفہ بھی یا حیّ یا قیوم کا بتلا رہے ہیں ٭

دیکھو! جب اولیاء کرام کا تمام جہانوں پر تصرّف اور علم غیب لوح محفوظ پر اطلاع ہے۔ جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا بھی مقدار نہیں ہے۔ تو پھر اُن کے تصرف اور علم کا اندازہ سوائے خدا کے کون کر سکتا ہے۔ اللہ غنی !! ٭

اب میں ایک فتوائے علماء کرام ہندوستان کا علم غیب پر لکھتا ہے۔ اسکو بغور پڑھئے (از کتاب انباء المصطفٰے بحال سر و اخفٰے فاضل بریلوی)

مسئلہ استفتا

از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علماء اہلسنّت ۲۱ ربیع اوّل ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حضرات علماء کرام اہلسنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید[1] دعوٰے کرتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالے نے

---

[1] زید سے مراد مولوی ہدایت الرسول صاحب لکھنوی ہیں۔ المصحح عفی عنہ منیر الدین صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ ۱۳۴۳ھ

علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو گا۔ حتیٰ کہ بدء الخلق سے لے کر دوزخ وجنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر بالتفصیل جانتے ہیں۔ اور جمیع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح اپنی کفِ دست مبارک کو اور اس دعوے کے ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔ بکر اس عقیدے کو شرک اور کفر کہتا ہے اور بکمال درشتی یہ دعوے کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا۔ خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علماء ربانی کی جناب میں التماس ہے۔ کہ ان دونوں میں کون برسرِ حق موافق عقیدہ سلف صالحین، اور کون بدمذہب جہنمی ہے۔ عمرو کا دعوے ہے۔ کہ شیطان کا علم (معاذ اللہ) حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اُسکا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ پر اس کا بیان یوں لکھتا ہے "کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ تو فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے" اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لک الحمد سرمدا صلی وسلم وبارک علی من علمتہ الغیب ونزھتہ من کل عیب وعلی اٰلہ وصحبہ ابداً رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیطٰن واعوذ بک رب ان یحضرون ۰ زید کا قول حق وصحیح۔ اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بیشک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب۔ عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اوّل سے آخر تک کا سب ماکان و مایکون انہیں بتایا۔ اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اُن سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر رطب و یابس، جو پتا گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں، جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا۔ ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا علم نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصّہ ہے۔ ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بیحد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں۔ یا اُن کا عطا کرنے والا۔ اُن کا مالک و مولیٰ جل وعلا والحمد للہ العلی الاعلےٰ۔ کتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط و شافی و بیان وافی ہے۔ اور اگر کچھ نہ ہو۔ تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ونزلنا علیک الکتٰب تبیاناً لکل شیئ وھدًی وبشرےٰ للمسلمین۔ اتاری ہم نے کتاب تم پر ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور مسلمانوں کیلئے ہدایت ورحمت و بشارت۔ وقال اللہ تعالیٰ ما کان حدیث یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شیئ۔ قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے۔ بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان۔ وقال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتٰب من شیئ۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔ الخ بلفظہ۔ کتاب منیر الدین مصنفہ مولانا بشیر الدین صفحہ ۲۶۱ ۔

اس کے آگے اس فتوے میں قرآن شریف واحادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر واقوال علماء درج کر کے زید کے دعوے کو کامل و اکمل طور سے ثابت کیا ہے۔ اور دعوائے بکر و عمرو کو مردود ظاہر کیا ہے ۔

تعداد علما جن کی اس فتوائے پر تقاریظ و مواہیر و دستخط ہیں

(۱)	علمائے کرام بریلی شریف	۵	(۲)	علمائے کرام بدایوں شریف	۳
(۳)	" سورت	۴	(۴)	" حیدرآباد دکن	۱۷
(۵)	" مدراس	۳	(۶)	" احمدآباد گجرات	۴
(۷)	" بمبئی	۹	(۸)	" بنگلور	۷
(۹)	" دہلی	۱	(۱۰)	" علیگڈھ	۱
(۱۱)	" کانپور	۱		(میزان کل)	۵۵۔ علماء

دوسرا فتوائے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً

جن کے دستخط کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل
مصنفہ حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر ہیں
جو ۱۳۰۷ھ میں مولانا نے خود کروائے

(۱) محمد صالح کمال صاحب مفتی الحنفیہ (۲) محمد سعید بابصیل صاحب مفتی شافعیہ
(۳) محمد عابد بن حسین صاحب مفتی مالکیہ (۴) خلف ابن ابراہیم صاحب مفتی حنابلہ
(۵) شیخ الدلائل محمد عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی (۶) عبداللہ سندھی صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ
(۷) امام الدین احمد صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ (۸) محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ
(۹) سید اعظم حسین صاحب (۱۰) عظمت علی صاحب
(۱۱) محمد رحمت اللہ صاحب پایہ حرمین شریفین مہاجر مکی۔
(۱۲) حضرت نور صاحب (۱۳) عبدالسبحان صاحب

نام علمائے مدینہ منورہ

(۱) عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی حنفیہ
(۲) سید محمد علی بن طاہر۔ مدرس اعلیٰ

لیجئے مولوی جی! علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات و احادیث وتفاسیر وکتب سیر واحوال واقوال علمائے متقدمین ومتاخرین سے کامل طور پر ثابت کردیا گیا۔ اور آپ کے اعتراضات کا جو غلط فہمی یا دھوکہ دہی سے کئے گئے تھے۔ اُن کا بھی دندان شکن جواب ہوچکا۔ اب ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کے اختیار میں۔ جب تک خداوند تعالےٰ کی مہربانی نہ ہو۔ تب تک کچھ نہیں بنتا۔ مگر ہم دعا کرتے رہیں۔ کہ خداوند کریم صراط مستقیم عطا کرے۔ اب علم غیب کو مختصر آخری نتیجہ پر ختم کرتا ہوں۔ وہ نتیجہ قرآن شریف سے اس طرح پر ہے :۔

نتیجہ اخیر علم غیب کا

یہ ہے۔ کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوندی

مُنافق، کافر، مُرتد ہے

اگرچہ اصولاً بالعموم کوئی شخص قرآن شریف اوراحادیث شریف کا استہزا کرے، یا انکار کرے۔ وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن یہاں پر بالخصوص جو شخص علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً یا استہزاءً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوند تعالےٰ منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح پر :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایٰتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ۝ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (سورہ توبہ) ترجمہ۔ اگر تم اُن سے (منافقین سے) پوچھو۔ تو وہ (منافقین) ضرور کہینگے۔ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے (اے میرے حبیب) آپ فرما دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالےٰ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ پس بہانے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوچکے (یعنے مرتد) ۔

(۱) تفسیر امام ابن جریر علیہ الرحمۃ مطبوعہ مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵۔
(۲) تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جلد سوم صفحہ ۲۵۴
حضرت ابن شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت کرتے اور شان نزول اس آیت شریف کا یوں فرماتے ہیں :۔

انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سئلتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب الآیۃ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب ۔ کہا امام مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں " اور اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو تو وہ (منافقین) کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی اور کھیل کرتے جاتے تھے (اخیر آیت تک) (وہ منافقین استہزاً یہ کہتے جاتے تھے) جب کہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔ اس پر ایک منافق بولا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتاتے ہیں۔ کہ اونٹنی فلاں فلاں جگہ میں ہے وہ غیب کی بات کیا جانیں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے آیت شریف اتاری کہ کیا اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھٹھا کرتے ہو؟ بہانے مت بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کو کیا جانیں) کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

دیکھئے اسوقت کے منافقین کی مطابقت اسوقت کے منافقین کے ساتھ کیسی ہے وہ کہتے تھے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کیا جانیں اور اسوقت بھی منافقین کا یہی قول ہے کہ " غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر" بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۸۵۔ سطر ۳ " فرق اس قدر ہے کہ اسوقت کے منافقین اس عقیدہ علم غیب کو کفر نہیں کہتے تھے۔ یا اس عقیدہ والے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے لیکن اسوقت اور اس زمانہ کے ان کے سگے بھائی مسلمانوں کو جو

ف۱ تفسیر بیضاوی جلد اول سورہ توبہ صفحہ ۳۲۹ سطر ۲۰ ۔ اور تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اوّل صفحہ ۳۷۹ سطر ۱۳۔ ۱۲۔ منہ ۔

قرآن شریف کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ بڑے زور سے علی الاعلان کافر کہتے اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں کافر لکھتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ گویا یہ اُن سے بھی اعلے درجہ کے عالی مرتبت کافر ہیں۔ خذلک اللہ تعالیٰ۔

نکتہ منکرین علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دلائل سے منافق اور کافر ہیں۔ ایک تو یہی آیت شریف ظاہرہ قد کفرتم بعد ایمانکم ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے قد کفرتم بعد ایمانکم یعنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکروں کو فرمایا۔ کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ صریح طور پر یوں ہے۔ کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ اعداد جملہ یا فقرہ۔ برآمدہ یعنی "فرقہ زنادقہ نسب نجدیہ اسمٰعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ" کے بھی وہی اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ گویا خداوندکریم نے پہلے ہی سے اس آیت میں اس فرقہ زنادقہ کو داخل کر دیا۔ علاوہ اسکے اگرچہ اعداد جمل الفاظ بلغمی اور اغلامی کے بھی وہی اعداد (۱۰۸۲) ہیں۔ لیکن مجھے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لیجیے مولوی جی! علم غیب کی بحث مختصراً لیکن مسکتاً ختم ہوئی۔ زیادہ لکھنا طوالت میں ہے۔

باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰۔۴۴۔

عقیدہ نمبر ۱۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً۔ تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۰۔۴۱۔۴۲۔

قولہ۔ توضیح۔ مطالبہ نمبر ۷ بر عقیدہ نمبر ۱۰۔۱۱۔ آپ نے تقویۃ کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۰ یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ اور عقیدہ نمبر ۱۱ یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کیلئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ساری تقویت کے تلاش کرنے کے بعد بھی واضح ہوا۔ کہ ان ہر دو عقیدوں کی عبارات بھی سوائے بہتان اور افترا ہونے کے کوئی اصلیت نہیں رکھتی بلفظہ صفحہ ۲۰ *

اقول مفتی جی! معلوم ہو گیا ہے۔ کہ آپ کو اُردو عبارات کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ میری عبارت میں کہیں بھی یہ بات درج نہیں۔ کہ یہ عبارات بلفظہ ہی ہیں۔ بلکہ لفظ ملخصاً لکھ کر تقویت کے صفحات ۱۰۔ ۱۴۔ ۱۳۔ ۴۔ ۴۴ کا حوالہ دیا ہوا ہے۔ آپ اُن صفحات کو پڑھتے نہیں۔ اور کہدیتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ مضمون ہی نہیں۔ اور بہتان و افترا کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح کرتے چلے آتے ہیں۔ اور اس پر ہنسی اور حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں اُسکا جواب بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندۂ خدا اگر وہ عبارت یا مضمون تقویۃ میں نہیں ہے۔ تو پھر اُسکی حمایت میں جواب کس بات کا لکھتے ہیں۔ اور کیوں؟ صرف یہ لکھنا کافی تھا۔ کہ یہ مضمون ہی تقویت میں نہیں ہے۔ اس لئے اِس کا جواب بھی نہیں ہے۔ واہ عجب۔ لیجئے میں اُن عبارات کو پورے طور پر لکھتا ہوں۔ جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ جن کا خلاصہ میں نے لکھا ہے۔ وہو ہٰذا۔

(الف) تیسری بات یہ ہے۔ کہ بعضے کام اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ کہ اُن کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اُس کے گھر کی طرف دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۔ تقویۃ الایمان *

(ب) پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو، یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو، یا کسی کے مکان کو، یا کسی تبرک کو یا نشان کو، یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُس کے نام کا روزہ رکھے، یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے، یا جانور چڑھاوے، یا ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے، یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے، اُن کے نام کی چھڑی کھڑی کرکے رخصت ہوتے اُلٹے پاؤں چلے، یا اُن کی قبر کو بوسہ دے، مورچھل جھلے،

اور اُس پر شامیانہ کھڑا کرے ہاتھ باندھ کر التجا کرے دعا مانگے مجاور بن کر بیٹھ رہے وہاں کے گردو پیش جنگل کا ادب کرے ایسی قسم کی باتیں کرے سو اُس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ ۔

(ج) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا اور اُس کو پکارنا اور اُس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھیرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۰ ۔

(د) اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر دُور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج اور تکلیف اُٹھاکر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۴۱ ۔

(ھ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کیواسطے اُس کے روبروے ادب سے کھڑا رہنا انہیں کاموں میں سے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے ٹھیرائے ہیں۔ سو اور کسی کے لئے نہ کیا جاوے بلفظہ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳ ۔

دیکھئے مفتی جی! یہ عبارات مندرجہ بالا تقویۃ الایمان میں موجود ہیں۔ جن کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے۔ جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ کیا مسلمان لوگ دُور دُور سے قصد کرکے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے نہیں جاتے۔ اور حاضر ہوکر ہاتھ باندھ کر حضور میں کھڑے نہیں ہوتے۔ اور الصّلوٰۃ و السّلام علیک یارسول اللہ نہیں پکارتے۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت بموجب حکم خداوند تعالیٰ ولو انّھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الایہ نہیں مانگتے۔ ضرور ضرور مسلمان لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور کرینگے اور تا قیامت کرتے رہینگے۔ اس لئے کہ ایسا کرنا خداوند کریم اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ لیکن وہابیوں کے گھر میں یہ سب شرک ہے العیاذ باللہ ۔

قولہ - البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے۔ یعنے کام اللہ نے تعظیم کے اپنے لئے خاص کئے ہیں - اُن کو عبادت کہتے ہیں - جیسے سجدہ کرنا، رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا - وغیرہ وغیرہ الخ - بلفظہ صفحہ ۲۱ سطر ۲۱ ؛

اقول مفتی جی! شاباش اور آفرین یا تو ایسی سختی سے انکار تھا - کہ ساری تقویت میں دیکھا - یہ عبارات ہی نہیں - نرا افترا اور بہتان ہے - یا یہ کہ اُسی وقت اعلےٰ حیا سے فوراً اقرار بھی کر لیا - اور البتہ کر کے یوں لکھ دیا - البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے - سبحان اللہ بحمدہ - جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

اچھا فرمائیے! یہ کام جو آپ کے امام الطائفہ نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں صحیح ہیں - اور اُن کی صحت پر کیا دلائل ہیں - وہ کام یہ ہیں :-

وہ کام جو مولوی اسمعیل دہلوی نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں	اُن کا جواب میری طرف سے بموجب مذہب اہلسنّت
(۱) ہاتھ باندھ کر کسی کے سامنے کھڑا ہونا ؛	(۱) یہ خاص اللہ تعالےٰ کے ساتھ نہیں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں ایسے ہی وہاں تعظیم کیلئے کھڑا ہونا کتب فقہیہ و تعامل صحابہ و مسلمین سے ثابت ہے ؛
(۲) کسی کی قبر کی طرف دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا -	(۲) یہ کام بھی خاص خدا کے لئے نہیں - کیا نعوذ باللہ خدا کی بھی کوئی قبر ہے - جس کیلئے دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا چاہیئے - ہاں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ منورہ ہے جس کی زیارت کیلئے دُور دُور سے قصداً لوگ بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاتے ہیں - اور احادیث شریفہ میں آیا ہے کہ جس نے حج بیت اللہ کا کیا - اور میری زیارت کو نہ آیا اُس نے میرے پر ظلم کیا - جیسے زیارت

وہ کام جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں۔	اُن کا جواب بموجب مذہب اہلسنت وجماعت کے
	کی میری قبر کی اُس کی شفاعت میرے پر واجب ہوگئی۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم شرک کی فرمائی۔ العیاذ باللہ ۔
(۳) اُس پر غلاف ڈالنا۔	(۳) کیا کوئی غلاف خدا پر ڈالا جاتا ہے۔ یا کوئی نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کی قبر ہے جس پر غلاف ڈالا جاتا ہے۔ یہ کام کیونکر اللہ تعالےٰ کیلئے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت قیمتی زر یدار غلاف موجود ہے جو جائز ہے ۔
(۴) اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہوکر پکارنا یا دعا مانگنا۔	(۴) کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہوکر پکارنا چاہیئے۔ یہ کام خدا کیلئے کیونکر ہوا ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہوکر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ضرور پکارا جاتا ہے۔ اور دعائے مغفرت بھی مانگی جاتی ہے۔ جو حضور کیلئے خاص ہے ۔
(۵) اُسکے گرد روشنی کرنی	(۵) کیا خداوند تعالےٰ کے گرد بھی کہیں روشنی کی جاتی ہے۔ یہ کام خدا کیلئے کیسے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد نہایت عمدہ خوشبودار روشنی وہابیہ سوز کی جاتی ہے۔ جس سے وہابیہ کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اس لئے وہاں جاتے ہی نہیں۔ خدا نصیب نہ کرے ۔

وہ کام جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے خاص خدا کے لئے مقرر کئے ہیں	اُن کا جواب بموجب مذہب اہل سنت وجماعت کے
(۶) فرش بچھانا	(۶) کیا کوئی فرش بھی نعوذ باللہ منہا خدا کے بیٹھنے کیلئے بچھایا جاتا ہے۔ یہ کام خاص خدا کیلئے کیسا ہوا۔ ہاں روضہ مطہرۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت عمدہ عمدہ قیمتی قالینیں بچھی ہوئی ہیں۔ کافی زینت بغرض تعظیم حضور انور کے ہے قل من حرم زینۃ اللہ الآیہ حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ ہا ہیو! جلو، بھنو، مگر کسی کی مت سنو! +
(۷) پانی پلانا۔	(۷) یہ بھی خوب کہی۔ پانی پلانا بھی خدا کو ہی چاہیئے ورنہ شرک ہے۔ اگر اور کسی کو پلادیا۔ یہ بھی خاصۂ خدا ہے۔ العیاذ باللہ +
(۸) وضو اور غسل کا لوگوں کیلئے سامان کرنا۔	(۸) کیا یہ کام بھی خاص خدا کیلئے ہے۔ خدا کو بھی غسل اور وضو کی ضرورت ہے۔ شاباش یا آپ کے امام الطائفہ یہ چاہتے ہیں سب لوگ بے غسل اور بے وضو نماز پڑھیں۔ یا یہ کہ جس شخص نے نمازیوں کیلئے یہ سامان کیا وہ مشرک ہے۔ العیاذ باللہ +
(۹) اور اسکے کنوئیں کا پانی تبرک سمجھ کر پینا اور بانٹنا اور غائبوں کیلئے لیجانا۔	(۹) یہ کام بھی خاص خدا کو کیونکر ہے۔ کیا کوئی کنواں بھی خداوند تعالٰے کا ہے۔ آب زمزم مکہ شریف میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اور آب کوثر مدینہ شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہ مبارک کا پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لئے لیجانا شرک ہوا اور اس

اُن کا جواب بموجب مذہب اہل سنت و جماعت کے	وہ کام جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں
پانی کے لیجانے والا مشرک ہوا۔ العیاذ باللہ ۔	
(۱۰) یہ کام بھی خاص خدا کیلئے کیونکر ہوا۔ خدا سے بھی کوئی رخصت ہو کر سیدھے پاؤں چلنا یا خدا کے جنگل کا بھی ادب کیا جاتا ہے۔ کیا وہابیوں کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبیؐ کی طرف پشت کرکے چلنا چاہیئے۔ حالانکہ روضہ مطہرہ کی طرف منہ کرکے ہاتھ باندھکر کھڑے ہونیکا حکم ہے اور کعبہ کی طرف پشت کرنیکا حکم ہے۔ اور مدینہ طیبہ بھی کعبہ کی طرح حرم ہے۔ ان سب کا اثبات آگے ہوگا ۔	(۱۰) رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور اسکے گردو پیش جنگل کا ادب کرنا ۔
(۱۱) یہ کام بھی اللہ تعالے کے لئے خاص کیونکر ہوا۔ کیا اللہ تعالے کی بھی کوئی نعوذ باللہ قبر ہے۔ جس کے بوسہ دینے کا حکم ہے عام لوگوں کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے۔ تو اگر کسی نے نہایت محبت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کو بوسہ دیا۔ تو وہ مشرک کیسے ہوگیا۔ وہابیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ تو کیا وہ مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ منہا ۔	(۱۱) اُن کی قبر کو بوسہ دے

وہ کام جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں۔	اُن کا جواب بموجب مذہب اہل سنت وجماعت کے
(۱۲) مور چھل جھلے	(۱۲) یہ کام بھی اللہ تعالےٰ کو کیونکر خاص ہے۔ کیا کوئی مور چھل اللہ تعالےٰ کو بھی جھلا جاتا ہے گویا خدا کو مور چھل جھلنا چاہیئے ؛
(۱۳) اُس پر شامیانہ کھڑا کرے	(۱۳) یہ شامیانہ بھی نعوذ باللہ خدا کی قبر پر کھڑا کرنا چاہیئے ورنہ شرک ہے ؛
(۱۴) مجاور بن کر بیٹھ رہے۔	(۱۴) چونکہ یہ کام بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ تو خدا کی قبر (نعوذ باللہ) پر مجاور بن کر بیٹھے۔ اور بقول اُن کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سب مجاور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ ؛

لیجیئے مفتی جی! یہ چودہ کام جو آپ نے اپنے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان سے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۱-۲۲ میں سے نقل کئے ہیں پیش کرکے ساتھ ہی مختصر سا جواب بھی دے دیا ہے۔ آب آپ فرمایئے۔ اور اپنے اماموں سے پوچھکر جواب دیجیئے۔ کہ یہ کن کن آیات واحادیث کا ترجمہ ہیں۔ اُن کو پیش کیجیئے ورنہ سخت متعصب وہابی ہونا قبول کیجیئے۔ جس کی آپ کو بظاہر بڑی چڑ ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالےٰ وہابیوں کی تعریف جداگانہ باب میں لکھونگا۔ انتظار کریں ؛

فصل اوّل

آب میں چند آیات واحادیث ودیگر کتب معتبرات کی عبارات مختصراً آپ کے اطمینان کیلئے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوگا۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کیلئے دُور دُور سے قصد کرکے سفر کرنا قریب واجب ہے۔ نیز مدینہ منوّرہ بھی مکہ معظمہ

کی طرح حرم ہے۔ اسی واسطے مکہ معظمہ و مدینہ منوّرہ دونو کو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اور قبر کو بوسہ دینا، غلاف چڑھانا شامیانہ کھڑا کرنا وغیرہ وغیرہ سب درست ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابًا رحیما (سورۃ النساء) یعنے جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنے گناہ کریں تیرے (اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاس آویں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور معافی مانگے اُن کے واسطے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو البتہ وہ اللہ تعالےٰ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم پاوینگے۔ یعنے گناہ بخشے جاوینگے۔

(۲) مواہب اللدنیہ جلد ثانی مصری صفحہ ۳۸۳ سطر ۲۸۔

(الفصل فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف) عن انس بن مالك قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زارنی محتسبًا الی المدینۃ کان فی جواری یوم القیامۃ رواہ البیھقی۔ ایضًا قال العلامۃ زین الدین بن الحسین المراغی وینبغی لکل مسلم اعتقاد کون زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم قربۃ للاحادیث الواردۃ فی ذالك ولقولہ تعالےٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول الآیہ الخ بلفظہ۔ یعنی فرمایا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص (مسلمان) دلی قصد سے مدینہ شریف میں میری زیارت کیلئے آیا وہ قیامت کے دن میری پناہ اور پڑوس میں ہوگا۔ اور علامہ زین الدین بن حسین مراغی نے فرمایا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت کو باعث قربت الٰہیہ کا اعتقاد رکھے۔ کیونکہ اس میں بہت احادیث وارد ہیں۔ اور بموجب قول اللہ تعالےٰ کے کہ "اور اگر وہ لوگ جو گناہ کریں اور تیرے پاس آویں۔ اور استغفار کریں اللہ سے اور رسول خدا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کیلئے بخشش مانگیں (تو اللہ اُن کو بخشدیگا) (لان تعظیمۃ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینقطع بموتہ یہ اسلئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

کی تعظیم ہے۔ وہ اُن کے وصال سے قطع نہیں ہوتی۔ الخ۔ حیات و ممات برابر ہیں۔

(۳) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رح صفحہ ۲۱۳ سطر ۱۸۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ اور وہ فضیلت ہے جس میں سب کی رغبت ہے۔ اور بعض علما اسکو واجب کہتے ہیں۔ اور دوسرے اس قول کی تاویل سنن درجہ کی کرتے ہیں۔ اور گویا کہ مراد سنن واجب سے سنّت مؤکدہ نہایت تاکید کر۔ بلفظہ۔

(۴) ایضاً حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے۔ اور سارے مستحبات سے مؤکد قریب بدرجہ واجبات ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۴۔

(۵) ایضاً بعضے کہتے ہیں۔ اگر مدینہ منوّرہ حج کی راہ میں پڑے تو اولے یہ ہے۔ کہ پہلے مدینہ منوّرہ کی زیارت کرے۔ اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینہ منوّرہ کی طرف سے نہ ہو تو بھی اس پر زیارت مدینہ منوّرہ کو مقدّم رکھتے۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۴۔

(۶) ایضاً۔ اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ بیان کیا ہے۔ مگر کتاب اللہ پس حق تعالیٰ کے قول سے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔ درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس بات کی ترغیب کہ اُس آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغفار مانگیں۔ اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے۔ کہ منقطع ہونیوالا نہیں۔ اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۴۔

(۷) ایضاً۔ سارے علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا برابر ہونا اس آیت مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا بلفظہ صفحہ ۲۱۴۔

(۸) ایضاً ائمہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے۔ کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں۔ کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہ شریفہ میں حاضر تھا۔ کہ ایک اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی کی۔ اور عرض کیا۔ کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ تعالےٰ نے ایک سچی کتاب آپ پر اُتاری ہے۔ اور اُس میں فرمایا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ الآیہ اور میں آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ اپنے گناہوں سے استغفار مانگتا ہوں۔ اور آپ کی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہوں۔ پھر اعرابی نے رو کر بیت پڑھے، پھر وہ اعرابی چلا گیا۔ بعد اُس کے جانے کے میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اس اعرابی کے پاس جا۔ اور اُسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اُس کی مغفرت کی۔ اور اُس کے گناہونکو بخشدیا۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۵ ٭

(۹) ایضاً۔ حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام میں حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بعد تین دن کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئیں قبر شریف پر گرا دیا۔ اور خاک میں لوٹنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے۔ اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالےٰ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور ازانجملہ اُس کے کہ آپ پر اُترا ہے۔ یہ آیت ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ؕ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اور آپ کی جناب میں آیا ہوں۔ کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجئے۔ قبر میں سے آواز آئی قد غفر لک (تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے) بلفظہ صفحہ ۲۱۵ ٭

فصل دوم احادیث در زیارت روضۂ مطہرہ

(۱) حدیث شریف۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ یعنی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی۔ اُس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ترجمہ جذب القلوب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۹۶ سطر ۳ •

(۲) حدیث شریف۔ من زار قبری حلت لہ شفاعتی یعنی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی مسلمان نے زیارت کی میری قبر کی اُس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۴ •

(۳) حدیث شریف من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج کیا۔ اور پھر میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ تو گویا اُس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۹ •

(۴) حدیث شریف من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی بلفظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج بیت اللہ شریف کا کیا۔ اور اُس نے میری زیارت نہ کی پس تحقیق اُس نے میرے پر ظلم کیا جذب القلوب کا ترجمہ اردو صفحہ ۱۹۷ سطر ۱۶ •

(۵) حدیث شریف۔ من زار قبری کنت لہ شفیعاً و شہیداً بلفظہ۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے زیارت کی میری قبر کی۔ تو میں اُسکا شفیع اور گواہ ہونگا۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۷ سطر ۱۰/۱۱

(۶) حدیث شریف حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی۔ یعنی فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے میرے انتقال دنیا کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ پس گویا اُس نے میری زیارت

میری زندگی میں کی۔ اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی۔ پس تحقیق اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۸ سطر ۳ +

دیکھیئے یہ چھ احادیث ایسی ہیں جن میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کیلئے فرمایا ہے۔ اگرچہ اور بھی احادیث موجود ہیں لیکن قبول کرنیوالے کیلئے یہی کافی سے زیادہ ہیں۔ اور نہ ماننے والے کیلئے قرآن شریف بھی ناکافی ہے۔ ان میں یہ بھی وعید موجود ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان میری قبر کی زیارت نہ کریگا تو اُس نے فی الواقعہ مجھ پر ظلم کیا۔ پس یہ شخص جو منکر ہے یا مانع ہے ظالم ہے۔ ظالم بھی ایسا ظالم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنیوالا۔ اس ظالم کے برابر دنیا و آخرت میں بڑھکر کون ہوسکتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ جس کی بابت اللہ تعالے فرماتا ہے الا لعنت اللہ علی الظلمین۔ یاد رکھو اللہ تعالے کی لعنت ظالموں پر ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے والکفرون ھم الظلمون (سورہ بقرہ) یعنے جو لوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔ پس کیا حال ہے اُن اشد ظالموں کا۔ کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کرنے کو علی الاعلان شرک کا فتوے دے رہے ہیں۔ اور زیارت کرنیوالے مسلمانوں پر شرک کے فتووں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ جو تمام دنیا پر ہیں ۔

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

فصل سوم آداب زیارت روضۂ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

(کتب سیر و فقہ)

(۱) غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اوّل صفحہ ۶۲۳ سطر ۲ (کتاب الحج)

(الف) فصل ثانی قبر شریف کے آداب زیارت میں: سُنن ابو داؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی ایسا نہیں جو سلام کرے مجھ کو۔ مگر حق تعالے میری رُوح کو پھیر دیتا ہے۔ تا اینکہ میں اسکو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ رُوح پھیرنے سے مراد ہے

کہ بمجرد سلام کرنیکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سلام کا جواب دینے کیواسطے۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو درود پڑھیگا میری قبر کے پاس میں اسکو سُنتا ہوں۔ اور جو درود پڑھتا ہے دُور تو مجھکو پہنچتا ہے۔ یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔ دارقطنی اور ابوبکر بزاز نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا۔ میری شفاعت اُس کیواسطے واجب ہوگئی۔ یعنے بالضرور ثابت ہوگئی مخبر صادق کے وعدہ صادق سے۔ اور دارقطنی نے امالی میں، اور ابوبکر مقری نے اپنے معجم میں، اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں بسند معتمد عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو میری زیارت کرنے کو آویگا اس طرح کہ اسکا کچھ مطلب اور حاجت نہو سوا میری زیارت کے۔ تو مجھ پر یہ لازم ہے۔ کہ میں اُسکا شفیع ہونگا قیامت کے دن۔ م حضرت کی زیارت عام ہے حیات میں یا بعد ممات کے۔ چنانچہ اگلی حدیث میں مصرّح ہے۔ دارقطنی اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے حج کیا۔ اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا اُس نے میری زیارت کی میری حیات میں۔ اور دارقطنی اور ابن عدی نے روایت کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے حج کیا۔ اور میری زیارت نہ کی تو اُس نے مجھ پر ستم کیا۔ اور حافظ ابن عساکر نے یہ مضمون انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اُسکا کچھ عذر نہیں جسکو وسعت اور مقدور ہو میری امت سے اور میری زیارت نہ کرے۔ کذا فی المنح وتاریخ المدینہ للسید السمہودی۔ اور حافظ منذری نے روایت کیا۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ علم میرا بعد وفات کے ایسا ہے جیسا علم میرا حیات میں ہے۔ اور ابن عدی اور ابویعلی نے بروایت ثقات روایت کیا ہے انتہٰی

رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۶۲۳ ۔

(ب) جب قبہ شریفہ نظر آوے۔ تو اُسکی عظمت اور فضیلت کو دھیان کرے۔ کہ یہ وہ مکان ہے جس کو حق تعالےٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے پسند فرمایا۔ سو کمال شوق اور تعظیم سے درود پڑھے۔ پھر جب مدینہ شریفہ میں داخل ہو۔ تو یوں کہے:۔ بسم اللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق۔ الخ بلفظہ صفحہ ۶۲۴۔ سطر ۵ ۔

(ج) اور لازم ہے کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اس شہر معظم کی عزت کو دھیان کرتے ہوئے درود پڑھتا داخل ہو۔ اور یہ تصور کرے۔ کہ اس شہر کو کس ذات پاک کے رہنے سے شرف وجلالت حاصل ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۶۲۴ سطر ۸ ۔

(د) پھر قبر شریف کی طرف کمال عجز وانکساری سے آنکھیں جھکائے متوجہ ہو۔ بلفظہ صفحہ ۶۲۴ سطر ۱۸ ۔

(ہ) بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر زیارت کے واسطے کھڑا ہو۔.... امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت سے آئے۔ اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف منہ کرے پھر کہے السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انتہی کلامہ۔ اور یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا۔ الحاصل زیارت کے وقت مؤدب بطور نماز کھڑے ہو کر صورت مقدسہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے۔ گویا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لحد مبارک میں آرام فرماتے ہیں۔ اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہیں۔ اور میرا کلام سنتے ہیں۔ اسی واسطے کہ حضرت کی حیات اور سماعت حدیث میں منصوص ہے۔ پھر کمال حیا اور ادب سے

یوں عرض کرے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تین بار السلام علیک یا رسول رب العلمین، السلام علیک یا خیر الخلائق اجمعین، السلام علیک یا سید المرسلین وخاتم النبیین۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۶۲۴ سطر ۲۱ ٭

(۲) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۴۱-۲۴۲۔ اور جسقدر ممکن ہوسکے ظاہر و باطن میں خضوع و خشوع عجز و انکسار سے ایک ذرہ فروگذاشت نہ کرے ..... اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ کرمانی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرے۔ بلفظہ ٭

بہر حال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور ادب کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور یقین رکھے اس بات کا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہیں۔ اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو اور نہ بہت پست بصفت حیا و وقار سلام عرض کرے السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر تین بار کہے السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ۔ السلام علیک یا سید المرسلین۔ السلام علیک یا خاتم النبیین۔ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۴۱ سے ۲۴۲ تک ٭

(۳) کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی باب زیارت روضہ مطہرہ فالاولی لہ وضع یمینہ علی یسارہ کالصلوۃ الخ بلفظہ یعنی زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بہتر یہ ہے کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے۔ جیسے نماز میں رکھے جاتے ہیں ٭

(۴) فتاوے عالمگیری باب زیارت قبر شریف ویقف کما یقف فی الصلوۃ۔ یعنے زیارت کرنے والا ایسا کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے ٭

(۵) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۲ سطر ۱۰ مطبوعہ مصر۔ اعلم ان زیارت قبرہ الشریف من اعظم الایات وارجی الطاعات و السبیل الی اعلے الدرجات ومن اعتقد غیر ھذا فقد انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام۔ بلفظہ۔ یعنے جان لے کہ زیارت قبر مطہرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہایت عظیم آیات سے ہے۔ اور تمام طاعتوں سے ثواب زیادہ دلانے والی' اور اعلے درجات کی طرف رستہ ہے۔ اور جو کوئی اسکے خلاف عقیدہ رکھے (یعنے زیارت کرنیکا مانع ہو) اُسنے اپنی گردن پر سے اسلام کا قلادہ اُتار ڈالا (یعنے اسلام سے نکل گیا) اور اس نے مخالفت کی اللہ تعالے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور ایک جماعت علماء اعلام کی (العیاذ باللہ)۔

(۶) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۷ سطر ۶ مصری۔ وینبغی ان یقف عند محاذات اربع اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما ھو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدۃ الامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلیٌ لاخفا بہ۔ بلفظہ یعنے (زیارت کرنیوالے کو) لازم ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اور لازم کر لے ادب اور عاجزی کو آنکھیں نیچے کئے ہوئے ہیبت زدہ جیسے کہ اُن کی حیات میں کرتا۔ اور یقین جانے اپنے دل میں یہ بات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کھڑے ہونے کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اور میری سلام کو سُنتے ہیں۔ جیسے کہ زندگی کی حالت میں کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور حیات میں بالکل فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور سب کو پہچانتے ہیں۔ اُن کے حالات' اور اُن کے دلوں کی نیتیں' اور اُن کے مقاصد وارادات اور اُن کے دلوں کے بھید سب کچھ اُن کے سامنے

روشن ہیں۔ اُن سے کچھ بھی چھپا نہیں ۔

(۷) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۷ سطر ۱۸ مصری ثم یقول الزائر بحضور قلب وغض طرف وصوت وسکون جوارح واطراق ۔ السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا نبی اللہ۔ الخ بلفظہ یعنے زیارت کرنیوالا (روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) اپنے دل کو حاضر کرے۔ اور اپنی آنکھوں کو نیچے کرے اور آواز کو نرم کرے۔ اور تمام اعضا کو ساکن کرے۔ اور سر کو جھکا کر یوں کہے: اے اللہ تعالےٰ کے رسول آپ پر سلام اے اللہ تعالےٰ کے نبی آپ پر سلام۔ اسی طرح اخیر تک ۔

لیجیئے مفتی جی! اسیقدر کافی ہے۔ اور تمام اہلسنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اس سے ظاہر و باہر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف روضہ مطہرہ کی زیارت کیلئے دُور دُور سے سفر کرکے جانا واجبات سے ہے۔ مسلمانوں کیلئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھ کر جیسے نماز میں خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں نہایت عجز و انکساری خشوع اور خضوع سے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور ان کو اپنے سامنے حاضر و ناظر سمجھنا چاہیئے۔ اور ایہا النبی اور یارسول اللہ یا نبی اللہ پکارنا چاہیئے ایسا کرنیوالا عین مسلمان اور پکا دیندار دوست خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اسکو مشرک کہنے والا خود ڈبل مشرک ہے۔ مبارک ہو ۔

فصل چہارم مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے

پہلے صحیح بخاری سے دو ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں جسکو وہابیہ بعض مسائل میں قرآن شریف سے بھی مرجح سمجھتے ہیں۔ یا کم سے کم قرآن شریف کے بعد یہی کتاب اُن کے نزدیک صحیح اور قابل عمل اور دوسری صحیح مسلم ۔

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۸ مصری (باب حرم المدینہ) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال المدینۃ حرم من کذا الی کذا لا یقطع شجرھا ولا یحدث

فیہا حدث من احدث فیہا حدث فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ مدینہ منورہ حرم ہے اس جگہ سے لیکر اس جگہ تک اس میں سے کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ اور نہ اس میں کسی قسم کی نئی بات خلاف شرع پیدا کی جاوے۔ اور جو کوئی شخص ایسا کرے۔ اس پر اللہ تعالے اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۳۵ سطر ۲۸ مصری۔ عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ حرم ما بین عائر الی کذا من احدث فیہا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین الحدیث۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ درمیان عائر (پہاڑ جگہ ہے) کے اس جگہ تک جو کوئی شخص اس میں نئی بات خلاف شرع کرے یا اس میں ایسے پلید شخص کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالے اور فرشتوں و تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(۳) صحیح بخاری جلد اوّل مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الٰہی میں دعا کی اللہم انی احرم ما بین جبلیہا مثل ما حرم بہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکۃ۔ یعنی الٰہی میں دونوں پہاڑوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرم کرتا ہوں مانند حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے انہوں نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

(۴) صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۴۴۱ سطر ۷۔ مطابق حدیث بالا صحیح بخاری ہے۔

(۵) صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۴۴۰ سطر ۱۲۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابراہیم حرم مکۃ وانی

حرمت المدینۃ ما بین لا بتیہا لا یقطع عضاھھا ولا یصاد صیدھا۔

بلفظہٖ۔ یعنی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اور میں نے بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بنایا ہے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ اور نہ اس میں شکار کیا جائے ؛

دیکھئے مفتی جی! مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے کیسی سخت تاکیدی احادیث ہیں۔ آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول کہ اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا بھی شرک ہے ؛

آپ کے عقیدہ نمبر ۱۰۔ ۱۱ کا رد پورے طور سے کافی ہو چکا ہے۔ یعنی دور دور سے قصد کر کے روضہ مطہرۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے جانا۔ اور روضہ منورہ کے آگے کھڑے ہونا۔ اور نہایت تعظیم اور خشوع اور خضوع اور انکساری اور عجز سے دست بستہ دونو ہاتھ باندھ کر جیسے نماز پڑھنے کے وقت باندھے جاتے ہیں کھڑے ہونا۔ اور پھر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' السلام علیک یا رسول اللہ کہکر پکارنا۔ اور ان سے نجات مانگنا' استغفار کرنا' دعا مانگنا۔ اور مدینہ منورہ کو حرم جان کر اسکے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا' درختوں کو نہ کاٹنا' شکار نہ کرنا۔ آیات و احادیث سے ثابت کر دیا گیا۔ اب آپ کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہیں اور باقی آپ کے امام الطائفہ کے اقوال جن پر آپ کا بھی ایمان ہے مثلاً غلاف ڈالنا۔ اسکے گرد روشنی کرنا۔ فرش بچھانا۔ پانی پلانا۔ وضو و غسل کا لوگوں کیلئے سامان کرنا۔ کوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا' یا غائبوں کیلئے لیجانا۔ قبر کو بوسہ دینا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ مجاور بن کر بیٹھنا وغیرہ یہ سب افعال اہل سنت وجماعت کے نزدیک حلال و جائز ہیں۔ وہابیہ کے پاس کوئی دلیل آیت اور حدیث سے ان کے خلاف نہیں ہے۔ یہ باتیں میری بحث سے خارج ہیں۔ اسلئے ان کا جواب دینا ترک کیا گیا۔ یہ سب عقاید وہابیہ کے ہیں۔ جو اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں۔ اور بس ؛

لیجئے آپ کے سب کے سب مطالبے جو اس بحث کے نیچے لکھے گا ؤ خورد

ہوگئے۔ اب ایک مطالبہ باقی ہے۔ جو میری بحث سے خارج ہے۔ اور آپ کا نیا سوال ہے جسکا جواب دینا میرے لئے ضروری نہیں۔ مگر چونکہ آپ سائل ہیں۔ اسلئے جواب دیا جانا مناسب ہے۔ اس خیال سے بھی کہ شرک مسئولہ آپ کے گھروں میں بہت ارزاں ہے جسکو وہابیہ نے سمجھا ہی نہیں کہ شرک کیا چیز ہے۔ لیجئے میں بتاتا ہوں۔ پہلے آپ کا سوال لکھ لوں وہ یہ ہے :۔

قولہ ۔ مطالبہ ضمن مطالبہ نمبر ۲۔ شرک کسے کہتے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۳۔ سطر ۳

اقول ۔ شرک کے لغوی معنے شریک کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں خدا کے ساتھ کسی کو مخلوق میں سے شریک کرنا۔ ساجھی، برابر بنانا ہے عبارت ایک کتاب معتبر لغت درج کیجاتی ہے :۔

منتخب اللغات صفحہ ۲۴۹ ۔ شرک بالکسر انباز شدن و اعتقاد انباز بخدا ے بے نیاز نعوذ باللہ۔ و شریک با کسے بلفظہ۔ یعنی لفظ شرک شین کی زیر سے شرک کرنا ہےتا۔ برابر کا ساجھی۔ اور اعتقاد خدا کے ساتھ شریک کرنا۔ خدا پناہ دے اور کسی کے ساتھ شریک یا ساجھی کرنا ؛

علم عقاید کی کتاب شرح عقائد نسفی میں اس طرح لکھا ہے جسکا ترجمہ یوں ہے (شرک کے معنی) شرک اسکو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرنا۔ یعنی جیسے اللہ تعالے واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھنا۔ یا جس طرح خدا تعالے کو مستحق عبادت جانتے ہیں کسی دوسرے کو بھی مستحق عبادت جاننا۔ انتہی ترجمہ ختم ہوا۔ یہ شرک ہے یاد رکھیئے۔ لیکن آپ اور آپ کے امام الطائفہ یا جماعت وہابیہ نے شرک کو یوں سمجھکر سستا کر دیا ہے :۔

(۱) اگر کسی نے مولود شریف کیا۔ وہ مشرک ہوگیا ؛

(۲) اگر کسی نے مولود شریف میں تعظیم کی، ذکر ولادت پر اس نے قیام کر دیا تو مشرک ہوگیا ؛

(۳) اگر کسی نے فاتحہ خوانی کسی بزرگ یا فوت شدگان اقربا کی کی تو وہ مشرک ہوگیا ؛

(۴) اگر کسی نے طعام و آب و شیرینی سامنے رکھ کر قرآن شریف میں سے کوئی سورہ پڑھی مشرک ہو گیا۔

(۵) اگر کسی نے بعد دفن میت قبر پر اذان بہ نیت تلقین مسنونہ کہی۔ تو وہ بھی مشرک ہو گیا۔

(۶) اگر کسی بزرگ سلسلہ قادریہ نے وظیفہ مقررہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھا وہ مشرک ہو گیا۔

(۷) اگر کسی نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہا وہ مشرک ہو گیا۔

(۸) اگر کسی نے درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ پڑھا وہ بھی مشرک ہو گیا۔

(۹) اگر کسی نے درود تاج پڑھا وہ بھی مشرک ہو گیا۔

(۱۰) اگر کسی نے کہا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کا دیا ہوا علم غیب تھا۔ مشرک ہو گیا۔

(۱۱) اگر کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا شفیع جانا تو وہ بھی مشرک ہو گیا۔

(۱۲) اگر کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حیات النبی کہا تو مشرک ہو گیا۔

(۱۳) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارا درود شریف پڑھنا سنتے ہیں، مشرک ہو گیا۔

(۱۴) اگر کسی امتی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے اعمال دیکھتے ہیں تو مشرک ہو گیا۔

(۱۵) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظیر یا مثل پیدا نہیں ہو سکتا تو مشرک ہو گیا۔

(۱۶) اگر کسی نے اللہ تعالےٰ کو مکان و جہت سے منزہ سمجھا۔ تو وہ بدعتی ہو گیا بلکہ حقیقی بدعتی۔

(۱۷) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا توہین ہے تو وہ خلاف نص کہہ کر مشرک ہو گیا۔

(۱۸) اگر کسی نے کہا کہ مولود شریف کی تشبیہ کنھیا کے جنم کے ساتھ دینا توہین ہے

تو وہ مشرک ہو گیا ۔

(۱۹) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شیطان سے کم علم کہنا توہین ہے تو خلاف نص کر کے مشرک ہو گیا ۔

(۲۰) اگر کسی نے کہا کہ اللہ اپنے وعدہ میں سچا ہے کذب کا بہتان لگانا کفر ہے تو وہ مشرک ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ ۔

لیجئے آپ کے شرک کی تعریف پوری ہو گئی مسلمانوں کے نزدیک کا شرک اور وہابیہ کا شرک جدا جدا معلوم ہوا ۔

باب ششم

عقیدہ نمبر ۱۲۔ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یا محمدؐ۔ یا یا رسول اللہ کہنا شرک ہے ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳

قولہ۔ توضیح۔ مطالبہ نمبر ۸۔ پر عقیدہ نمبر ۱۲۔ آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۲۔ یہ لکھا ہے کہ کتاب مذکور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یا محمدؐ یا رسول کہنا شرک ہے۔ یہ عبارت بعینہٖ تقویت میں کہیں نہیں۔ لیکن یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ من قال ارواح المشائخ حاضرون یعلمون یکفر۔ جو کہے بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہیں۔ اور ہمارے حالات جانتے ہیں ہر وقت کافر ہو جاتا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۳ سطر ۸ ۔

اقول مفتی جی کی عادت میں داخل ہے کہ میری عبارت ملخصاً لکھی ہوئی کا ضرور انکار کرینگے۔ صفحہ محولہ پر نظر نہیں کرتے۔ یا کرتے ہیں تب اسکی فوراً تاویل کر کے جواب لکھنے لگ جاتے ہیں۔ کیا میں نے یہ بات کہیں لکھی ہے کہ یہ عبارت آپ کی تقویت میں بعینہٖ لکھی ہوئی ہے۔ جب یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر

آپ عبارت بعینہٖ کیوں تلاش کرتے ہیں۔ اور جب صریحًا لفظ ملخصًا لکھا ہوا موجود ہے تو پھر یہ اغماض کیوں ہے۔ لیکن ساتھ ہی میرے اعتراض کا جواب بھی عبارت کو قبول کرکے لکھنا شروع کردیا جاتا ہے۔ عجیب حالت ہے۔ انکار بھی ہے اور ساتھ ہی اقرار بھی ہے ٭

آپ لکھتے ہیں۔ کہ "اہل سنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر و ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں" یہ عبارت آپ کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے۔ کیا کراماً کاتبین فرشتگاں ہر وقت ہر انسان کے پاس حاضر و ناظر نہیں یا شیطان لعین سب جگہ موجود نہیں۔ یا چاند اور سورج ہر وقت حاضر و ناظر نہیں اگر آپ کا ایمان اس بات پر ہے کہ یہ ضرور حاضر و ناظر ہیں تو آپ پکے مشرک ہیں۔ کیونکہ خدا کی ذات کے سوا اوروں کو حاضر و ناظر سمجھا۔ اور اگر آپ کا ایمان یہ نہیں کہ ہر وقت، ہر آن، اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے، چلتے پھرتے کسی وقت بھی کراماً کاتبین ہمارے پاس حاضر و ناظر نہیں رہتے۔ تو آپ قرآن شریف کا انکار اور احادیث سے روگردانی کرکے کافر ہوتے ہیں۔ اب تو آپ کیلئے کوئی راہ نہیں۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن۔ یہ آپ کا تفقہ فی الدین ہے ٭

آپ نے عبارت فتاوٰے بزازیہ کو کسی وہابیہ کے رسالہ سے غلط نقل کردیا۔ اور اس کے معنوں میں بھی آپ نے تحریف کی ہے۔ یعنی الفاظ ناظر ہمارے حالات۔ ہر وقت فتاوٰے بزازیہ کے کونسے الفاظ کا ترجمہ ہے جو آپ نے لکھ دیئے ہیں۔ دیکھئے اصل عبارت فتاوٰے بزازیہ کی اس طرح پر ہے:۔

من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر بلفظہ

یعنی جو شخص یہ بات کہے کہ تحقیق ارواح مشائخ حاضر ہیں جانتے ہیں وہ کافر ہوجاتا ہے" مراد اس عبارت کی یہ ہے۔ کہ جسکا اعتقاد یہ ہو کہ مشائخ کی ارواح بلا حکم و قدرت اللہ تعالٰی کے خود بخود استقلالًا حاضر ہیں۔ جو خاصہ اللہ تعالٰے کا ہے۔ تو ضرور کافر ہوجاتا ہے۔ اور جس کسی کا یہ اعتقاد نہیں تو وہ کافر نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ارواح انبیا علیہم السلام و اولیا علیہم الرحمہ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔

ویکون الرسول علیکم شھیداً یعنے تم سب پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ اور حاضر ہیں۔ اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اس آیت شریف کی تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی نے جو تمام وہابیہ دیوبندیہ کے دادا پیر ہیں اپنی تفسیر فتح العزیز میں مفصل فرمائی ہے۔ جس کو میں علم غیب کی بحث باب ششم کے فصل دوم کے نمبر ۱۷ صفحہ ۱۲۴ پر درج کر چکا ہوں۔

فصل اوّل یا محمدؐ اور یا رسول اللہ کے کہنے کے جواز کے اثبات میں

اور اُن کا حاضر و ناظر ہونا

(۱) حدیث شریف مواھب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۱۔ (مطبوعہ مصر) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ بلفظہ یعنے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اُٹھائی گئی تمام دنیا میرے ملاحظہ کیواسطے۔ پس میں دیکھتا ہوں اُس کی طرف، اور تمام اُن چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونیوالی ہیں۔ میں اُنکو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خدا حاضر و ناظر ہیں۔

(۲) شفاء حضرت قاضی عیاض و شرح مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما صفحہ ۱۱۷ جلد ثانی۔ ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لان روح علیہ السلام حاضر فی البیوت اھل الاسلام یعنی (اگر کسی مسلمان کی ملاقات کو جاؤ) وہ گھر میں موجود نہ ہو تو کہو کہ میرا سلام و رحمت و برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے

یہ اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر رہتی ہے۔ اس سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے ۰

(۳) شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ان عبد اللہ بن عمر خدرت رجلہ فقیل اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمد اھ بلفظہ شرح ملا علی قاری۔ ای فنادی باعلی صوتہ وکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصد بہ اظہار المحبتہ فی ضمن الاستغاثۃ۔ یعنی تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ اُن کو کہا گیا۔ کہ یاد کرو آدمیوں میں سے اُس شخص کو جو سب سے زیادہ پیارا ہے آپ کو۔ تب اُنہوں نے زور سے پکارا یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسکے شارح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اظہار محبت کا قصد کر کے استغاثہ یا فریاد کے ضمن سے پکارا تھا ۰

(۴) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۳۴۴ سطر ۱۴ روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کا پاؤں سن ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اُن کو کہا یاد کرو اُسے جو تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے تاکہ یہ آفت جاتی رہے۔ تب اُنہوں نے یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کر کے پکارا۔ پاؤں اُن کا اچھا ہو گیا۔ بلفظہ ۰

(۵) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۱۰ھ صفحہ ۱۰۱۔ سطر ۲۸۔ (اور جب سو جائے پاؤں) واذا خدرت رجلہ فلیذکر احب الناس الیہ۔ اور جب سو جائے پاؤں کسی کا پس چاہیئے کہ یاد کرے بہت پیارے کو آدمیوں میں سے طرف اپنے نقل کی۔ یہ حدیث موقوفاً ابن سنی نے ف یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہو خوشی نزدیک اس کے پس محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلفظہ (یہ حدیث شریف بہت مشہور ہے۔ اور اکثر کتب معتبرات میں مسطور ہے) ۰

(۶) ایضاً عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح

روایت ہے ان الانسان اذا خدرت رجلہ فلیناد یا محمد فان الخدر یذھب عنہ بلفظہ یعنے جب کسی آدمی کا پاؤں سو جائے۔ تو اُسکو چاہیئے کہ وہ پکارے یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اُس کے پاؤں کا سو جانا جاتا رہے گا بلفظہ صفحہ ۱۰۱ +

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہمیشہ عمل رہا۔ اور بالخصوص غزوات میں یا رسول اللہ یا نبی اللہ پکارتے تھے۔ اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اُن کی سخت مشکلات میں اعانت اور امداد فرماتے تھے۔ خصوصًا حاجت روائی اور مشکلکشائی مصیبت اور آفتوں کے وقت خاص نام نامی حضور سید ولد آدم رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لیکر ندا کرتے تھے۔ اسی طرح تابعین وتبع تابعین و دیگر بزرگان دین آجتک کرتے آئے ہیں، اور کرتے چلے جائیں گے جو وہابیوں نجدیوں، دیوبندیوں کے نزدیک سب مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ من ہٰذہ الخرافات والخرعبلات +

(۷) تاریخ ابن جریر طبری میں حضرت ابن اثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان الصحابۃ بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شعارھم فی الحروب یا محمد۔ اسی طرح غزوہ یرموک میں جب دھاوا ہوا ہزارہا اصحابی رضی اللہ عنہم یا محمد امّت امّت کا آوازہ کرتے اور نعرے مارتے تھے +

(۸) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین منزل یکشنبہ صفحہ ۷۵ سطر ۲۹ واذا انفلتت دابۃ فلیناد اعینوا عباد اللہ رحمکم اللہ بومص جب بھاگ جائے جانور کسی کا پس چاہیئے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے۔ نقل کی بزار نے ابن عباس سے ۔۔۔۔ ف مراد بندوں سے جال الغیب ہیں۔ یعنے ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن مسعود نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں چاہیئے کہ کہے یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا یعنے اے بندگان خدا اسکو روکو۔ پس اللہ کے بندے زمین میں

ہیں کہ روکتے ہیں اسکو۔ پس ایک بزرگ سے منقول ہے۔ کہ جانور اُن کا بھاگ گیا۔ اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ اُنہوں نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالے نے جانور اُس کا پھیر لایا۔ بلفظہ۔

(۹) ایضاً صفحہ ۵۷ سطر ۲۳۔ وان اراد عونا فلیقل یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی۔ ط جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالے کی جانب سے کسی امر میں پس چاہئے کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ نقل کیا یہ طبرانی نے وقد جُرّب ذالک۔ ط۔ تحقیق یہ امر آزمایا گیا ہے نقل کی طبرانی نے بلفظہ۔

مفتی جی! ذرہ سمجھ کر فتوے اپنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دینا۔ نعوذ باللہ منہا۔

دیکھئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہابیت کی کیسی قطع الوتین کی ہے یا جہاں کہ خداوند تعالے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی چھوڑ دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسی تعلیم فرمائی یاعباد اللہ اعینونی تین بار کہکر فرمایا کہ اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ کیا یہ تعلیم نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ اے اللہ میری مدد کرو پس اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ خدا کے بندوں سے امداد مانگنا۔ اور اُن کو یا کے لفظ سے حاضر وناظر جان کر پکارنا عین سنتِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور تمام مسلمانان اہلسنت وجماعت اس حکم کے عامل ہیں۔ یہانتک کہ آپ کے مسلمہ علماء نواب قطب الدین خاں صاحب اور شاہ عبدالعزیز وشاہ ولی اللہ علیہم الرحمۃ خاندان محدثین دہلوی اس کے عامل ہیں۔

سلسلہ اجازت اس طرح ہے یعنی مؤلف کتاب حصن حصین حضرت ابو الخیر محمد بن محمد الجزری الشافعی علیہ الرحمۃ ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ ان سے اس کتاب حصن حصین کے پڑھنے کی

اجازت خاندان محدثین دہلی کو ہوئی (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین کا دیباچہ صفحہ ۳) پس آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین اور تمام بزرگان دین مع حضرت مؤلف کتاب اور تمام خاندان بزرگان دہلی اور آج تک تمام مسلمانان اہلسنت وجماعت سب کے سب نعوذ باللہ مشرک ہوئے۔ تو موحّد کون؟ یہ اس وقت کے چندہ وہابی دیوبندی۔ آفرین ہے مفتی جی! آپ کو شائد آپ کو وہ حدیث یاد نہیں۔ کہ جو شخص کسی ایک مسلمان کو کافر یا مشرک کہتا ہے۔ وہ کفر اور شرک اسی کے گلے کا ہار ہوتا ہے۔ اور جو شخص تمام مسلمانان کو ابتدا سے اخیر تک حتیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ چھوڑے اس کا کیا حال۔ اُسکے گلے میں کتنے کفر کے ہار پڑنے چاہئیں۔ کہ اسکو خدا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ظاہرہ شریعت یا علماء کرام ابقاہم اللہ تعالےٰ ایسے شخص کی نسبت جو فتوےٰ صادر فرمائیں گے وہ اخیر پر ظاہر ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ہاں! ایک بات یاد آگئی وہ یہ ہے کہ حصن حصین کے اس ترجمہ ظفر جلیل کے وقت اس حدیث مندرجہ بالا کے لکھنے ہوئے ایک آپ جیسے وہابی بہت سٹ پٹائے۔ اور وہابیت کے رنگ میں آئے۔ اور بات جھوٹ اپنے منہ پر الحاقاً لائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مولفہ نواب قطب الدین صاحب دہلوی کا صفحہ ۷۵) مگر افسوس انہوں نے اس کتاب کا دیباچہ نہیں دیکھا۔ ورنہ اس الحاق کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔ اور ندامت اسی سطر پر پڑتی کیونکہ حضرت مؤلف حصن حصین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جو احادیث اس کتاب میں جمع کیگئی ہیں۔ وہ سب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اس میں کوئی ضعیف حدیث ضعیف نہیں ہے۔ اور یہ الحاقی وہابی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھئے حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ شروع میں اس طرح لکھتے ہیں:۔

ع واخرجته من الاحادیث الصحیحة ابرزته جنة عدة عند کل شدة وجردته جنة تقی من شر الناس والجنة۔ یعنی اور نکالا میں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے۔

ظاہر کیا میں نے اسکو۔ درحالیکہ سامان ہے نزدیک ہر سختی کے۔ اور خالص کیا میں نے اسکو درحالیکہ سپر (ڈھال) ہے۔ کہ بچاتی ہے بُرائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ بلفظہ ❖

دیکھئے مؤلف علیہ الرحمۃ فرمارہے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں سب احادیث صحیح درج کی ہیں۔ کوئی ضعیف حدیث اس میں نہیں ہے۔ لیکن وہابی صاحب ترجمہ میں یہ الحاق کرتے ہیں۔ کہ یہ حدیث استمدادی یا عباد اللہ اعینونی ضعیف ہے اس شخص نے نہ تو مؤلف علامہ اور بزرگ فہامہ کی کلام کو دیکھا۔ اور نہ مترجم کے وظیفہ کو دیکھا۔ اور نہ اُن کے اساتذہ کی اجازت پر خیال کیا۔ اور ضعیف لکھدیا۔ لاحول و لاقوۃ۔ چلئے اسی کتاب سے ایک اور سیف المسلول کو دیکھیئے ❖

(۱۰) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین منزل دوشنبہ صفحہ ۹۰۔ سطر ۳۔

ومن کانت لہٗ ضرورۃٌ فلیتوضأ فیحسن وضوءہٗ۔ ت۔ س۔ ق مس ویصلی رکعتین س ثم یدعوا اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمدٍ نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہٖ لتقضی لی اللھم فشفعہ فیّ ت۔ س۔ ق۔ مس۔

اور جس کو ہووے کوئی ضرورت یعنی حاجت (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا آدمی کی طرف پس وضو کرے۔ اور اچھا کرے وضو اپنا۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے اور پڑھے دو رکعتیں نقل کی یہ نسائی نے۔ فقط نسائی کی روایت میں ہے۔ اور باقی سب متفق ہیں۔ پھر دعا کرے یہ۔ یا اللہ تحقیق مانگتا ہوں تجھ سے حاجت اپنی اور متوجہ ہوتا ہوں میں طرف تیری ساتھ وسیلے نبی تیرے کے۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت ہیں۔ اے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں ساتھ وسیلے تیرے کے طرف پروردگار اپنے کے بیچ اس حاجت اپنی کے۔ تو کہ روا کیجاوے حاجت واسطے میرے۔ یا اللہ پس شفاعت قبول کر میرے حق میں۔ نقل کی یہ ترمذی۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے۔ ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ دعا کرو اللہ تعالے سے کہ مجھ کو عافیت دے اس مرض سے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر چاہے تو، تو دعا کروں میں۔ اور چاہے تو صبر کر یہ بہتر ہے تیرے لئے۔ اُس نے عرض کیا کہ دعا ہی کیجئے۔ پس اسکو وضو کیلئے حکم فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دعا پڑھے۔ پس اُس نے پڑھی۔ اور سمکھا[1] ہوا۔ کذافی المشکوٰۃ۔ بلفظہ ٭

فرمائیے! تسلّی ہوئی یا نہیں۔ یا آپ کا فتوےٰ جاری ہے۔ اور لیجئے:-

(۱۱) فتوح شام صفحہ ۲۹۸۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قنسرین سے کعب بن ضمرہ کو بارادہ حرب روانہ کیا۔ ایک ہزار سوار دیکر۔ اور کعب بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سے پڑی۔ اُس کے پانچہزار سپاہی تھے۔ اور یہ لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ پانچہزار سپاہ یوقنا کی اور دوسری طرف سے مسلمانوں پر آ پڑی۔ اُس کے پانچہزار سپاہی تھے۔ غرضکہ دس ہزار کا مقابلہ ٹھیر گیا۔ مسلمان جانبازیاں کر رہے تھے۔ اور کعب بن ضمرہ نہایت بے آرام اور بیچین گردادا دیتے تھے۔ اور پکارتے تھے یا محمدؐ۔ یا محمدؐ یا نصر اللہ انزل۔ اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے یا معاشر المسلمین اثبتوا الھم فانما ھی ساعۃ وانتم الاعلون بلفظہ۔ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اے اللہ تعالےٰ کی مدد آ نزول فرما۔ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدمی دکھلاؤ۔ پس جان لو یہی گھڑی ہے اور تم غالب ہونیوالے ہو ٭

(۱۲) حضرت شیخ مصلح الدین معروف سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۹۰ھ ولی کامل جن کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ کتاب بوستاں میں فرماتے ہیں ؎

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے | زقدر رفیعت بدرگاہ حے
کہ باشند مشتے گدایان خیل | بمہمان دار السلامت طفیل

چہ وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

---

[1] سمکھا ہوا۔ ہندی لفظ ہے۔ یعنی وہ نابینا بینا ہو گیا ٭ منہ۔

(۱۳) حضرت شمس التبریز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی　　برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
نازنین حضرت حق صدر و بدر کائنات　　نور چشم انبیا چشم و چراغ ما توئی
در شب معراج بودت جبرئیل اندر رکاب　　پا نہادہ بر سریر گنبد خضرا توئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند　　عاجزان را رہنما و جملہ را ماوا توئی
شمس تبریزی چہ دم در نعت الائمہ زند　　مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی

(۱۴) حضرت مولانا احمد تھانیسری علیہ الرحمۃ جو سلطان امیر تیمور کے زمانہ میں فاضل اور بزرگ گذرے ہیں۔ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں ؎

یا حیلوتی ویا روحی ویا جسدی　　ویا فوادی ویا ظہری ویا عضدی
مالی الیک بقطع البیداء من قبل　　ولیس لی باصطبار عنك من مددی

(۱۵) حضرت مولانا عبد الرحمٰن ابن احمد جامی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۹۸ھ صاحب شرح ملا و شرح فصوص الحکم و شرح عقاید و شرح لمعات وغیرہ کتب۔ اس طرح لکھتے ہیں ؎

ز مہجوری برآمد جان عالم　　ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی　　ز مہجوراں چرا فارغ نشینی
شب اندوہ ما را روز گرداں　　ز رویت روز ما فیروز گرداں
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے　　کنی بر حال لب خشکاں نگاہے

(۱۶) شیخ محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صوفی کامل محدث فقیہ حنفی جن کی ایک سو بیس (۱۲۰) کتابیں عربی فارسی کی تصنیف ہیں۔ تاریخ ولادت آپ کی شیخ اولیا ۹۵۸ھ اور تاریخ وفات فخر عالم ۱۰۵۲ھ ہے۔ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں یوں قصیدہ لکھتے ہیں ؎

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما　　بلطف خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن
محب آل و اصحاب توام کار من حیراں　　بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن

(۱۷) حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

گر نبودے یا رسول اللہ ذات پاک تو　　ہیچ پیغمبر نبردے دولت پیغمبری

(۱۸) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے قصیدہ عربی اطیب النغم میں لکھتے ہیں ؎

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ　　ویا خیر مامول ویا خیر واہب
ویا من یرجی لکشف رذیۃ　　ومن جودہ قد فاق جود السحاب

ترجمہ یعنی اللہ تعالٰے آپ پر رحمت کرے اے سب خلقت سے اچھے اور اچھے امید گاہ اور اچھے بخشش کرنیوالے اور اچھے امید کئے گئے، واسطے کشف مصیبت، اور بخشش آپ کی فائق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے۔

(۱۹) حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۹۲ھ اسطرح خطاب کرتے ہیں ؎

من از کمترین استان خاک تو　　بدین لاغری صید فتراک تو
نظامی کہ در گنجہ شد پائے بند　　مباد از سلام تو نا بہرہ مند

(۲۰) حضرت عارف باللہ حاجی حافظ شاہ محمد امداد اللہ علیہ الرحمۃ تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد اپنی نظم نعتیہ میں کیا اچھی غزل وہابیہ سوز رقم فرماتے ہیں ؎

ذرہ چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ　　مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی　　مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں　　بس اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر　　میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ ہوں نا قابل وہاں کے پر امید ہے تم سے　　کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو　　بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

(۲۱) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۱۲ جلد اوّل۔ اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے۔ کہ خداوند تعالٰے نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی قدرت اور طاقت بخشی ہے۔ کہ شش جہت داہنے، بائیں، آگے، پیچھے، نیچے، اوپر اُن کے سامنے ایک ہی جہت ہے۔ اور وہ اپنے سامنے ہر ایک چیز کو

برابر دیکھ رہے ہیں۔ اور وہ سب پر محیط ہیں وھو ہٰذا:۔

یعنے نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرورکے دل مبارک کو ایک احاطہ اور کشائش دریافت میں اور جاننے میں معقولات کے ارزانی رکھا۔ اسی طرح اس جناب کے حواس لطیف کے تئیں حکم میں ایک جہت کے گردانا واللہ اعلم یعنی چھ طرفیں جن کو فوق۔ تحت۔ یمین۔ شمال۔ قبل۔ بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کی مانند گردانا۔ قطعہ

اے برگزیدۂ حق عالی ہے تیرا پایا — خالق نے شش جہت کو تیرے لئے بنایا
تیرا مقام بالا ہے شش جہت سے اعلےٰ — سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھکو افضال ایزدی ہے — تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

(۲۲) دُرمختار مقبول عرب و عجم کے باب اذان میں لکھا ہے۔

مسئلہ فقہی جسوقت صبح کی اذان میں موذن الصلوٰۃ خیرٌ من النوم کہے یعنی نماز پڑھنا سونے سے بہتر ہے۔ تو سامعین کو چاہیئے کہ اسکا جواب اس طرح دیں صدقت و بررت یعنی تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی اس پر علامہ شامی علیہ الرحمۃ حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث میں آیا ہے۔

دیکھئے موذن مسجد میں اذان کہ رہا ہے۔ اور اذان سُننے والا اذان کا جواب اپنے گھر میں بطور ندا حاضر کے دیتا ہے۔ اور ایسا جواب دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ جیسے صاحب درمختار اور ردالمختار فرماتے ہیں اگر آپ ان کو نہیں مانتے۔ تو لیجئے آپ کے بزرگ اور آپ کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاوے رشیدیہ میں جو لکھ چکے ہیں۔ اُس پر ہی ایمان لائیے۔ اب تو کچھ عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ یوں لکھتے ہیں:۔

سوال ستر ھواں صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیرٌ من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب یہ کہنا چاہیئے ثابت ہے۔ بلفظہ فتاوے رشیدیہ حصہ اوّل

صفحہ ۸ سطر ۸ ؛

یہاں پر اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر جاننے کی زیادہ تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ ۲۰ میں لکھی جائے گی۔ انتظار کیجئے ؛

ایک آدمی جو سکھوں کا پیشوا تھا۔ اُنکی کلام سے رسالت کا بھی اقرار ثابت ہوتا ہے۔ جیسے وہ کہتے ہیں۔ کہ یا جھ محمد بھگت اجائیں۔ یعنے بغیر تابعداری حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبادت کرنا ضائع اور بے سود ہے۔ اگرچہ بظاہر اُن کا اسلام لانا ثابت نہیں۔ کون ہیں وہ ؟ گورو نانک صاحب ہیں۔ جو ملک پنجاب ضلع گورداسپور میں ساڑھے چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ جو راقم حروف کا وطن اور ضلع ہے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے الہام سے (اپنے حسن عقیدت سے) ہر ایک چیز میں موجود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یعنے ہر ایک چیز میں نام "محمد" صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اُن کا کلام ایک رباعی میں اُن کی زبان[1] میں درج ہے۔ وہ یوں ہے ؛۔ رباعی گورو نانک صاحب بانیئے مذہب سکھی ؛۔

عدد گنو ناؤں انچھر کے کر چوگنے تا — دس ملا ڈ پنج گن کیجو کاٹو بیس بنا

باقی نیچے سو نو گن کیجو دو اسیں اور ملا — نانک ہر کے بچن سے محمد نام بنا

ترجمہ۔ عدد گنو۔ ناؤں[2] نام۔ انچھر[2] حروف۔ یعنی کسی نام کے حروف کے اعداد جمل نکالو۔ چوگنے[2] اسکو چار میں ضرب دو۔ حاصل ضرب میں دس عدد ملاؤ۔ پھر ان سب کو پانچ میں ضرب دو۔ اس حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کرو۔ تقسیم کرنے پر جو باقی بچ جائے اُسکو نو سے ضرب دو۔ اور حاصل ضرب میں دو عدد اور ملا دو۔ تب گورو نانک صاحب کہتے ہیں۔ کہ خدا کے حکم سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک بن جائیگا ؛

---

[1] اُن کی زبان۔ یعنے پنجابی بھاشا ؛

طریقہ تمثیلاً

نام "لوح" کو لو۔ یہ وہ چیز ہے جس میں بحکم خداوند کریم ابتدا سے اخیر تک جو کچھ ہونیوالا ہے سب کچھ درج ہے۔ اس نام لوح کے اعداد جمل ۴۴ ہیں۔ ان کو چار میں ضرب دیا۔ تو ۱۷۶ ہوئے۔ اس میں دس ملائیے تو ۱۸۶ ہوئے ان کو پانچ میں ضرب دیا۔ تو ۹۳۰ ہوئے۔ ان کو بیس پر تقسیم کیا۔ تو دس باقی بچے۔ پھر ان دس عدد کو نو سے ضرب دیا۔ تو ۹۰ ہوئے۔ اس میں دو عدد اور ملائیے۔ تو ۹۲ ہوئے پس ۹۲ عدد نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اسی طرح جس چیز کے عدد نکالو گے اُس میں نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوگا۔ آپ کے اعتقاد کے مطابق تمام دنیا کے چورانوے کروڑ مسلمان ہر پانچ وقت روزمرہ کافر اور مشرک ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر نماز میں تشہد کیوقت التحیات للہ میں ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھتے ہیں۔ اور پڑھنے کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر جانتے ہیں۔ اگر ایسا نہ جانیں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ بس اب وہابیوں کو نماز ہی سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ اسکی زیادہ تحقیق اور تشریح آپ کے عقیدہ نمبر ۲۰ میں ہوگی۔ وہاں دیکھیں اس تمام تحقیق میں آپ کیلئے کوئی راہ نہیں ۔

قولہ۔ توشیح میں ہے الذین یدعون الانبیاء والاولیاء عند الحوائج ذالک شرک قبیح وجہل صریح۔ ترجمہ وہ لوگ جو پکارتے ہیں انبیا اور اولیا کو اپنی حاجتوں کے وقت یہ شرک ہے بُرا۔ اور جہل ہے کھلم کھلا بلفظہ صفحہ ۳۳ سطر ۱۴ ۔

اقول آپ نے عبارت توشیح کی اور اسکا غلط ترجمہ دھوکہ دہی کیلئے لکھدیا ہے۔ اسمیں آپ نے لفظ یدعون کا ترجمہ پکارنے کا کیا ہے جو غلط ہے۔ یدعون کے معنے عبادت کرنے کے ہیں یعنی جو لوگ اپنی حاجتوں کے وقت

۱؎ طریقہ تمثیلاً۔ الخ اس طریقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طریقہ سے اور نام بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر اس میں گورونانک صاحب نے اپنے حسن عقیدہ سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اسم مبارک پیش کیا۔ الاعمال بالنیات حدیث صحیح ہے۔ منہ ۔

انبیاؑ اور اولیاؒ کی عبادت کرتے ہیں اور اُنکو پُوجتے ہیں۔ وہ شرک ہے۔ اور ضرور شرک ہے۔ لیکن محض پکارنا جیسے کہ میں اوپر کافی سے زیادہ ثبوت دے چکا ہوں اس میں داخل نہیں۔ تمام مسلمانوں کا قول اور فعل یا محمدؐ یا محمدؐ یا عباداللہ اعینونی بہ تعلیم خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہے۔ اسکے اثبات میں قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں۔ جن میں یدعوا یا یدعون کے معنی یعبد کے آئے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ الآیہ یعنی اور گالیاں مت دو اُن کو جنہیں وہ پوجتے یا عبادت کرتے ہیں خدا کے سوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن[1] اضل ممن یدعوا من دون اللہ الآیہ یعنی کسی مخلوق کی عبادت کرنا بہت گمراہی ہے۔ یا ایسا کرنیوالا بہت گمراہ ہے چنانچہ تفاسیر جلالین۔ خازن۔ معالم التنزیل۔ مدارک۔ نیشاپوری وغیرہا میں یدعوا کے معنی یعبد کے لکھے ہیں عبارات کا لکھنا بوجہ اطناب ترک کیا گیا۔ خود نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیث میں فرماتے ہیں الدعاء هو العبادة۔ دعا یعنی عبادت ہے۔ پکارنا کے معنے کرنا سوائے اہل سنت وجماعت کے وہابیہ کا ہی علم اور کام ہے۔ جو دیوبند اور دیوبند جن کے اعداد جمل بھی نسبتاً ایک کی کمی اور زیادتی سے درجۂ برابر ہیں یعنے دیوبند کے ۲۲۷۔ دیوبند کے ۶۷ ہیں۔ قدرتی ارتباط واتحاد ہے مبارک ہو ✦

باب نہم

عقیدہ نمبر ۱۳ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً۔ تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۳ ✦

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۸ بر عقیدہ نمبر ۱۳۔ آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۳ یہ لکھا ہے۔ کہ اُس میں لکھا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] ومن اضل الآیہ اسکا مفصل حال باب پنجم میں لکھا جاچکا ہے ۔

کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ بعینہ یہ عبارت تقویت میں نہیں۔ غالباً آپ نے عبارت ذیل کو تحریف کر کے لکھا ہے "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے۔ کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلعم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اس کی جگہ قائم کر دے۔ اس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے" بلفظہٖ صفحہ ۴۲ سطر اوّل ٭

اقول۔ آپ کی عادت مستمرہ یہ ہے۔ کہ پہلے مسیکر اشتہار کی عبارت یا مضمون کا انکار کرنا۔ اور پھر خود ہی اقرار کر کے اس عبارت یا مضمون کو پیش کر دینا اور پھر اپنے امام الطائفہ کی حمایت کر کے جواب بے جوڑ بھی لکھ دینا۔ جواب کیا دیا۔ وہ یہ کہ کیا خدا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کرنے پر یا اُن کی نظیر پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ یا اب اسکی قدرت سلب ہو گئی ہے۔ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارات بے ربط جن میں لفظ اگر خواہد کا بھی درج ہے لکھدیں۔ جن کا جواب باب اوّل عقیدہ نمبر اوّل میں پورے طور پر ہو چکا ہے ٭

اوّل تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مفتی جی لکھا کرتے ہیں۔ کہ مولانا (اسمٰعیل دہلوی) نے قرآن کی آیات کی ترجمانی کی ہے۔ فرمائیے یہ عبارت جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۳ پر ہے جسکی آپ نے نقل کی ہے کس آیت قرآنی کی ترجمانی ہے یا یہ مضمون کس حدیث شریف رسول رحمانی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ ذرہ ہمکا پتہ تو دیجئے کہ آپ کی قابلیت کا اندازہ ہو جائے۔ بات یہ ہے۔ کہ گستاخی بھری طبیعت ہے۔ جو چاہا، جو دل میں آیا لکھ مارا۔ خوف خدا تعالےٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل میں ہو تو ایسا کب ہو سکتا ہے۔ یوں تو علما اور شہید و مرحوم و رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ سارے القاب مریدوں کی طرف سے عنایت و عطا شدہ ہیں۔ مگر جب اللہ تعالےٰ کے فرمان اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا کی بو تک بھی نہیں۔ تو یہ درجے اور شتے اور القاب کیسے ٭

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان میں ایسے ہی اناپ شناپ

باتیں ف فتنہ اور فساد کی لکھ کر بھری پڑی ہیں۔ توہین انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے یہ کتاب مملو ہے۔ اسی وجہ سے تمام عرب اور عجم کے فتاوے کفر کتاب اور مؤلف کتاب پر ہو چکے ہوئے موجود ہیں۔ لیکن وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ اسکو صحیفہ آسمانی اور اپنے ایمان کی نشانی جانتے ہیں۔ اس کا حال بھی انشاء اللہ تعالے آئیگا ٭

آپ کے اور آپ کے امام الطائفہ و تمام جماعت وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں اسلئے کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالے قادر ہے۔ اور اپنے حکم اور وعدہ اور خبر کے برخلاف گو کیوں نہ ہو۔ اور اب اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ جب گروہ وہابیہ نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر بھی خاتم اور نبی ہو سکتے ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے فوراً اپنے آپ کو نبی بنا کر بلکہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تب آپ کی آنکھیں کھلیں۔ کہ ہم تو ابھی تجاویز سوچ ہی رہے تھے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بازی لے گیا۔ اس پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور اضغاث احلام کے ذریعہ رسالت کا دعوے کر کے بجائے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ نعوذ باللہ منہا گھڑ لیا۔ اور ساتھ ہی درود شریف بھی اپنا جوڑ لیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ جسکو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں درج کر کے شائع بھی کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

فصل اول در بیان عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آیات قرآنی سے اثبات

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الآیہ۔ یعنی نہیں ہیں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) باپ کسی مرد کے تم میں سے۔ لیکن وہ اللہ تعالے کے رسول ہیں۔ اور ختم کرنیوالے تمام پیغمبروں کے ہیں۔ تمام اہل اسلام کا اجماع و اتفاق ہے اس

بات پر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کرنیوالے ہیں تمام انبیا علیہم السلام کے اُن کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل و مکمل و اٹل حکم ہے۔ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کریگا۔ پھر نظیر کیسے ہوسکتا ہے۔ ہمارا خدا وہابیوں کا خدا نہیں ہے۔ جو جھوٹ بولے۔ یا وعدہ خلافی کرے۔ اس کی بحث باب اوّل میں کامل ہو چکی ہے۔ زیادہ ضرورت نہیں ؞

(۲) آیت شریف قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (سورہ اعراف) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہان کے لوگوں کو کہہ دیجئے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور تم سب کی طرف قیامت تک کیواسطے بھیجا گیا ہوں ؞

کیا خداوند کریم کسی اور کو بھی کبھی ایسا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح پیدا کریگا۔ ہرگز نہیں۔ اگر پیدا کرے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کی طرف رسول کب ہوئے۔ اور اگر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس نئے نبی کی طرف بھی رسول ہوں۔ اور وہ حضور کا اُمتی ہو۔ تو وہ حضور کا نظیر کب ہوا۔ امتی حضور کا نظیر کب ہوسکتا ہے۔ اگر یہ کہو کہ حضور تمام آدمیوں کی طرف رسول ہیں کہ ان میں فرض کردہ نبی بھی داخل ہے۔ اور وہ فرض کردہ نبی بھی تمام آدمیوں کی طرف رسول ہے جن میں حضور بھی داخل ہیں۔ تو وہ حضور کا امتی ہوا۔ اور حضور معاذ اللہ اُسکے امتی ہوئے۔ اور یہ قطعاً محال ہے۔ لہذا حضور کا نظیر ہونا محال ہے ؞

(۳) آیت شریف۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔ (سورہ السبا) یعنی اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے آپ کو لیکن تمام جہان کے لوگوں کیلئے قیامت تک بشارت دینے والا بہشت کی اور ڈرانے والا عذاب دوزخ سے ؞

(۴) آیت شریف۔ وارسلناک للناس رسولاً (سورہ النساء) یعنی ہم نے آپ کو تمام جہان کے لوگوں کی طرف قیامت تک رسول بنا کر بھیجا ہے ؞

(۵) آیت شریف۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

الآیہ (سورہ مائدہ) یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ آج کامل کر دیا ہم نے تمہارے لئے دین تمہارا (کبھی منسوخ نہ ہوگا) اور تمام کر دی میں نے اوپر تمہارے اپنی نعمت۔

کیا خداوند تعالےٰ اس اپنے حکم کے برخلاف اس دین کو ناقص کریگا۔ اور اپنی نعمت کو پھر ناتمام کریگا۔ ہرگز نہیں۔ اگر کہو کہ مانا اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کریگا مگر قادر تو ہے۔ اور ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیرٌ قرآن میں موجود ہے۔ اسکا جواب عقیدہ نمبر اوّل میں کافی وافی ہو چکا ہے۔

فصل دوم عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲ سطر ۲۳۔ مصری

عن جابر بن عبداللہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کرجل بنیٰ داراً فاکملھا واحسنھا الا موضع لبنۃ فجعل الناس یدخلونھا ویتعجبون ویقولون لولا موضع اللبنۃ۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ میری مثل اور انبیا کی مثل ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا اور اسکو اچھی طرح مکمل کیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پھر اُس میں آدمی داخل ہوئے۔ اُنہوں نے تعجب سے کہا۔ کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ یعنے یہ اینٹ کی جگہ میں ہوں جس نے گھر کو مکمل کر دیا۔ کیا خداوند تعالےٰ اب اس گھر میں ایک فالتو اینٹ یا کئی اینٹیں یوں ہی ڈالدیگا۔ ہرگز نہیں۔

(۲) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲ سطر ۲۷۔

(باب ختم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین بلفظہ۔ یعنی حضرت ابوہریرہؓ

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مثال اور انبیا کی مثال جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں ایسی ہے۔ جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا۔ اور اسکو اچھی طرح خوب سجایا۔ مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اُس کے گرد پھرنے اور تعجب کرتے تھے۔ کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنیوالا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا +

(۳) حدیث شریف صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۴۹ سطر ۲۸ مطبوعہ مصری

ان ابی ہریرۃ رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرویاء الصالحۃ

بلفظہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے نبوت ختم ہوگئی۔ اسمیں کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر صرف مبشرات، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی مبشرات کیا ہیں فرمایا نیک خواب +

(۴) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۴۸ سطر ۱۱ تا ۲۰ مطابق صحیح بخاری کے ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں +

(۵) جامع ترمذی جلد دوم ترجمہ اردو صفحہ ۱۸۴ روایت ہے ابی بن کعب سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری مثال پیغمبروں میں ایسی ہے۔ کہ جیسے کسی نے ایک محل بہت خوبصورت اور اچھا اور پورا بنایا۔ اور اسمیں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اور لوگ اُس میں پھرتے تھے اور تعجب کرتے تھے اسکی خوبی کو دیکھ کر اور کہتے تھے۔ کاشکے یہ جگہ ایک اینٹ کی بھی پوری ہوجاتی پس میں بیچ پیغمبروں میں ایسا ہوں۔ اور اسی اسناد میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا میں امام ہونگا پیغمبروں کا اور خطیب ہونگا اُن کا۔ اور صاحب شفاعت ہونگا اُن کا۔ الخ بلفظہ +

ان تمام احادیث صحیحین و جامع ترمذی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین اور خطیب الانبیا اور صاحب شفاعت الانبیا علیہم السلام

بموجب آیات قرآنی کے ثابت ہے۔ علاوہ ان کے کثرت سے احادیث صحیحہ وارد ہیں جن پر تمام اہل اسلام کا اجماع قائم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کوئی نبی ان کے بعد قیامت تک پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالے اصدق الصادقین کا حکم اور اُس پر سید المرسلین کا ارشاد اس بات کی دلیل قوی بلکہ اقوی ہے۔ کہ کوئی بھی نظیر یا مانند یا مثل ان کا نہیں ہو سکتا اور نہ ہوگا۔ اور اگر بقول وہابیہ اور مرزائیہ ایسا ہو تو اللہ تعالے اور اس کا حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو نعوذ باللہ کاذب ٹھیرتے ہیں اور یہ بات اُن کے شان کے سخت خلاف ہے۔ اور محال ہے۔ اور کہنے والا دجال ہے۔

فصل سوم اقوال علمائے اعلام سے ثبوت اور وہابیہ کی تردید

(۱) معتمد فی المعتقد حضرت علامۃ العلماء تورپشتی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷ مطبوعہ مدراس۔ یہ کتاب ساتویں صدی ہجری میں لکھی گئی تھی۔ لکھتے ہیں :۔ اگر کوئی شخص قائل ہو مثل یا نظیر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کافر ہے تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل صفحہ ۹۲۔ اور کتاب بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ اصل عبارت علامہ علیہ الرحمۃ کی یہ ہے :۔ کہ وے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم بسین ہمہ پیغمبران است۔ در زمان وے تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد۔ و ہر کہ دریں بشک باشد دراں نیز بشک باشد۔ و آنکس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود۔ و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وذریاتہ انتھٰی ولنعم ما قال واصل سہ

ربنا اللہ لا عدیل لہ (بلفظہ) حبذا کیف لا مثیل لہ

(۲) تفسیر روح البیان۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸ سطر ۱۰

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعوی نبوت کیا

اُس نے لوگوں سے کہا۔ کہ مجھکو مہلت دو۔ کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں
حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا۔ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب
کریگا۔ وہ **اُسی وقت کافر ہو جائیگا**۔ اس لئے کہ جو شخص اُس سے معجزہ
طلب کریگا یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ **دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے**
(صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) **ممکن الوقوع** سمجھتا ہے۔ حالانکہ آپ (صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم) **فرما چکے ہیں لا نبی بعدی**۔ بلفظہ

(۳) **تمہید** یہ کتاب پرانی عقائد کی ہے جسکو حضرت نظام الدین اولیا
علیہ الرحمۃ نے بھی پڑھا ہے۔ قدما میں درسی کتاب تھی۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۰
من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منه المعجزۃ
فانه یصیر کافرا لانه شك فی النص۔ یعنی جو کوئی دعویٰ نبوت کا
کرے ہمارے زمانہ میں **کافر ہو جائیگا**۔ اور جو کوئی اُس سے معجزہ طلب
کرے وہ بھی **کافر ہو جائیگا**۔ کیونکہ اُس نے نص (آیت وحدیث)
میں شک کیا

(۴) **مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر صفحہ ۶۳۰** مصری۔ واما
الایمان بسیدنا محمد علیه الصلوٰۃ والسلام فیجب بانه رسولنا
فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا امن بانه رسول ولم
یومن بانه خاتم الانبیاء لا یکون مؤمنا۔ بلفظہ یعنی اور ایمان
لانا ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں واجب ہے۔ کہ تحقیق وہ اب
بھی ہمارے رسول ہیں۔ اور یہ کہ وہ انبیا علیہم السلام کے خاتم ہیں۔ جو ایمان
لائے کہ وہ ہمارے رسول ہیں۔ لیکن اس بات پر ایمان نہ لایا کہ وہ خاتم الانبیا
ہیں۔ **تو وہ مسلمان نہیں**

دیکھئے۔ اگر کوئی شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے۔ کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رسول تو ہیں مگر خاتم الانبیا اور رسل نہیں
تو وہ کافر ہے۔ یہی ایمان وہابیہ اور مرزائیہ کا ہے

فیصلہ شد کہ دونو گروہ کافر ہیں۔ کیونکہ ان دونو کا

یہی عقیدہ ہے۔

(۵) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ مطبوعہ لاہور صفحہ ۹۔

حاشیہ ہے

انت موج اوّل الامواج فی بحر القدیم
لیس مثلک ممکن فی الکائنات یا رسول

یعنی اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سب سے پہلے بحر القدیم کی موج ہیں۔ آپ کا مثل یا نظیر کائنات میں ہونا ممکن ہی نہیں۔

(۶) مظہر الحق و بہار جنت عقاید میں دونو کتابیں جو ۱۲۸۴ھ میں تالیف ہوئیں ہے

نبی بعد حضرت نہ ہوگا کوئی — سمجھ خاتم الانبیاء ہیں وہی
نہیں شرع میں مصطفےٰ کے سوا — کسی کا لقب خاتم الانبیا
نبیؐ ایسا بھیجا بشیر و نذیر — ہوا ہے نہ ہو جسکا ہرگز نظیر

(۷) وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد مؤلفہ مولٰنا مولوی محمد عبد اللہ ڈھاکوی مطبوعہ نامی لکھنؤ سنہ ۱۳۰۳ھ صفحہ ۴۸۔

نعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظہور نور احمدؐ سے ہوا کون و مکاں پیدا — ملک پیدا فلک پیدا زمین پیدا زماں پیدا
کہاں عالم میں احمدؐ سا ہوا عالی مکاں پیدا — ہوئے ہیں جسکے باعث سے زمین و آسماں پیدا
ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغ نور احمدؐ سے — ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسماں پیدا
بنایا عرش خالق نے انہیں کے نور انور سے — کیا لوح و قلم ظاہر ہوئے کُن و بیاں پیدا
رسول پاک کے باعث شہ لولاک کے باعث — ہوئے دونو جہاں پیدا ہوئے سب انس و جاں پیدا

نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھ سا ہے نہ ہوئیگا
نہ نوری میں وہاں پیدا نہ خاکی میں یہاں پیدا

پس ہمارا اہل سنت وجماعت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مانند یا مثل نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ جیسے اللہ تبارک تعالیٰ اپنی شان الوہیت میں واحد و بے نظیر ہے۔ اسی طرح حضرت محمدؐ

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی شان نبوت ورسالت وعبدیت میں واحد اور بے نظیر ہے ۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے خواہ وہ وہابی ہو یا مرزائی کہ اُن کی طرح اُن کی نظیر یا یا سند اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں وہ قرآن شریف واحادیث واقوال علماء اعلام کا منکر بلکہ مکذب ہے ۔ اور بس ۔

قولہ ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت کے صفحہ ۳۲۶ پہ لکھتے ہیں ۔ کہ آسمان و زمین و ہر چہ درمیان آنست الخ ۔ و ہفت آسمان و زمین در قبضہ قدرت وےبیست الخ و شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے صفحہ ۵۷ پر ہے ۔ اگر خواہد در لحظہ ہزار ہزار آدم و عالم بیافریند الخ اور صفحہ ۹۶ پر ہے ۔ اگر خواہد در لحظہ صد ہزار الخ ۔ بلفظہ صفحہ ۲۴ ۔

اقول ۔ مفتی جی ! ان عبارات سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں پیدا ہو سکتے ہیں ۔ اور یہ بات خدا کی قدرت میں داخل ہے ۔

میں پوچھتا ہوں ۔ کہ ان عبارات کا ماخذ کہیں قرآن شریف و احادیث شریف سے بھی دکھلا سکتے ہیں ۔ یا کہیں انکی سند نص صریح سے بتلا سکتے ہیں کیونکہ آپ کو تو قرآن اور حدیث سے سند لانا چاہیئے ۔ جو وہابیہ کا بظاہر بڑا اصول ہے ۔ یا بزرگان دین اور صوفیا کرام کے مؤول کلام کو ہی پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں ۔ خواہ وہ بظاہر نص کے خلاف ہی ہوں ۔ ان تحریرات عبارات کا جو مطلب آپ سمجھے بیٹھے ہیں وہ غلط اور محض غلط ہے حالانکہ وہ بزرگان لفظ اگر خواہد کا ساتھ ہی فرما رہے ہیں ۔ جسکا جواب پہلے ہو چکا ہے ۔

قولہ ۔ مطالبہ نمبر ۹ ۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند کریم سے وہ قدرت جو اسمیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی ۔ اب سلب ہو گئی ۔ اگر نہیں ہوئی تو آپ کو مولانا کی تحریر پر کیا اعتراض ہے ۔ الخ ۔ بلفظہ ۔ صفحہ ۲۴ ۔

اقول ۔ مفتی جی ! یہ عجیب آپ کی منطق ہے ۔ کہ جسکا صفحہ ۔۔۔

اور کیا یہ آپ کے ذہن ناقص میں ہے۔ یہ کس نے کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سلب ہو گئی۔ ایسی ایسی گستاخیاں اللہ تعالیٰ کی شان میں کرنا آپ لوگوں کو ہی شایاں ہے۔ جو ہیچ در ہیچ سے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اگر بموجب اپنے حکم اور وعدہ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پیدا نہ کرے۔ یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کو پیدا نہ کرے تو اس سے اس کی قدرت سلب شدہ تصور ہوگی۔ جو آپ فرماتے ہیں کہ" وہ قدرت جو ہمیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنیکے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی" واہ سبحان اللہ آپ کی دلیل۔ کہئے آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے پیدا کرنیکے وقت اللہ تعالیٰ نے یہی اقرار کر لیا تھا۔ کہ میں نے آپکو خاتم النبیین بنایا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن میں اپنا حکم اور وعدہ کے خلاف کروڑوں نبی پیدا کرونگا۔ یا کم سے کم سید احمد بریلوی یا مرزا قادیانی یا مولوی اشرفعلی تھانوی کو تو ضرور نبی بناؤنگا۔ تاکہ وہابیہ فرقہ یا مرزائیہ کو یہ گمان نہ گذرے۔ کہ میری قدرت سلب ہو گئی ہے۔ اگر ایسا وعدہ یا حکم کہیں آپ کے قرآن شریف میں ہے تو دکھلائیے۔ ورنہ ایسے ایسے بیہودہ دلائل کو علما کے روبرو پیش کرنے کی جرأت نہ کیجئے۔ اچھا کہئے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کبھی اپنی اولاد کے پیدا کرنیکی بھی قدرت تھی۔ اگر تھی تو کتنے لڑکے لڑکیاں نعوذ باللہ پیدا کیئے۔ اگر نہ تھی۔ تو کیوں؟ اور اب بھی یہ قدرت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس قدرت کو ظاہر کیوں نہیں کرتا۔ یا آپ کے خیال اور عقیدہ کے مطابق وہ قدرت اب سلب ہو گئی ہے۔ آپ اپنے مولانا کی روح سے دریافت کر کے اس کا جواب دیجئے۔ بشرطیکہ وہ روح مدد دینے کے قابل ہو۔ ورنہ اپنے مولنا کی تحریر کو مثل ردی سمجھئے۔ اور باقی مطالبات کو بھی اسی ذیل میں رکھئے۔

باب دہم

عقیدہ نمبر ۱۴ وہابیہ دیوبندیہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں"

بلفظہٖ براہین قاطعہ صفحہ ۳ مولوی خلیل احمد انبیٹوی

قولہٗ - توضیح مطالبہ نمبر ۱۰ - بر عقیدہ نمبر ۱۴ - آپنے براہین قاطعہ کے حوالہ پر وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۴ یہ لکھا ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں - صاحبان! کیا آپ نبی علیہ السلام کو خدا کے برابر اعتقاد رکھتے ہیں بلفظہٖ صفحہ ۲۵ سطر ۱۵ *

اقول مفتی جی! الحمد للہ آپ نے عبارت محررہ براہین قاطعہ کا حسب عادت خود انکار نہیں کیا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی علیہ السلام بار بار لکھنا آپ کی دینی معلومات کا نمونہ ہے - جو قرآن شریف کی آیت شریف يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۵ کے برخلاف ہے - جو درود شریف کو چھوڑ کر صرف سلام ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور یوں مفتی ہیں *

ہم نے کہاں کہا یا لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے برابر ہیں - یا حسب عادت بہتان لگاتے ہیں - ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں اور کہینگے کہ

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہیے اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں اور بھی کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہے - ہرگز نہیں - اگر کوئی ہے تو اُسکا پتہ دیجئے اور نام بتلائیے - ہاں آپکے اعتقاد میں بڑے بھائی کے برابر یا جملہ بنی آدم کے برابر ہیں العیاذ باللہ - یا تو بقول آپکے امام الطائفہ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے

بھائی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یا یہ تفریط اس سے بھی بڑھ گئے۔ کہ جملہ بنی آدم کے برابر کر دیا۔ اس میں مسلم۔ کافر۔ مشرک۔ منافق۔ چوہڑے۔ چمار کی بھی کوئی تمیز نہ رہی۔ ایسی صورت میں اگر ہم کہیں کہ مولوی اسمٰعیل ایک چوہڑے کے برابر ہیں یا مولوی رشید احمد ایک چمار کے برابر ہیں۔ یا یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد ایک کنجڑ[لہ] کے برابر ہیں۔ یا مولوی اشرفعلی ایک ڈوم کے برابر ہیں۔ تو کیا آپ اس پر بہت خوش ہونگے۔ اور توہین ان کی نہیں سمجھیں گے۔ جبکہ آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ تو آپ کے بزرگوں کو ایسے مماثلت سے کیا عذر ہوگا۔ خواہ لفظ بشریت بھی اُن میں شامل کر لیں +

ہمارا ایمان ہے۔ کہ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ای فی الاُلوھیت۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں قل ھو محمد احدٌ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ای فی العبودیت والمحبوبیت۔ یعنے جیسے اللہ تعالےٰ اپنی الوہیت میں احد اکیلا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عبودیت و نبوت و رسالت محبوبیت میں احد یکتا ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں۔ بس +

قولہٗ نصوص قرآنیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفس بشریت میں بنی آدم کے برابر بتلاتی ہیں۔ جو کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ ترجمہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے کہدو۔ کہ میں بھی تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ بلفظہ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۷ +

اقول مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ بنی آدم کے برابر بنانے میں ایسے منہمک ہیں۔ کہ آیت قرآنی سے لفظ یُوحیٰ الیّ کو بھی چھوڑ گئے۔ اور تحریف قرآنی کا بھی خوف نہ کیا۔ مراد اس سے یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی طرح بھی کوئی فضیلت ظاہر نہ ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے یہ لفظ نہ نکلیگا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح یا ہماری مثل یا مانند بشر تھے۔ البتہ کفار نا

لہ کنجڑہ ایک قوم سبزی فروش پیشہ ہے۔ جو دہلی پہاڑ گنج میں رہتے ہیں +

کا یہ قول تھا۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا دیگر پیغمبران علیہم السلام ہماری طرح آدمی اور بشر تھے۔ جیسے اللہ تعالے نے اسکی خبر قرآن شریف میں دیتا ہے *

(۱) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نریٰك الا بشرًا مثلنا۔ (سورۂ ہود) یعنی پس کہا رئیس لوگوں نے جو کافر تھے۔ قوم (حضرت نوح علیہ السلام) میں سے کہ نہیں دیکھتے ہم تجھے، مگر اپنی طرح ایک آدمی *

(۲) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم (سورہ المومنون) پھر کہا اُن بڑے آدمیوں نے جو کافر ہوئے تھے اُسکی قوم (حضرت نوحؑ) سے، نہیں ہے یہ شخص، مگر ہماری طرح ایک آدمی۔ چاہتا ہے تمہارے پر اپنی بڑائی *

(۳) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وقال الملاء من قومہ الذین کفروا وکذبوا بلقاء الاٰخرۃ واترفنٰھم فی الحیٰوۃ الدنیا ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون ۝ ولئن اطعتم بشرًا مثلکم انکم اذا لخٰسرون ۝ (سورہ المومنون) یعنی اور کہا ایک گروہ رئیسوں نے اس (رسُول) کی قوم میں سے جو ایمان نہیں لائے (یعنی کافروں نے) اور جھوٹ سمجھا اُنہوں نے روز قیامت کو۔ اور نعمت دی تھی ہم نے اُن کو زندگی دنیا میں۔ (کہنے لگے) نہیں ہے یہ رسول مگر آدمی مثل تمہارے، کھاتا ہے اُس میں سے جسمیں سے تم کھاتے ہو۔ اور پیتا ہے اُس میں سے جسمیں سے تم پیتے ہو۔ اور اگر تم فرمانبرداری کرو گے ایک آدمی کی، جو تمہاری مانند ہے۔ بیشک تم اُسی وقت ٹوٹا یا نقصان پانیوالے ہو *

(۴) اللہ تعالے فرماتا ہے قالوا ان انتم الا بشر مثلنا (سورہ ابراہیم) یعنی کہا کافروں نے رسولوں سے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو *

(۵) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم (سورہ الانبیاء) یعنی ظالموں کافروں نے کہا۔ کہ یہ (محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم) تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے +

(۶) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ما انت الا بشر مثلنا (سورۃ الشعرا) (کہا کافروں نے) نہیں ہے تو (حضرت صالح علیہ السلام) مگر ایک آدمی ہماری مانند +

(۷) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (سورہ یٰس) یعنے کہا کافروں نے (رسولوں سے) نہیں ہو تم مگر ہماری مانند آدمی +

علاوہ ان کے اور بہت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کہ کافر لوگ پیغمبران علیہم السلام کو کہا کرتے تھے۔ کہ تم ہماری مانند یا مثل آدمی ہی ہو اور دلیل میں یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو +

یہی حال وہابیہ کا ہے۔ ذرہ بھر بھی زبان کو نہیں روکتے اور نہ اُسکو گستاخی یا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بڑے زور اور تعلی سے کہتے ہیں۔ کہ ہم نص کے مطابق کہتے ہیں۔ اور جو نص قل انما انا بشر مثلکم تم قرآن شریف سے پیش کرتے ہو۔ وہ تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔ اور تمکو اُس طرف سے ذہول ہے۔ اور ذہن انکا مجہول اور مجھول ہے۔ اسمیں اللہ تعالےٰ کا حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ کہ آپ تواضعاً کہدیجئے کہ میں بھی بشر ہوں۔ یعنے خدا نہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے میری عزت اور توقیر یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو کسی بشر کے پاس تمہارے میں نہیں آتی۔ اِس کی تصدیق میں صرف دو کتابوں معتبرہ سے نقل کرتا ہوں۔ تاکہ آپکا اطمینان ہو +

(۱) تفسیر کبیر جلد خامس صفحہ ۵۱۱ سطر ۵ مصری۔ واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر محمداً صلے اللہ علیہ وسلم بان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم۔ بلفظہ یعنے اور جان لے کہ جب اللہ تعالےٰ نے کمال کلام الٰہی کا بیان کیا تو حکم دیا۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ طریقہ تواضع اور کسر نفسی کا اختیار کریں پس فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ اے رسول میرے (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہدیجئے کہ میں

بھی تمہاری طرح آدمی ہوں *

(۲) مجمع البحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۰ سطر ۱۶ لغت شرح احادیث شریف - اعبدوا اللہ ربکم و اکرموا اخاکم - اراد نفسہ صلے اللہ علیہ وسلم ھضما لنفسہ ای اکرموا من ھو بشر مثلکم لما اکرمہ اللہ تعالےٰ بالوحی - بلفظہ - یعنے حدیث شریف میں ہے کہ بندگی کرو اللہ تم اپنے رب کی - اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی - یعنے اس کہنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ اور منشا کسر نفسی ہے یعنی تعظیم اور عزت کرو اُسکی جو تمہاری طرح آدمی ہے - جبکہ اُسکو اللہ تعالےٰ نے وحی بھیجکر معزز فرمایا ہے *

دیکھیئے حدیث شریف کا اور آیت شریف کا مطلب کہ آنحضرت صلے اللہ کا ایسا فرمانا محض کسر نفسی اور تواضع کا منشا اور مطلب ہے - نہ واقعی وہ کسی آدمی کے بھائی ہیں - جیسے وہابیہ سمجھ رہے ہیں *

قولہ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم - ترجمہ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی فضل کیا - کہ اُن میں اُن ہی میں کا ایک رسول بھیجا - بلفظہ صفحہ ۲۵ سطر ۲۰ *

اقول - مطلب آپکا اس حصۂ آیت شریف کے لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سُنی لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا سمجھے ہوئے ہیں - لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم - کیا اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے - کہ وہ ہماری مانند آدمی ہیں - یا آپ کو بھی یہ حق پیدا ہو گیا ہے کہ اُن کو بھائی یا جملہ بنی آدم کے برابر سمجھیں - باوجودیکہ اس آیت میں لفظ رسول موجود ہے - اور دوسرے لوگوں سے آپ کو جدا کر رہا ہے - تو کیا جملہ بنی آدم مع آپکے بزرگوں کے سب رسول ہی ہیں - نعوذ باللہ منہا *

اچھا اگر آپ کے امام لطائفہ یا کوئی بزرگ جملہ بنی آدم میں سے افضل ہیں - اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے لفظ یا جملہ آیت شریف لقد من اللہ علی المومنین قرآن شریف میں آیا ہے - تو کسی اور کیلئے بھی ایسا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے - اگر ایسا ہے تو دکھلایئے

تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی جملہ بنی آدم میں داخل کیجئے۔ ورنہ ایسی گستاخی سے باز آئیے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو جملہ بنی آدم کے برابر سمجھنا اور لکھنا سخت توہین اور خلاف قرآن شریف و احادیث شریف و اجماع امت ہے۔ دیکھیے اللہ تعالے فرماتا ہے:-

(۱) افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستوٗن (سورہ سجدہ) یعنے کیا مومن اور فاسق برابر ہو سکتے ہیں ۔

(۲) قل لا یستوی الخبیث والطیب (سورہ مائدہ) یعنے اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہدیجئے۔ کہ پاک اور ناپاک برابر نہیں ۔

(۳) لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ (سورہ حشر) یعنے دوزخی اور بہشتی لوگ برابر نہیں ۔

(۴) وما یستوی الاعمیٰ والبصیر (سورہ مومن) یعنے اندھا اور سوجاکھا برابر نہیں ہو (سنی اور وہابی برابر نہیں) ۔

(۵) قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (سورہ زمر) یعنے عالم اور جاہل برابر نہیں آپ فرما دیجئے ۔

(۶) افنجعل المسلمین کالمجرمین (سورہ قلم) کیا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرح بناتے ہیں۔ (یعنے نہیں بناتے) ۔

دیکھئے اور ہوش سے سوچئے۔ کیا جملہ بنی آدم برابر ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ کیوں کفر کی دلدل میں پھنستے ہو ؟

فصل اوّل میں تفاسیر قرآنی سے ثبوت کافی کہ جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ثانی صفحہ ۴۸۴ سطر ۲۲ مصری - زیر آیت ان اللہ اصطفٰے آدم الآیہ واعلم ان تمام الکلام فی ھٰذا الباب ان النفس قدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماھیئتھا سائر النفوس الخ

بلفظہ - یعنی نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مخالف ہے ۔

(۲) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۶ سطر ۱۳ مصری ۔ زیر آیت سورہ کہف وعلمناہ من لدنا علما - فنقول جواھر النفس الناطقة مختلفة بالماھیة بلفظہ - یعنی جواہر نفوس مختلف الماہیت ہیں ۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیت تمام انسانوں کی ماہیت سے جداگانہ ہے ۔ اس لئے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں ۔

(۳) تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۳۹ ، ۴۴۰ سطر ۲۵ مصری ۔ اعلم حیث یجعل رسالته وذکر الحلیمی فی کتاب المنهاج ان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام لا بد وان یکونوا مخالفین لغیرهم فی القوی الجسمانیة والقوی الروحانیة .... وقوله صلے الله علیه وسلم زویت لی الارض فارئیت مشارقها ومغاربها - وقوله صلے الله علیه وسلم اقیموا صفوفکم وتراصوا فانی اراکم من وراء ظهری - بلفظہ - یعنی جانو کہ رسالت کہاں رکھی جاتی ہے ۔ اور حلیمی نے کتاب منہاج میں ذکر کیا ہے ۔ کہ تحقیق انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے ضروری ہیں ۔ کہ وہ دوسرے لوگوں سے قوٰی بدنی اور قوٰی روحانی میں سے جدا ہیں ۔ اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے لئے زمین کو سمیٹا گیا ۔ پس میں نے اُس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ۔ اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قائم اور سیدھی کرو نماز میں اپنی صفوں کو ۔ اور مل کر کھڑے ہو ۔ پس تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی ۔

(۴) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پارہ عم صفحہ ۲۱۸ سطر ۱۰ - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات :-

از خصوصیاتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را در بدن مبارکش دادہ بود :-

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از پس پشت میدیدند - چنانچہ از

پیش روے خود میدیدند ۞

(۲) و در شب و در تاریکی چناں میدیدند کہ بروز و در روشنی ۞

(۳) و آب دہن ایشاں آبہاے شور را شیریں میکرد ۞

(۴) و باطفال شیرخوارہ یک قطرہ از آب دہن بچشانیدند آں اطفال تمام روز شکم سیر ساختند۔ و طلب شیر نمے کردند۔ چنانچہ در روز عاشورہ با طفال اہلبیت تجربہ شدہ ۞

(۵) و بغل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ براق بود و اصلا موئے نداشت ۞

(۶) و آواز ایشاں جائے میرسد کہ آواز دیگراں بعشر عشیر آں نمیرسد و از دور کہ شنیدند کہ دیگراں ازاں مسافت نمے توانند شنید ۞

(۷) و در خواب چشم ایشاں خواب آلود میشد و دل خبردار میماند ۞

(۸) و فازہ دہن ہرگز ایشاں در تمام عمر اتفاق نہ افتاد ۞

(۹) و احتلام ہرگز واقع نشد ۞

(۱۰) عرق مبارک ایشاں خوشبوتر از مشک بود۔ بحدیکہ اگر در کوچہ می گذشتند ہر دم بسبب بوئے خوش عرق ایشاں کہ در ہوا سرائت کردہ میماند۔ پے میبردند کہ ازیں کوچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گذشتند ۞

(۱۱) ہیچ کس اثر فضلۂ ایشاں بر روے زمین ندیدہ زمین می شگافت فرو میبرد و ازاں مکان بوے مشک می شمیدند ۞

(۱۲) و در وقت تولد مختون پیدا شدند ۞

(۱۳) و ناف بریدہ پاک صاف ہرگز لوث نجاست بر بدن ایشاں نبود ۞

(۱۴) چوں بر زمین افتادند سجدہ کناں و انگشت خود را سوئے آسمان برداشتند ۞

(۱۵) و در وقت تولد ایشاں نورے منتشع شد کہ بسبب آں شہرہائے شام مادر ایشاں را نمودار شد ۞

(۱۶) و گہوارہ ایشاں ملائکہ می جنبانیدند ۞

(۱۷) وماہتاب بایشاں درحالت طفولیت کہ درگہوارہ بودند حرف میزد ٭

(۱۸) ہرگاہ اشارہ بوے میفرمودند بسوے ایشاں مایل میشد ٭

(۱۹) وبارہا درحالت گہوارہ تکلم میفرمودند ٭

(۲۰) ہمیشہ بروز وقت تمازت گرما ابر برایشاں سایہ میداشت ٭

(۲۱) اگر زیر درختے می آمدند سایہ درخت بسمت ایشاں متوجہ میشد ٭

(۲۲) وسایہ ایشاں برزمین نمے افتاد ٭

(۲۳) برجامہاے ایشاں مگس نمی نشست ٭

(۲۴) وسپش ایشاں را ایذا نمی داد ٭

(۲۵) اگر برجانورے سوار میشدند آں جانور تا مدت سواری ایشاں بول وبراز نمے کرد ٭

(۲۶) درعالم ارواح اول کسے کہ پیدا شد ایشاں بودند ٭

(۲۷) اول کسے کہ درجواب الست بربکم بلیٰ گفت نیز ایشاں بودند ٭

(۲۸) وسیر معراج مخصوص بایشاں است ٭

(۲۹) وسواری براق نیز مخصوص بایشاں ٭

(۳۰) وبالاے آسمان رفتن وبحد قاب قوسین رسیدن وبدیدار الٰہی مشرف شدن ٭

(۳۱) وملائکہ را فوج وحشم ایشاں ساختن ہمراہ ایشاں مانند لشکریاں جنگ وقتال کردند نیز خاصہ ایشان است ٭

(۳۲) وشق القمر ودیگر معجزات عجیبہ وغریبہ نیز مخصوص بایشان است ٭

(۳۳) وروز قیامت آنچہ ایشاں را دہند ہیچ کس را نہ دہند ٭

(۳۴) اول کسیکہ از قبر سر برآرد ایشاں باشند ٭

(۳۵) واول کسیکہ از بیہوشی افاقہ کند ایشاں باشند ٭

(۳۶) ایشاں را براق حشر نمایند ٭

(۳۷) وہفتاد ہزار فرشتہ گرداگرد ایشاں جلودار باشند ٭

(۳۸) وبجانب راست عرش بالاے کرسی ایشاں را جادہند ٭

(۳۹) و مقام محمود مشرف سازند ۔

(۴۰) و در دست ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشاں زیر آں نشان باشند ۔

(۴۱) و ہمہ انبیا با متبعانِ خود پس روے ایشاں شوند ۔

(۴۲) و در دیدار خدا اوّل با ایشاں شروع کنند ۔

(۴۳) و بشفاعت عظماء ایشاں را مخصوص سازند ۔

(۴۴) و اوّل کسے کہ بر پلصراط بگذرد ایشاں باشند و تمام خلائق حشر را حکم شود کہ چشمہاے خود را فرو بندید تا دختر ایشاں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بر پلصراط بگذرد ۔

(۴۵) اول کسے کہ در جنت را بکشاید ایشاں باشند ۔

(۴۶) در روز قیامت ایشاں را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند و آں مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ ۔

(۴۷) و حقیقت آں آنست کہ ایشاں دراں روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیرات بادشاہ باشند ۔

(و آنچہ در شرائع باں مخصوص اند چیزہاے بسیار است کہ تعداد آں موجب تطویل است ۔ الخ ۔ بلفظہ ۔

دیکھئے ان خصائل و فضائل و خصائص کا کوئی فرد بشر حتّٰی کہ انبیاء علیہم السلام میں بھی کوئی نہیں ہے ۔ نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہوگا ۔ لعنت خدا اس شخص پر ہو جسکا یہ قول ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں ۔ یا وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں ۔ اور لعنت خدا اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس قائل پر ہو جسکا قول یہ ہو کہ وہ چوہڑے اور چمار سے بھی ذلیل ہیں ۔

(۵) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۴۰۶ سطر ۱۰ سورہ ہود ۔

فقال الملاء پس کہا اشراف اور رئیس لوگوں نے الذین کفروا وہ لوگ کہ کافر تھے من قومہ قوم نوح علیہ السلام میں سے کہ ما نراک نہیں دیکھتے

ہیں تجھے الا بشر مثلنا مگر بشر مثل اپنے یعنی تجھ میں وہ فضیلت ہم نہیں پاتے جسکے سبب سے نبوت کے ساتھ تیری تخصیص ہو۔ اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو۔ انہوں نے بشر کی صورت دیکھی۔ اور حقائق انسانی کے ادراک سے غافل رہے۔ بلفظہ ؞

(۶) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر اول صفحہ ۱۱ مطبوعہ بمبئی۔

حکایت مرد بقال

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درد　　شیر آں باشد کہ مردم می خورد
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد　　کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
کافراں را دیدۂ بینا نبود　　نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیا برداشتند　　اولیا را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر　　ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمے　　ہست فرقے درمیاں بے منتہے
ہر دو گوں زنبور خوردند از محل　　از یکے شد نیش و زاں دیگر عسل
ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب　　از یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب
آں دو نے خوردند از یک آبخور　　آں یکے خالی و دیگر پر شکر
صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں　　فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

دیکھئے مولانا روم علیہ الرحمۃ مطابق قرآن شریف و تفاسیر کے کیا حسب حال منکرین فرماتے ہیں۔ کہ یہ قول کفار نابکار کا تھا۔ کہ پیغمبران علیہم السلام ہماری مانند ہیں۔ اور اُن کے ساتھ دعوے ہمسری کرتے تھے اور اولیاء اللہ کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہم بھی آدمی یا بشر ہیں۔ ایسے ہی پیغمبران علیہم السلام ہیں۔ جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ مگر یہ اُنکی نابینائی چشم تھی۔ ورنہ ہم میں اور اُن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پھر اس کی مثالیں لکھتے ہیں۔ کہ دیکھو۔ دو قسم کے زنبور ہیں۔ اُن کی خوراک ایک ہی چیز ہے۔ مگر ایک میں زہر دار نیش ہے اور دوسری میں شہد

پیدا ہوتا ہے جسکی تعریف قرآن شریف میں ہے۔ پھر دو ہرن ایک ہی جنگل میں چرتے ہیں۔ مگر ایک تو مینگنی کرتا ہے۔ اور دوسرے سے مشک نافہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح دو نے (نرسل) ایک ہی پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ لیکن ایک تو ایسا ہی پھیکا ہوتا ہے اور دوسرا ایسا میٹھا کہ اس سے شکر اور مصری پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسی لاکھوں مثالیں نظیریں اور صورتیں موجود ہیں۔ کہ جن میں بہت فرق اور تفاوت ہے جسکا اندازہ نہیں۔ اور یہاں آپ جملہ بنی آدم کے برابر کرتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ۔

(۷) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۹۰ سطر ۱ (سورہ قمر) عند ملیک ایسے بادشاہ کے پاس مقتدر قادر ہے سب چیزوں پر۔ صاحب بحر الرائق نے فرمایا ہے مقعد صدق وحدت قربت کا مقام ہے کہ عندیت کے مرتبہ میں متحقق ہوتا ہے اور کشف الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ عند کا کلمہ تقریباً و تخصیص کی علامت رکھتا ہے یعنی اہل قرب کل اس گھر میں اس مرتبہ کے ساتھ اختصاص رکھیں گے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی عالم میں اس مرتبہ کے ساتھ مخصوص تھے کہ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی اور جب وہ مرتبہ جسکے سبب سے خاص لوگ کل کو ناز کرینگے آج آپکا ادنی رتبہ تھا تو کل قیامت میں جو مرتبہ اعلے آپکو حاصل ہوگا اس کا نشان کون دے سکتا ہے۔ نظم

اے محرم سر لایزالی	مرآت جمال ذو الجلالی
مہمان ابیت عند ربی	صاحب دل الابہام قلبی
از قربت حضرت الٰہی	ہستی بمقامے کہ خواہی
قربے کہ عبارتش نہ سنجد	در حوصلۂ خرد نہ گنجد
گم گشتہ بود عبارت آنجا	نا رسد اشارت آنجا بلفظہ

(۸) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ پارہ عم صفحہ ۲۳۳ سطر ۷ ورفعنا لک ذکرک یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا۔ باین مرتبہ جامعیت کمالات ترا میسر شد۔ کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی۔ و باین جامعیت منفرد و طاق بر آمدی۔ حالا ترا ہمراہ خدا یاد کنند مثلاً گویند اللہ و رسول دانا تر است۔

در رسول چنیں فرمودہ کہ واجب الاطاعت است وعلیٰ ہذا القیاس۔ ودر حدیث شریف وارد است آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند حضرت جبرائیل گفت علیہ السلام کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز و التحیات و اقامت، وخطبہ ودر کلمہ طیبہ ودر کلمۂ شہادت ودر امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ودر حرمت معصیت کہ من یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خلدین فیھا ابدا پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہمراہ آمدست الخ بلفظہ

فصل دوم احادیث سے ثبوت

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی مانند نہیں ہیں

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۶۴ سطر ۵ مصری (باب الوصال) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال لست کاحد منکم انی اطعم واسقی اوانی ابیت اطعم واسقٰی۔ بلفظہ۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ وصل نہ کرو۔ یعنے روزہ وصل نہ رکھو۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم نے کہ آپ جو وصل کرتے ہیں۔ اسلئے ہم بھی روزہ وصل رکھیں گے اس پر فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں۔ کہ مجھکو کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ مجھ کو رات کو کھانا دیا جاتا اور پانی دیا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۶۴ سطر ۳ مصری عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی اطعم واسقی یعنے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے۔ کہا منع فرمایا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے (یعنے روزہ وصال سے) صحابہ

رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ کہ آپ جو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں۔ مجھے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔

(۳) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۴ سطر ۲ مصری۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اذا اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انی لست کھیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی یعنی حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ تحقیق میں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا مت وصل کرو۔ اور اگر وصل کرنے کا ارادہ کرو۔ تو سحری تک وصل کرو۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہ تحقیق آپ وصل فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ میں تمہاری صورت و شکل و ہیئت کی مانند نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

(۴) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۴ سطر ۵ مصری عن عائشۃ رضی اللہ تعالے عنہا قالت نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ لہم۔ قالوا انک تواصل قال انی لست کھیئتکم انی یطعمنی ربی و یسقین۔ بلفظہ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا منع فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بطریق رحمت ان کیلئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کہ آپ جو خود وصل فرماتے ہیں۔ تب فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ میں تمہاری شکل و صورت اور خصلت کی مانند نہیں ہوں۔ مجھ کو تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

(۵) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۴ سطر ۹ مصری ان ابا ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الوصال فی الصوم فقال لہ رجل من المسلمین انک تواصل یا رسول اللہ

قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقین' الحدیث۔ بلفظہ +
یعنے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا منع فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ میں وصل کرنے سے۔ پس کہا ایک صحابی نے کہ حضور جو خود وصال کرتے ہیں۔ تب فرمایا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون ہے تمہارے بیچ میری مانند (یعنے تمہارے میں میری مانند کوئی نہیں ہے) تحقیق مجھے میرا رب رات کو کھلاتا ہے' اور پلاتا ہے۔ الحدیث +

اسی قسم کی دو اور احادیث اسی صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ بوجہ طوالت ترک کی گئی ہیں۔ ایمان لانیوالے کے لیئے پانچ احادیث کم نہیں۔ بلکہ ایک ہی حدیث کافی ہے۔ اور نہ ایمان لانیوالے کیلئے قرآن شریف بھی کافی نہیں +

(۲) صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۵۱، ۲۴۳، ۳۵۲ میں سات احادیث کسی قدر خفیف الفاظ کے فرق سے موجود ہیں۔ اُن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اُن کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حسب ذیل ہیں +

(۱) لست کاحد منکم' میں تمہارے میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں +

(ب) انی لست مثلکم' تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں +

(ج) انی لست کھیئتکم' تحقیق میں تمہاری خو و خصلت و شکل و شمائل و صورت کا نہیں ہوں +

(د) وایکم مثلی اور کون ہے تمہارے میں میری مثل؟ (یعنے کوئی بھی میری مثل نہیں ہے) +

دیکھئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشادات فرما رہے ہیں۔ اور تعجب اور افسوس ہے جماعت وہابیہ پر کہ وہ علے الاعلان منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل ہیں اس پر بھی بس نہیں۔ بلکہ یہ کہکر کتابوں میں شائع کر رہے ہیں۔ کہ وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العیاذ باللہ +

ہم کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات الوہیت میں بیمثل ہے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات وصفات عبودیت نبوت و رسالت

میں بے مثل ہیں جس طرح اللہ تعالےٰ کا ثانی محال ہے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی محال ہے۔ اور جن لوگوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اُن پر خدا کی طرف سے نکال ووبال ہے ::

(۷) شفا قاضی عیاض و شرح مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما میں ان احادیث بالا کی شرح یُوں ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمر وابی هریرة وانس وعائشة (رضی اللہ عنهم) جوابًا لقولهم انك تواصل فكيف تنهانا قال انی لست كهيئتكم ای علٰی صفتكم و ماهيتكم انی يطعمنی ربّی ويسقينی۔ بلفظہ۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا۔ کہ تم میں کون ہے میری مثل۔ جیسے روایت کیا حضرت شیخین (ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) نے اور ابن عمر اور ابی ہریرہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم نے اُن کے جواب میں کہ آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو روزہ وصل رکھتے ہیں۔ پھر ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں:۔ اس پر فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری ہیئت کا نہیں ہوں۔ یعنی تمہاری صفت اور ماہیت وخصلت شکل اور مثل کا نہیں ہوں۔ تحقیق مجھکو میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے ::

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ثانی شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۸۶ سطر ۲ عن ابی هُريرةؓ قال نهٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الوصال فی الصوم نہی کردہ است آنحضرتؐ از وصال۔ یعنے روزہ داشتن دو روز یا زیادہ بے اکل و شرب درمیان آں فقال لہٗ رجل پس گفت مر آنحضرت را مردے از اصحاب انك تواصل بدرستیکہ تو وصال میکنی یارسول اللہ پس مرا چرا منع کنی از اں وصال حالانکہ تو میخواہی مارا دائم باتباع خود قال گفت آنحضرت وایکم مثلی وکدام یکے از شما مانند من است انی ابیت يطعمنی ربّی ويسقينی بدرستیکہ من شب میکنم درحالیکہ طعام میدہد مرا آنکہ پروردہ و تربیت کنندہ من است وآب میدہد مرا متفق علیہ ::

بدانکہ علما را دریں طعام و شراب چند قول است یکے آنکہ طعام و شراب محسوس بود کہ برائے آنحضرت ہر شب از نزد پروردگار مے آید و میخورد وے و می نوشید

واین کرامتے بود از خدا تعالیٰ مخصوص بوے صلی اللہ علیہ وسلم۔ و این منافی وصال و موجب بطلان صوم نبود۔ اگرچہ خود روزانہ نیز فرض کنند۔ چنانچہ در روایت دیگر آمدہ است اظل عند ربی یطعمنی ویسقینی روزہ میکنم نزد پروردگار خود طعام وشراب مید ہد مرا چہ آنچہ موجب افطار است۔ شرعاً طعام وشراب معتاد است۔ امّا آنچہ بطریق خرق عادت از بہشت واز پیش پروردگار آمدہ باشد مبطل صوم نبود۔ الخ بلفظہٖ ٭

(۹) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۳۳۳ و ۳۳۴ سطر ۶۔ وصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں بعضی راتوں میں وصال فرماتے تھے یعنی برابر روزہ رکھتے تھے۔ نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے اور نہ افطار فرماتے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بوجہ رحمت اور شفقت اور دور اندیشی کے اُس سے ممانعت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس روزہ رکھنے کو منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جو روزہ وصال رکھتے ہیں ہم کو کیوں اُس کی ممانعت فرماتے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کے لئے فرماتے ہیں۔ فرمایا لست کاحد منکم یعنی میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔ اور ایک روایت میں فرمایا ہے ایکم مثلی یعنے کون تم میں سے میری مثل ہے انی ابیت عند ربی بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس جو میرا پالنے والا ہے تربیت دینے والا ہے رات کو رہتا ہوں یطعمنی ویسقینی وہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ میرا ایک کھلانے والا پلانے والا ہے مجھ کو کھلاتا ہے پلاتا ہے ٭

اور عالموں کے اس کھانے اور پینے میں بہت سے قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں اس سے مراد طعام وشراب محسوس ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے ہر شب کو طعام وشراب بہشت سے آتے تھے آپ کھاتے تھے اور پیتے تھے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ جلشانہٗ کی ایک کرامت مخصوص تھی۔ اور خلاف وصال کے اور روزہ کے جاتے رہنے کا سبب نہ تھا۔

کیونکہ جو چیز شرعاً افطار کا سبب ہوتی ہے' وہ کھانا معمولی دنیا کا ہے۔ لیکن جو بطریق معجزے کے پروردگار کی طرف سے بہشت سے آئے' وہ روزے کے افطار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہ ہو گا +

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم گیارہ روز تک طے کا روزہ رکھتے تھے۔ اور ابراہیم تیمی سے جو تابعین میں سے ہیں منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم چالیس دن میں ایک انگور یا کئی دانے انگور کے نوش فرماتے تھے۔ اور نقل کیا ہے بعضوں نے اپنی قوت اور توانائی سے طے کا روزہ چالیس دن کا رکھا ہے۔ الخ بلفظہ +

(۱۰) مواہب اللدنیہ للشیخ قسطلانی علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۴۸ مقصد ثالث سطر ۲۳۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلے اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علیٰ وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ الخ بلفظہ یعنی خوب جان لے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے اللہ تعالے پر کہ اُس نے پیدا کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بدن شریف کو ایسی صورت پر کہ اُن کے برابر نہ کوئی پہلے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ اُن کے بعد پیدا ہو گا یعنی اُن کی مثل یا نظیر کوئی نہیں ہو گا +

(۱۱) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جلد سوم مکتوب نمبر ۱۰۰ ترجمہ اردو۔ جاننا چاہیئے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں۔ بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کیساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ یعنی اللہ تعالے کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ اس حقیقت کا بیان یہ ہے۔ کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ حضرت واجب الوجود جلشانہ کے صفات ثمانیہ حقیقیہ اگرچہ دائرہ وجوب میں داخل ہیں لیکن اس احتیاج کے باعث جو اُن کو

حضرت ذات تعالےٰ کے ساتھ ہے' ان میں امکان کی بو پائی جاتی ہے اور جب صفات حقیقیہ قدیمیہ میں امکان کی بو پائی جاتی ہے موجود ہے۔ تو حضرت واجب الوجود جلشانہٗ کے صفات اضافیہ میں بطریق اولےٰ امکان ثابت ہوگا۔ اور اُن کا قدیم نہ ہونا اُن کے امکان پر پہلی دلیل ہوگا۔

کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ لیکن آنحضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت کو امکان کا منشا عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس عالم سے برتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اُسکے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ جب جہان میں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر اُن کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۲) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ مطبوعہ لاہور مطبع فخر الدین صفحہ ۵۹ نظم وہابیہ کیش سے

السّلام علیک منّی والصّلوٰۃ یا رسول	لیس لی حسن العمل کیف النجات یا رسول
ما اقول کیف حالی حیث لا یخفےٰ علیک	انت تعلم ما مضٰی و ما سیأتی یا رسول
انت موج اوّل الامواج فی البحر القدیم	لیس مثلک ممکن فی الکائنات یا رسول
انت خیر الخلق خیر الانبیا خیر الرسل	مصدر الخیرات محمود الصفات یا رسول
انت جواد کریم نحن قوم سائلون	من نصاب الفضل شیئ فی الزکوٰۃ یا رسول
ان فی ہجرک عذابا فی عذاب لا یطاق	ان فی وصلک حیاتا فی حیات یا رسول
لنت کنزا مخفیا فی کنت کنزا مخفیا	اختفاء النخل فی عین النبات یا رسول
سلم اللہ علی روحک وصلی دائما	کل ساعات النہار و البیات یا رسول

یہ نظم قطع الوتین وہابیہ ہے۔ عربی آسان ہے اسلئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں۔

باب یازدہم

عقیدہ نمبر ۱۵

عقیدہ نمبر ۱۵ - وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے ملخصًا براہین قاطعہ صفحہ ۵۱

قولہ توضیح مطالعہ نمبر ۱۱ - برعقیدہ نمبر ۱۵ - آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۵ یہ لکھا ہے کہ براہین کے صفحہ ۵۱ پر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے - مشتہر ومصدق صاحبان! اگر آپ یہ عبارت بعینہ کتاب مذکور میں دکھلا دیں - تو آپ کو پھولوں کا ہار دوں - ورنہ گلا ...... کے لئے تیار رکھئے - بلفظہ صفحہ ۲۶ سطر ۱۰ ۔

اقول مفتی جی! حسب عادت مستمرہ آپ نے عبارت براہین سے قطعی انکار کر دیا - کیا میں نے اشتہار میں بلفظہ یا بعینہ کا لفظ لکھا ہے - یا ملخصًا کا لفظ اس میں موجود ہے - آپ نے صفحہ ۵۱ کو بھی دیکھا ہے یا یونہی لکھدیا ہے مگر افسوس کہ اپنے بزرگوں کی اردو عبارت کا بھی مطلب نہیں سمجھا - اس پر زیادہ کیا آپ کی فہمید اور علمیت کا اندازہ کیا جائے - یہی وجہ ہے کہ آپ بلا سمجھے بوجھے جواب دیتے ہیں لیجئے میں اصل عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ کی ذیل میں لکھتا ہوں - تاکہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا یاد آجائے - اور اردو عبارت سمجھنے کا بھی ملکہ حاصل ہو - وہو ہذا :-

الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس

قاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔

شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۵۱۔ براہین۔

دیکھئے۔ یہ عبارت براہین کی ہے جسکا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے اور آپ کو صفحہ ۵۱ پر نظر نہ آیا۔ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مولوی محمد عبدالسمیع مرحوم نے اپنی کتاب انوار ساطعہ میں کیا لکھا تھا۔ وہ مضمون یہ ہے:۔

جب ملک الموت ہر جگہ موجود ہے۔ تو اسکو شرک کہنا جائز ہے وہ تو مقربین ملائک میں سے ہے۔ شیطان لعین کو دیکھو۔ کہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہے۔ پھر شرک کیسے ہوا۔ اور اگر رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جو تمام مخلوق ملائک وغیرہ سے افضل ہیں۔ تو اُن کے ہر جگہ فیض رساں ہونے میں کیونکر شرک ہوگا۔ الخ

اس پر مولوی خلیل احمد آپکے بزرگ یہ دُرفشانی فرماتے ہیں۔ کہ

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہ

مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نص موجود ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اسلئے شیطان لعین کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائیگا۔ تو مشرک ہوگا۔ اب سمجھے یا نہیں، اگر نہیں سمجھے تو آپ سے خدا سمجھے۔

علم کی بحث جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضور کے علم کی تھاہ یا حد نہیں۔ حتّٰے کہ لوح محفوظ کا تمام علم اُن کے علموں میں سے ایک شمہ ہے

مخلوق الٰہی میں سے کوئی فرشتہ یا جن و انس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سخت کفر کی گستاخی ہے"

قولہ۔ مطالبہ نمبر ۱۱ ہم نے کتاب مذکور میں عبارت عقیدہ نمبر ۱۰۔ تلاش کرنیکے بعد یہ لکھا ہے۔ کہ اس میں یہ عبارت نہیں ہے۔ جب یہ عبارت اس میں نہیں۔ تو کیوں یہ عقیدہ آپکا نہ سمجھا جائے۔ بقول حضرت عمرؓ۔ کلام الفوائد یدل علے اللسان۔ اور کیوں اس کذب نویسی کے باعث آپکو آیت علے الکاذبین کا مصداق نہ قرار دیا جائے۔ (کسی کو خواہ مخواہ وہابی کہنے کی سزا ہے) بلفظہ صفحہ ۲۶ سطر ۱۴۔

اقول۔ مفتی جی! آپ نے عبارت کی تلاش آنکھ بند کر کے کی۔ اگر آنکھیں کھول اور دماغ کو پھول کر ڈھونڈتے۔ تو ضرور یہ عبارت جو دکھلا چکا ہوں۔ مل جاتی۔ اور ایسی ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ اب بھی آنکھ آپ کی نہیں کھلی۔ اس سہ سطرہ عبارت میں تین غلطیاں کیں۔ اوّل عقیدہ نمبر ۱۵ کو عقیدہ نمبر ۱۰۔ لکھدیا۔ دوم آیت شریف علی الکذبین کو رسم الخط کے خلاف لکھا۔ سوم حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیمی نہیں لکھا۔ اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ ورنہ بہتر ہے کہ نہ بولیں۔ اور جو آپ جملہ آیت شریف علی الکذبین کا مجھے مصداق لکھتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اسکے مصداق آپ ہی موزون ہیں جنکا خدا بھی اسمیں مطعون ہے۔ تصدیق اسکی یوں ہے کہ اس آیت شریف کے جملہ علی الکذبین کے اعداد جمل نوسو تیئیس (۹۲۳) ہیں۔ اور اسی طرح (مفتی مصنوعی مع حزب) اور (مفتی نفسانی عبداللہ) اور (نالائق ابد مفتی عبداللہ وحزب وہابیہ) کے بھی وہی اعداد نوسو تیئیس (۹۲۳) ہی ہیں۔

یہ اسلیئے کہ آپ خالص سنی حنفی مسلمانوں کو خواہ وہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے ہی ہوں۔ بدعتی۔ کافر مشرک کہتے ہیں۔ یہ اسکی سزا ہے۔ مگر اسکی آپ کو کیا پروا ہے۔ جبکہ آپ خود بدولت بڑے گھر میں تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنا رحم کرے۔

باب دوازدہم

عقیدہ نمبر ۱۶

یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے

(بلفظہ حفظ الایمان، اشرف علی صفحہ ۷)

قولہ ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۲ ۔ بر عقیدہ نمبر ۱۶ ۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۶ یہ لکھا ہے۔ کہ حفظ الایمان میں ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم زید و بکر و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ۔ آپ نے اس عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا ہے ۔ عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر مخلوق کو آپ نے خوب مغالطہ میں ڈالا ہے ۔ یہ کام اُسی سے ہو سکتا ہے ۔ جسے ایمان کی خواہش اور عاقبت کا خوف نہ ہو ۔ پوری عبارت اتمام حجت کی غرض سے یہاں نقل کیجاتی ہے :۔

"آپ کی نبی علیہ السلام) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو ۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے ۔ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل ۔ علم اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں ۔ تو اُس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے ، جو دوسرے شخص سے مخفی ہے"۔ بلفظہ صفحہ ۲۶ سطر ۱۸ ۔

اقول ۔ مفتی جی ! شک ہے ۔ کہ اس عبارت کے موجود ہونیکا آپ نے

اقرار کر لیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اُسکے یہ بھی لکھدیا کہ عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا۔ عبارت کا اوّل و آخر چھوڑ کر مخلوق کو خوب مغالطہ میں ڈالا۔ مگر افسوس یارِ عیار پر کہ اُس چالاکی یا مغالطہ کو تحریر نہیں کیا۔ کہ جو عبارت میں نے نقل کی اُس میں کیا چالاکی تھی۔ اور مخلوق کو کیا مغالطہ ہوا۔ اور آپنے اسکی پوری عبارت اتمام حجت کیلئے جو نقل کی اُس نے کیا صفائی کی۔ اور کس چالاکی اور مغالطہ کا دفعیہ کیا۔ یا بس یونہی عبارت لکھدی۔ اور اپنی زبان سے بکواس کر دیا۔ اور اس عبارت کے نقل کرنے میں بھی چند غلطیاں کیں۔ مثلاً میری عبارت میں صرف زید و عمر لکھا ہے۔ اور آپنے زید و بکر و عمر لکھدیا۔ گویا بکر کا لفظ اپنے پاس سے ڈالدیا۔ اور اصل عبارت میں "حضور کی کیا تخصیص ہے" لیکن آپنے "حضور ہی کی کیا تخصیص ہے" میں لفظ "ہی" کو اپنی طرف سے لکھدیا۔ اور اصل عبارت میں "ہر صبی و مجنون" درج ہے۔ لیکن آپنے "ہر صبی مجنون" لکھدیا ہے خوب چالاکی اسکو کہتے ہیں۔ جو صریح غلطیاں کی ہیں ؛

میں نے عبارت کو مختصراً نقل کیا تھا۔ لیکن آپنے پوری عبارت نقل کر کے میرے مضمون کو اور بھی واضح کر دیا۔ اور اس پر اور واضح کیا جاتا ہے دیکھو رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات ہیں۔ اور اُن کے جوابات ہیں۔ تیسرا سوال وہ ہے جسکا جواب مولوی اشرفعلی صاحب نے مندرجہ بالا دیا۔ جسکو آپنے بھی پورا نقل کر دیا ہے

اصل سوال یہ ہے:۔

اور زید کہتا ہے۔ کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اسکے معنے کہ عالم الغیب خدا تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بواسطہ اس معنے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔ بلفظہ صفحہ اوّل حفظ الایمان سطر ۶

میں کہتا ہوں۔ کہ اس سوال میں صاف لکھا ہے۔ علم غیب دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک بالذات جو خاصۂ خدا ہے دوسرا اس میں شریک نہیں۔ جبتک خداوند تعالےٰ خود مطلع نہ کرے۔ اور دوسری قسم کا علم غیب بالواسطہ ہے۔ یعنے جو خداوند تعالےٰ نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا عطا فرما دیا

اسکا جواب مولوی اشرفعلی صاحب یوں دیتے ہیں :-

اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے۔ تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اسلئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۷ ۔

اس پر بھی زیادہ غصہ جب مولوی صاحب کو آیا۔ تو غصہ و غیظ و غضب میں اس طرح پر رسالہ حفظ الایمان بڑے نام میں نکل گیا :-

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے۔ جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷ - ۸ -

حفظ الایمان مولوی اشرفعلی ۔

دیکھئے اس تمام عبارت سے بالکل اظہر من الشمس ہوگیا۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعوذ باللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر لڑکے اور پاگل اور جانوروں چار پایوں اور ڈنگروں کو بھی حاصل ہے جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہے۔ نعوذ باللہ منہا من ہذہ الخرافات والخزعبیلات ۔ یہ ہے آپکے امام یا بزرگ مولوی اشرفعلی اور آپکا عقیدہ۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عرب و عجم کے فتاوے کفر لگے ہوئے ہیں ۔

قولہ مطالبہ نمبر ۱۲ ۔ آپکے اشتہار کی عبارت عقیدہ نمبر ۱۶ سے واضح ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کو غیب دان جانتے ہیں۔ بتلائیے کل غیب کے جاننے والے جانتے ہیں۔ یا بعض کے۔ اگر کل کے جانتے ہیں تو آیہ لا یعلم الغیب الا اللہ وعندہ مفاتح الغیب وغیرہم کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اور اگر بعض غیب کا جانتے ہیں۔ تو کیا بہت سی باتیں پوشیدہ ایسی

نہیں جو دوسروں کو معلوم ہوں۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوں۔ یا اس کے برعکس۔ تو اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصیت ثابت فرمائیے۔ بلفظہٖ صفحہ ۷ سطر ۲۔

اقول مفتی جی! ہمارا اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تمام علوم ماکان وما یکون کے عطا فرمادیئے ہیں۔ اور یہ علوم غیب کل اور بعض سب بخشدیئے ہوئے ہیں۔ حتےٰ کہ ایک ذرہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں +

مفصل بحث اور اثبات علم غیب باب ششم عقیدہ نمبر ۸-۹ میں گذرچکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں +

لیکن یہ تبلائیے۔ کہ مولوی اشرفعلی آپ کے پیغمبر نے جو یہ عبارت اور اپنا عقیدہ لکھا ہے۔ کہ ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ یہ [illegible] ت اور حدیث کا ترجمہ ہے۔ یا کسی کتاب سلف وخلف [illegible] ایسا لکھا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ بات نہ آیت میں ہے۔ نہ حدیث میں نہ کسی بزرگ دین کی کتاب میں۔ ہاں مولوی اشرف علی کے قرآن میں ہو تو اس سے نکال کر پیش کیجئے۔ یہ سب افترا اور توہین ان کے اپنے ناپاک دل اور قلم سے نکلے ہوئے خبیث کلمات ہیں۔ جن کا تمغہ انکو مل چکا ہے +

اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الرَّحِیْمُ الْکَرِیْمُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

باب سیزدہم

عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸

عقیدہ نمبر ۱۷- خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ ع

باخدا داریم کار و باخلائق کار نیست

بلفظہ۔ بسط البنان صفحہ ۷۔

عقیدہ نمبر ۱۸- حق سبحانہ تعالےٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً۔ ایضاح الحق مولوی اسماعیل امام الطائفہ وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ۔ صفحہ ۳۵-۳۶

قولہ عقیدہ نمبر ۱۷ و ۱۸- آپ نے بسط البنان و ایضاح الحق کے حوالہ پر لکھے ہیں۔ چونکہ یہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں۔ ان عقائد کے متعلق جو کہ سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں۔ کتابوں کے ملنے پر لکھا جائیگا۔ بلفظہ صفحہ ۲۷ سطر ۸۔

اقول۔ مفتی جی! نہایت افسوس ہے۔ آپ کی عقل و دانش پر۔ دراں حالیکہ وہ کتابیں آپ نے دیکھی بھی نہیں۔ اور نہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اور نہ آپ نے دیوبند یا سہارنپور سے منگوا کر دیکھیں۔ بلا دیکھے۔ افترا لکھ دیا۔ اور لفظ سراسر بھی قلمبند فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر ہزاروں نکتہ چینیاں ہوں۔ اور بڑے بڑے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور شرک کفر لگایا جاتا ہے۔ مگر خود غیب کی خبریں اور باتیں کہہ رہے ہیں۔ کہ "سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں"۔ کہئے کیونکر معلوم ہوا۔ کہ (جو میں نے کتابوں کی عبارتیں اور اُن کے صفحے لکھے ہیں۔ اور وہ آپ نے دیکھے بھی نہیں ہیں) وہ سراسر افترا ہیں۔ کیا یہ غیب کی باتیں اور غیب کی خبریں نہیں۔ حالانکہ برابر عبارات لکھتا ہوا

چلا آرہا ہوں۔ مگر بے شرمی کا کیا علاج ۔ جو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں ٭

کتاب رسالہ بسط البنان کی عبارت تو بلفظہ صفحہ ۷ سے اپنے اشتہار میں درج کر چکا ہوں جسکا خلاصہ نمبر ۱۷ ہے۔ مگر اس کو بھی آپنے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے ع

با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست

یہ مصرعہ فارسی زبان کا ہے۔ شاید آپنے سمجھا نہ ہو۔ اسکے معنی یہ ہیں :۔ کہ ہم کو خدا سے کام ہے اور کسی شخص سے جو مخلوق میں ہے اس سے کام نہیں چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلائق میں سے ہیں۔ اسلئے ان سے بھی کام نہیں۔ پس خلاصہ میرے مضمون عقیدہ وہابیہ کا یہ ہوا۔ کہ "خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں"

یہ مضمون یا خلاصہ یا عبارت جو بسط البنان میں ہے وہ تقویۃ الایمان سے لیا گیا ہے۔ وہ یوں ہے :۔

اصل عبارات تقویۃ الایمان

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۶ سطر ۲۲ ٭

(ب) سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے۔ کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور کوئی مالک سوائے میرے۔ بلفظہ صفحہ ۱۶ سطر ۶ ٭

(ج) خدا نے قول و قرار لیا) میرے سوا کسی کو حاکم و مالک جانیو۔ اور کسی کو میرے سوائے نہ مانیو۔ بلفظہ صفحہ ۱۷ سطر ۱ ٭

(د) اللہ کے سواء اور کسی کو نہ مان (یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ مان) بلفظہ صفحہ ۱۸ سطر ۲ ٭

اب میں اس عقیدہ نمبر ۱۷ کی تردید قرآن شریف اور احادیث سے کرتا ہوں ٭

فصل اوّل آیات قرآن شریف سے تردید

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل

وتدلوا بھا الی الحکام (سورہ بقرہ) یعنے مت کھاؤ آپس میں کے مال ناحق یا فریب سے۔ اور نہ لے جاؤ حاکموں کے پاس ۔

کہئے یہ خدا کے سوائے کون حاکم ہیں ؟

(۲) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الایہ یعنے کہ دے (اے رسول من) کہ اگر تم اللہ تعالے سے محبت چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میرا حکم مانو۔ تب اللہ تعالے تم سے محبت کرے گا ۔

کہئے یہاں اللہ تعالے اپنے رسول کے حکم ماننے کو فرماتا ہے ۔

(۳) اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (سورہ النسا) یعنے جب تم حکم کرو لوگوں میں۔ تو انصاف اور عدل سے حکم کرو ۔

کہئے خدا کے سوا کون حاکم ہیں جنکو عدل کرنیکا حکم ہو رہا ہے ۔

(۴) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الایہ (سورہ النسا) یعنے اے لوگو حکم مانو اللہ تعالے کا اور حکم مانو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور حکم مانو بادشاہان اسلام یا مجتہدین کا جو تم میں سے ہیں ۔

کہئے خدا کے رسول اور اسکے تابعداران مجتہدین اور بادشاہان اسلام کے حکم ماننے کا حکم ہو رہا ہے۔ ابھی ماں باپ، استاد، مرشد باقی ہیں اور مولوی اسماعیل کہتا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان ۔

وہابیہ کا عملدرآمد یہاں قرآنی آیت پر نہیں بلکہ تقویۃ الایمان پر ہے ۔

(۵) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (سورہ النسا) جس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی یا حکم مانا۔ اس نے تحقیق اللہ کی اطاعت کی اور حکم مانا ۔

دیکھئے یہاں اللہ تعالے نے خود رسول کا اپنے ساتھ ذکر فرمایا۔ یعنے جیسا حکم اللہ تعالے ہے ویسا ہی حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ۔

(۶) فلا وربک لا یؤمنون حتے یحکموک فیما شجر بینھم الآیۃ (سورہ النسا) یعنے پس قسم ہے پروردگار تیرے کی کہ نہیں ایمان لاوینگے جبتک کہ

حاکم بنا دیں تجھکو بیچ اُس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان اُن کے ۔

دیکھئے یہاں پر اللہ تعالےٰ قسم کے ساتھ فرماتا ہے ۔ کہ جب تک لوگ تم کو اے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا حاکم اور منصف نہ بنا لینگے ۔ وہ مسلمان ہی نہیں ۔ اور آپ کے امام الطائفہ یہ کہ رہے ہیں ۔ کہ خدا کے سوائے کسی کو مانو ہی مت ۔ اور نہ کسی کو حاکم جانو ۔ فرمائیے ! یہ کن آیات کا ترجمہ ہے یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں ۔

فصل دوم چند احادیث سے تردید

(۱) حدیث شریف لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے میں کوئی بھی مسلمان مومن نہ ہوگا ۔ جب تک کہ وہ شخص اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے مجھکو زیادہ محبت نہ کرے ۔ متفق علیہ ۔

(۲) حدیث شریف ۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابیٰ ۔ یعنے جس نے میرا حکم مانا وہ جنت میں داخل ہوگا ۔ اور جس نے میرا حکم نہ مانا ۔ اُس نے میرا انکار کیا (وہ دوزخ میں داخل ہوگا ۔) صحیح بخاری ۔

(۳) حدیث شریف ۔ طویل ۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فمن اطاع محمدًا صلے اللہ علیہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصےٰ محمدًا صلے اللہ علیہ وسلم فقد عصی اللہ ۔ یعنے پس جس کسی نے حکم مانا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس تحقیق حکم مانا اس نے اللہ تعالےٰ کا اور جس نے نافرمانی کی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس نے نافرمانی کی اللہ تعالےٰ کی ۔

دیکھئے یہ احادیث بھی مثل آیات کے ہیں ۔ سبحان اللہ وبحمدہ ۔ یہ بات سب سچ ہے ۔ کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو کوئی نہ مانے ۔ خدا تعالےٰ کا حکم مان سکتا ہی نہیں ۔ کیونکہ وہی خدا نما ہیں ۔ اور کثرت سے احادیث اسی قسم کی موجود ہیں ۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں ۔

فصل سوم عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت

عقیدہ نمبر ۱۸ کی عبارت ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح مترجم مطبع فاروقی دہلی

جو آپ کو نہیں ملی اس طرح پر ہے :-

فائدہ اولی در بیان آنچہ در بدعت حقیقیہ داخل است وآں مشتمل بر چند مسائل است مسئلہ اولی - باید دانست کہ مسئلہ در وحدت وجود وشہود ومبحث تنزلات خمسہ وصادر اول وتجدد امثال وکمون وبروز وامثال آں از مباحث تصوف وہمچنیں مسئلہ تجرد واجب وبساطت او تعالے بحسب ذہن یعنے تنزیہ او تعالے از زمان ومکان وجہت وماہیت وترکیب عقلی ومبحث عینیۃ وزیادہ صفات وتاویل متشابہات واثبات رؤیت بلاجہت ومحاذات واثبات جوہر فرد وابطال ہیولے وصورت ونفوس وعقول یا بالعکس وکلام در مسئلہ تقدیر وکلام وقول بصدور عالم بر سبیل ایجاب واثبات قدم عالم وامثال آں از مباحث فن کلام والٰہیات وفلاسفہ ہم از قبیل بدعات حقیقیہ است - اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید دینیہ می شمارد والا دریں جز وزماں در بدعات حکمیہ البتہ مندرج است - چہ سعی در ادراک حقیقیہ آں واہتمام بتنقیح آں ومعدود شدن صاحب آں در زمرہ علماء دین وحکماء ربانیین وتمدح بآں در مقام ذکر کمالات دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم دائر وسائر است - بلفظہ صفحہ ۳۵-۳۶ +

خلاصہ ترجمہ یہ ہے - کہ فائدہ اولی اس بیان میں ہے جو باتیں بدعت حقیقیہ میں داخل ہیں - اس میں کئی مسئلے ہیں - پہلا مسئلہ ہے - کہ مسئلہ وحدت وجود اور شہود اور بروز اور کمون تصوف کی باتیں خدا تعالے کا مجرد یا بسیط (واحد) ہونا یا اللہ تعالے کے تجرد اور بساطت پر اعتقاد رکھنا - یعنے اللہ تعالے کو زمان اور مکان اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا وغیرہ وغیرہ .. -

سب بدعات حقیقیہ کی قسم سے ہیں۔ اگر اعتقادات دینیہ سے گنے جاویں ورنہ اس زمانہ میں بدعات حکمیہ کی قسم میں داخل ہیں۔ الخ ؛

اس تمام عبارت کا میرا خلاصہ مضمون صرف یہ ہے۔ کہ "حق تعالےٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے" اگر اب بھی آپ کو میری طرف سے افترا ہی نظر آتا ہے۔ تو بس معلوم ہوگیا۔ کہ آپ کی نظر ہی نہیں۔ اور آپ کورے ہیں ؛

دیکھیئے آپ کے امام الطائفہ نے خداوند تعالےٰ کو مجرد اور بسیط اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں داخل کر دیا ہے۔ اور زمان و مکان اور جہت یا طرف و ماہیت و ترکیب سے پاک و منزہ اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں شمار کیا ہے۔ اور گمراہی لکھا ہے۔ ان کی سنت یوں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ایک زمانہ میں ہونا۔ ایک خاص مکان میں رہنا۔ اور ایک طرف خاص مشرق یا مغرب شمال یا جنوب یا فوق یا تحت میں ہونا۔ اور اس کی صورت و شکل خاص کا ہونا۔ اور اُسکے ساتھ اُسکی بیوی اور بچوں کا ہونا اعتقاد کیا جاوے۔ العیاذ باللہ ؛

اس عقیدہ کی تردید میں اہلسنت کا مذہب یوں ہے :۔

فصل چہارم تردید عقیدہ نمبر ۱۸ کتب معتبرات سے

(۱) تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۱۹ سطر ۱۱۔ عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالےٰ را مکان نیست و او را جہتے از فوق و تحت متصور نیست۔ و ہمین است مذہب اہل سنت و جماعت۔ بلفظہ ؛

(۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دفتر اول۔ حصہ چہارم صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۵۔ امرتسری مکتوب نمبر ۲۶۶ (اللہ تعالےٰ) جسم و جسمانی نیست و مکانی و زمانی نہ۔ بلفظہ ؛

(۳) عقاید شمسی ترجمہ عقاید نسفی صفحہ ۳۲ سطر ۱۷ (خداوند تعالےٰ)

متمکن کسی مکان میں ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲ سطر ۱۷۔

خداوند عالم پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ یعنے وہ ذات زمانی نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۳ سطر ۹ ۔

(۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۶ سطر ۱۹۔ ولا فی جہتٍ ولا فی مکان ولا فی زمان پروردگار عالم نہ کسو طرف ہے نہ کسو مکان میں ہے نہ کسو وقت میں بلفظہ۔

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر مصری صفحہ ۶۲۹ سطر ۱۰۔ وباثبات المکان للہ تعالیٰ فان قال اللہ فی السماء فان قصد بہ حکایتہ ماجاء فی ظاہر الاخبار لا یکفر واذا اراد بہ المکان کفروان لم تکن لہ نیۃ یکفر عند اکثرھم وعلیہ الفتویٰ کما فی البحر۔ بلفظہ۔ یعنے اللہ تعالےٰ کیلئے مکان ثابت کرنا (کفر ہے) پس اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالےٰ آسمان پر ہے۔ اگر اسکا قصد بطور حکایت کے ہو۔ جیسا کہ ظاہر احادیث میں آیا ہے تو کافر نہیں ہوتا۔ اور جب ارادہ کرے اور قصداً کہے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے۔ تو وہ ضرور کافر ہوجائیگا خواہ اُسکی نیت نہ ہو۔ اکثر کے نزدیک کافر ہوجاتا۔ اور اسی پر فتوےٰ ہے۔ جیسا کہ بحر میں ہے۔

(۶) فتاوےٰ عالمگیری ترجمہ اُردو جلد دوم صفحہ ۸۳۶-۸۳۷۔ اگر کسی نے اللہ تعالےٰ کیلئے جہت و مکان ثابت کیا وہ کافر ہے بلفظہ۔

اسی طرح تمام کتب اہلسنت وجماعت میں درج ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے مکان وزمان وجہت ثابت کرکے اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ مگر آپکے امام الطائفہ اس پر بڑے شدومد اور سختی سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا خاص مکان بھی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جو شخص ایسا اعتقاد نہ رکھے۔ وہ بڑا بھاری حقیقی اور حکمی بدعتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب میں اس مسئلہ پر ایک فتوے خود علماء دیوبند کا لکھتا ہوں

(۷) دیوبندی مولویوں کا ایمان مشتہرہ محمد عبدالغنی رامپوری مؤرخہ

۱۸- صفر مظفر ۱۳۲۹ھ مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی :-

علماء دیوبند کا فتوائے کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پر

سوال - کیا ارشاد ہے علماء دین کا اُس شخص کے بارہ میں - جو یہ کہے - کہ جناب باریتعالے عز اسمہ کو زمان ومکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا - اور اُسکا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے - یہ قول کیسا ہے - بیّنوا توجروا۔

الجواب (۱) - یہ شخص عقاید اہلسنّت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے - اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے - نعوذ باللہ منہ - حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے - اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے - کہ حقتعالے جلشانہٗ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے - اور دیدار اُسکا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا - چنانچہ کتب عقاید اس سے مشحون ہیں - فقط واللہ اعلم مہر رشید احمد ۱۳۰۱ گنگوہی

الجواب (۲) - الجواب صحیح - اشرفعلی عفی عنہ

الجواب (۳) اگر حقتعالے کو زمان ومکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائیگا - تو حقتعالے کا محتاج ہونا - اور صفات حادثہ کے ساتھ متصف ہونا لازم آویگا - حالانکہ حق تبارک وتعالے احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لایزال اسکی صفت ہے - زمان ومکان حادث ومخلوق ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شیئ قال تعالے کل شیئ ھالك الا وجھہ وقال تعالے لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر - الغرض حق تعالے کو زمان ومکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے - اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے - اور دیدار حقتعالے جو آخرت کو ہوگا - مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا - مخالف اس عقیدہ کا بد دین اور ملحد ہے -

کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند مہر وتوکل علی العزیز الرحمن

الجواب (۴) الجواب صحیح - بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند -

الجواب (۵) الجواب صحیح - محمود حسن عفی عنہ -

الجواب (۶) - الجواب صحیح - غلام رسول عفی عنہ

الجواب (۷) - زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث خواص امکان ہیں - واجب تعالے سبحانہ ان سب سے بری ہے چنانچہ شرح عقائد نسفی میں جو ایک متداول کتاب ہے لکھا ہے - الخ

حررہ المسکین محمد عبدالحق عفی عنہ

الجواب (۸) - الجواب صواب - محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد

الجواب (۹) - ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے -

ابوالوفا ثناء اللہ - مہر (ثناء اللہ المحمود ۱۳۱۵) بلفظہ فتوے ختم ہوا

اس فتوائے سے ظاہر ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا جیسا کہ مولوی اسمٰعیل کا ہے - جاہل ، بے بہرہ ، کافر ، زندیق ، ملحد ، بددین ، سلف صالحین کا مخالف ہے - لیجئے - ع

آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عجیب ہوشیاری و زیرکی مستفتی کی

اس فتوائے کے حاصل کرنے میں سائل مستفتی نے کمال عقلمندی اور ہوشیاری کی - جو قابل تعریف و داد ہے - کہ اس استفتا میں انہوں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ ظاہر کرکے پیش نہیں کیا جس سے علماء دیوبند کو پتہ بھی نہیں لگا - کہ ہمارے امام کا ہی عقیدہ ہے - اگر علماء دیوبند کو پتہ لگ جاتا - تو ایسا فتوے کفر کا کبھی بھی نہ دیتے - بلکہ تاویلات رکیکہ اپنے امام کی حمایت میں مدد کرتے - اور مرنے مارنے پر ہو جاتے - اللہ ! اللہ !! ایمان !!!

دیکھو ! مولوی اسمٰعیل دہلوی کو شہید ، مرحوم ، رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ خطابات ، دیتے دیتے

ملحد - زندیق - بددین - کافر - جاہل - بے بہرہ - خود ہی ثابت کر دیا

باب چہاردہم

عقیدہ نمبر ۱۹

عقیدہ نمبر ۱۹۔ وہابیہ دیوبندیہ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا۔ اور قیام تعظیمی کیلئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے۔ اور بمثل کنھیا کے جنم کے ملخصًا

(فتوے رشید احمد صفحہ ۱۳ ۔ براہین قاطعہ صفحہ ۲۲۸)

قولہ ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۳ ۔ بر عقیدہ نمبر ۱۹ ۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ ۔ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاوے کے حوالہ پر یہ لکھا ہے ۔ کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا، قیام تعظیمی کیلئے کھڑا ہونا بدعت اور شرک ہے ۔ اور نقل کنھیا کے جنم کی صفحہ ۱۳" مولانا مرحوم کے فتاوے کا صفحہ ۱۳ دیکھا گیا ۔ اُس میں اس عبارت کا کہیں نشان نہیں لیکن فتاوے کے دوسرے صفحات میں مولانا مرحوم نے ضرور مولود مروجہ کی مجالس کو بوجہ قبیحات شرعیہ کے مملو ہونے کے بدعت مذمومہ لکھا ہے ۔ اور قیام کو بھی بلفظہ صفحہ ۲۷ سطر ۱۰ و ۹ ۔

لطیفہ ۔ مولوی اسمعیل دہلوی کی گستاخانہ تشبیہہ یہ ہے ۔ کہ "اگر کوئی حضرت عیسیٰؑ کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرے ۔ تو مطعون ہو ۔ اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں ۔ اور بُرا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے ۔ کہ اس کا رواج نہیں ۔ اس کی رسم پڑ گئی ہے ۔ اور حقیقت میں دونو ایک ہیں" بلفظہ ۔ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴۹ سطر ۱۰، ۱۱ مطبوعہ فاروقی دہلی و نولکشور مطبع نامی ۔

اقول - مفتی جی! اپنی عادت ضرور پوری کرلیا کرتے ہیں یعنی پہلے عبارت محولہ کا انکار کرنا - اور بعد میں اقرار کرلینا - بندۂ خدا! اگر عبارت صفحہ ۱۴۱ میں نہ ہوئی صفحہ ۱۴۲ میں ہوئی - تو اس میں فرق کیا ہوا - ممکن ہے فتاووں کے طبع ہونیکے جداگانہ تاریخیں یا مطبع ہوں - خیر شکر ہوا - کہ آپنے عبارت محولہ کو قبول کرلیا - ایک غلطی آپنے کی - وہ یہ ہے - کہ میں نے لفظ "مثل کنھیا کے جنم کی" لکھا تھا - اور آپنے اس کی جگہ "نقل کنھیا کے جنم کی" لکھدیا ہے لیکن مولوی رشید احمد کیلئے جو آپنے لکھا ہے - کہ انہوں نے اس مجلس مولود شریف کو بوجہ قبیحات شرعیہ بدعت مذمومہ لکھا ہے - اور قیام کو بھی یعنی مولود شریف اور قیام دونو کو بدعت مذمومہ لکھا ہے - مگر یہ غلط اُن کے فتاوے میں قیام تعظیمی کو شرک لکھا ہوا ہے - وہی میں نے لکھا - مگر آپ اسکو ہضم کرگئے اور جو مثل کنھیا کے جنم کی میری عبارت میں لکھا ہوا ہے - جو میں نے اُن کے فتاوے سے نقل کیا ہے - اسکا ذکر تک بھی نہیں ❊

آپکے مولانا کے فتوے میں کیا کوئی آیت شریف یا کوئی حدیث شریف پیش کی گئی ہے - جو فتوے کی سند میں ہو - یا جس سے یہ معلوم ہو - کہ فلاں آیت یا حدیث شریف سے مجلس مولود شریف بدعت مذمومہ ہے - یا فلاں آیت اور حدیث شریف کے روسے قیام تعظیمی شرک ہے - یا فلاں آیت، حدیث کے کے مطابق یہ مولود شریف جس میں قرآن شریف و احادیث پڑھی جاتی ہیں - اور کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے مثل کنھیا کے جنم کے ہے - یا آپکے مولانا نے اس مجلس مولود شریف کی ممانعت میں کوئی نص ثبت فرمائی ہے ہرگز نہیں - یہ سب کچھ اپنے دل کی شقاوت و بغض و عداوت کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں ❊

اب میں پہلے شروع کرنے تردید منکرین اثبات مولود شریف کے اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں - کہ بتلاؤں کہ مولود شریف جو ابتدا سے ہوتا چلا آیا - اور اسوقت تمام دنیا میں (سوائے وہابیہ دیوبندیوں کے) ابیشت کذائیہ ہوتا ہے - اُس میں کیا کیا امور ہیں - جن پر گروہ وہابیہ ہمیشہ جلے

سمجھتے رہتے ہیں۔ اور بدعت و شرک اور کفر کے فتوے لکھتے رہتے ہیں۔ تاکہ خاص و عوام اُن کے فتاووں کا اندازہ کر لیں ۔

فصل اوّل محفل میلاد شریف ہیئت کذائیہ کی حقیقت

واضح ہو کہ مولود شریف یا میلاد شریف یا مولد مبارک کی عبارت سے مراد یہ ہے۔ کہ آنحضور موفور السرور نور علیٰ نور، سرور عالم، سید ولد آدم، خیر الخلق و خیر الانبیاء والرسل حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی پیدائش کا حال و اثبات نبوت و رسالت و فضائل و خصائل و معجزات کا بیان نہایت صحیح صحیح کیا جائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت دل میں پیدا ہو جائے۔ اسلئے جب کوئی شخص مسلمان بندۂ خدا مولود شریف کرنا یا کرانا چاہتا ہے۔ تو بروز یکشنبہ یا شب دوشنبہ یا جمعہ کو خالصاً للہ نیت کر کے ریا اور سود کو دخل نہیں دیتا۔ اور جو کچھ حلال کمائی کا روپیہ پیسہ ہوتا ہے۔ خرچ کر کے اشیاء ضروری کھانا عمدہ شیرینی خوشبو عطر، پھول، اگر، لوبان، پانی سرد، برف خرید کر کے مہیا کرتا ہے۔ پھر فرش فروش چاندنی لیمپ، لالٹین، چراغ فانوس، جھاڑ وغیرہ حسب استعداد جمع کرتا ہے۔ اور ایک مکان نہایت مصفا اس محفل پاک کیلئے تیار کرتا ہے اس مکان کو حسب مقدور خوب سجاتا ہے۔ پھر دن مقرر کر کے علماء و قراء و حفاظ و نعت خواناں کو اس مکان میں طلب کرتا ہے۔ اور قاری مولد شریف کیلئے ایک تخت یا چوکی بچھاتا ہے۔ اُس پر قالین اور عمدہ سفید کپڑا بچھا دیتا ہے اور پھولوں کے خوب گلدستے اس تخت پر قاری مولد شریف کے سامنے رکھتا ہے۔ اور لوگ پیر و جوان و نابالغ بچے نہایت خوشی اور مسرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ بانئے محفل کی خوشی دوبالا ہو جاتی ہے۔ تب قاری مولد اور حفاظ قرآن شریف کے چند رکوعات پڑھتے ہیں پھر درود شریف کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ بانئے محفل تمام حاضرین کو خوشبو کی دعوت

کرتا ہے۔ اور قاری مولد شریف حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے پیدا ہونے سے شروع کرتا ہے۔ چند روایات پڑھنے کے بعد وقفہ کرتا ہے۔ اس وقفہ میں نعت خوانان مدح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابیات جو محبین اور عاشقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنفہ ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ کبھی اکیلا کبھی دو دو مدّاح ایک آواز سے پڑھتے ہیں۔ جب نعت ختم ہوتی ہے۔ تو دس دس مرتبہ ہر ایک آدمی بلند آواز سے درود شریف پڑھتا ہے۔ یا سب حاضرین ایک ہی درود شریف کو پڑھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھتے پڑھتے جب قاری مولد شریف ذکر ولادت پر پہنچتا ہے۔ تو یوں کہتا ہے ؎

اُٹھو کھڑے ہو مومنو تعظیم کو اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو۔ یا

ندا از حاملانِ عرش آمد کہ برخیز از پے تعظیم احمد۔ یا

اُٹھو ذکر میلاد حضرت ہے اب
چاہیئے آداب سے کرنا قیام۔ یا

ندا یہ غیب سے آئی برابر کہ تعظیم محمد کیجئے اُٹھ کر۔

پڑھتا ہے اور تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تب تمام حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر درود و سلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ اور تمثیل اُن فرشتوں کی ہے جو حضور سرور عالم باعث ایجاد کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت کھڑے ہوئے درود شریف پڑھتے تھے۔ درود و سلام کے بعد سب مسلمان لوگ بیٹھ جاتے ہیں پھر معجزات وقت ظہور و دیگر معجزات معراج شریف وغیرہ جہاں تک ہو سکے پڑھتے ہیں۔ پھر بانیئے محفل اور تمام حاضرین و غائبین کے دین اور دنیا کے فائدہ کیلئے اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور پھر شیرینی پر ختم فاتحہ ہاتھ اُٹھا کر پڑھی جاتی ہے۔ اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور جب کبھی کوئی شخص ضیافت کی دعوت کرتا ہے۔ تو کھانا کھلانے کے بعد مولود شریف شروع کیا جاتا ہے۔

اور بعد تقسیم شیرینی سب لوگ ملاقات کرکے' اور السلام علیکم کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں *

یہ سب کچھ محض بغرض حصول محبت اور خوشنودی خداوند کریم اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کیا جاتا ہے۔ جو عین شریعت کے مطابق ہے۔ اسی طرح تمام ممالک اسلامیہ وغیر اسلامیہ مثلاً۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً' مکہ معظمہ' مدینہ طیبہ' جدہ' حدیدہ' ملک عرب' مصر' اندلس' مغرب' شام' روم' پنجاب' ہند' سندھ وغیرہ میں بڑے زور شور سے ہوتا ہے۔ اور تمام علماء کاملین اور فضلاء صالحین عرب و عجم کا اسی ہیئت کذائیہ پر اتفاق اور اجماع ہوچکا ہے۔ کہ جسکا ماننا اربعہ ادلہ میں فرض ہے۔ مولود شریف عین اظہار محبت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو عین فرض ہے۔ لیکن وہابیہ کی طرف سے نکتہ چینیاں اور دُرفشانیاں یوں ہوتی ہیں۔ کہ مولد شریف کرنیوالے اور وہاں حاضر ہونیوالے سب کے سب حمقا۔ فاسق۔ فاجر۔ بدعتی۔ مشرک وکافر ہیں۔ گویا تمام دنیا کے مسلمان اہلسنت وجماعت سات سو سال سے لے کر آجتک مشرک اور کافر ہیں۔ اور یہ چند اشخاص دیوبندی یا دیوبندی مسلمان۔ العیاذ باللہ *

اب میں مختصراً آداب مولود شریف کے بھی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے۔ کہ ہم مسلمان کس طرح سے مشرک ہو جاتے ہیں *

فصل دوم آداب محفل میلاد شریف

مولود شریف کرنے یا کرانے والا خالصاً للہ نیت کرے۔ کہ میں حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مولود شریف کرتا ہوں۔ کوئی نمود یا ریا کو اس میں دخل نہیں۔ جو کچھ اسمیں خرچ ہو۔ حلال ہو۔ حلال کی کمائی ہو۔ مکان نہایت صاف ہو۔ خوشبو سے معطر ہو۔ رات کا وقت ہو۔ تو خوب عمدہ روشنی ہو۔ علماء۔ حفاظ۔ نعت خوانان اچھے دیندار ہوں۔ اور مساکین بھی شامل ہوں۔

اُن کی اچھی خدمت کی جائے ۔ فرش فروش سب پاکیزہ ہو ۔ کوئی بات خلاف شرع ۔ قوالی ۔ مزامیر ۔ حقہ نوشی ۔ گفتگو فضول نہ ہو ۔ محفل میں دو زانو ۔ یا چار زانو بیٹھے ۔ ٹانگ پسار کر یا تکیہ لگا کر نہ بیٹھے ۔ قاری مولد شریف کے لئے بیٹھنے کو جگہ اونچی ہو ۔ جیسے چوکی ۔ تخت ۔ چبوترہ ۔ منبر وغیرہ ہو ۔ اور قاری مولد شریف صاحب اگر غسل کر کے بیٹھے تو مستحسن ہے ۔ اور باقی لوگ اگر ممکن ہو تو باوضو بیٹھیں ۔ بلند آواز سے کوئی نہ بولے ۔ بلکہ تعظیم و ادب سے خاموش بیٹھیں ۔ اور سب حاضرین قدرے بلند آواز سے دس دس بار درود شریف پڑھیں ۔ اور پڑھنے کے وقت کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہو ۔ اور ہر ایک شخص اپنی توجہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رکھے ۔ اور اُن کی محبت اور عظمت اپنے دل میں جمائے ۔ اور تمام آداب کو ملحوظ رکھے ۔ اور وقت ذکر ولادت شریف سب لوگ دست بستہ تعظیماً کھڑے ہو جائیں ۔ اور درود شریف اور سلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھیں ۔ اور بعد اس کے بیٹھ جائیں ۔ اور قاری مولد شریف معجزات جو وقت پیدائش ظہور میں آئے تھے ۔ بیان کرے ۔ اور وقت میں گنجائش ہو تو بانئے محفل یا دیگر شائقین کے شوق کے اظہار پر دیگر معجزات اور بیان معراج شریف کا بھی کرے ۔ اور حلیہ شریف حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنائے ۔ اور ختم کر کے شیرینی وغیرہ پہ کلام الٰہی حسب دستور پڑھ کر ثواب اس عمل مولود شریف کا اور اشیاء خوردنی و نوشیدنی و شمیدنی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پُرفتوح و دیگر انبیاء علیہم السلام و صدیقین و شہدا و صلحا و صحابہ کرام و ازواج مطہرات اور اولیا و جمیع المسلمین والمسلمات کے ارواح کو پہنچائے ۔ اور تمام حاضرین اور بانئے محفل کے واسطے دعائے خیر و خاتمہ بالخیر کی مانگے ۔ پھر سبکو اجازت اور رخصت ہے ۔

ایک ضروری ادب مولود شریف میں یہ بھی ہے کہ حالات ارتحال و وصال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مجلس میں ہرگز ذکر نہ کئے جائیں ۔ کیونکہ یہ مجلس مولود شریف کیلئے مخصوص ہے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی حیات حسی دنیاوی منصوص ہے۔ اسلیئے لفظ وفات یا ارتحال وصال بھی زبان پر نہ لانا جائیے۔ کیونکہ مولود شریف میں محض اظہار سرور موفور آنحضور نور علیٰ نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا جاتا ہے۔ اسلیئے ایسی محفل میں ذکر حزن ومحن کا کیا جانا نہایت غیر موزوں ہے۔ اور یہی حکم برابر جاری ہے۔ جب سے یہ عمل خیر وبرکت شروع ہوا ہے +

ان آداب کو وہابیہ دیکھکر جلے بھُنے دیکھیئے کیا فتوے لگاتے ہیں اب کیا فتوے لگائینگے۔ اُن کے بزرگ جو کچھ لگا چکے ہیں۔ وہی کافی ہے شریعت سے واسطہ نہیں۔ اُن کو تو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت نے مجبور کر رکھا ہے۔ اُن کو حضور کی تعظیم سے ہی چڑ ہے۔ اور یہی اُن کی سڑ ہے۔ خدا ہدایت دے۔ آمین +

قولہ۔ اسکے لکھنے میں اُنہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے جوکہ ایک عالم اہلسنت حنفی کیلیئے ضروری اور لازمی ہے۔ عبارات ذیل کو دیکھنے سے آپ کو معلوم ہوجائیگا۔ اورکہ سلف علماء نے کس شد ومد سے مولود مروجہ وقیام کو بدعت مذمومات سے لکھا ہے :-

ابن حجر کی مدخل میں ہے۔ ترجمہ :- اُن بدعتوں میں سے جو عبادت اور شعار اسلام جانکر نکالی گئی ہیں۔ بدعت مجلس میلاد کی بھی ہے۔ جو ربیع الاول میں کی جاتی ہے۔ جس میں بہت سی بدعات اور حرام فعل کیئے جاتے ہیں کتاب مذکور میں ہے۔ ترجمہ :- مجلس میلاد کا کرنا دین میں زیادتی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ صحابہ وتابعین وائمہ نے اسے نہیں کیا۔ بلفظہ صفحہ ۲۷ سطر ۱۵

امام فاکہانی اپنے رسالہ ردعمل المولد میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ :- میلاد کا اصل قرآن وحدیث سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ اور نہ امامان دین سے سوائے اسکے نہیں کہ یہ ایک بدعت ہے۔ اور اسے گمراہوں نے نکالا ہے بلفظہ صفحہ ۲۷ سطر ۲۵۔ اخیر +

علاوہ اسکے تحفہ۔ مغربی کا فتاوے۔ شرح وافی۔ طریقۃ السنۃ۔ شرح البعث والنشور۔ خیرۃ السالکین کا حوالہ ہے۔ جن میں اس مجلس کو بدعت یا

بڑی بدعت درج ہے۔ ملخصاً صفحہ ۲۸ ؁

اقول آپ لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب نے جو مولود شریف کو بدعت مذمومہ اور شرک لکھا ہے وہ انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے اور جن علما کے نام آپ نے اپنی سند میں بیان کئے ہیں مولوی رشید احمد نے اُن کو سند میں پیش نہیں کیا ہے۔ گویا جا لے اُستاد خالی کی مثال ہے۔ مگر اُن علمائے مؤیدین نے بھی یہ بات نہیں لکھی۔ کہ مولود شریف بمثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ اسلئے مولوی رشید احمد صاحب آپکے مولانا اُن سے بھی بڑھ گئے۔ اور یہ بات اُن کو بھی نہ سوجھی۔ کہ یہ انہیں کا حصہ تھا۔ مگر اس کی سند میں کوئی نص نہ بیان کی ؁

جن کتابوں کے نام آپنے لکھے ہیں وہ بالکل غیر معروف ہیں۔ نہ اُنکے مصنفوں کا پتہ ہے کہ وہ کس مذہب کے تھے۔ یا کس زمانہ میں پیدا ہو کر فوت ہُوئے۔ اور نہ اُنکے صفحوں کا حوالہ ہے معلوم ہوتاہے کہ کسی وہابیہ رسالہ سے دیکھکر نام لکھدیئے ہیں اور کچھ پتہ نہیں اب میں بتلاؤنگا۔ کہ مولوی رشید احمد نے سلف صالحین کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ گستاخ خلف طالحین کی پیروی کی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بزرگوں اور حضرت مرشد کی بھی سخت مخالفت کی ہے ؁

آپ نے حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ کی کتاب مدخل کے حوالہ سے مولود شریف کو بدعت اور شعار بدعت لکھا ہے۔ اور یہ بھی کہ اس میں حرام فعل کئے جاتے ہیں اور یہ دین میں زیادتی ہے ؁

میں کہتا ہوں۔ کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت ابن حجر مکی الہیتمی کی کوئی کتاب مدخل نہیں ہے۔ اور دوسرے حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ ہیں اُنکی بھی کوئی کتاب مدخل نہیں۔ یہ بڑا افترا اور بہتان ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے کسی غلط ولط رسالہ وہابیہ سے نام درج کر دیا۔ اور نہ آپنے مدخل کو دیکھا۔ نہ ابن حجر سے واسطہ یہ دونو بزرگ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہما کے نام سے موسوم مولود شریف کے مؤید ہیں۔ جو نویں دسویں صدی ہجری میں ہُوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نور الدین حلبی شافعی علیہ الرحمۃ مصنف سیرت حلبی میں تحریر فرماتے ہیں۔ صفحہ ۱۱۴ - وقد قال ابن حجر الہیتمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذالک اے

بدعۃ حسنۃ۔ اھ یعنی بدعت حسنہ کے مندوب پر سب کا اتفاق ہے۔ اور مولد شریف اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا اسی طرح بدعت حسنہ ہے۔ اور دوسری جگہ ہے وھی (ای مولد شریف) بدعۃ حسنۃ یعنی محفل مولد شریف کی بدعت حسنہ ہے نیک عمل ہے۔ اسی طرح حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ بھی حدیث شریف سے مولد شریف کی تائید کرتے ہیں یعنی سیرت شامی میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی سے اسطرح نقل کیا ہے۔ قال قد ظھر لی فی تخریجہ علی اصل ثابت وھو ما ثبت فی الصحیحین من ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیھود یصومون یوم عاشورا فسئالھم فقالوا ھذا الیوم اغرق اللہ فیہ فرعون ونجا موسیٰ علیہ السلام فنحن نصومہ شکرا فقال انا احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ فاستفاد منہ فعل ذالک شکر اللہ تعالیٰ علی ما من فی یوم معین من ابداء نعمۃ اللہ اودفع نقمتہ ویعاد ذالک فی نظیر ذالک الیوم من کل سنۃ والشکر للہ تعالیٰ یحصل بانواع العبادات والسجود والصیام والصدقۃ والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من بروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ فی ذالک الیوم۔ ترجمہ حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے اصل صحیح مولود شریف کا استنباط ظاہر ہوا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (جو صحیحین میں موجود ہے) یعنے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کو روزہ رکھا ہوا پایا۔ پس پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے یہ کیسا روزہ ہے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں خداوند تعالے نے فرعون کو دریا میں غرق کیا اور حضرت موسے علیہ السلام کو نجات دی اسکے شر سے۔ پس ہم روزہ رکھتے ہیں خدا کی شکر گذاری کا۔ پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں موسے علیہ السلام کے ساتھ۔ اور اُسدن روزہ رکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حکم فرمایا روزہ رکھنے کا۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ کام اللہ تعالے کی شکر گذاری کیواسطے عمل میں آیا۔ جو اس دن معین میں شر کو دفع کیا اور نعمت کو بھیجا جب دور کرکے پھر وہی دن آجائے تو اُسکو نظیر کی طور پر یادگاری کا شکر ہر سال بجا لانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالے کی شکر گذاری انواع عبادات سجدہ اور روزہ اور صدقہ خیرات

وتلادت سے حاصل اور ادا کیجاتی ہے۔ اب کونسی نعمت اور رحمت زیادہ اور بڑی عظیم ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے اس دنیا میں جو نبی کریم اور نبی رحمۃ للعلمین ہیں آج کے دن یعنے وہ دن جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ یعنے اس سے بڑھکر کوئی بھی نعمت اور رحمت نہیں ہے؟ جتنی خوشی اور شکر گذاری ہوسکے کی جائے۔

دیکھیے مولود شریف کی اصل حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں

اور حدیث بھی متفق علیہ۔ دونو حضرات ابن حجر موئیدین مولود شریف میں سے ہیں۔ مدخل انکی کوئی کتاب تصنیف شدہ نہیں۔ ہاں میں آپکو بتلاتا ہوں کہ مدخل کس شخص کی ہے وہ فاکہانی کی طرح منکرین میں سے ہے یا شاید یہ دونو استاد و شاگرد ہیں۔ اس کا نام ابن حاج بیان کیا جاتا ہے۔ اسکی تصدیق اس طرح پر ہے :۔

ماثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۹

میں ہے۔ ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار الخ بلفظہ۔ یعنے ابن حاج نے اپنی مدخل میں مولود شریف کا بہت انکار کیا ہے[1]۔

اب معلوم ہو گیا کہ مدخل کس کی تصنیف ہے۔ اور حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ پر تہمت لگادی بلا سوچے سمجھے۔ ایسے ہی آپکے فتوے ہیں۔ وہ اپنی کتاب مدخل جلد اول صفحہ ۲۱۵ سطر ۲ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں۔ من توسل بہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او استغاث بہ او طلب حوائجہ منہ فلا یرد ولا یخیب لما شہدت بہ المعاینۃ و الاثار و یحتاج الی الادب الکلہ فی زیارتہ علیہ الصلوۃ والسلام وقد قال علماءنا رحمۃ اللہ علیہم ان الزائر یشعر نفسہ بانہ واقف بین یدیہ علیہ الصلوۃ والسلام کما ھو فی حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ اعنی فی مشاھدتہ لامتہ و معرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم و ذالک عندہ جلی لا خفاء فیہ۔ بلفظہ ترجمہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرے یا حضور کی دوہائی دے یا حضور سے اپنی حاجتیں

---

[1] یہ کتاب مدخل ابن حاج مالکی کی تصنیف ہے۔ نہ کہ ابن حجر کی۔ مجموعہ فتاویٰ والے عبدالحی صاحب میں بھی ایسا ہے جس کی عبارت یہ ہے کتاب المدخل لابن حاج مالکی میں ہے جلد اول صفحہ ۳۲۵ سطر ۹

مانگے وہ نہ رد کیا جائیگا اور نہ ناامید رہیگا۔ اسلیئے کہ مشاہدہ اور روایات اس پر گواہ ہیں اور حضور کی زیارت میں بڑے ادب کی حاجت ہے۔ بیشک ہمارے علماء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ زیارت کیلئے حاضر ہونیوالا اپنے دل کو آگاہ کرے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہے جیسا حضور کی حیات ظاہری میں۔ اسلیئے کہ حضور کی حیات اور وفات میں اسکا کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی تمام امت کو دیکھ رہے ہیں اور انکے تمام احوال کو پہچانتے ہیں اور انکی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو جانتے ہیں۔ اور یہ سب ان پر ایسا روشن ہے جسمیں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

دیکھیئے حضور کی دوہائی دینا، حضور سے اپنی حاجتیں مانگنا، حضور کا اپنی تمام امت پر ناظر ہونا، اور انکے تمام احوال یہاں تک کہ دل کے خطروں پر مطلع ہونا تقویۃ الایمانی دھرم پر چاروں کتنے بھاری شرک ہیں۔ ایک ایک کو سن کر دہلوی جی کی قبر پر سو سو برس لٹے پھر کس منہ سے ان کی سند لاتے ہیں۔ شرم!!!

اور لیجیئے طرفہ یہ کہ یہ ابن حاج مالکی وہابیہ کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہو سکتے ان کا مستند ہونا تو درکنار۔

اسی طرح آپکا امام فاکہانی منکر مولود شریف ہے۔ اسکے رد عمل المولد کا رد حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایسا دندان شکن کیا جسکا جواب نہ ہوسکا اور نہ کسی وہابی انکے حامی نے جواب دیا۔ اور یہ یاد رہے کہ جسوقت تمام علماء اسلام نے اس شخص فاکہانی کی مخالفت کی تو اسوقت علماء کا اتفاق اور اجماع مولود شریف کے کرنے پر ہو چکا تھا۔ جسکا ذکر انشاء اللہ تعالے آئیگا۔

مفتی جی! آپنے چند کتب غیر معروف کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے مولود شریف کا بدعت ہونا ثابت کیا گیا ہے بزعم خود۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفتی تو دھینگا دھانگی بن گئے۔ مگر آداب معلوم نہیں کبھی غیر معروف کتب شاذہ پر فتوے نہیں دیا جاتا ہے۔ اور نہ وہ فتوائے قبولیت کی عزت رکھتا ہے۔ کتب فقہ در مختار اور فتاوے عالمگیری بھی کسی سے سن لیتے تب بھی آپکو پتہ لگ جاتا۔ اس زمانہ میں کوئی شخص بھی مفتی نہیں جیسے آپنے اپنے رسالہ پر خود بخود مفتی لکھا ہے۔ اگر ان بڑی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہ ہو تو اپنے جد فاسد مولوی محمد صاحب کی کتاب فتاوے قادریہ کو ہی

دیکھ لیجئے۔ دیکھی تو ہوگی مگر حافظہ سے اُتر گیا۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں :۔

اور تیسرا امر یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء فی الحقیقت **مفتی نہیں** ہیں۔ صرف مفتیان سابق کا فتوے نقل کر دینے کا رتبہ رکھتے ہیں۔ اور اُن پر لازم ہے کہ ایسی کتاب مشہور سے نقل کریں جسکو علماء اُمت نے قدیم سے اپنا دستور العمل بنایا ہوا ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۵۰ سطر ۸ ۔

(یہ عبارت مولوی رشید احمد آپکے مولانا کی تردید میں ہے) ۔

اس حکم شرعی کے مطابق آپ کی غیر مشہور کتابیں سب ناقابل سند اور عمل ہیں اور نہ ہی وہابیوں کی مستند ۔

قولہ۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ہے "مبالغہ در منع سماع متضمن منع مولد کہ عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن است تا" اسی میں ہے "بنظر انصاف بہ بینید اگر حضرت ایشاں فرضا در دنیا زندہ می بودند ایں مجلس (یعنی مولد) و اجتماع منعقد میباشد آیا بایں راضی میشدند و ایں اجتماع را می پسندید یقین فقیر است کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می نمودند۔ بلفظہ صفحہ ۲۸ سطر ۲۱ ۔

اقول۔ مفتی جی یا آپنے تمام مکتوبات کو نہیں پڑھا۔ اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو تجاہل عارفانہ ہے۔ یا بصورت دیگر کید اور دھوکا ہے در اصل یہ مکتوب شریف سماع کے بارہ میں ہے۔ اور اس سے مقصود انکار شرعی کا بیان نہیں۔ بلکہ اپنے طریقہ سے جدائی کا ہے۔

مبالغہ فقیر در منع بواسطۂ مخالفت طریقت خود است مخالف طریق خواہ سماع و رقص بود خواہ بمولود و شعر خوانی۔ بلفظہ ۔ حضرت مجدد نہ تو اسکو بدعت فرماتے ہیں اور نہ **شرک** اور نہ ہی کنھیا کا جنم ۔

اس مکتوب مولود شریف کی مخالفت اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ جب اُس میں مزامیر کا داخلہ ہو۔ ورنہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایسی محفل پاک کو جس میں عین ذکر اور محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو کس طرح منع فرما سکتے ہیں۔ جب کہ وہ خود اس پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ کا قول اسی مکتوب میں جو سماع

کے متعلق ہے نقل فرماتے ہیں:۔

"حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرمودہ اند" ما نہ ایں کار میکنیم و نہ انکار میکنیم۔ یعنی ایں کار منافی طریق ما است پس نکنیم۔ و چوں مشائخ دیگر کردہ اند بر آں انکار ہم نمائیم"۔ بلفظہٖ۔

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسا صاف فیصلہ فرماتے ہیں جس سے عیاں ہے کہ یہ ذکر کلیتہً سماع کا ہے۔ کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ نہ تو ہم اس سماع سے انکار کرتے ہیں اور نہ ہم یہ کام (سماع کا سننا) کرتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ سماع ورقص ہمارے سلسلہ اور طریقت کے خلاف ہے یا ہمارے سلسلہ میں نہیں۔ اور نہ ہم اس سے انکار کرسکتے ہیں۔ کیونکہ دیگر مشائخ طریقت علیہم الرحمۃ اسکو سنتے آئے ہیں۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہؤا۔ کہ مولود شریف میں بھی اگر یہ سامان قوالی ورقص جو سماع میں ہوتا ہے موجود ہوں تو اسکے لئے بھی انکار نہیں کرسکتے۔ گو خود نہ کریں۔ جب اس سے انکار نہیں ہے تو پھر اقرار ہؤا۔ جیسے کوئی مسلمان کسی حلال جانور کا گوشت نہیں کھاتا اسکی عادت نہیں ہے۔ لیکن وہ مسلمان اسکے کھانے سے انکار نہیں کرسکتا اور نہ اسکو حرام کہہ سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو اسکے کھانے سے منع کرسکتا ہے۔ پس یہی صورت اِس امر میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بھی ہے اسکی تصدیق حضرت مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ خاندان خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے ہوتی ہے۔ کہ واقعی یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے جو سماع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اُنکے ملفوظات کی عبارت اختصاراً اس طرح پر ہے۔ وھو ہٰذا:۔

فقیر را در باب سماع دلیلے قوی بہم رسیدہ است کہ ارباب آں خبر ندارند۔ چنانچہ ...... السماع یورث الرقۃ والرقۃ تجلب الرحمۃ والنتیجۃ السماع یجلب الرحمۃ ..... مواجید حضرات چشتیہ خوب میدانم لہذا جرأت بر انکار احوال ایشاں نمی کنم ..... پس طریق اسلم دریں باب آنست کہ نہ انکار آں وار د نہ ارتکاب۔ و قول حضرت خواجہ بزرگ ہم ممد ایں معنی ست کہ نہ انکار میکنیم و نہ ایں کار۔ بلفظہٖ کتاب

کلماتِ طیبات صفحہ ۹۴ ۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ

دیکھئے جو الفاظ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ کے مکتوب ۲۷۳ میں ہیں ما نہ این کار میکنیم و نہ انکار میکنیم وہی الفاظ حضرت مرزا جانجاناں اپنے ملفوظ میں فرمارہے ہیں۔ اور اس عبارت کو اپنی دیانت سے آپنے برخلاف جانکر بالکل چھوڑ دیا۔ اور لا تقربوا الصلوٰۃ کو پورے طور پر ثابت کر دیا ۔

اِس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب ۲۷۳ خاص سماع کے بارہ میں ہے۔ جسکو آپنے بڑے زور سے پیش کیا تھا۔ ایسا ہی آپ کے بھائی اِس مکتوب کو غلط فہمی سے پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر ناواقفوں جاہلوں کے روبرو ۔

اور سُنئے۔ اِسی مکتوب میں ہے (جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں کہ اُن کے وقت مولود شریف میں بھی سماع کا ڈھنگ ہو گیا ہوگا۔ اور اُن کے مخدوم زادگان نے کچھ زیادتی کی ہوگی۔ جسکی وجہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا ہوگا)

وہو ہٰذا:۔

فیروز آباد کہ ملجا و ملاذ ما فقرا است وقدوہ پیرانِ ما در وے امرے حادث شود کہ مخالفِ طریقِ والدِ بزرگوار خود فرزندانِ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ بعد از تغییر طریقِ والدِ بزرگوارِ ایشاں طریقِ اصل را ایشاں محافظت نمودند و با تغییر کنندگاں مجادلہ فرمودند ..... آرے در اوائلِ حال در بعض امور رعایت مذہب ملامتیہ نمودہ مبالغہ میفرمودند وملامت را ترجیح دادہ بترک عظمت در بعض اشیاء ارتکاب می نمودند اما در اواخر ازیں امور اجتناب داشتند و یاد ملامت و ملامتیہ نمیکردند۔ بلفظہ ۔

دیکھئے اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم زادگان نے برخلاف اپنے والد بزرگوار کے ایک نیا امر پیدا کیا۔ اور اُنکے عمل اواخر کے خلاف تھا مجملہ "امرے حادث" سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ مولود شریف میں اُنھوں نے ایک نئی بات پیدا کی جو بصورت قوالی یا مزامیر کے ہو۔ جو بحالت ملامتیہ کے اُن سے

وقوع میں کبھی آئی ہوگی۔ اور آخر کو اُس سے اجتناب کر دیا تھا ورنہ مولود شریف امرِ حادث نہیں ہو سکتا۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے چار سو سال پیشتر اسی ہیئت کذائیہ سے چلا آرہا تھا اور حضرت کے وقت میں بھی ہوتا تھا۔ یہ انکا حضرت مخدوم زادگان کے ایک امر حادث پر جو بصورت سماع و رقص تھا مبنی تھا نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ والد بزرگوار مخدوم زادگان اوائل میں فرقہ ملامتیہ کو جو فقراء میں سے ہے پسند فرمایا کرتے تھے اور اُسکو ترجیح دیتے تھے۔ ممکن ہے کہ اُسوقت اُنہوں نے کبھی ایسا مولود شریف بھی کیا ہو اور پھر ترک کر دیا۔ اور ملامتیہ فرقہ کا نام بھی نہ لیا۔ اور مخدوم زادگان نے اپنے والد بزرگوار کے پہلے عمل کے مطابق عملدرآمد کیا ہو یا کرنے لگ گئے ہوں یہی موجب انکار ہوا صرف فیروز آباد کیلئے۔ ورنہ تمام بلادِ اسلامیہ و غیر اسلامیہ و ہندوستان میں مولود شریف ہوا کرتا تھا اسکا کوئی انکار نہیں فرمایا۔ اور اگر نفس میلاد شریف پر ہی انکار فرماتے تو یوں فرماتے کہ "محفل مولود شریف کہ در تمام بلادِ عرب و عجم منعقد میشود خلافِ طریقتِ ما است نبایدکرد" یا یوں فرماتے "کہ ایں محفل مولود شریف بدعت سیئہ و شرک و مشابہ جنم کنھیا است۔ ہر کہ ایں محفل منعقد کند کافر و مشرک است" مگر افسوس ایسے الفاظ کہاں لائیں۔ الحاق کا موقع بھی نہ ملا۔

غور کیجئے اپنی نافہمی مکتوب سے لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے۔ اور کارِ خیر و برکت کے منع کرنے سے مناع للخیر نہ ہوجیئے۔ اور مکتوب موصوف کی یہ عبارت "یقین فقیر آنست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار میفرمودند" صاف ظاہر کر رہی ہے کہ "ایں معنی را تجویز" یعنے یہ بات جو مولود شریف میں اب کی گئی ہے اسکو جائز نہ فرماتے۔ وہ بھی صورتِ سماع تھی۔ اس کے آگے اخیر پر مکتوب شریف کے یوں فرماتے ہیں۔ وھو ہذا :-

"مقصودِ فقیر اعلام بود قبول کنید یا نکنید ہیچ مضائقہ نیست"

و گنجائشِ مشاجرہ نہ از مخدوم زادہائے و یارانِ آنجائے بر ہماں وضع مستقیم باشند ما فقیراں را از صحبت ایشاں غیر از حرماں چارہ نیست۔ بلفظہ ••

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اس مکتوب کی تحریر سے مقصود صرف یہ ہے جو فرماتے ہیں کہ مخدوم زادگاں کو صرف اعلام یا معلوم کروانا مقصود ہے خواہ وہ مانیں یا نہ مانیں۔ زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مخدوم زادگاں اور یاران فیروز آباد کے اسی طریق (سماع) پر مستقیم رہے تو ہم انکی صحبت سے کنارہ کر لینگے۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں ٭

اس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مولود شریف کے کرنے یا سماع کی مجلس میں بیٹھنے سے کسی قسم کا گناہ یا جرم یا بدعت یا شرک یا خلاف قرآن یا حدیث نہیں فرمایا۔ اور نہ کوئی وعید شرعی فرمائی۔ آپ ہیں یا آپکے بزرگ ہیں کہ مولود شریف کے کرنیوالے مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک اور کافر کہ رہے ہیں۔ خدا کا خوف دل میں ذرہ بھر بھی نہیں جو ایمان کی نشانی ہے ٭

ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں کہ واقعی یہ مکتوب ۲ سماع کے بارہ میں ہے مقامات سعیدیہ تصنیف حضرت مولانا محمد مظہر علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی اپنے والد قدس سرہٗ کے حالات میں اسطرح پر لکھتے ہیں :-

خواندن مولود شریف و قیام نزدیک ذکر ولادت باسعادت مستحب است و دریں باب رسالہ خاص دارند و در آں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع و غنا است لا غیر۔ انتہت بحروفہا بلفظہ الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم تصنیف حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی صفحہ ۱۳۱۔ سطر ۱۷ :

پس پورے طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ممانعت فرمائی ہے اسی مولود شریف کی نسبت ہے جس میں سماع اور غنا داخل ہو۔ ورنہ اصل مولود شریف جو خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے۔ اسکو کیونکر منع کر سکتے تھے۔ اب انکی اجازت کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ اپنے مکتوبات کی جلد سوم کے مکتوب ۷۲ میں جو خاص مولود شریف کے بارہ میں سوال کیا گیا تھا فرماتے ہیں۔ ذرا غور سے

پڑھیں۔ وہو ہذا :۔

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است۔ ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن ست والتزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت بآں بطریق الحان با تصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح ست اگر بر نہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است

بلفظہ مکتوب نمبر ۷۲۔ جلد سوم ۔

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسی صاف اور صریح اجازت مولود شریف کی فرما رہے ہیں اور اس بات کی ممانعت فرماتے ہیں کہ مولود شریف کے پڑھنے میں حروف قرآنی کی تغییر و تبدیل واقع نہ ہو۔ اور نہ سُر نکالیں اور نہ تالیاں بجائیں اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دونو مکتوب مرزا حسام الدین احمد کے نام پر ہیں ۔

آپ لوگوں کا یہ بڑا زعم تھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مولود شریف کرنیکو منع فرماتے ہیں۔ اور جہاں کو خوش کیا کرتے تھے۔ مگر لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کے مطابق۔ وہ ساری خوشی خاک میں مل گئی ۔

اور ایک بات واہ یہ سوز سن لیجئے کہ حضرت مجدد الف ثانی سماع اور رقص صوفیا کرام و مشائخ عظام کو جائز فرما رہے ہیں۔ صرف جائز ہی نہیں بلکہ نافع و عروج منازل کیلئے ممد فرماتے ہیں۔ پھر بتلائیے وہ مولد شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عین ایمان ہے منع فرما سکتے ہیں۔ بلکہ انکا ذکر خیر مولد ہوتا ہے موصوف کی سے اُن پر بہتان ہے۔ وہو ہذا :۔

مکتوب دو صد و ہشتاد و پنجم (جلد اول) بنام مولود شریف میں اب مانکپوری صدور یافتہ در بیان احکام سماع و وجد در حقیقت ۔ اس کے آگے اخیر کہ سماع و وجد جماعہ را نافع است ..... آرے منافی نیست" اند کہ سماع باوجود استمرار وقت ایشاں را نیز نافع است صورت سماع ایشاں را سود مند است و حرارت بخشند بہماں وضع مستقیم ۔ بلفظہ ۔

سماع ایشاں را عروجے بمنازل قرب میسر میشود۔ مبتدی را سماع و وجد مضرت و منافی عروج۔ ۔ ۔ بالجملہ سماع متوسطان را نافع است و قسمے منتہیاں را نیز چنانکہ بالا گذشت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سماع و وجد درخصوص این جماعہ را ممد و معاون ست۔ بلفظہ ملتقطاً (مکتوب ۲۸۵ جلد اول)

دیکھئے اس مکتوب میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں اس مکتوب شریف کو سامنے رکھکر پیشانی پر ہاتھ جماکر بیٹھ جائیے اور اُن کے فرمانے پر غور کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ سماع و وجد و رقص نہایت نافع ہیں ممد اور ممد و معاون۔ عروج منازل کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا حصول ہے۔ اس پر امید ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بھی آپ کے فتوے سے نہیں بچیں گے ایک بات حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بہت ہی سخت وہابیہ کُش اس میں لکھ دی ہے، کہ وہ یہ کہ "بمدد سماع ایشاں عروجے بمنازل قرب میسر میشود" دوسری یہ کہ "سماع و وجد ایں جماعہ را ممد و معاون ست" یعنے سماع انکی مدد کرتا ہے۔ اور سماع کی مدد سے اُنکو عروج و قرب کے منازل حاصل ہوتے ہیں۔ اور سماع و وجدان کا معاون اور مددگار ہے۔ یعنی خدا کی مدد یا خدا معاون و مددگار نہیں فرمایا بلکہ سماع کی مدد اور سماع اور وجد کو صوفیاء کرام کے مددگار اور معاون فرمایا۔ اس صورت میں وہابیہ کی قطع الوتین ہوگئی۔ اب تو ضرور ہی آپ کا فتوے جاری ہوگا۔ مگر جب کہ اللہ تعالے اور اُسکا رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین و تبع التابعین رضی اللہ عنہم نہیں بچے۔ کہ جن پر آپ لوگوں کا فتوے نہ چلا ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کب بچ سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کے فتادے کیا ہیں یہ کہ مولود شریف ذکر ولادت و معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدعت و شرک و کفر ہے۔ صدقات و خیرات ایصالِ صواب۔ سوم۔ چہلم۔ برسی وغیرہ بدعت اُسکا کھانا حرام۔ گیارھویں کی نیاز بارھویں کے تبرکات کا طعام حرام۔ اسقاط۔ دعا۔ بدعت مذمومہ۔ قبر پر بعد دفن میت اذان تلقینی بدعت و حرام شب برات شبقدر۔ جمعرات کی خیرات بدعت اور رکھانا حرام۔ عاشورہ کے روز کا کھانا حرام قبروں کی زیارت ناجائز۔ دُور دُور سے جانا حرام اور شرک۔ آنحضرت صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے زیارت روضہ مطہرہ کیلئے جانا اور زیارت کیوقت دست بستہ کھڑا ہونا شرک۔ غرضیکہ تمام نیک کاموں پر اور خیرات وصدقات پر آپ لوگوں کیطرف سے مُمانعت وحرمت کے فتاوے موجود ہیں۔ گویا پورے پورے مناع للخیر ہیں۔ ؎

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مگر اس زمانہ کے علما کے فتاوے تعریف کے قابل ہیں۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علمائے سُوء کا حال فرماتے جسکو تین سو سینتیس سال (۳۳۷) کا عرصہ گذر گیا۔ اب تو اور بھی بُرا حال ہے کل یوما ابتر دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں :۔

مکتوب نمبر سی وسُوم (جلد اوّل) عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشستہ است از تضلیل واغوا خاطر جمع ساختہ۔ آنعزیز سرآنرا پرسید لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت دریں کار با من خود مدد عظیم کردہ اند ومرا ازیں مہم فارغ ساختہ اند۔ بلفظہ۔

اسی طرح مکتوب نمبر ۲۱۳ جلد اول میں بھی ہے جسکا ترجمہ اردو جلد اول کے صفحہ ۲۵۷ پر اس طرح ہے :۔

کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے۔ اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کوتاہ کیا ہوا ہے۔ اُس نے اسکا سبب پوچھا لعین نے کہا کہ اسوقت کے بُرے علما میرا کام کر رہے ہیں گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں۔ بلفظہ مکتوب نمبر ۲۱۳۔ صفحہ ۲۵۷۔

قولہ۔ واضح ہو کہ میلاد مروجہ کی مجالس اس طریق سے کہ جس طریق پر آجکل ہوتی ہیں قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں ہوئیں۔ بلکہ یہ ۶۰۴ھ میں ایجاد ہوئی۔ تاریخ ابن خلقان میں تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے قدم اربل فی سنۃ اربعۃ وستمائۃ وھو متوجہ الی خراسان فری صاحبھا الملک المعظم مظفر الدین ابن زین الدین محبا یعمل مولد النبی صلعم عظم الاحتفال۔ ترجمہ آیا وہ ۶۰۴ھ میں اربل میں جبکہ وہ خراسان

کوجارہا تھا۔ پس دیکھا اُس نے صاحب اُسکے بادشاہ معظم مظفر الدین بن زین الدین محب کو کہ کرتا تھا میلاد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑے اہتمام سے ۔

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ میلاد مروجہ کی مجلس کا موجد مظفر الدین ہے اور اُس نے اسے ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا۔ مظفر الدین کے فسق کو امام فاکہانی نے رد عمل المولد میں ان الفاظ سے قلمبند کیا ہے۔ قد صرح اهل التاریخ بانه یجمع اصحاب الملاهی والمزامیر فی هذا العمل ویسمع الغناء واصوات الآلات اللهو ویرقص بنفسه ومن هو کذالک فلا شک فی فسقه وضلالته۔ ترجمہ مورخین نے لکھا ہے مظفر الدین اربل کا بادشاہ باجے گاجے والوں کو میلاد کی مجلس میں جمع کرتا تھا اور ناچتا تھا اُس مجلس میں خود۔ پس جو اس قسم کا فعل کرتا ہو اُسکے فاسق اور گمراہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مظفر الدین ایک فاسق شخص تھا۔ اب اس امر کا خود فیصلہ کریں کہ فاسق کی ایجاد کو کس کا طریقہ لکھنا چاہئے۔ بلفظہ صفحہ ۲۹ سطر ۴ ۔

اقول ۔ مفتی جی! آپنے اس عبارت کے لکھنے میں چند غلطیاں صریح کی ہیں۔ اوّل ابن خلکان کو ابن خلقان لکھا۔ دوم تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے کے جملہ کو مہمل اور بے معنی لکھا جسکا کچھ مطلب ظاہر نہیں۔ سوم محبا کے ترجمہ کو محب لکھا جسکے معنی محبت کے طور پر ہیں۔ چہارم مورخین نے لکھا ہے۔ غلط کس مورخ نے لکھا ہے۔ ابن خلکان مورخ کی عبارت صاف ہے۔ اُس نے نہیں لکھا۔ پنجم یہ ترجمہ بھی بالکل غلط ہے ۔

آپ کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جو آپکے امام فاکہانی کے قول سے پیدا ہوتی ہیں :۔

اوّل یہ کہ یہ مجلس مولود شریف کی قرون ثلثہ مشہود لہا میں نہیں ہوئی اسلئے بدعت ہے۔ اس پر عمل نہیں ہونا چاہیئے ۔

دوم یہ کہ اربل کے بادشاہ مظفر الدین کے زمانہ ۶۰۴ھ میں عمر بن حسن نے اس مجلس کو دیکھا تھا ۔

سوم یہ بادشاہ مظفر الدین فاسق تھا گانے بجانیوالے لوگوں کو مجلس مولود شریف

جمع کرتا اور خود ناچتا تھا ۔

چہارم یہ کہ فاسق بادشاہ کی ایجاد پر عمل کرنا کس کا طریقہ ہے یعنی فاسقوں کا ۔

جوابات نمبروار سُنیئے :۔

اوّل یہ کہنا کہ مجلس مولود شریف وذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم خیر القرون قرون ثلاثہ میں نہیں تھی بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیات واحادیث سے اس کا اصل ثابت ہے جسکو آگے بیان کیا جائیگا۔ انتظار کریں ۔

ہاں اس ہیئت کذائیہ موقتہ سے اس مجلس مولود شریف کا خیر القرون میں نہ ہونا کچھ منافی اور مضر نہیں ہے اور نہ ہر امر خیر القرون کا قابل عمل ہے۔ اور نہ ہر عمل جو خیر القرون کے بعد ہوا قابل ترک ہے۔ پہلے آپکو لازم تھا کہ بتلاتے کہ خیر القرون کا زمانہ کس کو کہتے ہیں۔ اور کتنے سال کا ہوتا ہے اور سب قرن کتنے ہیں اور کل قرنوں کے کتنے سال ہوئے۔ خیر القرون مشہود لہا لکھدیا اور بس ۔

میں کہتا ہوں کہ خیر القرون کے معنوں اور میعاد میں بہت اختلاف ہے چنانچہ (الف) لغت قاموس میں قرون کے معنی سید القوم ہیں۔ اور (ب) دوسری کتب لغت میں سینگ۔ گیسو۔ زمانہ ہے ۔

(ج) شرح مسلم میں ہے قال الحسن وغیرہ القرن عشر سنین وقتادۃ سبعون والنخعی اربعون وزرارۃ ابن ابی اوفی مائۃ وعشرون وعبد الملک بن عمیر مائۃ وقال ابن الاعرابی ھُوالوقت۔ یعنے قرن دس سال کا ہے حضرت حسن بصری کا قول ہے۔ اور قتادہ ستّر سال کا کہتے ہیں۔ اور نخعی چالیس سال اور زرارہ ابن ابی اوفوا ایک سو بیس[۱۲۰] اور عبد الملک بن عمیر ایکسو سال اور ابن اعرابی کہتے ہیں کہ اسکے معنی وقت کے ہیں ۔

(د) بعض نے کہا ہے کہ لفظ قرن جو حدیث میں آیا ہے اس سے مراد صحابہ کرام اور انکی اولاد در اولاد رضی اللہ عنہم ہیں ۔

(ہ) اور بعض نے کہا ہے کہ اوّل قرن سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے قرن سے تابعین اور تیسرے قرن سے تبع تابعین۔ یہ سب اقوال شرح صحیح مسلم میں ہیں ۔

(ڈ) مولوی عبدالجبار و مولوی امداد علی صاحبان عینی شرح صحیح بخاری کے حوالہ سے اپنے رسائل میں لکھتے ہیں۔ قرون ثلاثہ نوے ۹۰ سال کے بعد ختم ہو گئے۔

(ر) ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۷۵ مطبوعہ بریلی۔ قرن اوّل از زمان ہجرت آنحضرت است صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تا زمان وفات وے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و قرن ثانی از ابتداء خلافت صدیق رضی اللہ عنہ تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما و قرن ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ است۔ بلفظہ (اس حساب سے خیر القرون کا زمانہ چھبیس ۲۶ سال تک ختم ہو گیا)۔

(ح) مجمع البحار کا اخیر تکملہ صفحہ ۱۴۸ میں خیر القرون دو سو بیس سال تک۔

اِن تمام تحریرات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجتہدین اربعہ کے فتاوے جو نوے سال کے بعد ہوئے وہ سب بدعت ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آثار اور احکام قضایا وغیرہ سب بدعت ہوئے۔ اور جو فرق اکثر مذاہب مُبتدعین مثل روافض۔ خوارج۔ قدریہ۔ جبریہ۔ معتزلہ وغیرہا جو دو سو بیس سال کے اندر اندر پیدا ہوئے یہ سب کے سب اچھے خاصے سُنّت ہوئے۔ اور یزید پلید کے سب افعال و اقوال بھی سُنّت میں داخل ہوئے۔ اِن سب کو جانے دیجئے۔ اپنے گھر کی طرف توجہ کیجئے۔ تمام مدارس بالخصوص مدرسہ دیو بند بدعت میں داخل ہے۔ اور وہاں کی دستار بندی بدعت سیئہ ہے۔ اور قرآن شریف اور کتب دینیہ کے پڑھانے کی اُجرت جو لیجاتی ہے وہ حرام ہے۔ احادیث کا جمع ہونا بدعت سیئہ قرآن شریف موجودہ مطبوعہ سنہری چھوٹی چھوٹی حمائل شریف وغیرہا سب کی سب بدعت سیئہ علم صرف و نحو و منطق بدعت وظائف و اوراد دلائل الخیرات۔ حزب اعظم۔ حزب البحر وغیرہا سب بدعت اور تقلید شخصی بدعت سیئہ اور شرک۔ اور تمام مساجد پختہ سنگ مرمر سنگ سرخ گلکاری شدہ اور بُرجیاں اور گنبد سب بدعت اور اُن میں نماز پڑھنا بدعت سیئہ۔ اور آپکے جد فاسد مولوی محمد مرحوم کی دو منزلی مسجد واقع لودھیانہ سب سے زیادہ بدعت سیئہ ہے۔ اُسمیں نماز پڑھنے والا تو ضرور کافر ہی ہونا چاہئے۔ اور آپ کا اور تمام دیو بندیوں کا جسم

کا حکم ہی بدعت سیئہ آپ کا تیجے دسویں چالیسویں برسیسی بیاں پلاؤ۔ تورمہ۔ یا شادیوں میں مٹھائی۔ فرنی۔ چائے۔ پان وغیرہ کا کھانا سب بدعت و حرام ہوا۔ کیونکہ قرون ثلٰثہ مشہود لہا میں ان سب باتوں کا وجود بھی نہیں ملتا۔ اگر آپ میں کچھ بھی غیرت ہے تو پہلے مدرسہ دیوبند کی دستار بندی پر فتوے دیجئے اور لود صیانہ والی مسجد دو منزلی کے انہدام کا فتوے دیجئے۔ ورنہ لم تقولون ما لا تفعلون میں داخل ہوجیئے۔ اور آئندہ خیر القرون کے لفظ کو سمجھ سوچ کر استعمال کیجئے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمارے اہلسنت کے مذہب میں یہ تمام امور جائز ہیں۔

بدعت کی بحث کتب اہلسنت وجماعت میں بہت طول طویل ہے جن کی صرف ایک ہی مثال دیکھ لیجئے۔

غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۱۸۱ سطر ۲۱ باب الاذان

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہنا (اذان کے بعد) نیا پیدا ہوا۔ ربیع الاول ۷۸۱ سال ہجری میں عشاء کی نماز میں دوشنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن دس برس کے بعد پیدا ہوا۔ سب نمازوں میں سواء مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبارہ سلام کہنا رائج ہوگیا۔ اور یہ امر بدعت حسنہ ہے۔ یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی شافعی کے حسن المحاضرہ سے نقل کیا۔ اور سخاوی کے قول بدیع میں ہے کہ اسکی ابتدا حدوث سلطان صلاح الدین بن مظفر بن ایوب کے حکم سے ہوئی۔ ۷۹۱ھ ہجری میں طحطاوی نے کہا کہ مغرب کا سلام ہمارے وقت میں رائج نہیں۔ الخ۔

بدعت حسنہ وہ نیک بات ہے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو

بلفظہ صفحہ ۱۸۱ سطر ۲۱۔

دیکھیے آٹھویں صدی کی ایجاد اذان کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا بدعت حسنہ ہے جو صلاح الدین بادشاہ کے وقت اُن کے حکم سے رائج ہوا۔ اسکا عملدرآمد مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و دیگر ممالک میں جاری ہے۔ خواہ وہابی لوگ اسکے بھی منکر ہوں۔ پس یہی صورت مولود شریف کی اس ہیئت کذائیہ کی ہے جو وہ بھی بموجب حکم شاہ اربل مظفر الدین جاری ہوا۔ اور حسن اتفاق سے سلام کے کہنے کے جواز میں بھی بادشاہ مظفر الدین کا نام ہے یعنی دونو بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما

ہمنام ہیں ؎

پس ثابت ہے کہ امورات نیک خیر و برکت کے پیدا ہونے اور اُن کے اجرا کیلئے خیر القرون پر حصر نہیں ہے۔ بلکہ اسکے لئے خاص حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں ہے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا الحدیث ہے جس میں کسی زمانہ کا حصر نہیں۔ دیکھئے آپ کے امام الطائفہ اپنی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں صفحہ ملاحظہ ہو

مصلحت وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعین کردہ شود۔ بلفظہ ؎

اسکے آگے آپنے ایک باب ہی جداگانہ ۱۲۳۳ھ تیرھویں صدی میں تیار کیا ہے جس میں سلاسل اربعہ صوفیا کرام علیہم الرحمۃ کے اشغال و اذکار تیار کرکے لکھدیا ہے جس میں ذکر یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی۔ مراقبہ کے اقسام نفی اثبات۔ کشف قبور۔ لطائف ششگانہ۔ سلطان الذکر وغیرہ ہیں۔ مفتی جی! خیر القرون اور قرون ثلثہ کو لائیے۔ جسکے مطابق آپکے امام الطائفہ نے یہ باب مبوب کیا ہے۔ یا بڑے زور سے فتوے کفر و بدعت و شرک کا دھر دبائیے۔ تاکہ آپکے امام الطائفہ کی روح بھی خوش ہو جائے۔ خوش کیا جو کچھ ہے وہ ہے ؎

دوم وسوم۔ آپ لکھتے ہیں کہ بادشاہ مظفر الدین نے اس مولود شریف کو ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا۔ اور عمر بن حسن نے اس محفل کو دیکھا۔ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تذکرہ میلاد مبارک تو پہلے ہی سے اللہ تعالے نے بھی فرمایا اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین بھی کرتے رہے لیکن اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ جو فی زماننا موجود ہے اسکو سب سے پہلے حضرت شیخ و **شیخ المشائخ عمر بن محمد موصلی جو نہایت متقی دیندار و صلحاء روزگار و ائمہ کبار سے تھے علیہ الرحمۃ نے شہر موصل علاقہ عراق میں ایجاد فرمایا** اور جو آپنے عمر بن حسن لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اسکی تصدیق میں اُس کتاب معتبرہ اور معتمدہ سے دکھلاتا ہوں جسکے مصنف کا نام حضرت **شیخ الاسلام شہاب الدین ابی محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل بن ابراہیم معروف بابوشامہ** ہیں اور آپ **امام نووی شارح صحیح مسلم** کے استاد و شیخ ہیں اس کتاب کا نام مبارک **الباعث علی**

انکار البدع والحوادث ہے۔ اسمیں یوں لکھا ہے :۔

(۱) ومن احسن ما ابتدع فی زماننا من ھذا القبیل ما کان یفعل بمدینۃ اربل جبرالله تعالیٰ کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلے الله علیہ وسلم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ والسرور فان ذالک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبۃ النبی صلے الله علیہ وسلم وتعظیمہ وجلالتہ فی قلب فاعلہ وشکراً لله تعالیٰ علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلے الله علیہ وسلم و علی جمیع المرسلین وکان اول من فعل ذالک بالموصل الشیخ عمر محمد الملاء احد الصالحین المشھورین وبہ اقتدی فی ذالک صاحب اربل وغیرہ رحمھم الله تعالیٰ بلفظہ صفحہ ۱۱ سطر ۳ ۔

ترجمہ نہایت نیک کاموں میں سے ایک بات یہ ہے جو ہمارے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے جو خاص طور پر شہر اربل میں کیجاتی ہے۔ نیک کرے الله تعالےٰ اسکو جو ہر سال آج کے دن جو موافق اُس دن سے ہے جو آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے صدقات سے نیکی اور خدا کی فرمانبرداری اور زینت اور خوشی سے اور اسمیں فقرا پر تقسیم طعام وغیرہ انعام سے کیا جاتا ہے یعنی احسان کیا جاتا ہے بغرض حصول محبت نبی صلے الله علیہ وسلم کے اور اُنکی تعظیم اور عظمت و جلالت مولود شریف کے کرنیوالے کے دل میں پیدا ہوتی ہے الله تعالےٰ کا شکر کیا جاتا ہے اس بات پر کہ اس نے پیدا کیا ہمارے اُس رسول پاک صلے الله علیہ وآلہ وسلم کو جو رحمۃ للعالمین ہیں اور رحمت ہیں تمام مرسلین علیہم السلام پر اور سب سے پہلے یہ کام (مولود شریف کا) شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے کیا۔ جو ایک سردار تھے صالحین اور دیندار مشہورین میں سے اور پھر اُن کا اقتدا کیا بادشاہ اربل (مظفر الدین) وغیرہ سلاطین نے الله تعالےٰ اُن سب پر رحمت نازل کرے۔ ختم ہوا ترجمہ۔

پس اصل اور صحیح بات یہ ہے کہ اس مولد شریف کو اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ کو سب سے پہلے حضرت شیخ المشائخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے شہر موصل میں

ایجاد فرمایا۔ جنکی پیروی کا فخر سلاطین اسلام میں سے سب سے اول سلطان مظفر الدین شاہ اربل کو حاصل ہوا اطاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ یہ بادشاہ نہایت بزرگ متقی۔ کریم النفس اور متبع شریعت تھا۔ اور اس میں شبہ کرنیکی قطعًا گنجائش نہیں۔ اور جن کے قلب میں تعصب اور عداوت ہو وہ تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند کریم کی بھی توہین کرنے اور گالیاں دینے میں نہیں چوکتے۔ اگر کسی بادشاہ دیندار کو گالیاں دیں تو کونسی بڑی بات ہے۔ اسی بزرگ کی کتاب کو دیکھئے کہ وہ اس بادشاہ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں۔ گویا اس بادشاہ کو سلطنت دنیاوی کے ساتھ بادشاہت دینی اور ولایت باطنی بھی حاصل تھی۔ جزاہ اللہ خیر الجزا الی یوم القیمہ۔

اس بادشاہ نے اپنے شہر اربل میں ماہ ربیع الاوّل کے تمام مہینے میں مولود شریف کی محفل کو شروع کرکے قائم رکھا۔ اور تین لاکھ اشرفی اس محفل مبارک میں خرچ کرتا تھا۔ اور ہر سال ایسا کرتا۔ اُسکے زمانہ میں جو نہایت خیر وبرکت کا زمانہ تھا۔ اور اُسوقت ایک عالم دیندار حضرت ابو الخطاب بن دحیہ نام علیہ الرحمۃ جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابی کی اولاد سے موجود تھے جنکی بابت شارح علامہ زرقانی تاریخ عربی میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ علم حدیث میں بڑا مبصر علم صرف ونحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے مُلکوں میں سفر کرکے اُس نے علم حاصل کیا تھا۔ اکثر ممالک اُندلس ومراکش، افریقہ۔ دیار مصر وشام ودیار مشرقیہ وغربیہ وعراق و خراسان وماژندران وغیرہا میں علم حاصل کرتا اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا پھرا۔ انجام کار سنہ ۶۰۴ھ میں شہر اربل میں آیا۔ یہاں سُلطان ابوسعید مظفر کیلئے مولد شریف تصنیف کیا۔ اُسکا نام کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر رکھا۔ اور خاص بادشاہ کے روبرو پڑھا۔ بادشاہ علیہ الرحمۃ نہایت خوش ہوئے۔ اور ایکہزار اشرفی انعام فرمائی۔ بلفظہ۔ (انوار الساطعہ والبوارق اللامعہ)۔

(۳) علامہ زرقانی شارح مواہب اللدنیہ علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے لکھتے ہیں:۔ کان (ای ابوسعید مظفر) شہما شجاعا بطلا عادلا محمود السیرۃ۔ یعنے یہ بادشاہ (سلطان ابوسعید مظفر) بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عادل تعریف کیا گیا، نیک خصلت تھا۔

(۳) سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وکان یحضر عندہٗ فی مولد اعیان العلماء والصوفیۃ۔ یعنی حاضر ہوتے تھے اُس بادشاہ (سلطان ابوسعید مظفر) کے پاس مولد شریف میں بڑے بڑے بزرگ عالم اور صوفیا کرام۔

(۴) حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن المقصد میں فرماتے ہیں:۔ احدث ملك عادل وعالم وقصد به التقرب الی اللہ عزوجل وحضر عندہ فیہ العلماء والصالحون من غیر نکیر۔ یعنی جاری کیا اِس عمل (مولود شریف) کو ایک بادشاہ (ابوسعید مظفر) عادل اور عالم نے اور ارادہ کیا اُس نے اس میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا اور حاضر ہوئے اُسکے پاس اس مولود شریف میں بہت علما اور صلحا لوگ بغیر کسی انکار کے۔

(۵) تحقیق الحق تصنیف مولانا محمد عسکری حسینی الترمذی رئیس اودھ صفحہ ۱۵ سطر ۱۶ مطبوعہ کانپور۔ بحوالہ تاریخ ابن خلکان و ابن کثیر۔ یہ بادشاہ ابوسعید سلطان مظفر اربل اول درجہ فاضل عادل متقی پرہیزگار تھا سنہ ۶۰۴ھ میں اپنے قلمرو کے تمام سربرآوردہ علما ومشائخ وفقہا ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مدعو کیا اور اُنکے مشورہ سے اس عمل خیر کو نہایت تزک و احتشام سے رواج دیا۔ چنانچہ میلاد النبی کے متعلق سب سے پہلے جو کتاب تصنیف ہوئی اسکا نام کتاب التنویر فی مولد سراج المنیر ہے۔ یہ مقدس کتاب شیخ المشائخ علامہ ابوالخطاب بن دحیہ کی تصنیف ہے سلطان نے اسکے صلہ میں شیخ کی خدمت میں ایکہزار دینار بطور نذر پیش کیا تھا۔ بلفظہ۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ اس بادشاہ سلطان مظفر الدین کے وقت تمام علما وصلحائے زمانہ بلا انکار مولد شریف میں حاضر ہوتے تھے اور سب کا اتفاق ہو کر اجماع ہو گیا۔ اس اجماع کے پچاس سال بعد آپکا امام فاکہانی پیدا ہوا۔ کیونکہ ولادت اسکی سنہ ۶۵۴ھ میں ہوئی۔ اور یہ محفل سنہ ۶۰۴ھ میں بکلی طور پر قائم ہو گئی۔ اس پر حکم بادشاہ صادر ہو کر تمام علما کا اتفاق ہو گیا۔ اور حضرت سلطان ابوسعید مظفر کا انتقال سنہ ۶۳۰ھ میں ہوا۔ گویا تیس تینتیس سال تک یہ عمل مولد شریف بلا نکیر اجماعًا ہوتا رہا اسکے بعد آپکے امام فاکہانی نے خلاف جمہور علما وحکم بادشاہ اولی الامر کے اپنی کتاب ردّ عمل المولد تصنیف کی جسکو تمام علما وفقہا ومحدثین نے رد کیا۔ اور بدستور یہ مولد شریف

ہوتا رہا۔ اور تمام بلاد اسلامیہ شرقاً غرباً و شمالاً جنوباً رائج ہوگیا۔ اور بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الآیہ کے اسکا کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہوگیا۔ اور بموجب حدیث ما راٰہ المسلمون حسناً وھو عند اللہ حسنٌ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوری میں مسلمانوں پر اسکا اہتمام و احتشام واجب ہوگیا جس کی تعمیل ہو رہی ہے اور ہمیشہ ہوتی رہیگی وہابیہ جلیں بھُنیں اُن کی قسمت ؀

(۶) حضرت ملا علی قاری و علامہ حلبی و قسطلانی علیہم الرحمۃ لکھتے ہیں :۔ ثم لا زال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن والکبار یحتفلون فی شھر مولدہ و یغیثون بقرأۃ مولدہ الکریم و یظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم۔ یعنے پھر ہمیشہ کرتے رہے اہل اسلام تمام اطراف و اقطار میں اور بڑے بڑے شہروں میں محفلیں ماہ مولد ربیع الاول میں اور بڑا اہتمام کرتے اور دل لگا کر پڑھتے مولد شریف کو اور ظاہر ہوتیں اُن لوگوں پر برکتیں مولد شریف کی جس سے ہر طرح کا فضل عمیم ہے ؀

(۷) حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی میں لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت عربی) یہ بات کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً اور ملک مصر اور اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ میں کمال اہتمام و احتشام سے ہوتی ہیں۔ مولد شریف کی محفلیں و من تعظیم مشائخھم و علماءھم ھذا المولد المعظم و المجلس المکرم لانہ لا یاباہ احد فی حضورہ رجاء ادراک نورہ یعنی اس مجلس اور محفل (مولود شریف) کی تعظیم اُن سب ملکوں کے مشائخ طریقت و علماء شریعت اسقدر کرتے ہیں کہ کوئی اُن میں سے حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا اس امید پر کہ اُسکے نور سے مشرف ہوں۔ بلفظہ۔ (انوار ساطعہ) ؀

(۸) امام سخاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ثم لا زال اھل فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد پھر ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مولود شریف کو (بقیہ حاشیہ جلد آئندہ پر)

آیا ہے)۔

(۹) سیرت حلبی میں اور ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه الصلوٰة والسلام یعنی حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے مولود شریف کی محفلیں کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) مولانا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں۔ وقال اصل عمل المولد الشریف لم ینقل من احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنیة للاخلاص الشاملة ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار یحتفلون فی شهر مولده صلے الله علیه وسلم وقال الامام شمس الدین الجزری المقری والمحرب من خواصه انه امان تام فی ذالك العام وبشری تعجیل بنیل ما ینبغی ویرام قال واکثرهم بذالك عنا یتہ اهل مصر والشام ولسلطان مصر فی تلك اللیلة من العلم اعظم مقام قال ولقد حضرت فی سنة خمس وثمانین وسبع مائة لیلة المولد عند الملك ظاهر برقوق رحمه الله بقلعة الجبل العلیة فرأیت ما هالنی وسرنی ولا ساءنی وحزرت ما انفق فی تلك اللیلة علی القراء والحاضرین من الوعاظ والمنشدین وغیرهم من الاتباع والغلمان والخدام المترددین بنحو عشرة الاف مثقال من الذهب العین ما بین خلع ومطعوم ومشروب ومشموم ومشموم وغیرها مما یستقیم به الضلوع۔ وقال السخاوی قلت ولم یزل ملوك مصر خدام الحرمین الشریفین من وفقهم لهدم کثیرا من المناکر والشین وانظروا فی امر الرعیة کالوالد الولده وشهروا انفسهم بالعدل فاسعفهم[۱] بجده ومدده واما ملوك الاندلس والغرب فلهم فیه لیلة تسیر بها الرکبان یجتمع فیها ائمة العلماء الاعیان فمن یلیهم من کل مکان وتعلوا ما بین اهل الکفر کلمة الایمان واظن

۱؎ کتاب دیکھی جاوے۔

اهل الروم لا يتخلفون من ذالك اقتفاءً بغيرهم من الملوك فيما هناك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولى النقل والتحرير وذلت العجم من حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الكرام والعلماء العظام والفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوت المتواليات والانشادات المتعاليات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الحبور حتى بعض العجائز من غزلهن ونسجهن يجمعن ما يقمن بجمعهن الاكابر الاعيان وضيافتهن ما يقدرنا عليه في ذالك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا ياباه احد في حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوي وما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون الى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذالك المقصده ويزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قل ان يتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعيد وسيما الشريف صاحب اللواء والحجاز والاهل المدينة كرمها الله حتقال وعلى فعله. بلفظه (من البوارق اللامعه) صفحه ۱۱۵ - سطر اخیرہ

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ یہ عمل مولود شریف (اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ) قرون ثلاثہ سے منقول نہیں۔ لیکن اسکے بعد یہ مولود شریف جاری ہوا۔ اور اس میں مقصد نیک اور نیت خالص ہے۔ پھر ہمیشہ سے یہ عمل تمام اہل اسلام کے ممالک و بلاد و اطراف اور بڑے بڑے شہروں میں جاری ہو گیا۔ اور مولود شریف کی محفلیں ماہ ربیع الاول مولد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوتی رہیں ٭

امام شمس الدین جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ مولود شریف کی محفل ایسی ہے جس میں تجربہ کیا گیا ہے کہ جس مکان میں کیجاتی ہے اس میں ایک سال تک امن و امان اور برکت رہتی ہے۔ اسی طرح سے یہ محفل مولود شریف اس رات میں بڑے عظیم نشانوں کے ساتھ اہل مصر اور شام اور

بادشاہ مصر کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۔

امام شمس الدین جزری فرماتے ہیں۔ کہ میں حاضر ہوا بادشاہ ظاہر برقوق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شب مولد شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع ۷۸۵ھ کو ایک بلند قلعہ میں یعنے قلعہ کے اندر۔ میں نے وہاں وہ سامان دیکھے جن سے مجھے حیرت اور کمال خوشی ہوئی۔ میں نے اُسکے خرچ کا جو اندازہ کیا اس رات حاضرین و قاریوں اور واعظوں اور مداحوں نعت خوانوں وغیرہم اور اُنکے پیروں اور لڑکوں اور خادموں خدمتگاروں کیلئے خلعتوں اور طعاموں شربتوں اور خوشبوئوں اور روشنی وغیرہ کے دینے میں قریب دس ہزار مثقال نقد کے تقسیم کیا گیا ۔

حضرت امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بادشاہان مصر کہ خدام حرمین شریفین ہیں اُنکو اللہ تعالے نے بہت ناجائز باتوں اور عیبوں کے زائل کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اور اُنہوں نے رعیت پر وہ شفقت کی جو باپ اولاد پر کرے اور اُنہوں نے عدل و انصاف میں ناموری حاصل کی۔ اور اسی طرح بادشاہان اُندلس اور مغرب کیلئے مولد شریف کی ایک ایسی رات ہے جسکا چرچہ دُور دُور مسافر اپنے شہروں میں لیجاتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے امام اور علماء اعیان اطراف سے آتے ہیں۔ اور کافروں میں اسلام کا بول بالا ہوتا ہے اور اہل روم وغیرہ کوئی بھی اسکی مخالفت نہیں کرتا۔ اور انہیں میں سے ہیں بادشاہان ہندوستان جو اور بھی زیادہ کرتے ہیں۔ اور عجم کے بادشاہان میں جب ماہ مبارک (ربیع الاول) چڑھتا ہے مجالس مولود شریف کی شروع ہو جاتی ہیں اور انواع اقسام کے طعام اور کھانے قاریان کرام اور علماء عظام کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور قرأت اور ختمات اور تلاوات قرآنی پے در پے اور خوب زور سے نعت خوانی کیجاتی ہے۔ اور قسم قسم کی چیزیں پاک اور کثرت سے خیرات کیجاتی ہے۔ اور رنگا رنگ کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور اکابر علماء و فضلا اور صوفیا کی ضیافتیں کی جاتی ہیں اور مشائخ اور علما کی نہایت خاطر اور تعظیم کیجاتی ہے۔ جو مولود شریف کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اس حاضری میں کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔ اور اسکے نور اور سرور کی امید رکھتے ہیں ۔

یہ بھی حضرت سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اہل مکہ جو معدن خیر ہیں اس مجلس مولد شریف کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مع لد مبارک میں نہایت اہتمام سے یوم العید کی طرح کرتے ہیں۔ حتےٰ کہ ایک فرد بشر کا بھی اس سے رہ نہیں جاتا۔ خواہ صالح نیک دیندار ہو خواہ طالح گنہگار ہو۔ خصوصاً شریف مکہ معظمہ صاحب نشان اور والی حجاز اور مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً ہر دو جگہ یہ مولود شریف کی محفلیں ہوتی ہیں۔ ختم ہوا خلاصہ ترجمہ۔

پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت سلطان ابو سعید مظفر الدین شاہ اربل بہت بڑا بزرگ بہادر، دلیر، عالم، عادل، محمود السیرت اور محب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ جس کے حکم سے محفل مولود شریف جاری ہوئی اور اور تمام بادشاہان مصر، اندلس، روم، شام، عرب و عجم نے اسکی اس نیک کام میں اچھی طرح پیروی کی اور تمام بڑے بڑے علماء صالحین اور مشائخ متصوفین نے بلا انکار نہایت خوشی سے اس میں حصہ لیا۔ اور اب تک ایسا کرتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک خدا کے فضل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے کرتے جائینگے۔ مگر افسوس دشمنان دین متین حضرت شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بادشاہ پر جھوٹے بہتان لگا کر کہتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر تھا لعنۃ اللہ علی الکٰذبین۔

چہارم۔ مفتی جی! جو آپ نے نتیجہ نکالا تھا اور نکالنے کی کوشش کی تھی اس میں اب بالکل ناکام اور نامراد رہے۔ یاد رکھو اولی الامر کا حکم مسلمانوں کے لئے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے واجب الامتثال ہے جسکا آپ انکار کرتے ہیں۔ دیکھو! بادشاہ حجاج بن یوسف ثقفی جو سخت درجہ کا ظالم تھا اس کے حکم سے قرآن شریف میں اعراب لگائے گئے تھے۔ یہ ایک صریح بدعت ہے لیکن تمام علماء زمانہ نے اسکو بحال رکھکر تسلیم کیا۔ کوئی انکار نہیں ہوا۔ اور عرب و عجم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت میں نہایت آسانی ہوئی۔ اور صحت الفاظ قرآنی محفوظ ہوگئے۔ یہ بھی اولی الامر کا کام تھا جس سے انکار نہیں۔ مگر وہابیہ کو لازم ہے کہ ان قرآن شریفوں کی تلاوت نہ کریں۔ اپنے قرآن جداگانہ بلا اعراب پتوں، ہڈیوں، ٹھیکریوں پر لکھوا کر پڑھیں تاکہ بدعتی اور مشرک نہ بنیں۔

قولہ: اب رہا قیام فی المولد سواسے بھی متقدمین علماء نے بدعت و بے اصل لکھا ہے شرعۃ الٰہیہ میں ہے منھا القیام عند ذکر وضع خیر الانام صلعم فانہ بدعۃ لا اصل لہ فی الشرع ودلت الاحادیث والاثار علی کون القیام لتعظیم القادم مکروھا فما بال ھذا القیام الذی احدث عند حکایۃ القدوم فی ھذا العمل۔ ترجمہ بدعت میلاد میں سے ایک بدعت قیام کا کرنا ہے وقت ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے بدعت ہے۔ نہیں ہے اسکی کچھ اصل شرع میں اور کیونکر ہو سکتی ہے اسکی اصل شرع میں جبکہ احادیث و آثار دلالت کرتی ہیں کسی قادم کیلئے قیام تعظیمی کے مکروہ ہونے پر۔

سیرت شامی میں ہے جرت عادۃ کثیرۃ من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہ۔ ترجمہ بہت سے اہل محبت کی عادت ہے کہ نبی علیہ السلام کا ذکر ولادت سن کر کھڑے ہوتے ہیں تعظیماً۔ پس یہ قیام بدعت ہے نہیں اسکی کچھ بھی اصل بلفظہ صفحہ ۲۹ سطر ۱۸۔

اقول: مفتی جی! آپنے دو کتابوں کی عبارت قیام تعظیمی کے لا اصل ہونے پر لکھی ہیں۔ شرعۃ الٰہیہ کوئی غیر معروف کتاب ہیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ آپنے اسکے مصنف کا نام یا مذہب یا زمانہ تصنیف نہیں لکھا۔ جس سے اصلیت معلوم ہو جاتی ہاں دوسری کتاب سیرت شامی البتہ مشہور کتاب ہے۔ لیکن اسکو آپنے سیرت شافی لکھدیا ہے۔ شاید سہو قلم ہے میں اسکو سیرت شامی ہی سمجھتا ہوں۔ گو آپنے کسی غلط رسالہ سے شامی کو شافی لکھدیا ہو۔ دوسری غلطی آپنے یہ کی ہے کہ لفظ کثیر کو کثیرۃ لکھدیا۔ تیسری غلطی یہ ہے۔ لفظ اصل لھا کو اصل لہ لکھا۔ یہ باتیں نافہمی عبارت کا موجب ہے۔ خیر۔

اب میں آپ اصل اعتراض کیطرف توجہ کرتا ہوں۔ آپنے ان عبارات کو لکھکر اس بات کے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ مولود شریف میں قیام کرنیکی کوئی اصل نہیں۔ اور احادیث و آثار ہر قسم کے قیام کو خواہ کسی قادم کیلئے ہو مکروہ کہتے ہیں۔

مفتی جی! لا اصل لھا کے لفظ سے مراد یہ ہے کہ قیام وقت ذکر ولادت کوئی

اصل حدیث سے معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی ایسی کوئی حدیث اس میں نہیں پائی جاتی کہ جس میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مولود شریف میں وقت ذکر ولادت قیام کیا جایا کرے۔ اور لفظ بدعت سے بدعت حسنہ مراد ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ آپ کسی حدیث شریف سے قیام ذکر ولادت کی ممانعت بھی دکھلا نہیں سکتے۔ بلکہ علماء اہلسنت و جماعت نے آیات و احادیث سے تمام اقسام کے قیام تعظیمی کو اپنی اپنی تصانیف میں ثابت کیا ہے۔ اور اجماع امت بھی درج ہے ؛

میں آپ کی تسکین کیلئے لفظ یا جملہ لا اصل لہا کے معنے اور مراد چند کتابوں سے دکھلاتا ہوں جن کو آپ بھی معتبر سمجھتے ہیں۔ اور نہایت مشہور ام ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) مجمع البحار جلد ثالث خاتمہ صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نولکشور۔ صاحب مجمع البحار نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا۔ کہ پھول یا خوشبو سونگھنے کے وقت درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے۔ تو انہوں نے اسکا جواب اسطرح فرمایا۔ اما الصلوٰة علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم عند ذالک ونحوہ فلا اصل لہا ومع ذالک فلا کراھة فی ذالک عندنا۔ الخ یعنے درود شریف پڑھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اسوقت میں یا اسکی مثل میں اسکی اصل نہیں ہے۔ باوجود اسکے ہمارے نزدیک (اہلسنت وجماعت) اس میں کوئی کراہت نہیں ہے ؛

دیکھئے اس میں جملہ لا اصل لہا کی بابت کیا بیان فرمایا۔ کہ باوجود لا اصل لہا ہونے کے کوئی کراہت اس میں نہیں ؛

(۲) مسائل اربعین مصنفہ مولوی محمد اسحاق صاحب بزرگ دیوبندیہ مسئلہ چہاردہم میں اس سوال کے جواب میں کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا اور دلہن کو منہ دکھائی میں کچھ دینا کیسا ہے؟ جواب۔ در شریعت محمدی اصل ایں چیز نیافتہ نمیشود۔ مگر ظاہر حال ایں چیز ہا کہ دادن سلامی و رونمائی است مباح باشد۔ بلفظہ۔ دیکھو بے اصل کہکر پھر مباح لکھا۔ مطلب یہ کہ اس میں کوئی حدیث وارد نہیں؛

ترجمہ عبارت مذکور کتاب رفاہ المسلمین ترجمہ اردو اربعین جو ستائیسویں سوال کے جواب میں ہے یوں ہے" جواب۔ شریعت محمدی میں ان باتوں کی کچھ اصل پائی نہیں جاتی۔ لیکن بحسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہے" ؛

دیکھئے باوجود شریعت میں اصل نہ ہونے یا لا اصل لہا ہونیکا کوئی نہیں تاہم مباح ہے۔

(۳۱) الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی صفحہ ۱۳۸ مراد ایں قول و هذا القیام بدعة لا اصل لها بدعت حسنہ است چنانچہ صاحب سیرۃ حلبی بتصریح آں پرداخت ومعنی لا اصل لها۔ لا نظیر لها ای فی القرون الثلثة باشد الخ بلفظہ یعنی اس قول وهذا القیام بدعة لا اصل لها سے مراد بدعت حسنہ ہے جیسے کہ صاحب سیرۃ حلبی علیہ الرحمۃ نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔ اور معنے اس لا اصل لها کے یہ ہیں کہ اسکی کوئی نظیر نہیں یعنے قرون ثلاثہ میں۔

لیجئے یہ اصل حقیقت ہے آپکے لا اصل لها کی۔ سارا کارخانہ آپکا بے اصل ثابت ہوگیا۔ سارا کھیت اُجڑ گیا۔

اب میں وہ دلائل پیش کرتا ہوں کہ جو عبارت آپنے سیرت شامی کی جرت عادۃ کثیرۃ الخ لکھی ہے۔ اور اس عبارت میں بھی آپنے لا تقربوا الصلوۃ کی مثل کو ظاہر کیا ہے۔ سُنئے:۔

پہلی دلیل۔ جملہ جرت عادۃ سے ایک قسم کا مستند ہونا اس عمل کی دلیل ہے جس پر یہ کلمہ وارد ہوا ہے۔ جیسے صاحب ہدایہ باب الاحرام میں فرماتے ہیں وبذلك جرت العادة الفاشية وهي من احدی الحجج یعنے اسکے ساتھ عادت جاری ہوئی ظاہرہ اور وہ ایک دلیل ہے شرعیہ دلیلوں سے۔ یعنی اگر یہ عادت فاشیہ یعنی ظاہرہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہے۔ اور اگر مابعد کی عادت ہو تو بھی سنت ہے، جیسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ما راٰہ المسلمون حسناً فهو عند الله حسن یعنے جس بات یا چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالٰے کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ پس تمام مسلمانان و علماء کرام و صوفیائے عظام ممالک اسلامیہ وحرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً اس قیام تعظیمی کو اچھا جانتے ہیں اور نیک و اچھا جان کر عمل کرتے ہیں۔ اگر چند شخص دیونجدیہ یا دیوبندیہ انکار کریں تو کریں۔

دوسری دلیل۔ شامی علیہ الرحمۃ نے جو عادت کثیر اہل اسلام کی اس عمل پر فرمائی ہے وہ بھی ایک دلیل ہے اس عمل قیام کے سند ہونے پر جیسے شامی علیہ الرحمۃ محشی و شارح درمختار فرماتے ہیں والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر یعنے یقین یا بھروسہ اُس پر ہوتا ہے جس پر جماعت کثیر ہوتی ہے اسی کے مطابق یہ حدیث شریف ہے اتبعوا السواد الاعظم الحدیث یعنے بڑی جماعت مسلمانوں کی پیروی کرو۔ پس سواد اعظم اور جماعت کثیر اس قیام تعظیمی مولود شریف پر متفقاً عامل ہے۔

تیسری دلیل۔ وہ کثیر جماعت (جسکا عمل قیام تعظیم وقت ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے) محب حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جن کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب مولود شریف میں ذکر ولادت شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سُنتے ہیں فوراً نہایت ذوق و شوق و محبت ما فوق سے تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں۔ اور احادیث شریف صحیحہ قطعیہ سے ظاہر ہے کہ اہل ایمان اور کامل الایمان وہ محبین لوگ ہیں جن کو حضرت رسولکریم حبیب رب العلمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔ جیسے فرمایا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین متفق علیہ۔ یعنے کوئی بھی شخص مومن نہیں ہو گا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اور بیٹے اور تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ کریگا۔ ایک دوسری حدیث میں من نفسہ ومالہ کا لفظ بھی آیا۔ جبتک اپنی جان سے بھی زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب بنا لیگا تب تک مومن اور مسلمان ہی نہیں۔ پس یہ عمل قیام مولد شریف محبّین کثیر جماعت کی کامل دلیل اور حجت ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس قیام کی وجہ صرف خاص تعظیم حضرت رسولکریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے۔ جو سب مسلمانوں کو شرع میں مطلوب اور محبوب اور ضروری ہے۔ جسکی بابت خود اللہ تبارک و تعالے کا حکم ناطق ہے وتعزّروہ وتوقّروہ اس سے قیام تعظیمی کی اصل بھی ثابت ہو گئی۔

نیز یہ ثابت ہوگیا۔ کہ شامی علیہ الرحمۃ کے لا اصل لہا کہنے سے یہ مراد نہیں کہ اس قیام کے مستحسن ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس پر جمہور علماء و صلحاء امت کا اجماع ہے جو خاص حجت اور دلیل شرعی ہے ۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ در اصل جو عبارت سیرت شامی کی نقل کیجاتی ہے وہ امام علی بن برہان الدین حلبی کی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے۔ اس میں لفظ لا اصل لہا کی شرح اسطرح پر کر دی گئی ہے

جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہا ای لکن ھی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح نعمۃ البدعۃ ھذہ الخ بلفظہ۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۳۶۔ اکثر لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونیکا ذکر (مولد شریف میں) سنتے ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے اسکے واسطے اصل نہیں۔ یعنی لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔ کیونکہ فرمایا ہمارے سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کیلئے لوگوں کے جمع ہونے کو کہ یہ کیا اچھی بدعت ہے ۔

لیجئے آپکے اعتراضات کلمہ لا اصل لہا کے جوابات کافی سے زیادہ ہوگئے ہیں۔ باقی اثبات مولود شریف اور قیام تعظیمی کا قرآن شریف احادیث سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے لیکر اس وقت تک رمضان ۱۳۳۳ھ لکھا جائیگا دیکھکر آپکے باقی اعتراضات کا جواب ختم ہوگا انتظار کریں

قولہ تا دے تحفۃ القضاۃ میں ہے یقومون عند ذکر مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلعم یجئ وحاضر فزعمہم باطل بل ھذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمۃ عن مثل ھذا۔

ترجمہ نبی علیہ السلام کی ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں اور خیال کرتے

ہیں کہ روح آپ کی آتی ہے اور حاضر ہے یہ زعم اُن کا باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور منع کیا ہے اماموں نے ایسا فعل کرنے اور اعتقاد رکھنے سے بلفظہٖ صفحہ ۳۰ سطر ۴۔

اقول مفتی جی! آپ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کے بعد لفظ صلعم اختصاراً درود شریف کیا جو سخت خلاف شریعت اور بدبختی کی علامت ہے دوسرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بجائے نبی علیہ السلام لکھتے ہیں۔ افسوس! آپکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کچھ بھی قدر اور وقعت نہیں۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ آپ قرآن شریف اور حدیث شریف کی پروا نہیں کرتے خیر! ولا تزر وازرة وزر اخرٰی ٥

پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحفۃ القضات کس بزرگ عالم کی تصنیف ہے اور وہ کس زمانہ میں ہوئے کس مذہب کے تھے۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ایسی غیر معروف کتابوں کو پیش کرنا قابل سند نہیں۔ جیسے کہ آپکے جدنا سد کی تحریر سے ایسی کتابوں کا نامعتبر ہونا دکھلا چکا ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی نے فرضی عبارت لکھکر اپنے رسالہ میں اس کتاب کا حوالہ دیدیا جو نہ وہ کتاب ہو اور نہ ملے۔ اچھا اتنا فرمایئے کہ کس مطبع میں طبع ہوئی ہے یا قلمی نسخہ آپکے پاس ہے۔ اگر قلمی ہے تو اسکے مصنف کا نام درج ہوگا۔ کیوں آپنے اسکو نہیں لکھا۔ یہ کہیئے کہ روح مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی محفل میں تشریف فرما ہو تو شرک کس طرح ہو جائیگا۔ اور تشریف آوری کیلئے کونسے امور موانع ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب وہابی المذہب ہے اسی سبب سے اسکا نام نہیں لکھا۔ اور جو اسمیں یہ لکھا ہے کہ اماموں نے منع کیا ہے وہ کونسے امام ہیں؟ یا وہابیوں کی مسجدوں کے امام ہیں! مُنہ سے کہدینا یا رسالہ میں لکھ دینا اور بات ہے۔ اور ثابت کرنا اور بات۔ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حیات النبی سمجھتے ہیں۔ اور جہاں وہ چاہتے ہیں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں ذکر مبارک ہوتا ہے چاہیں تو تشریف فرمایا کرتے ہیں۔ بالخصوص مولود شریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مسلمانان اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے البتہ آپ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں۔ زہے نصیب ان لوگوں کے جو محافل مولود قائم کرتے ہیں۔ اب سُنیئے حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مولود شریف

میں تشریف فرما ہونا اسطرح پر ہے:۔

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وسیری اللہ عملکم ورسولہ (توبہ) یعنے شتاب ہے کہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اللہ تعالےٰ اور اسکا رسول۔ یعنے تمام لوگوں کے اعمال جیسے اللہ تعالےٰ دیکھیگا ایسے ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھیگا۔

(۲) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیا شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۔ النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لھم من السیئات والدعا بکشف البلاء عنھم والتردد فی اقطار الارض بحلول البرکۃ فیھا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ھذہ الامور من اشغالہ کما وردت بذالک الاحادیث والاثار۔ بلفظہ۔ یعنی یہ بات احادیث اور اثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں اُنکے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور دفع بلا کیلئے دعا فرماتے ہیں۔ اور حدود زمین میں پھرتے ہیں برکت دیتے ہیں۔ اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو اُسکے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے اشغال ہیں عالم برزخ میں۔ اسی طرح احادیث واثار میں وارد ہے۔

(۳) تفسیر روح البیان میں سورہ تبارک الذی کے آخر پر ہے:۔ قال الامام الغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام لہ الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنھم لقد راٰہ کثیر من الاولیاء۔ یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم زمین و آسمانوں میں مع ارواح صحابہ رضی اللہ عنھم اور اولیا علیہم الرحمۃ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ بہت سے اولیائے کرام نے حضور کو بیداری میں دیکھا ہے۔

(۴) در ثمین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی حدیث ستر ھویں۔ ترجمہ یعنی خبر دی مجھکو میرے والد سردار نے اور کہا اُنہوں نے کہ خبر دی مجھکو میرے پیر سید عبد اللہ قاری نے کہ کہا سید عبد اللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتے تھے۔ ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اتنے

میں عرب کے آدمی آئے - ان کا سردار آگے تھا اُس نے قاری کا پڑھنا سُن کر کہا۔ اللہ تعالےٰ برکت کرے تُو نے قرآن کا حق ادا کیا - پھر وہ چلے گئے۔ اور ایک آدمی دُوسرا اُنہیں عرب والوں کی وضع کا آیا - اور کہنے لگا - کہ کل رات کو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قاری کا قرآن سُننے جائینگے - جب اُس آدمی نے یہ بات سُنائی ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا ۔

(۵) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کا ترجمہ - فرماتے ہیں - دیکھا میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر کاموں میں سامنے اپنے - یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے ہوئی بار بار تو جان لیا میں نے کہ آپ کی روح کو طاقت ہے بشکل بدن مبارک کے بن جاتی ہے - اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف حضرتؐ نے اشارہ فرمایا ہے - یعنی حدیث میں کہ پیغمبرؑ نہیں مرتے ہیں بیشک وہ نماز پڑھتے ہیں قبروں میں اور حج کرتے ہیں اور وہ بیشک زندہ ہیں فقط ۔

(۶) مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ہشتاد و دوم و دویست جلد اوّل - امروز در حلقہ بامداد می بینم کہ حضرت الیاسؑ و حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بصورت روحانیاں حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہ تعالےٰ ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ما صدور مے یابد - بلفظہ ۔

(۷) ایضاً مکتوب نمبر دو صد و بست (۲۲۰) جلد اول - دریں اثنا عنایت خداوندی در رسیدہ حقیقت معاملہ را کما ینبغی وا نمود - روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیان ست دریں وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر حزین نمود - بلفظہ ۔

(۸) مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۶۵ مقصد عاشر کا ترجمہ عبارت عربی کا
۱۰ اور کچھ شک نہیں ہے اسمیں کہ حال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم برزخ میں فرشتوں سے بڑھ کر ہے - یہ حضرت ملک الموت علیہ السلام قبض کرتے ہیں -

لاکھ روحیں یا زیادہ ایک ہی وقت میں اور نہیں روکتا اُنکو ایک روح کا قبض کرنا دوسری روح کے قبض کرنے سے اور وہ باوجود اس مشغولی کے متوجہ ہیں عبادت الٰہی میں تسبیح اور تقدیس کر رہے ہیں۔ پس ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اپنے پروردگار کی اور سامنے ہیں اسکے ہمیشہ رہتے ہیں قربت میں مزہ لیتے ہیں سننے خطاب الٰہی کا اور یہی حال تھا آپکا دنیا میں۔ ڈالتے تھے امت پر روشنیاں وحی الٰہی کی جو کچھ ڈالتا تھا اللہ تعالےٰ اُن پر اور نہیں روکتی تھی اُنکو امت کی فیض بخشی اور خبرگیری اللہ تعالےٰ کی مشغولی سے۔

(۹) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیا حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۔ ترجمہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادات سے اور غمگین ہوتے ہیں نافرمانیوں سے۔ انبیا کا مرجانا صرف اتنا ہے کہ ہماری نظر سے چھپ گئے۔ اور واقع میں زندہ ہیں اور موجود ہیں مثل فرشتوں کے کہ وہ موجود ہیں اور نظر نہیں آتے مگر جس ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دکھلا وے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ اھ۔

(۱۰) دلائل الخیرات فضائل درود شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ جو لوگ حضور سے دور اور نظر سے غائب ہیں یا آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہونگے اُنکے درود شریف کا کیا حال ہے وہ کس طرح آپکو معلوم ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم وتعرض علی صلوٰۃ غیرھم عرضا یعنے میں سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور پہچانتا ہوں اُن کو۔ اور پیش کئے جاتے ہیں درود دوسرے لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے۔

یہ ظاہر اور صاف ہے کہ مولود شریف اور قیام کی حالت میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ مولود شریف میں حاضر ہونیوالے اکثر اہل محبت ہی ہوتے ہیں۔ اُن کے درود شریف کو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور نام بنام اُنکو پہچانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ فلاں

موقع یا موضع یا قصبہ یا شہر یا مسجد یا گھر میں مولود شریف ہو رہا ہے۔ اب یہاں پر تشریف فرما ہونا اُن کا آپ کی نظر میں مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ اور یہ ضرور ہے کہ منکرین کو اُنکی روح مبارک یا جسم اطہر نظر نہیں آتا اور آنا بھی نہیں چاہئے۔ لیکن جو لوگ اہل محبت اور اہل کشف ہیں وہ برابر زیارت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کی نظر بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اور خاصکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِن آنکھوں سے دیکھنا جو فرشتوں کے جسم سے بھی الطف ہے محال اور دائمی محال ہے لیکن جن بزرگوں کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہیں وہ بخوبی زیارت کرتے ہیں وہ خوش نصیب ہیں۔ جب دیکھتے ہیں اُن میں تاب ہی نہیں رہتی کہ وہ دیکھکر بیٹھے رہیں فوراً تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ایسے بزرگ دنیا میں موجود ہیں جنکو یہ رتبہ حاصل ہے لیکن اس جگہ ایک تذکرہ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ وسید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا درج کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ دیکھنے والے اس پاکذات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح دیکھتے ہیں بہت کتابوں میں اس تذکرہ کو لکھا ہے۔ لیکن صرف دو کتب معتبرات سے یہاں درج کرتا ہوں۔ وہو ہٰذا:۔

(۱) مناہج النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ۔ جلد اوّل صفحہ ۲۷۵ سطر ۱۱۔ بہجت الاسرار میں جو تصنیف ابوالحسن علی بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اسکے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتے ہیں کہ کہا یعنے شیخ ابوالعباس نے کہ حاضر ہوا میں مجلس میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی۔ اور تھے مجلس میں مانند دس ہزار مرد کے اور بیٹھا ہوا تھا علی بن ہیتی۔ پس پکڑا اُسے نیند کی پینک نے۔ پس کہا لوگوں کو خاموش ہو۔ پس چپ ہوئے یہاں تک کہ سنی نہیں جاتی تھی اُن سے مگر سانس اُنکی۔ پس نیچے اُترے حضرت شیخ کرسی سے اور کھڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونو ہاتھوں کے سامنے۔ اور گھور کر نظر کرنے لگے اُسمیں۔ بعد اُسکے جاگا شیخ علی۔ اور کہا حضرت شیخ نے کیا تو نے رسولخدا کو دیکھا خواب میں۔ کہا ہاں دیکھا۔ کہا اسیواسطے

ادب کیا میں نے اور فرمایا کس چیز پر وصیت کی تجھے حضرت رسول نے کہا وصیت کی اوپر تمہاری ملازمت کے۔ کہا شیخ علی نے لوگوں سے کہ جو کچھ دیکھا میں نے خواب میں اُسے شیخ نے بیداری میں دیکھا۔ اور روایت کیگئی ہے کہ اُس روز سات کس اہل مجلس فوت ہوئے۔ بلفظہ ؞

(۱۲۱) تحفہ قادریہ حضرت شیخ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۴ھ صفحہ ۸۴ و ۸۵ سطر ۱۱ ایضاً نقل است از شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ گفت در مجلس حضرت شیخ محی الدین ابومحمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ بارہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وسلم وپیغمبران دیگر را بمشاہدہ میدیدم الخ بلفظہ صفحہ ۸۴ سطر ۵ ؞

دیکھئے۔ حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیداری میں دیکھا ظاہری آنکھوں سے مجلس میں تشریف فرما مدینہ منورہ سے بغداد شریف میں زیارت کی۔ اور دیکھتے ہی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے ؞

اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا بھی ثابت ہو گیا۔ ہم لوگ ان اہل کشف کی پیروی کرتے ہیں۔ گو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آویں ؞

(۱۲۲) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی صفحہ ۱۴۸ سطر ۱۸۔ وکتب مولینا محمد بن یحیٰی مفتی حنابلہ فی مکۃ الشریفۃ نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لما استحسنہ العلماء الاعلام وقدوۃ الدین والاسلام فذکروا عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذالک یستحب التعظیم والقیام واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بلفظہ۔ یعنی البتہ ہاں قیام کرنا وقت ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علماء اعلام وقدوۃ الدین والاسلام نے اسکو مستحسن کہا ہے اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت (مولود شریف میں) آپ کی مقدس روح حاضر ہوتی

ہے تو اُسوقت تعظیم کیلئے قیام کرنا واجب ہے ۔
دیکھئے ۔ یہاں قیام تعظیمی واجب ہے ۔ اور مولود شریف میں حاضر ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاف صاف ثابت ہے یہی عمل اہلسنّت وجماعت کا ہے ۔

(۱۴) شرح شفا جلد ثانی حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری (فصل فی المواطن یستحب فیھا الصلوٰۃ والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) قال ابن دینار وھو من کبائر التابعین المکیین و فقھائھم ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی رحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام الخ الدر المنتظم صفحہ ۱۴۱ ۔ سطر ۱ یعنی کتاب شرح شفا میں جو علامہ ملا علی قاری کی شرح ہے ۔ کہا ابن دینار نے جو کبار تابعین مکہ کے اور فقہا میں سے تھے ۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کو ملنے کیواسطے جائے) اور اس گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو یوں کہنا چاہیئے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر اور موجود ہوتی ہے ۔

لیجئے ۔ یہ دلائل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری جانئے اور قیام تعظیمی کیلئے کافی ہیں لیکن ایک دو اور بھی لکھ دیتا ہوں ۔

(۱۵) مدارج النبوت جلد دوم حیات الانبیاء ۔ بعد از ثبات حیات حقیقی حسی دنیاوی ۔ اگر بعد ازاں گویند کہ حقتعالیٰ جسد شریف را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشد ۔ خواہ بعینہ یا بمثال خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر یا غیر وے صورتے دارد باوجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال ۔ ا ھ ۔ بلفظہ ۔

(۱۶) شرح الصدور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ واما مشاھدۃ حضورہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخبرنی الثقات من اھل الصلاح انھم شاھدوہ صلی اللہ علیہ وسلم مراراً قراۃ المولد

الشریف وعند ختم القرآن۔ بلفظہٖ۔ یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری یا حاضری کا مشاہدہ پس بیشک خبر دی مجھے ثقہ صالح لوگوں نے کہ مولود شریف کے پڑھنے اور ختم قرآن شریف کے وقت بار ہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور زیارت کی ہے۔ (منکرین کو خدا ہدایت کرے)

اب ایک خلجان باقی رہگیا ہے جو منکرین کو پیدا ہوا کرتا ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے مواقعات کی خبر کسطرح ہوتی ہوگی۔ جبکہ وہ ایک ہیں اور ایک روح انکی ہزاروں لاکھوں جگہ دنیا میں جہاں جہاں محافل مولید ہوتی ہیں سب جگہ کسطرح حاضر ہوتی ہے۔ اسکے پہلے اگرچہ آچکا ہے کہ آسمان وزمین میں جہاں چاہیں تشریف لیجائیں۔ اور حضرت ملک الموت کی قدرت وطاقت سے بھی اُنکی طاقت وقدرت زیادہ ہے۔ تمام مخلوق اُنکے سامنے ہے۔ یہ بات تو ادنے ادنے خادمانِ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل ہے کہ وہ ایک آن میں ہزاروں لاکھوں جگہ پر حاضر ہو سکتے ہیں اور رہتے

لئے گھر (۱ ہ کیونکہ نفیس لطائف ابدان مثالیہ میں چند مکانات میں ظاہر ہونا اور لطائف

گو ہمیں حضور صلے اللہ ظاہر ہونا مسلم الثبوت ہے۔ دیکھئے حضرت عارف ربانی امام و

(۱۳۱) الدر المنظم آپکے امام الطائفہ کے پیران پیر اپنے مکتوبات میں اس طرح

وہاجر کی صفحہ ۱۸۰۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

فی مکۃ الشریف مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اوّل

مکتوب نمبر ۲۱۶۔ ہرگاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ متشکل اشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر ایں قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است وچہ احتیاج ببدن دیگر ازیں قبیل است۔ آنچہ بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگردند وافعال متبائنہ بوقوع مے آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ ومتشکل متبائنہ میشوند وایں تشکل گاہ در عالم شہادت بود وگاہ در عالم مثال چنانچہ دریکشب ہزار کس آنسرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند واستفادہا

میتما بند ایں ہمہ تشکل صفات و لطائف اوست علیہ وعلے آلہ الصلوۃ والسلام بصور ہائے مثالی و ہمچنیں مریداں از صور مثالی پیراں استفادہا میتما بند و حل مشکلات میفرمایند۔ بلفظہ ؛

(۱۰۸) مکتوبات ایضاً مکتوب نمبر پنجاہ و ہشتم (۵۸) جلد ثانی اولیائیکہ صاحب علم کشف اند جائز ہست کہ بر بعضے خوارق خود اطلاع پیدا نہ کنند بلکہ صور مثالیہ ایشاں را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کار ہائے عجیبہ و غریبہ ازاں صور بظہور آرند کہ صاحب آں صور را از انہا اصلا اطلاعے نیست الخ۔ بلفظہ ؛

دیکھئے ان مکتوبات میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کیا فرما رہے ہیں پیر صاحبان کی روحیں اپنے مریدوں کے پاس تشریف لاتی ہیں اور اپنے مریدوں کی حل مشکلات فرماتی ہیں۔ اور آپکے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور حل مشکلات اپنی امت کا کرنا محال ہے۔ افسوس ایسی سمجھ اور درایت پر ؛

اب میں زیادہ طوالت دینا نہیں چاہتا۔ اگر تمام بزرگ اولیائے کرام علیہم الرحمۃ کے اقوال و افعال درج کروں ایک دوسری کتاب بھی کفایت نہ کرے۔ لیکن صرف ایک بات کیا دستاویز آپکے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے دکھلاتا ہوں۔ تاکہ آپکو کیفیت پوری حاضری بزرگاں کی معلوم ہو جائے وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے مرشد ارشد سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو مرید بنانے اور اپنے حلقہ طریقت میں داخل کرنے کی آرزو میں حضرت پیران پیر شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ بغداد شریف سے اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ بخارا شریف سے دہلی میں اُنکے پاس تشریف لائے۔ دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا۔ ہر ایک بزرگ فرماتا تھا کہ میں اپنا مرید کرونگا۔ ایک ماہ تک برابر آپسمیں تنازعہ ہوتا رہا۔ آخر کو اس بات پر مصالحت ہوئی کہ ہم دو نو انکو ایک ساتھ توجہ دیکر مرید بنالیں۔ ایک پہر برابر دونو صاحبوں علیہم الرحمۃ نے توجہ دیکر نسبت ہر دو طریقہ قادریہ و نقشبندیہ کی عطا فرمائی۔ اصل عبارت صراط مستقیم کے صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ کی یہ ہے :-

القصہ حضرت ایشاں از طریق ثلثہ یعنی قادریہ وچشتیہ ونقشبندیہ قبل
از مبادی حاصل شدہ۔ امانسبت قادریہ نقشبندیہ۔ پس بیانش آنکہ بسبب
برکت بیعت ویمن توجہات آنجناب ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرۃ
غوث الثقلین وجناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند متوجہ حال
ایشاں گردیدہ دتا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعے درمیان روحین
مقدسین درحق حضرت ایشاں ماندہ زیراکہ ہرواحد ہردو امام تقاضائے
جذب حضرت ایشاں تمامہ سوئے خود میفرمود تا اینکہ بعد انقراض زمانہ
تنازع ووقوع مصالحت برشرکت روزے ہردوروح مقدس برحضرۃ
ایشاں جلوہ گرشدند وتاقریب یکپاس حصول نسبت ہردوطریقہ نصیبیہ
حضرت ایشاں گردید۔ الخ۔ بلفظہ ؀

دیکھئے! حضرت غوث الثقلین شیخ وسید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کو
بغداد شریف میں اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بخارا شریف میں
کس طرح خبر ہوگئی۔ کیا چٹھی بھیجی گئی ڈاک میں یا کوئی تار بھیجی گئی۔ مگر یہ دونو
چیزیں اُسوقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسمٰعیل دونو جگہ کوئی خط لیکر گئے تھے۔ یہ
بھی نہیں۔ پھر کیونکر اُنکو معلوم ہوا کہ سید احمد صاحب دہلی میں کوئی بزرگ
رہتے ہیں چلو اُنکو مرید بناؤ۔ اور پھر وہ بات کیا تھی کہ دونو بزرگ اُنکے مرید
بنانے میں ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھے رہے اور تنازعہ ہی رہا۔ اتنی کیا سخت
ضرورت محسوس ہوئی کہ دو بزرگ کامل واکمل غوث الثقلین آپسمیں بموجب
تنازعہ کریں اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک پہر تک نسبت عطا فرماتے رہتے
خیر اگر آپ اپنے امام الطائفہ پر ایمان رکھتے ہیں تو اس بات پر بھی ایمان لائیے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی۔ وبعید درجہ طاقت اور قدرت ہے کہ وہ
سب حالات جانتے ہیں اور تمام دنیا کے مو الید کی محافل انکے سامنے ہتھیلی کیطرح
ہیں اسمیں شک لانیوالا اپنے ایمان سے خارج ہے۔ دوسری بات آپکے امام مولوی اسمٰعیل
نے اسمیں یہ کی کہ حضرت پیران پیر کو غوث الثقلین لکھدیا۔ جو غوث کے معنی
فریادرس کے ہیں اور ثقلین کے معنی دونو گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں

توحضرت پیران پیر دونوگروہوں جنّوں انسانوں کے فریادرس ہیں بس انہوں نے غضب کردیا خدا کو چھوڑ کر انکو فریادرس قرار دیا۔ اب تو آپکے فتوے کے مطابق کافر ہوئے۔ لکھئے فتوے ۔

قولہ بجتہ العشاق میں ہے ما یفعل العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ السلام لیس بشئ بل ھو مکروہ۔ ترجمہ۔ نبی علیہ السلام کے تذکرہ ولادت کے وقت جو عوام قیام کرتے ہیں ایک بیہودہ فعل ہے جو کہ مکروہ ہے۔ طریقۃ السلفین میں ہے وقد احدث بعض الجہال المشائخ اموراً کثیرۃ لانجد لہا اثراً ولا اسماً فی کتاب ولا فی سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادۃ سید الانام علیہ السلام ترجمہ جاہل صوفیوں نے بہت سے ایسے نئے امر دین میں ایجاد کئے ہیں جنکا کچھ بھی نام ونشان قرآن وحدیث میں نہیں۔ ایک ان میں کا قیام ہے نبی علیہ السلام کے ولادت کے تذکرہ کے وقت۔ بلفظہ صفحہ ۳۰۔ سطر ۹ ۔

اقول مفتی جی! ان دو عبارتوں کی بعض غلطیوں پر توجہ نہ کرکے میں کہتا ہوں کہ یہ دونو عبارتیں کسی جونپوری اور گجراتی وہابیوں کی کتابوں سے آپ نے نقل کی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفوں اور آپکے نزدیک مولود شریف میں قیام کرنا جاہل صوفیوں نے ایجاد کیا ہے۔ کیا حضرت امام تاج الدین سبکی۔ حضرت پیران پیر قدس سرہٗ۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی۔ حضرت ملا علی قاری۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت شیخ عبد العزیز۔ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی ودیگر علماء کرام ومفتیان حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً اربعہ مذاہب سلاسل اربعہ طریقت مشرب بادشاہان امصار مصر۔ روم۔ شام۔ عرب۔ اندلس۔ جدہ۔ حدیدہ۔ بغداد۔ بصرہ۔ ہندوستان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جاہل صوفی تھے یا اب ہیں۔ ایسی شوخ چشمی اور دریدہ دہنی آفتاب نیمروز پر خاک ڈالنا آپ لوگونکا ہی کام ہے۔ اچھا یہ بتلائیے۔ کہ تمام دیوبندیونکے پیرو مرشد حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی بھی جاہل صوفی تھے۔ جن کی نسبت

آپکے علماء دیوبند نے ان مندرجہ ذیل خطابات سے مخاطب کیا ہے :-

(الف) کتاب ارشاد مرشد مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے :-

از تصانیف قطب زمان غوث دوران سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ حضرت مولینا حاجی امداد اللہ تھانوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی دامت فیوضہم بلفظہ ۔

(ب) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کی پیشانی پر اس طرح لکھا ہے :-

از افادات منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدام المحققین فی اوانہ سیدنا و مولینا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب مد ظلہ العالی علینا ۔ بلفظہ ۔

(ج) مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷۱ سطر ۵ پر اس طرح لکھا ہے :-

حضرت حجۃ الاصفیا تاج الاولیا زبدۃ المقربین عمدۃ الواصلین شمس الحقیقۃ والعرفان مدد الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالے البالغہ برہان الملۃ المستقیمۃ مرجع العالم منبع الفیض الاتم بحر الحقائق والاسرار مصدر العلوم والانوار صاحب المقامات العلیۃ والافضال والدرجۃ الرفیعۃ الصدیق اعظم والقطب الافخم مولانا وسیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الفاروقی الچشتی المہاجر فی المکۃ المعظمۃ لازالت شموس فیضہ وبدور مکارمہ طالعۃ ۔ بلفظہ ۔

کہئے! آپ ایسے اوصاف وخصائص خصائل تاج الاولیا حجۃ الاصفیا وحجۃ اللہ البالغہ مکارم ومراتب کو آپکے علما خطابات لکھ رہے ہیں۔ یہ بزرگ بھی جاہل صوفیوں میں شمار ہیں۔ جو پہلے درجہ کے شائق اور محب مولود شریف اور قیام تعظیمی کے دلدادہ ہیں اور باقی مولوی دیوبندی جونپوری اور گجراتی بھی انکو ایسا ہی

سمجھتے ہیں۔ یا بالخصوص مولوی خلیل احمد صاحب و دیگر مولوی صاحبان جو اپنے پیرو مرشد کی ایسی تعریف کر رہے ہیں اور قطب اور غوث وغیرہ الفاظ کلمات شرکیہ (بزعم وہابیاں) لکھ رہے ہیں اور ادھر انکی قلمیں ٹوٹ جائیں ہاتھ جھڑ جائیں اور آنکھیں پھوٹ جائیں جگر گھسوٹ جائیں جو کبھی بھی ایسی تعریف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لکھ سکیں۔ بلکہ نقل کفر کفر نباشد یہ برملا کہیں کہ وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ مولود شریف میں انکا قیام تعظیمی کرنا کنھیا کے جنم کے برابر انکا علم غیب حیوانوں چارپایوں لڑکوں پاگلوں کے برابر ہے۔ ان کا نماز پڑھتے ہوئے خیال آجانا بیل اور گدھے سے بدتر۔ انکو علم اردو علماء دیوبند کے ملنے جلنے ان سے بات چیت کرنے سے آگیا (شاگردوں کے برابر) وہ جملہ بنی آدم کے برابر وغیرہ وغیرہ العیاذ باللہ ؁

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بقول جونپوری یا گجراتی کے جنکی کتابوں کی عبارتیں آپنے لکھی ہیں حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کو بھی عوام جہال صوفیوں میں شمار کرتے ہیں۔ تو یہ مندرجہ بالا تعریفیں لکھنے والے کاذب اور بطال ہیں۔ اور اگر یہ سچے ہیں تو آپ اور آپکے بہجۃ العشاق اور طریقۃ السلف کے مصنف (بشرطیکہ کوئی کتابیں ہوں) جونپوری اور گجراتی کاذب اور بطال ہیں ؁ کہیے آپ کسطرف ہوتے ہیں۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن جان عذاب میں ہے ؎

دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

مگر میرا یقین ایسا ہے کہ حضرت حاجی حافظ شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ واقعی ویسے ہی تھے جیسے کہ ان کی تعریفیں لکھی گئی ہیں۔ اب باقی فیصلہ آپ کرلیں ان میں کون کاذب اور بطال ہے ؁

اب میں اس جگہ صرف ایک تحریر نہایت مختصر شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی مولود شریف اور قیام تعظیمی کی بابت لکھتا ہوں۔ اور باقی دوسرے موقعوں پر ہونگی۔ دیکھیے وہ کیا فرماتے ہیں۔ وھو ھذا :-

میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں

ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بیخبر کھڑا رہگیا بعد دیر کے مجھے ہوش آیا تب بیٹھا۔ مرقومہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۰۳ھ بلفظہ انوار ساطعہ صفحہ ۲۴۷ سطر ۱۷۔

دیکھیے اور آنکھ کھولکر ملاحظہ کیجئے حضرت حجۃ الاصفیا تاج الاولیاء علیہ الرحمۃ کی عبارت کی جسارت اور زبدۃ المقربین وعمدۃ الواصلین کا ارشاد لازم الانقیاد اور حجۃ اللہ البالغہ کا فرمانا اور حضرت بحر الحقائق والاسرار کا سمجھانا اور مصدر العلوم والانوار کی تحریر بینظیر اور الصدیق الاعظم والقطب الافخم کی تقریر صحیح دپرتاثیر اور قطب زمان اور غوث دوران کے فرمان واجب الاذعان کو۔ اور شرم کیجئے۔ وہ شرم نہیں جو آپکے بازار میں شرک کے نرخ پر ٹکے سیر بکتی ہے بلکہ وہ شرم جو الحیاء من الایمان کی دوکان پر ملتی ہے۔ اور اپنے دونوں مصنفوں کو بھی سمجھائیے جو مولود شریف کرنیوالوں اور قیام تعظیمی کے آداب بجالانیوالوں کو جو اعلے درجہ کے عالم وفاضل اور صوفی کامل تھے اور ہیں سبکو صوفی جاہل بنا دیا اور بڑے بڑے بادشاہوں اولی الامروں اماموں عالموں بزرگوں متقیوں مفتیان عرب وعجم اور اپنے پیر ومرشدوں کلھم کو بیہودہ فعل کرنیوالے عوام اور جاہل صوفی لکھدیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ہدایت کرے۔

اب رہا آپکا مطالبہ نمبر ۱۳ صفحہ ۳۰۔ سو اسکا جواب اس میں پورے طور پر آچکا ہے۔ ابن حجر کی مدخل بھی غلط ثابت ہوئی۔ اور آپکے امام فاکہانی جو اول المنکرین میں سے ہیں۔ یا امام المنکرین ہیں۔ انکا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہوگیا جو اس نے حضرت مظفر الدین سلطان اربل علیہ الرحمۃ پر الزام فاسق وفاجر ہونیکے لگائے تھے۔ پورا پورا حال ظاہر ہوگیا۔ اور حضرت امام مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے جو عبارات نافہمی سے درج کی تھیں انکا بھی پورا جواب ہوکر انہیں کے مکتوبات سے مولود شریف کا جائز ہونا ثابت ہوگیا۔ بلکہ سماع بھی۔ اور سیرت شامی کی عبارت کا خلاصہ مطلب بھی پورے طور پر آگیا۔ اور تحفۃ القضات اور بہجۃ العشاق وطریقۃ السلف کا خاکہ بھی خوب کھینچ گیا۔

اسمیں ایک بہت ضروری بات جو آپنے دانستہ عمداً اغماض

کر کے چھوڑ دی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مولوی رشید احمد نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف اور قیام تعظیمی کو کنھیا کا جنم لکھا ہے۔ اسکی دلیل ادلہ اربعہ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہدین سے کونسی دلیل ہے۔ یہ تشبیہ کس دلیل سے ثابت ہے اور پہلے بھی کسی شخص نے ایسی تشبیہ قبیح دی ہے اس تشبیہ سفیہ سے تمام مسلمانان سات سو سال سے لیکر اسوقت تک کو کافر اور مشرک بنا دیا۔ مولوی رشید احمد کی اصل عبارت یہ ہے :۔

پس یہ ہر روز کا اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھیرا یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھکر ہوئے۔ وہ تاریخ معینہ پر کرتے ہیں۔ انکے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ بلفظہ فتوے رشید احمد مطبوعہ لکھنو ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ +

اسکا کوئی جواب آپنے نہیں دیا کہ کس آیت یا حدیث سے یہ تشبیہ ناپاک حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کے ساتھ دی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد سے یہ کمی رہگئی تھی تو آپ نے پوری کی ہوتی۔ جیسے آپ ترجمانی کرتے آئے ہیں۔ مگر افسوس آپکے بزرگ ایسے ہی ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کریں۔ انکی توہین اور اہانت میں اپنا نامہ سیاہ کریں پھر بھی انکی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہ ہو بلکہ زیادتی ہو۔ اور علامہ زمان یکتائے دوران شیخ اجل کے بڑے بڑے القابوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جائیں۔ ان الفاظ ناپاک پہ ولادت مثل ہنود کے ہے۔ سانگ کنھیا کے جنم کا۔ یا مثل روافض۔ حرکت قبیحہ۔ قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات۔ ہندوؤں سے بڑھکر۔ پر غور کیجئے *

اچھا کہئے۔ یہ مولود شریف مثل ہنود کے کس طرح ہوئی۔ اور پھر سانگ کنھیا کے جنم کا کس طرح ہوا۔ ذرا تشریح کیجئے۔ اور مثل کو بیان کیجئے کسی ہندو پنڈت

یا سمجھدار کو پوچھا ہوتا کہ کنھیاجی کا جنم کسطرح کیا کرتے ہیں۔ یا یہ کہ گھر میں ہی بیٹھ کر ایسی ایسی مثلیں اور تشبیہیں بنالیں۔ دیکھو میں بتاتا ہوں کہ کنھیا کا جنم ہندو لوگ اسطرح کرتے ہیں کہ جنم اشٹمی کے روز رات کو ایک پھل خیار (کھیرا) لیکر اس کو درمیان میں سے چیر کر کرشن یا کنھیا کے بت کو اس میں رکھدیتے ہیں۔ اور صبح کو اس خیار کے پیٹ میں سے نکال لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کنھیا نے جنم لیا یا کنھیا کا جنم ہوگیا یعنے کنھیا پیدا ہوگیا۔ یہ ہے کنھیا کا جنم جسکے ساتھ تشبیہ دیگئی ہے۔ اب بتلاؤ کونسا مسلمان آپکے گنگوہ یا دیوبند اور انبہٹہ یا تھانہ بھون میں ایسا کرتا ہے جسکی تشبیہ دیگئی ہے کہ مولود شریف میں ایسا کیا جاتا ہے۔ هذا بهتان عظيم لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

ایسے ہی مثل روافض کے تشبیہیں بھی بیہودہ اور لغو ہے۔ بتلاؤ مولود شریف میں کونسا تعزیہ بنایا جاتا ہے۔ اور کونسے ڈھول اور تاشے بجائے جاتے ہیں تشبیہات کے دینے میں بھی مولوی رشید احمد کمال رکھتے تھے۔ اور ان کے چیلے ایسی تشبیہات غیر منطبقہ پر قربان ہوتے رہتے ہیں۔

دوسرا یہ بتلاؤ کہ مولود شریف سب سے پہلے اس ہیئت کذائیہ سے بحکم بادشاہ دیندار اولی الامر کے رائج ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ و علماء فضلاء و صلحاء و سلاطین نے اسکو عمل خیر و برکت جانکر اس پر مداومت کی جہاں کنھیا کے حال کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور تعزیہ روافض کا ذکر وہاں کوئی جانتا بھی نہیں پھر کنھیا کا جنم کسطرح تشبیہ قبیحہ میں ہوا۔ اور کیا سمجھکر تشبیہ ناپاک دیگئی۔ یہ محض کمال و دبال انکا خانہ زاد ہے۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ یہ حرکت قبیحہ قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہے۔ آفرین ہے مولویصاحب کی درفشانی پر۔ خدا ایسی تحریر ناپاک کا ثواب انکی روح پر جہاں کہیں ہو وارد کرتا رہے۔ اور مریدوں اور معتقدونکے اعمالناموں میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر مولوی صاحب نے یہ بھی حسن کلامی فرمائی کہ "یہ لوگ اس قوم (ہنود) سے بھی بڑھکر ہوئے یعنے صرف کافر اور مشرک کہنے سے بھی سیری نہ ہوئی۔ تو فرمادیا کہ یہ لوگ کافروں سے بھی بڑھکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ مولود شریف کرتے ہیں

اور اس میں حاضر ہوتے ہیں اور قیام تعظیمی کرتے ہیں خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے خواہ حرمین شریفین و شہر بصرہ کے ہوں یا بغداد کے یا شام و روم کے ہوں یا بیت المقدس کے خواہ اُنکے پیر و مرشد ہی کیوں نہ ہوں سب کے سب کافروں سے بھی بڑھکر ہوئے۔ العیاذ باللہ۔ کیا خوب! تمام دنیا کے مسلمان کافروں سے بھی بڑھکر اور یہ مولویصاحب لکھیلے اور یہ شیر ذمہ قلیلہ مٹھی بھر وہابی مسلمان!! اللہ اللہ!!

اب میں اس تشبیہ ناپاک کے متعلق کچھ علماء کے اقوال دکھلاتا ہوں کہ ایسے تشبیہ دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے۔

(۱) اشباع الکلام مصنفہ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ بجواب مولوی اولاد حسن قنوجی وہابی کے اس تشبیہ قبیح کے بارہ میں لکھا گیا۔ وھو ہذا:۔

پس بعضے از بے دینان ناحق شناس کہ انعقاد مجلس میلاد شریف در ماہ ربیع الاوّل تشبیہ بجنم کنھیا دادہ روئے بیاض ابجو نامہ اعمال خود شان سیاہ ساختہ اند بکمال اساءت ادب پرداختہ اند۔ از ین بیباکان در بارہ دہن دور نیست کہ تقبیل حجر اسود و طواف کعبہ را پوجا ہنومان و نہاون ہاد بگویند نعوذ باللہ من تلک الهفوات و الکفریات و تشبیہ بجنم کنھیا دادن بے تکلف باب جہنم بر روئے خود کشادن است الخ بلفظہ از کتاب تحقیق الحق مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۶ سطر ۴۔

(۲) زبدۃ المرام فی اثبات مولد و القیام الملقب بتحفۃ الاحمدیہ فی میلاد المحمدیہ مولفہ مولانا مولوی اظہر حسین شاہ آبادی مطبوعہ ۱۲۹۵ھ صفحہ ۳۲-۳۳۔

(الف) جو شخص بوجہ تعصب و عناد کے مشابہ کرتا ہے اس مجلس خیر بنیاد کو ساتھ جنم کنھیا کے سراسر اسکی عداوت بشان صاحب رسالت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کہاں یہ مولود پاک کہاں وہ جنم

ناپاک - بیت

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کجا مہدی کجا دجال ناپاک - کیفیت ان بے ادبوں کی مفہوم عبارات ان فتاوے سے خوب ظاہر ہوگی - اذا عاب الرجل النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی شئ کان کافرا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم شعر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم بشعر من شعراتہ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم کفر (قاضیخان) جب عیب کرے کوئی شخص نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی شئے میں تحقیق کافر ہوا - کہا بعض علماء نے اگر بال مبارک نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بصغر وصغیر مو کہا - تحقیق کافر ہوا - اور روایت ہے ابی حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جسنے عیب لگایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بال بالوں سے آپکے پس تحقیق کافر ہوا - اور ذکر کیا گیا اصل میں کہ تحقیق دشنام نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفر ہے - (یہ عبارت قاضی خاں کی ہے) بلفظہ -

(ب) والکافر بسب النبی من الانبیاء لانہ یقتل حدا و لا یقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالی والاول حق العبد لا یزول بالتوبۃ (در مختار) اور جو شخص کافر ہوا بوجہ گالی دینے کسی نبی کے انبیا میں سے تحقیق قتل کیا جائیگا بنا بر حد کے - اور نہیں قبول کیجائیگی توبہ اسکی کسی طرح بھی - اور اگر گالی دی اللہ تعالے کو قبول کیجائیگی توبہ اس کی - اسلیئے کہ اللہ تعالے کو گالی دینا حق اللہ تعالی کا ہے - اور پہلا یعنے گالی دینا انبیا کو حق العباد سے نہیں ہوگا زائل بوجہ توبہ کرنیکے بلفظہ صفحہ ۳۴۰ و ۳۵۰

(ج) ہر آئینہ عبارات فتاوے قاضیخاں اور اشباہ النظائر اور چھوٹی اور درمختار کی یہ کیفیت منکرین تشبیہ دہندگان مولود پاک کہ نصاحب لولاک

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ جنم کنھیا کے معلوم ہوا۔ کہ گھٹایا مرتبہ صاحب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بایں طور کہ گالی دی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریحاً کیونکہ نسبت مولود پاک ساتھ جنم کنھیا کے عین دشنام ہے اور بدیں عنوان بغض رکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلئے کہ اگر محبتین سے ہوتا ہرگز مرتکب ایسی مشابہت کا نہ ہوتا پس بموجب مفہوم عبارات مندرجہ صدر واجب القتل ہوا سلطان اسلام اُسے قتل کرتا بصورت نہ تائب ہونیکے۔ بلفظہ صفحہ ۳۵۔

(۳) سیف النقی علی ساب النبی مطبوعہ حمیدیہ پریس لاہور صفحہ ۲۔

قال فی الخلاصۃ وفی المحیط من شتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم او اھانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم من امتہ او غیرھا وسواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدا او سھوا او غفلتا او جدا او ھزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا لا عند اللہ ولا عند الناس وحکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند المتاخرین المجتھدین اجماعا وعند اکثر المتقدمین القتل قطعا الخ بلفظہ صفحہ ۲۔

یعنے خلاصہ اور محیط (معتبرات) میں ہے کہ جو کوئی گالی دے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یا اہانت کرے یا کوئی عیب لگائے دینی امور میں یا اُنکے جسم مبارک پر یا اُنکی کسی صفت پر جو اُنکی ذاتی صفات ہیں برابر ہے کہ گالی دینے والا امتی ہو یا کوئی اور برابر ہے کہ وہ اہل کتاب ہو یا ذمی یا حربی اور برابر ہے یا یکساں ہے گالی دینا یا اہانت کرنا یا عیب لگانا خواہ عمداً ہو یا سہواً یا غفلت سے یا کوشش سے یا تمسخر سے پس ایسا شخص ہمیشہ کیلئے کافر ہو گیا یہانتک کہ اُسکی توبہ بھی قبول نہ کیجائیگی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک اور حکم اسکے لئے شریعت میں اکثر متقدمین و متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً مطلقاً قتل کا ہے۔

(۴) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۶۔ قال فی ذخیرۃ العقبیٰ وفی المبسوط عن عثمان بن کنانۃ من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل ولم یستتب انتہی وحکمہ ان یقتل ولا یقبل توبتہ وھذا کلہ اجماع من العلماء وائمۃ الفتوے من لدن الصحابۃ الی حکم جرا۔ اھ۔ بلفظہ ٭

یعنی ذخیرہ میں ہے اور مبسوط میں عثمان بن کنانہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ جو کوئی حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے وہ قتل کیا جائے اور اسکی توبہ قبول نہ کیجائے اور حکم اُسکے لئے یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے اور اُسکی توبہ قبول نہ کیجائے اور اس پر تمام علما کا اور ائمہ فتوے کا اجماع ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اب تک ٭

(۵) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۹۔ قال فی الدر الحکام اذا سبہ او واحدا من الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مسلم فانہ یقتل حدا ولا توبۃ لہ اصلاً سواء بعد القدرۃ علیہ والشہادۃ اوجاء تائبا من قبل نفسہ کالزندیق لانہ حد وجب فلا یسقط بالتوبۃ ولا یتصور فیہ خلاف لاحد لانہ حد تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق الادمیین و کحد القذف لا یزول بالتوبۃ بخلاف ارتداد فانہ معنیً ینفرد بہ المرتد وھذا مذھب ابی بکر الصدیق والامام اعظم والثوری واھل الکوفہ۔ بلفظہ ٭

یعنی درالحکام میں ہے کہ جب کوئی گالی دے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کسی ایک نبی کو انبیا علیہم السلام میں سے مسلمان شخص تو وہ حدًا قتل کیا جائے۔ اسکی توبہ ہرگز قبول نہیں۔ برابر ہے کہ اسپر شہادت گزرجائے یا وہ خود توبہ کر کے آئے مثل زندیق ملحد کے اسلئے اُس پر حد واجب ہے وہ توبہ کرنیسے دور نہیں ہوتی اور اسمیں کسی کا بھی خلاف نہیں۔ کیونکہ حد تعلق رکھتی ہے بندہ کے حق کے ساتھ وہ توبہ کرنیسے نہیں ٹوٹتی جیسے کہ آدمیوں کے اور حق حد قذف کہ توبہ کرنیسے اٹھ

نہیں ہوتی بخلاف ارتداد کے کہ وہ ایسی بات ہے جیسے مرتد کی ذات سے تعلق ہے۔
یہی مذہب ہے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہما کا اور ثوری اور اہل کوفہ کا رضی اللہ تعالےٰ عنہم ۔

نقل فتوائے اس شخص کی نسبت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مولود شریف کو کنھیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ قبیح دے جسمیں سب سے اول مفتی دیوبندی مولوی ہے۔

اب میں ایک فتوائے علماء کرام کا نقل کرتا ہوں جو کنھیا کے جنم کی تشبیہ دینے والے کے حق میں ہے جو مولود شریف کیساتھ تشبیہ دیتا ہے جسمیں سب سے اول مجیب دیوبندیوں کے حکیم الوہابیہ اور ولایت اور رسالت میں معزز اور مفتخر ہیں ولایت تو انکی مہر سے واضح ہے یعنے "از گروہ اولیا اشرف علی" ہے اور نبوت و رسالت میں انکی تصدیق نعوذ باللہ کلمہ[1] لا الٰہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ سے ہوتی ہے، جو انکے مرید پڑھتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ طیبہ انکی زبان پر ہی نہیں چڑھتا۔ جب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی ۱۳۰۹ھ میں مدرسہ جامع العلوم کانپور میں اول مدرس تھے یہ فتوے وہاں مرتب ہوا تھا۔ وہ یوں ہے :-

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص منکر میلاد شریف ہو اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کنھیا سے دیتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موہم تحقیر شان والا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں اسلئے ایسا شخص قابل امامت و بیعت نہیں واللہ اعلم ۔

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ | اشرف علی از گروہ اولیاء | مہر

(۲) ھو العلیم۔ ذکر ولادت باسعادت جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] کلمہ الخ۔ دیکھو رسالہ امداد ماہ صفر ۱۳۳۶ ہجری ۔

کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تخفیف و تحقیر شان نبوی ہے مرتکب و قائل اس قول کو توبہ کرنا و استغفار کرنا واجب ہے اور اگر وہ اصرار کرے تو خوف کفر ہے ترک صحبت و بیعت اس سے چاہئے۔

حررہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہ۔

(۳) جو کلمات کہ موجب بلکہ موہم توہین و تحقیر شان نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہوں ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولیٰ میں صریح کفر ہیں ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے چہ جائیکہ بیعت واللہ اعلم

کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عام کانپور۔ مہر (ذی القعدہ ۱۲۹۸ جان احمد حسن)

(۴) الحق استخفاف و توہین شان جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً و فعلاً و اعتقاداً مستلزم کفر ہے عیاذاً باللہ سبحانہ۔ اور منعقد کرنا مجلس میلاد شریف کا بلاشبہ موجب حصول برکات و سعادت دارین کا ہے۔

حررہ العبد الخامل محمد عادل علمہ اللہ تعالےٰ لفضلہ الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل۔ مہر (محمد عادل ۱۲۹۸ حاکم محکمہ شرع)

(۵) جناب رسالت میں کلمات موہمہ توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔ لہذا شخص مذکورہ کو توبہ و استغفار لازم ہے والا اُسکی امامت و بیعت سے مسلمانوں کو احتراز چاہیے واللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبد الغنی عفا اللہ عنہ۔

(۶) اصاب من اجاب۔ محمد لطف اللہ عفا اللہ عنہ (مفتی سلطنت آصفیہ دکن)

(۷) الجواب صحیح۔ محمد علی عفی عنہ۔

(۸) للہ در من اجاب۔ محمد صدیق عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض عام کانپور۔

(۹) للہ در المجیب فانہ فی کل ما قال مصیب۔

کتبہ عبد الضعیف محمد فضل حق غفر لہ المطلق

(۱۰) جواب صحیح۔ ابو الخیر محمد عبد الوہاب البہاری عفا عنہ الباری مدرس اعلیٰ مدرسہ دار العلوم کانپور۔

بلفظہ از کتاب تحقیق الحق صفحہ ۲۶ تا ۲۸۔

لیجیئے۔ اپنے بزرگ اجل (مولوی رشید احمد صاحب) کو مسلمان بنائیے مگر اب کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں۔

آپکے اعتراضات جو مولود شریف اور قیام تعظیمی پر تھے وہ ختم ہوئے اور کافی سے زیادہ جوابات مسکت ہو چکے۔ اب میں مولود شریف کے اثبات قرآن شریف و توریت و زبور و انجیل و تفاسیر قرآنی و احادیث و اقوال بزرگان و علماء اعیان و صوفیاء کرام سے دکھلاتا ہوں تاکہ پوری پوری آپ کی تسلی ہو جائے۔

فصل اوّل مولود شریف کا ثبوت آیات قرآن شریف سے

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم (البقرہ۔ آل عمران مائدہ) یعنی یاد کرو اللہ تعالےٰ کی نعمت کو جو تمہیں عطا کیگئی۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت شریف میں جو منعم حقیقی ہے اپنی نعمتوں کے یاد کرنے یا ذکر کرنے یا یادگاری کا حکم دیا ہے۔ سو اسمیں شک نہیں کہ پیدا ہونا اور مبعوث ہونا یا تشریف فرما دنیا میں ہونا حضرۃ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خداوند تعالےٰ کی نعمتوں میں ایک اعلےٰ نعمت ہے جسکے برابر اور کوئی نعمت نہیں۔ پس اس نعمت کا ذکر پورے طور پر میلاد شریف میں ادا ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا (سورہ ابراہیم) یعنے اللہ تعالےٰ کی نعمت یا نعمتوں کو اگر شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکوگے۔

حضرت سہل ابن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ نعمت جسکا شمار نہیں ہوسکتا وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنکا ذکر خاص طور سے مولود شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔ **دلائل الخیرات** وغیرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص نام ہے۔

(۳) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا۔ (سورہ نحل) یعنے اللہ تعالےٰ کی نعمت کو جانتے اور پہچانتے ہیں اسکے بعد اسکا انکار کرتے ہیں۔

زجاج اور سدی علیہما الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یعنی کفار حضور کو نبی جانتے ہیں اور معجزات ظاہرہ کو دیکھکر انکار کرتے ہیں۔ سو یہی حال مولود شریف میں ہے کہ مسلمان لوگ اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں اور منکرین انکار کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا الآیہ (سورہ ابراھیم) کیا نہیں دیکھا آپ نے (یعنی دیکھا ہے) اُن لوگونکو جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی نعمت کو بدل دیا کفر یا ناشکری سے (آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو جانتے تھے اور جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں)

اس آیت شریف کی تفسیر میں حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے قال ھم واللہ کفار قریش ومحمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمت اللہ تعالی یعنے اللہ تعالےٰ کی قسم ہیں وہ لوگ (نعمت اللہ کو بدلنے والے کفر اور ناشکری کرنیوالے) [illegible] اللہ تعالےٰ کی نعمت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (زرقانی)

اسمیں مسلمان لوگ نعمت اللہ کی یاد اور تعریف کرتے ہیں۔ اور منکرین اس نعمت کو توہین کرتے ہیں ۔ امامت و بیعت ہیں۔

(۵) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واشکروا نعمت عفا اللہ عنہ ایاہ تعبدون (سورہ نحل) یعنے شکر کرو اللہ تعالےٰ کی نعمت سلطنت آصف دکن کا ثابت کرتے ہو یا اُسکو معبود جانکر اُسکے عبد بنتے ہو۔ شکر گذاری نعمت اللہ کی واجب ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ التحدث بنعمت اللہ شکر و ترکہ کفر الحدیث۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی نعمت کا ذکر بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفر ہے۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل اس حدیث شریف مندرجہ صدر کو زیر آیت شریفہ واما بنعمت ربك فحدث کے درج کیا ہے پس اس نعمت وجود باجود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان و ذکر کرنا شکر گذاری انعام

خداوندی ہے۔ اور اسکا ترک کرنا یا چھوڑ دینا یا اسکا مانع ہونا کفر یا کفران نعمت ہے
طریقہ شکر گذاری سب سے بہتر اور افضل عمل مولود شریف ہے منکرین
خاسرین ہیں ❖

(۶) اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ وذکرھم بایام اللہ (سورۂ ابراھیم)
یعنے (اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو یاد دلا دن اللہ تعالے کے ❖

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دنوں سے مراد واقعات عظیمہ ہیں جو ان دنوں میں واقع ہوئے۔ اب اہل ایمان کو دیکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے بڑھکر کونسا واقعہ عظیمہ ہے۔ ایوان کسرے کا شق ہونا۔ بتوں کا سر کے بل گرجانا۔ آتشخانہ فارس کا بجھ جانا۔ رود سماوہ کا جاری ہونا۔ آسمانوں سے تاروں کا جھک آنا۔ کعبۃ اللہ شریف کا جھک کر شکر الہی بجالانا ایسے ایسے واقعات عظیمہ ہیں۔ پس یاد دلانا ایام میلاد شریف کا سب ایام کے یاد دلانے سے اہل ایمان کے نزدیک بڑھکر ہے ❖

تفسیر روح البیان میں بعض مفسرین کیطرف سے یہ بھی منقول ہے ذکرھم بایام اللہ اے ذکرھم نعمائی لیؤمنوا بی یعنے یاد دلاؤ انکو میری نعمت تاکہ وہ مجھ پر ایمان لاویں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نعمت اللہ ہیں۔ اور یہ یاد دلانا نعمت اللہ کا اور تذکرہ مولود شریف ہی موزون ہے۔ جو موجب ازدیاد رونق ایمان ہے۔ اور منکرین اس نعمت سے محروم ہیں ❖

(۷) اللہ تعالے فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک یعنے اللہ تعالے حضرت رسولکریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ ہم نے آپکا ذکر بلند کیا یعنے نبی اور رسول بنایا اور زمین و آسمان میں مشہور کیا اور پھیلا دیا تمہارا ذکر زمین اور آسمان میں دنیا کے انتہا کناروں تک اور تمہارا ذکر دلوں میں مطلوب و محبوب کردیا ❖

امام رازی علیہ الرحمۃ نے باتیں مذکورہ بالا لکھکر اسکے بعد یوں لکھا ہے

کان اللہ تعالےٰ یقول املاء العالم من اتباعك کلھم یثنون علیك ویصلون علیك یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم بھر دینگے عالم کو تمہارے فرمانبرداروں سے اور وہ سب تمہاری تعریف کیا کرینگے۔ اور درود پڑھا کرینگے (تفسیر کبیر) یہ آیت شریف اور اُسکی تفسیر محفل میلاد شریف پر پورے طور پر صادق آتی ہے کیونکہ مولود شریف کی محفل میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے! اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف خوب کیجاتی ہے، اور کسی جگہ ایسا نہیں ہوتا حضرت کے نور کا بیان اور پھر ظہور نور علے نور کا تذکرہ اور معجزات وخرق عادات جو وقت ظہور میں آئے اور حلیہ شریف کا بیان یہ تمام حضور کی تعریف وثنا میں بیان کیا جاتا ہے جو یثنون علیك ویصلون علیك ہر دو پر خوب صادق آتا ہے اور آواز بلند سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور مقام بلند مثل منبر۔ چوکی تخت پر بیان ہوتا ہے۔ اور آپکی رفعت اور شان بموجب حکم خداوندی ورفعنا لك ذکرك کی ظاہر ہوتی ہے لیکن منکرین کو سوا جلنے بھُننے اور کوئلے ہونے کے اور کچھ نہیں۔ تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی میں ہے۔ زیر آیت بالا:۔

یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا بیستر شد کہ ظل مرتبہ اُلوہیت گشتی وبایں جامعیت منفرد وطاق برآمدی حالاترا ہمراہ خدا یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ ورسول دانا ترست واللہ ورسول چنیں فرمود کہ واجب الاطاعت ست وعلےٰ ہذا القیاس درحدیث شریف وارد است۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرئیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند حضرت جبرئیل علیہ السلام گفت کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند دربانگ نماز واقامت والتحیات وخطبہ ودر کلمہ طیبہ ودر کلمہ شہادت ودر امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ودر حرمت معصیت کہ من یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خلدین فیھا ابدًا۔ پس ہر جاکہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہمراہ آنست۔ الخ بلفظہ پارہ عم صفحہ ۲۲۳ ۔

کتاب الشفا میں ہے آیت ورفعنا لک ذکرک کے تحت میں ابن عطا سے روایت ہے جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی یعنے کیا میں نے تجھ کو اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذکر اپنا پس جسنے کیا ذکر آپکا اُسنے میرا ذکر کیا - یعنی دونو ذکر واحد ہیں ۰

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر واحد ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے - اور یہ محفل مولود شریف جسمیں اللہ تعالےٰ اور اُسکے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے فرد فرض ہے منکرین فرض کے منکر ہیں ۰

(۸) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ۵ (سورہ توبہ) یعنے بیشک آیا ہے تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے بھاری ہے اُسپر جو تم تکلیف اُٹھاؤ حرص رکھتا ہے (تمہاری ہدایت پر) مسلمانوں پر شفقت رکھنے والا مہربان (رؤف اور رحیم) اس آیت شریف میں اللہ تعالےٰ صاف صاف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا فرماتا ہے - اور پھر اُنکی صفات فرما رہا ہے مولود شریف میں بعینہ یہی بیان ہوتا ہے کہ آپ پیدا ہوئے یعنے عالم غیب وبطون سے عالم شہادت وظہور میں رونق افروز ہوئے نظماً و نثراً حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ومعجزات کا تذکرہ خوش الحانی اور ذوق و شوق سے کیا جاتا ہے اور خداوند تعالےٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور نعمت اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاص اُنکا نام ہے ۰

(۹) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لقد منّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا الآیہ (آل عمران) یعنے بیشک احسان کیا ہے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں مومنوں پر جو بھیجا اُن میں رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۰

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حلقہ صحابہ میں تشریف لائے - پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو - اُنہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ تعالےٰ کی یاد کرتے ہیں اور اُسکا شکر بجا لاتے ہیں علی ما ھدانا للاسلام ومنّ

بہ علینا یعنے اس بات کا شکر کرتے ہیں کہ خدا نے ہم کو ہدایت دی اسلام پر اور احسان کیا ہم پر کہ راہ راست پر لگا دیا تب فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو قسم ہے اللہ تعالے کی کہ تم محض شکریہ کیلئے بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالے کی ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو اسلئے قسم نہیں دی کہ تم پر یہ گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بلکہ میرے پاس جبرائیلؑ آیا اور اُسنے یہ خبر دی۔ کہ ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملئکۃ یعنے اللہ تعالی فرشتوں میں تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے (کہ میری نعمت کا شکر کرتے ہیں)۔

دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعمت وہدایت اسلام جو محض حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے عطا ہوئی شکریہ ادا کرکے کتنا بڑا درجہ پایا جو اللہ تعالے اُن کا فخر فرشتوں میں ظاہر فرماتا ہے۔ اس مولود شریف میں بھی بعینہٖ وہی شکر اللہ کی نعمت کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے اصل مبدأ ہیں ادا کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یتلون ویصلون کے ساتھ۔ امید ہے کہ اللہ تعالے بطفیل اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانیان محفل اور حاضرین مجلس میلاد شریف کا فخر بھی ملائکہ میں ظاہر فرماتا ہوگا۔ یا فرماتا ہے۔ جیسے کہ صحابہ کرام کیلئے عطا فرمایا۔ اسمیں بھی وہی شکر نعمت اللہ کا ہے۔ آیات نمبر ۱-۲-۳-۴-۵ میں اسکا ذکر کیا جا چکا ہے۔ منکرین کے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین میں اُن کا فخر ہوتا ہوگا۔ مبارک ہو انکو۔

(۱۰) اللہ تعالے فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور (سورہ مائدہ) یعنے تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ تعالے کی طرف سے نُور یعنے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نُور بھی حضرت محمدؐ مصطفے احمد مجتبے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے۔ جنکے نور کا ذکر مولود شریف میں کیا جاتا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین (سورہ انبیا) یعنے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مگر رحمت تمام عالموں کیواسطے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا رحمت ہی رحمت ہے۔ پس اس رحمت کی تشریف آوری پر

جو نہایت عظمت و جلالت سے ظہور میں آئی۔ اس ظہور کے ذکر کے وقت **مولود شریف** میں تعظیم کیلئے نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے ہوکر درود و سلام پڑھنا ثابت الاصل ہے۔ اور فرحت و سرور کا ہر ایک طرح کا سامان خورمی اس محفل مبارک میں کرنا ثابت ہے۔ جیسے دیگر آیات شریفہ میں ابھی آتا ہے۔ لیکن **منکرین و مانعین اس رحمت سے محروم اور زحمت مذموم میں مسموم ہیں**۔

(۱۲) **اللہ تعالےٰ فرماتا ہے**۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا (سورہ یونس) یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہو مسلمان لوگ خدا کے فضل اور اُسکی رحمت کے ساتھ خوشی کیا کریں سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے برابر کوئی خوشی مسلمان کیلئے دنیا میں نہیں ہے۔ اسلئے **مولود شریف** میں تمام احباب کو جمع کرنا اور عمدہ عمدہ کھانے کھلانا خوشبو لگانا مکان محفل کو خوب فرش و فروش اور روشنی سے سجانا شیرینی تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ تمام سامان سرور حبور خوشی و خورمی کے بجالانا زیر آیت کریمہ داخل ہے۔

(۱۳) **اللہ تعالےٰ فرماتا ہے**۔ انا ارسلنٰک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا (سورہ فتح) یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تجھکو بھیجا رسول بناکر احوال دیکھنے اور بتلانے والا اور گواہ اور خوشی اور ڈر سنانے والا۔ تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اُسکے رسول (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور اسکی مدد کرو اور اسکی تعظیم کرو اور توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی اور تسبیح کرو۔

اس آیت شریف کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال ابن عباس رضؓ فی تفسیر تعزروہ ای تجلوہ وقال المبرد فیہ ای تبالغوا فی تعظیمہ وقری تعززوہ من العز کذا فی الشفا وقال اللہ تعالیٰ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ یعنے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تعزروہ کی تفسیر میں یعنے اجلال یا بزرگی کرو انکی۔ اور کہا مبرد نے کہ مبالغہ کرو اُسکی تعظیم میں اور بعض قاریوں نے تعزروہ کی راء مہملہ کو زا معجمہ سے پڑھا ہے یعنی تعززوہ جو عزت کے لفظ

ہے یعنے عزت کرو اسکی۔ یہ سب کتاب الشفا میں ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو شخص تعظیم کرے نشانیوں اللہ تعالےٰ کی۔ پس یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بڑھکر کوئی شعائر اللہ یا نشانیوں اللہ تعالےٰ سے نہیں ہے اور انکی تعظیم دلوں کی پرہیزگاری سے ہے جو محفل مولود شریف میں اس حکم کی تعمیل کیجاتی ہے۔ اور یہ تعمیل انہیں کے نصیب میں ہے۔ جنکے دلوں میں محبت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پرہیزگاری ہے منکرین اس سے محروم ہیں۔

(۱۴) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یٰایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورہ احزاب) یعنے تحقیق اللہ تعالےٰ اور اسکے فرشتے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو مسلمانو تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

تمام عبادتوں میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ میری بندگی کیا کرو لیکن یہاں خود کو اوّلاً شامل فرمایا۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری وفات کے بعد تم میں سے جو کوئی مجھپر سلام بھیجیگا تو جبرائیل (علیہ السلام) آکر کہینگے یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں بن فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ میں کہونگا علیہ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

دیکھو یہ کتنا بڑا عالی درجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ اُن پر درود و رحمت بھیجتا رہتا ہے۔ اور ساتھ ہی تمام فرشتے بھی۔ اور پھر تمام مسلمانوں کو بھی تاکیدی حکم درود و سلام کے بھیجنے کا دیا۔ اب غور کرو کہ مولود شریف میں کثرت سے درود و سلام ہوتا ہے۔ زہے نصیب اُن محبین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اُن کا درود و سلام نام بنام معہ ولدیت حضور کے پیش ہوتا ہے۔ اور اُن پر نام بنام حضور کی طرف سے رحمت و سلام بھیجی جاتی ہے منکرین کیلئے خسر الدنیا والاخرۃ۔

حکایت - ایک عالم نے ایک درویش بزرگ سے پوچھا کہ حضرت بتائیے اسوقت اللہ تبارک وتعالےٰ کیا کام کر رہا ہے۔ اُس بزرگ نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ وہ عالم سائیں صاحب کا جواب سُن کر خاموش ہو گیا۔

اس حکایت سے نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند تعالےٰ اور اُسکے فرشتے اس آیت شریف کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت درود شریف پڑھتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ گویا ہر وقت حضور کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہاں اگر مسلمان لوگ **محفل میلاد شریف** منعقد کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے یا اُن کا ذکر خیر وبرکت کا کرتے ہیں تو وہابیہ کے نزدیک بدعتی مشرک۔ کافر۔ فاجر۔ فاسق بنائے جاتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ اگر اُنکی مشیت میں ہے۔

(۱۵) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھوالعزیز الحکیم ۝ (سورہ جمعہ) یعنے وہی اللہ تعالےٰ ہے جسنے پیدا کیا ان پڑھوں میں ایک رسول اُنہیں میں کا پڑھتا ہے اُنکے پاس اسکی آیتیں اور انکو سنوارتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی اس سے پہلے صریح بھلاوے میں تھے یا بھولے ہوئے تھے۔ اور لوگ بھی اُن میں سے ہیں جو ابھی نہیں ملے اُن سے۔ اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہماری نجات کے موجب اور شفیع اور خدا تک پہنچانے کے باعث ہیں۔ خداوند کریم خود اُنکے پیدا اور مبعوث ہونیکا ذکر فرماتا ہے۔ جو ہماری ہدایت اور رہبری کیلئے ہے۔ اسلئے ہم کو ضروری ہے کہ ہم اُن کا تذکرہ نہایت شوق اور ذوق سے کریں۔ اور اُنکی تعظیم وتوقیر وعزت کریں تاکہ ہم میں محبت کا نشان پیدا ہو۔ سو یہ **مولود شریف کی مجلس** میں حاصل ہوتا ہے۔ اس پر کسی منکر کے کہنے کی پروا نہیں چاہیئے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیہ (سورہ النساء) یعنے تابعداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور تابعداری کرو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو تم میں صاحب امر یا حکم ہیں انکی بھی تابعداری کرو۔ یعنے دین میں خاصکر سلاطین و ائمہ مجتہدین اولیا کرام و علماء عظام جو خدا تعالیٰ نے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بتلاتے ہیں۔ اور ثواب و عذاب و حلال وحرام کے احکام سمجھاتے ہیں انکی تابعداری فرض و واجب ہے اسی طرح ماباپ استاد۔ مرشد کی تابعداری بھی واجب ہے۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ بادشاہان اسلام نے اس مولود شریف کو اس ہیئت کذائیہ سے جاری فرمایا اور خود عمل کیا۔ اور اسکا تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور تمام علماء کرام و مشائخ عظام نے اس عمل کے کرنیکا بالاتفاق فتوے دیا۔ اور صوفیائے کرام نے اسکے کرنے میں ذوق و شوق کا اظہار فرمایا۔ اور تعظیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محبت کا ازدیاد اور مزہ عظیم پایا۔ اور پھر ہمارے والدین نے بھی اسکے کرنیکا حکم فرمایا۔ اور استادوں اور مرشدوں علیہم الرحمۃ نے اس کا خیر عظیم البرکت کا ارشاد فرمایا۔ پس اب بھی کوئی شخص اس عمل کا منکر ہو تو قرآن شریف کے حکم کا منکر، رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا منکر، اولی الامر کے حکم کا منکر، علماء کرام و صوفیائے عظام کے حکم کا منکر، استادوں مرشدوں کے حکم کا منکر، ماں باپ کے فرمانے کا منکر۔ تبلائیے ایسے بڑے منکر کا کیا حال۔ خدا ہدایت دے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۝ (سورہ آل عمران) یعنے کہدو (اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگونکو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تب خدا تعالیٰ تمکو دوست بنالیگا اور تمہارے گناہ بخشدے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ دیکھو مولود شریف کے کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور انکی عزت اور تعظیم کرنیکا شوق پیدا ہوتا ہے جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ ہوگی ایمان ہی تدارد ہے

اور یہ بات صحیح ہے کہ جس سے محبت ہو گی۔ اسکا ذکر بھی محبوب اور مرغوب ہو گا اور اسکا ذکر زیادہ کریگا۔ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ من احب شیٔ اکثر من ذکرہ اور یہ بھی کہ جسکے ساتھ محبت ہو گی وہ اسکے ساتھ ہو گا۔ جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب اس آیت شریف اور احادیث سے ظاہر ہے۔ کہ منکرین کو حضور سرور عالم حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلق محبت نہیں۔ اسی لئے اُن کا ذکر کرنا چاہتے ہی نہیں۔ بلکہ سخت ترہیب کے وعظ کر کے فتاوے شرک اور کفر کے جاری کرتے ہیں تاکہ کوئی بھی مسلمان دنیا میں اس ذکر پاک کا نام تک نہ لے دیکھئے کیسی کیسی عداوت اور بغض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو سیدھا جہنم کا راستہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۱۸) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم مع الشٰھدین فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفٰسقون ۵ (سورہ آل عمران) یعنے جب اللہ تعالےٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت سے پھر جب آوے تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا جو تمہارے پاس ہے تو اُس پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے۔ فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں۔ اور جو کوئی پھر جاوے اسکے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

یہ آیت شریف بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ مولود شریف کیلئے ضروری ہے۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی شان معلوم ہو۔ تمام قرآن شریف ہی گویا میلاد شریف ہے۔ جیسے کہ :-

(۱۹) تمام اہل کتاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹوں

کی طرح پہچانتے تھے۔ اور اسکا ذکر (اعراف)۔

(۲۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نبی اور رسول امی ہونے کا ذکر (اعراف۔ جمعہ۔ شوریٰ۔ عنکبوت)۔

(۲۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تمام دنیا کے لئے قیامت تک نبی اور رسول ہونیکا ذکر (اعراف۔ سبا)۔

(۲۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر (سورہ احزاب)۔

(۲۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام عالموں کے لئے رحمت ہونے کا ذکر (سورہ انبیا)۔

(۲۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلق عظیم پر مخلوق ہونیکا ذکر (سورہ قلم)

(۲۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام جن و انس کیلئے رسول مبعوث ہونیکا ذکر (احقاف۔ جن)۔

(۲۶) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام دنیا کیلئے بشیر و نذیر ہونے کا ذکر (بقرہ۔ ہود۔ فرقان وغیرہا)۔

(۲۷) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبوت و رسالت ہونے کا ذکر (علق۔ مدثر)۔

(۲۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تبلیغ فرمانیکا ذکر (بقرہ۔ آل عمران۔ نسا۔ مائدہ۔ اعراف وغیرہ)۔

(۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شرح صدر ہونیکا ذکر (انشراح)۔

(۳۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا منکروں کافروں سے علیحدہ ہو جانیکا ذکر (سورہ کافرون)۔

(۳۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانے کا ذکر (سورہ بنی اسرائیل)۔

(۳۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہجرت فرمانیکا سبب اور اُسکا ذکر (سورہ انفال)۔

(۳۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار ثور میں تشریف لے جانے کا ذکر (سورہ توبہ)۔

(۳۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بدر اور نزول فرشتوں کا ذکر (عمران۔ انفال)۔

(۳۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا ذکر (سورہ فتح)۔

(۳۶) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ و خیبر وغیرہ کی بشارت کا ذکر (فتح)۔

(۳۷) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ فصاحت قرآن شریف کے قیامت تک رہنے کا ذکر (بقرہ۔ بنی اسرائیل۔ یونس وغیرہا)۔

(۳۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ذکر (سورہ قمر)۔

(۳۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ معراج شریف میں اسی جسم عنصری کے ساتھ مکہ معظمہ سے فوق السموات تک تشریف لیجانیکا ذکر (بنی اسرائیل نجم)۔

(۴۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام معجزات دکھلانیکا ذکر (عمران قمر)۔

(۴۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم نصارے نجران کے ساتھ مباہلہ کرنے کا ذکر (آل عمران)۔

(۴۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے ساتھ مباہلہ اور معجزہ کا ذکر۔ (بقرہ۔ جمعہ)۔

(۴۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل سے بچنے کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ)۔

(۴۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کہ قرآن شریف کی مثل قیامت تک کوئی نہ لاسکیگا کا ذکر (سورہ بقرہ)۔

(۴۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح روم کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ روم)۔

(۴۶) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین اسلام کی تمام ادیان پر غالب آنے کی پیشگوئی کا ذکر (فتح۔ توبہ)۔

(۴۷) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لانیکا ذکر (فتح)۔

(۴۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت ملنے کا ذکر (نور)۔

(۴۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک کنعان کی پیشگوئی کا ذکر (انبیا)۔

(۵۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام جہان پر غالب آنے کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ اور تمام قرآن شریف)۔

فصل دوم وہ آیات جن میں دیگر انبیا علیہم السلام کے ذکر یا یاد کرنیکا حکم ہے

اسیطرح اللہ تبارک وتعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف میں جو حالات بیان کرنیکی تصدیق قرآن شریف میں فرمائی ہے بعض دیگر انبیا علیہم السلام کے ذکر مولد کرنے کیواسطے بھی حکم فرمایا ہے ہوتی ہے۔ اسطرح پر۔

(۱) واذکر فی الکتٰب مریم۔ (۲) واذکر فی الکتٰب ادریس۔

(۳) واذکر فی الکتٰب موسٰی۔ (۴) واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل۔

(۵) واذکر عبدنا داؤد ذالاید۔

(۶) واذکر عبادنا ابراھیم واسحٰق ویعقوب۔

(۷) واذکر اسمٰعیل والیسع وذالکفل۔

(۸) واذکر اخا عاد۔ (۹) واذکر عباد اللہ ابراھیم الآیۃ

(۱۰) یا ذکریا انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحیٰی۔ وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔

(۱۱) قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما ذکیا الآیۃ۔ قال انی عبد اللہ اتانی الکتٰب وجعلنی نبیا۔

(۱۲) واوحینا الی ام موسٰی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ــــ وجاعلوہ من المرسلین الآیۃ۔

یہ سب آیات مولود شریف انبیا علیہم السلام میں ہیں۔ اور خاص کر

آیات نمبر ۱۰۔ ۱۱ ر ۱۲ میں تو حضرت یحییٰ ۔ عیسیٰ ۔ موسیٰ علیہم السلام کی پیدائش کا ذکر ہے ۔ گویا اللہ تبارک وتعالےٰ کا یہ حکم مولود شریف کرنے کیلئے دلیل ہے۔

فصل سوم توریت زبور انجیل سے مولود شریف کا ثبوت مختصراً

قرآن شریف کی آیات کے بعد کتب آسمانی یہود ونصاریٰ سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بغرض تصدیق مختصراً درج کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں کہ جس میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اُنکے معجزات کا تذکرہ اُس میں نہ ہو ۔ یہ دوسری بات ہے کہ تحریفی کارروائی میں بہت سا تغیر واقع ہوگیا ۔ تاہم خدا کی قدرت سے بہت جگہ اُن کا ذکر پایا جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ اہل ہنود کے وید میں بھی مولود شریف موجود ہے ۔ جیسے کہ ذیل کی چند عبارات سے پایا جاتا ہے :۔

توریت مروّجہ موجودہ سے ثبوت

جو پُرانے عہدنامہ سے موسُوم ہے

(۱) کتاب پیدائش ۔ باب ۱۷ ۔ درس ۲۰ ۔ اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سُنی ۔ دیکھ میں اسے برکت دُونگا ۔ اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بڑھاؤنگا

(۲) ایضاً ۔ باب ۲۱ ۔ درس ۱۷ ۔ تب خدا نے اُس لڑکے (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) کی آواز سُنی ۔ خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پُکارا اور اُس سے کہا ۔ کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہُوا ؟ مت ڈر اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی (۱۸) اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اُسے ایک بڑی قوم بناؤنگا ۔

(۳) کتاب استثناء باب ۱۸ ۔ درس ۱۵ ۔ (اللہ تعالےٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے) (۱۵) خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی

بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کریگا۔ تم اسکی طرف کان دھریو (۱۶) اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ اُنہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا (۱۷) اور میں اُنکے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھ اُسے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا۔ (۱۸) اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا میں اسکا حساب اس سے لونگا (۱۹) لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔

توضیح - اس بشارت کو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ اور یہود حضرت یوشع علیہ السلام پر ثبت کرتے ہیں۔ مگر در اصل یہ پیشگوئی خاص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے بوجوہات ذیل۔

وجہ اوّل - تمام اہل کتاب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی یقیناً اور بلاشبہ انتظار تھی۔ جیسے کہ یوحنا کی انجیل باب اول میں درس ۱۹ سے ۲۵ تک اسطرح پر لکھا ہے:۔

(۱۹) اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہودنے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھو تو کون ہے؟ (۲۰) اور اُس نے اقرار کیا۔ اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں (۲۱) تب اُنہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیاس ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا نہیں (۲۲) تب اُنہوں نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے؟ تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے (۲۳) اُس نے کہا کہ میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنیوالے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کے راہ کو درست کرو (۲۴) اور یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے۔ (۲۵) اور اُنہوں نے اُس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ تو مسیح ہے نہ الیاس ہے اور نہ وہ نبی ہے پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے۔

اسی انجیل میں درس ۲۱ میں جہاں لفظ وہ نبی لکھا ہے حاشیہ پر

کتاب استثنا کے باب ۱۸ - ۱۵ کا حوالہ دیا ہے جس میں موسےٰ علیہ السلام کو خدا فرماتا ہے کہ تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا الخ پس اس سے ثابت ہے کہ جس نبی کی انتظار تھی وہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

وجہ دوم۔ اس بشارت میں اللہ تعالےٰ موسےٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے تیری مانند نبی برپا کرونگا۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ موسےٰ علیہ السلام کی مانند نہ تو یوشع علیہ السلام ہیں اور نہ عیسےٰ علیہ السلام۔ کیونکہ یہ دونو نبی بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور کتاب توراۃ کی کتاب استثنا کے باب ۳۴ درس ۱۰ میں لکھا ہے۔ کہ "اب تک بنی اسرائیل میں موسےٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اُٹھا" حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسےٰ علیہ السلام میں حسب ذیل مطابقت نہیں ہے۔

(۱) حضرت عیسےٰ علیہ السلام بقول نصارےٰ تثلیث کے قائل تھے اور موسےٰ علیہ السلام تثلیث کے قائل نہ تھے۔

(۲) حضرت عیسےٰ علیہ السلام بقول نصارےٰ خدا کے بیٹے تھے اور خدا بھی تھے۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے۔

(۳) حضرت عیسےٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ عمران تھے۔

(۴) حضرت موسےٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو کوئی جدید شریعت نہیں ملی تھی۔ بزعم نصارےٰ۔

(۵) حضرت موسےٰ علیہ السلام احکام شریعت جاری کرنے پر قادر تھے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یہ قدرت نہ تھی۔

(۶) حضرت موسےٰ علیہ السلام نے شادی و نکاح کیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔

(۷) حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر بحکم خدا اُٹھائے گئے۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام انتقال فرما گئے۔

(۸) حضرت عیسےٰ علیہ السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرما کر

دجال کو قتل کرینگے اور نکاح کرینگے۔ اور آخر کو وصال فرما کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ مدینہ منورہ میں مدفون ہونگے۔ اور حضرت موسے علیہ السلام نہیں آئینگے ؞

(۹) حضرت موسے علیہ السلام بکریوں کے راعی تھے اور بکریاں آپ نے چرائی ہیں۔ لیکن حضرت عیسے السلام نے نہیں ؞

(۱۰) حضرت موسے علیہ السلام نے اپنے مخالفین کفار پر جہاد کیا لیکن حضرت عیسے علیہ السلام ایسا نہیں کر سکے ؞

پس یہ تمام مماثلتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسے علیہ السلام سے من کل الوجوہ ثابت ہیں۔ یعنے جسطرح حضرت موسے علیہ السلام کی شریعت میں حلال وحرام کے احکام ہیں۔ ویسے ہی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں جسطرح حضرت موسے علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ذلت سے نکالکر عزت دی اور راہ راست دکھلائی۔ اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے لوگوں کو فارس اور رُوم کی قید سے نکالکر موحد بنا دیا۔ اور مہذب اور شائستہ کر دیا۔ جیسے حضرت موسے علیہ السلام نے شادی کی اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کی۔ جیسے حضرت موسے علیہ السلام کے ماں باپ تھے۔ ایسے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام کے بھی تھے جسطرح حضرت موسے علیہ السلام نے قبل از نبوت بکریاں چرائی تھیں۔ اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی تھیں جسطرح موسے علیہ السلام نے کفار کیساتھ جہاد کئے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کئے۔ علے ہذا القیاس ہر امر میں پوری پوری مماثلت دونو اولوالعزم پیغمبران علیہما السلام میں پائی جاتی ہے۔ اور کسی نبی علیہ السلام میں پائی نہیں جاتی۔ اسلئے اسکی تصدیق اللہ تعالے قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔ یعنے ہم نے تمہاری طرف ایسا رسول جو شاہد ہے تم پر بھیجا ہے۔ جیسے کہ فرعون کیطرف رسول بھیجا تھا۔ یعنی تمہاری طرف اے مسلمانو! محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے۔ اور ایسا ہی فرعون کی

طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا ؛

نکتہ - ایک سِر اسمیں مطابقت کا یہ بھی ہے۔ کہ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام کا حرف اول میم ہے اسیطرح حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اول حرف بھی م ہی ہے۔ جسکے اعداد جمل چالیس ہیں۔ یہی چالیس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر رہے تھے اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوہ حرا میں تشریف فرما رہے۔ اور مولود شریف کا حرف اوّل بھی میم ہی ہے ؛

وجہ سوم - اس بشارت میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تجھ سا نبی برپا کرونگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اُنکے بھائی حضرت اسمٰعیل ہیں۔ جنکی اولاد سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کیلئے برکت کا دیا جانا توراۃ کی کتاب پیدائش سے نقل ہو چکا ہے ؛

وجہ چہارم - اس بشارت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ میں اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا۔ یعنے توراۃ و انجیل و زبور کتب کی طرح لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ بلکہ فرشتہ اُنکے روبرو کلام پڑھکر اُنکے منہ میں ڈالیگا۔ اور وہ نبی امّی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کلام الٰہی سُنکر یاد کر لیگا۔ اور لوگونکو اپنے منہ سے پڑھکر سُنائیگا۔ پس یہ بات بھی اور کسی نبی میں پائی نہیں گئی ؛

وجہ پنجم - اس نبی کیلئے اعزاز و اکرام کی بھی سختی سے بشارت دیگئی ہے۔ کہ جو شخص اس نبی کی بات کو نہ مانیگا میں اُسے سزا دونگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سزا خاص عذاب آخرت ہی سے مراد نہیں کیونکہ اسمیں کسی نبی کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہر نبی کے نافرمان کو عذاب اخروی ہوگا۔ بلکہ اس سزا سے سزاء دنیا مراد ہے کہ اس نبی کے منکر اور نافرمان کو جہاد و قتال سے زیر کرونگا اور ذلیل بنا دونگا سو یہ بات نہ تو یوشع علیہ السلام میں تھی۔ اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پس یہ بشارت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھی جو پوری ہوئی ؛

وجہ ششم۔ اس بشارت میں یہ بھی تصریح ہے۔ کہ یہ نبی اگر کوئی بات اپنی طرف سے کہیگا۔ تو قتل کیا جائیگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا حادثہ حضور کی ذات پاک پر واقع نہیں ہوا۔ بلکہ روز افزوں شان وشوکت زیادہ ہوتی گئی۔ مگر ہاں ہمارا اعتقاد نہیں۔ لیکن نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے۔ یہ بات انکو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

پس یہ بشارت پورے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے واضح طور پر ثابت ہے۔ الحمدللہ علےٰ ذالک۔

(۴) تورات۔ کتاب استثنا۔ باب ۳۳۔ درس (۲)۔ اور اُسنے کہا۔ کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور ساعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ۔ اور اُسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُنکے لئے تھی۔ بلفظہ۔

توضیح۔ پہاڑ **سینا** وہ پہاڑ ہے جسکو وہ طور کہتے ہیں۔ خدا کا آنا اس پہاڑ پر یہ ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اس جگہ پر کتاب تورات عطا ہوئی۔ اور کوہ **ساعیر** وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی۔ اور **فاران** پہاڑ مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے۔ یا کوہ **حرا** جہاں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسی جگہ قرآن شریف کا نزول شروع ہوا۔ **پس کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے** سے مراد قرآنی نزول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ ہزاروں قدوسیوں یعنے صحابہ کرامؓ اُن کے ساتھ تھے۔ اور **آتشی شریعت** احکام سزا سخت مشرکوں، منافقوں، زانیوں، حرامکاروں، شراب خوروں وغیرہم کیلئے اور تلوار اُنکے پاس تھی۔

اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ فاران مکہ معظمہ میں پہاڑ نہیں ہے۔ تو ازالہ شبہ کیلئے تورات کی عبارت لکھدی جاتی ہے:۔

تورات کتاب پیدائش۔ باب ۲۱۔ درس ۲۰۔ ۲۱۔

(۲۰) خدا اس لڑکے (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا۔ اور بیابان میں رہا کیا۔ اور **تیر انداز** ہو گیا۔

(۲۱) اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ بلفظہٖ ۔
اس سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مکہ معظمہ کے پہاڑ میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ رہتے تھے۔ اور یہی فاران پہاڑ ہے جہاں وہ تیراندازی کرتے تھے۔ وہی تیراندازی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی ۔

کتاب زبور سے مولود شریف کا ثبوت

زبور ۴۵ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے اسطرح پر ہے۔
میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے۔ میں اُن چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے۔ (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹھوں میں لطف بٹایا گیا ہے اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ (۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھائیگا۔ (۵) تیرے تیر تیز ہیں لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگجاتے ہیں (۶) تیرا تخت اے خدا ابدالاباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب خدا تیرے خدا نے تجھکو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔ (۸) تیرے سارے لباس مر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے ہاتھی دانت کے محلوں کے درمیان اُنھوں نے تجھ کو خوش کیا ہے۔ (۹) بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بلکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے دہنے ہاتھ کھڑی ہیں۔
(۱۶) تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہونگے تو اُنہیں تمام زمین کے سردار مقرر کریگا۔ (۱۷) میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤنگا پس سارے لوگ تیری ستائش کرینگے۔ بلفظہٖ ۔
توضیح۔ تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ حضرت داؤد

علیہ السلام ایک ایسے نبی کی بشارت دیتے ہیں۔ جو انکے بعد ان صفات سے موصوف ہو کر ظاہر ہو گا۔ پس یہود کے نزدیک تو اب تک کوئی نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان صفات سے ظاہر نہیں ہوا۔ اور نصاریٰ کے نزدیک اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ اور اہل اسلام کے نزدیک حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حق اور صحیح یہی ہے کہ یہ بشارت واقعی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہے۔ کیونکہ جو اوصاف اس بشارت میں درج ہیں۔ وہ سب کے سب ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ہرگز پائے نہیں جاتے وہ اوصاف یہ ہیں :-

(۱) اس نبی کا حسین ہونا۔ (۲) قوی ہونا یا پہلوان ہونا (۳) افضل البشر ہونا (۴) فصیح ہونا۔ (۵) شمشیر بند ہونا۔ (۶) مبارک زمانہ ہونا۔ (۷) تیر انداز ہونا۔ (۸) خلق کا آپکے تابع ہونا (۹) اُنکے کپڑوں سے خوشبو کا آنا۔ (۱۰) بادشاہوں کی بیٹیوں کا اُنکے گھرانے میں آنا۔ (۱۱) اسکی اولاد کا بجائے اپنے باپ کے رئیس یا حاکم ہونا۔ (۱۲) ہر جگہ اسکی ستائش کا ذکر ہونا۔ (۱۳) ساری پشتوں یعنی تمام لوگوں کو اسکا نام یاد دلانا۔ (۱۴) ابدالاباد اسکا ذکر جاری رہنا۔

ان تمام اوصاف کی تطبیق اس طرح پر ہے۔ کہ یہ تمام امور مولود شریف میں موجود ہیں۔ اور یوں ہے :-

(۱) حسین ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چہرہ مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز خوبصورت نہیں دیکھی۔ گویا آفتاب آپکے چہرہ مبارک میں پھرتا ہے۔ اور جب ہنستے تھے تو دیوار تک آپکے دانتوں سے روشن ہو جاتی تھی۔ اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اسیطرح منقول ہے ۔

(۲) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوی ہونے اور قوت کا یہ حال تھا کہ رکانہ نام پہلوان طاقت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگل میں ملا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم مجھ کو کشتی میں مغلوب کر دو تو میں جان لونگا کہ تم نبی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو دو دفعہ پچھاڑا۔

(۳) افضل البشر ہونے پر آپ کی نبوت عامہ کا قیامت تک ہے تا دلیل ہے۔

(۴) فصاحت حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے۔

(۵) تلوار باندھنا اور جہاد کرنا مسلم الثبوت ہے۔

(۶) مبارک ہونا بھی حضور کا ظاہر ہے کہ مشرق و مغرب میں کروڑوں مسلمان نماز پنجوقتہ و تہجد وغیرہ نوافل میں درود شریف اللھم بارک علی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے پڑھتے ہیں۔

(۷) تیراندازی توکل نبی اسمٰعیل کا شیوہ ہے بالخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر جنگ میں تیر و کمان موجود رہتے تھے اور استعمال کرتے تھے۔

(۸) خلق بھی کثرت سے حضور کے تابع ہوگئی تھی چنانچہ گروہ کے گروہ آکر اسلام قبول کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ لوگ کثرت سے فوج فوج اسلام میں داخل ہوئے۔

(۹) حضور کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو کا آنا بھی ثابت ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کبھی حضور کو مسجد یا گھر نہ پاتے تو انکے کپڑوں کی خوشبو سے پتہ لگا کر حضور کی خدمت میں پہنچ جاتے۔ اور ایک عورت نے حضور کا پسینہ مبارک جمع کرکے ایک دلہن کے بدن پر ملا تھا کئی پشت تک اسکی اولاد کے بدن سے خوشبو آتی رہی۔ یہ سب کچھ کتب اسلامیہ میں درج ہے۔

(۱۰) قرن اول میں بادشاہوں کی بیٹیوں نے بھی آپ کی ذریات کی خدمت کی ہے چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر میں یزدجرد کسرے فارس کی بیٹی حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا تھی۔

(۱۱) اور حضور کے بعد اولاد میں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہوئے اور بعد انکے۔ ایران و یمن و ہندوستان وغیرہ میں اب تک حضرت کی ذریت میں سے حاکم اور فرمانروا رہے ہیں۔ اور قیامت تک ہوتے رہینگے چنانچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو انکی اولاد سے ہونگے تمام روئے زمین کے قرب قیامت

کو بادشاہ ہونگے +

(۱۲) ہر جگہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر تمام دنیا میں ہوتا ہے۔ پنجوقتہ نمازوں کی اذانوں میں کلمہ طیبہ میں کلمہ شہادت میں درود شریف میں ہیں۔ اقامت میں۔ التحیات میں خطبہ میں بعز صنیک اللہ تعالے کے ذکر کے ساتھ اُنکا ذکر بھی برابر ہے ؛

(۱۳) ابدالآباد سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری ہے اور جاری رہیگا۔ اور محافل مولود شریف تمام دنیا میں قائم ہیں اور قیامت تک قائم رہینگی۔ اور یہ ذکر خیر و برکت بڑے اہتمام و احتشام سے ہوتا رہیگا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی رہیگی۔ اور منکرین عدو جلتے سُلگتے بھنتے رہیں گے +

پس یہ پیشگوئی کتاب زبور کی من کل الوجوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔ الحمد للہ +

انجیل مروجہ موجودہ سے مولود شریف کا ثبوت

انجیل متی باب ۳۔ ورس (۱)۔ ان دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا یہود کے بیابان میں ظاہر ہوکر منادی کرنے لگا۔ (۲) اور یہ کہنے لگا کہ توبہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے +

ایضًا۔ باب ۴۔ ورس (۱۲) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا۔ تب جلیل کو چلا گیا۔ (۱۷) اُسی وقت یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا۔ کہ توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (۲۳) اور یسوع تمام جلیل میں پھرتا ہوا اُنکے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا۔ اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا +

ایضًا۔ باب ۱۰۔ ورس (۶) بلکہ پہلے بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ (۷) اور چلتے ہوئے منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی +

ایضًا۔ باب ۲۱۔ ورس (۴۲) یسوع نے اُنہیں کہا تم نے نوشتوں میں

کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا یہ خداوند کیطرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب (۴۳) اسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لیلیجائیگی اور ایک قوم کو جو اس کے میوے لائے دیجائیگی۔ (۴۴) جو اس پتھر پر گریگا چور ہو جائیگا پر جسپر وہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا۔

انجیل مرقس باب اوّل۔ درس (۱۴) پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں آکر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی (۱۵) اور کہا کہ وقت پورا ہوا خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔

توضیح۔ ان تمام حوالجات اناجیل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت کی بشارت ہے۔ کیونکہ جب ایک بادشاہ کی بادشاہت ختم ہو جاتی ہے تو دوسرے بادشاہ کی بادشاہت آتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت نبوّت کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت نبوت ورسالت ہے۔ جسکی منادی یوحنا پیغمبر اور مسیح علیہم السلام نے فرمائی۔ اور یہ آسمانی بادشاہت وسلطنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے۔ جو انکے عہد سے شروع ہو کر خلفائے راشدین مہدیین صحابہ وتابعین وتبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے زمانہ حال تک خوب آسمانی احکام جاری ہیں۔ خدا کے دشمنوں کو خوب سزائیں دیگئیں اُنکو غلام بنایا گیا۔ اُنکے مال واسباب کو ضبط کیا گیا۔ خدائی خزانہ کو بیت المال میں جمع کیا گیا۔ خدائی فوجیں دشمنوں کے مقابل ہوئیں۔ پھر اُنکے توبہ کرنیسے حسب قانون آسمانی معافی دیگئی۔ قزاقونکو سزائیں ملیں ہاتھ کاٹے گئے گردنیں ماری گئیں زناکاروں کو رجم کیا گیا اور خزانہ الٰہی بیت المال سے خدا کے مسکینو بیکسوں یتیموں اور عاجزونکی دستگیری کیگئی یہ ہے آسمانی بادشاہت۔ جو میوہ لانیوالی قوم کو دیگئی جو قوم عرب ہے۔

اور ناپسندیدہ پتھر کی مثال دینا اور آخر کو کونے کا سرا ہونا اور لوگونکی نظروں میں عجیب ہونا اور پتھر کا یہ وصف کہ جسپر گرے اُسے چور چور

کرڈالے - یہ خاص اشارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کیطرف ہے - کیونکہ قوم عرب تمام قوموں کے نزدیک ذلیل اور خوار تھی علوم و فنون کا اُن میں نام و نشان نہ تھا - یہود و نصاریٰ بسبب اپنے علم و ہنر اور بھی اہل عرب کو ذلیل و حقیر جانتے تھے - اور عرب میں ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے نزدیک ناپسند تھے کیونکہ نہ اُنکے پاس مال و اسباب دنیوی موجود تھا - اور نہ کبھی اُن کا باپ دادا بادشاہ ہوا تھا - اور نہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین حیات تھے - گویا وہ ناپسند پتھر کی مانند تھے - اور لوگوں کے نزدیک آپکا تمام جہان کیلئے رسول ہونا عجیب تھا - یہ لفظ توراۃ کی کتاب یسعیاہ نبی کے باب ۹ ورس ۶ میں اسطرح آیا ہے)۔

یسعیاہ نبی باب ۹ - ورس (۶) ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا - اور ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اسکے کاندھے پر ہوگی - وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب مشیر خدائے قادر - بلفظہ ۔

ہاں پھر آپ کو کونے کا سرا بنایا گیا - یعنی خاتم النبیین - یہ اُس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے انبیا علیہم السلام کے ساتھ میری ایک محل کی مثال ہے - کہ تمام محل خوب بنایا گیا - مگر اُسمیں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دیگئی وہ اینٹ میں ہوں اور مجھپر نبوت کا خاتمہ ہوگیا - پھر جو کوئی آپ پر گرا وہ چور ہوگیا - بدر کے جنگ کے دن قریش مکہ آپ پر گرے سبکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چورا چورا کر دیا - علیٰ ہذا القیاس جسپر آپ گرے اُسکو بھی چورا کر ڈالا - فتح مکہ میں اہل مکہ کو اور اس سے پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور آپکے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایران و روم وغیرہ بڑے بڑے ملکوں پر گرے سب کو اُنہوں نے چور اکر دیا ۔

پس یہ بشارت بھی خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں صحیح ہوئی اور کسی کے لئے نہیں ۔

انجیل یوحنا باب اوّل - ورس (۶) ایک شخص خدا کیطرف سے بھیجا گیا تھا جسکا نام یوحنا تھا - (۷) یہ گواہی کیلئے آیا کہ نور پر گواہی دے تاکہ سب اس کے باعث سے ایمان لائیں - (۸) وہ نور نہ تھا پر نور پر گواہی دینے کو آیا تھا -

(۹) حقیقی نور وہ جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے (۱۹) یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے (۲۰) اور اُسنے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں (۲۱) تب اُنہوں نے اُس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے اُسنے جواب دیا نہیں (۲۲) تب اُنہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے تاکہ ہم اُنہیں جنہوں نے ہمکو بھیجا ہے کوئی جواب دیں (۲۵) اور اُنہوں نے اس سے سوال کیا اور کہا اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے ✦

ایضاً باب ۳ (۲۸) تم خود میرے گواہ ہو کہ میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں ✦

ایضاً باب ۷ (۳۳) اسوقت یسوع نے اُنہیں کہا ابھی تھوڑی دیر تک میں تمہارے ساتھ ہوں اور اس پاس جسنے مجھے بھیجا جاتا ہوں۔ (۳۴) تم مجھے ڈھونڈوگے اور نہ پاؤگے اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکوگے[۱] ✦

ایضاً باب ۱۴۔ (۱۵) اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ (۱۶) اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں تسلی دینے والا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے ہے تمہیں سب چیزیں سکھائیگا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں تم سے کہی ہیں تمہیں یاد دلائیگا۔ (۲۹) اور اب میں تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تاکہ جب وہ وقوع میں آئے تو تم ایمان لاؤ (۳۰) بعد اسکے میں تم سے بہت کلام نہ کرونگا۔ اسلئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اسکی کوئی چیز نہیں ✦

ایضاً باب ۱۵ (۲۶) پر جبکہ وہ تسلّی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا۔ یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے لئے گواہی دیگا۔ (۲۷) اور تم بھی گواہی دوگے۔ کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو ✦

ایضاً باب ۱۶۔ (۷) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پر اگر میں

[۱] نہ آسکوگے یعنی آسمان پر ✦

جاؤں تو میں اُسے تم پاس بھیجدونگا (۸) اور وہ آنکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا۔(۹) گناہ سے اسلئے کہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (۱۱) عدالت سے اسلئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم برداشت نہیں کرسکتے (۱۳) لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی۔ اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی۔ لیکن جو کچھ سُنیگی سو کہیگی اور تمہیں آئیندہ کی خبریں دیگی (۱۴) وہ میری بزرگی کرے گی اسلئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگی اور تمہیں دکھائے گی (۱۵) سب چیزیں جو باپ کی ہیں میری ہیں اسلئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگی اور تمہیں دکھائیگی۔ بلفظہ ٭

توضیح۔ اس انجیل یوحنا سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاص طور پر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت فرمائی ہے۔ اگرچہ بہت سی تحریف بھی ہوئی مگر تاہم یہ عبارات انجیل یوحنا کی واضح طور پر شہادت دے رہی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ اور نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دے رہے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں لقد جاءکم من اللہ نور فرمایا ہے اس کی تصدیق کر رہے ہیں ٭

یہ بھی یاد رہے کہ ابتدائی انجیل میں جو اصل انجیل تھی (حواریوں کی مرتبہ نہیں) اسلئے پورے طور پر نام مبارک اور حلیہ شریف سے آگاہی دیگئی تھی۔ مگر روز بروز کی تحریف کی بہاننتک نوبت پہنچی کہ اس نے اپنا اثر ایسا دکھادیا کہ وہ سب کچھ نکالدیا گیا۔ تاہم جو کچھ باقی رہا وہ بھی صاف ہے کیونکہ پہلے سنہ ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۴۴ء میں جو ترجمہ عربی اس انجیل یوحنا کا باب ۱۴۔ ۱۵ بمقام لنڈن کیا گیا تھا اس میں اسطرح لکھا تھا۔

اگر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو میری وصیتوں کو یاد رکھو اور میں

باپ سے مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں فارقلیط دیگا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہیگا ⁂

اب لفظ فارقلیط کا ترجمہ جو ۱۸۵۱ء میں بالستت مشن میں چھپا ہے اُسمیں دوسری تسلی دینے والی روح لکھا ہے بصیغہ مونث ۔ اور اُسکے بعد جو بائبل کا ترجمہ سنہ ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے (جو میرے پاس موجود ہے) اُسمیں دوسرا تسلی دینے والا لکھا ہے بصیغہ مذکر ۔ اسیطرح تحریفات کا بازار گرم ہے لیکن لنڈن میں جو عربی ترجمہ پہلے چھپا تھا اُس میں لفظ فارقلیط صاف درج ہے مثلاً (الف) میری وصیتیں سنو ۔ (ب) میں باپ سے مانگتا ہوں وہ تمہیں فارقلیط دیگا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہیگا ۔ (ج) فارقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہ تمہیں سب چیزیں سکھائیگا اور تمکو یاد دلائیگا (د) اور اب میں نے تمکو اُسکے آنے سے پہلے خبر کردی تا کہ جب آئے تب تم اُس پر ایمان لاؤ (ہ) اسکے بعد میں تم سے بہت کلام نہ کرونگا اسلئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اسکی کوئی چیز نہیں ۔ (و) پھر جبکہ وہ فارقلیط جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا وہ میرے لئے گواہی دیگا ۔ (ز) میرا جانا ہی فائدہ ہے ۔ کیونکہ اگر نہ جاؤنگا تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئیگا وہ آنکر دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر سزا دیگا گناہ پر اسلئے کہ وہ مجھپر ایمان نہیں لائے (ح) لیکن جب وہ فارقلیط آویگا تو تمہیں راہ حق بتادیگا ۔ اور تمکو آیندہ کی خبریں بتائیگا ۔ (علم غیب) (ط) وہ میری بزرگی بیان کریگا ۔ اسلئے کہ وہ میری چیزیں پاکر تمہیں خبر کریگا ۔ (وغیرہ وغیرہ) ⁂

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اہل کتاب سلف سے خلف تک تحریف کتب آسمانی کی کرتے چلے آئے ہیں ۔ جیسے قرآن شریف سے ثابت ہے پس سب سے پہلے جو انجیل عبری زبان میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اُسمیں خاص اوصاف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام پاک احمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) درج تھا ۔ اور اسکا ترجمہ جب یونانی زبان میں ہوا تو پیرکلوطوس کیا جسکے معنی احمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہیں ۔ اور پھر یونانی زبان سے عربی

میں ترجمہ کیا تو اُسکا معرب **فارقلیط** بنایا گیا۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے لفظ **فارقلیط** کی تحقیق میں ایک رسالہ لکھکر کلکتہ میں ۱۲۶۸ھ ہجری میں شائع کیا۔ اُسمیں وہ اسطرح پر لکھتے ہیں:۔

"لفظ **فارقلیط** یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے پس اگر اسکی اصل پاراکلی طوس قرار دیجائے تو اسکے معنے **معین** اور **وکیل** کے ہیں۔ اور اگر کہیں اصل **پیرکلوطوس** ہے تو اسکے معنے **محمد** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا **احمد** (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب ہیں پس جس عالم اہل اسلام نے اس بشارت سے استدلال کیا ہے تو وہ اصل **پیرکلوطوس** سمجھا۔ کیونکہ اسکے معنی **محمد** صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا **احمد** صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہیں۔ پس اُس نے دعوے کیا کہ عیسے علیہ السلام نے **محمدؐ** یا **احمدؐ** کی خبر دی۔ لیکن اصل **پاراکلی طوس** ہے" (بلفظہ کتاب عقاید اسلام مولوی عبدالحق مرحوم مفسر حقانی دہلوی)۔

اسکے بعد مولانا مرحوم لکھتے ہیں:۔

ہم کہتے ہیں کہ اصل لفظ پیرکلوطوس ہی ہے اور یونانی میں بہت تشابہ ہے اسکو پاراکلی طوس غلطی سے پڑھ لیا۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے تو ہم پہلے انکے اکابرین کی تحریف و تبدیل ثابت کر چکے ہیں کوئی بعید نہیں کہ **پیرکلوطوس کا پاراکلی طوس** بنا لیا اسمیں کچھ زیادہ فرق نہیں۔ اگر پاراکلیطوس کو بھی رہنے دیا جائے۔ تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے کیونکہ **معین** اور **وکیل** بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ہیں۔ فقط۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک اہل کتاب اور دیگر لوگ **فارقلیط** کے تشریف لانیکے منتظر تھے۔ اسیواسطے بعض لوگوں نے **فارقلیط** ہونیکا دعوے بھی کیا تھا اور بعض نے انکو مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ **منٹس مسیحی** نے قرن ثانی میں دعوے کیا تھا کہ

ہیں وہ فارقلیط نبی ہوں جسکی حضرت عیسے علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ بہت سے
عیسائی لوگ اُس پر ایمان لائے اسکے تابع ہو گئے۔ جیسے کہ ولیم میور صاحب نے
اپنی تاریخ کی کتاب کے تیسرے باب میں اسکا اور اسکے تبعین کا حال لکھا ہے اور
یہ کتاب ۱۸۴۴ء میں چھپی ہے۔ اور لب التواریخ کا مصنف بھی جو عیسائی ہے
لکھتا ہے کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کے یہود و نصارلے ایک نبی کے
آنیکے منتظر تھے اسیوجہ سے ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے
نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حال سنکر ایمان لایا اور کہا کہ بلاشک یہ وہی نبی ہے
جسکی خبر حضرت عیسے علیہ السلام نے انجیل میں دی تھی۔ کیونکہ بادشاہ نجاشی تورت
و انجیل کا پورا واقف تھا۔ اسیطرح مقوقس بادشاہ قبط نے بھی آنحضرت صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا اور بہت سے ہدایا آپکے حضور میں روانہ کئے اور
یہ بادشاہ تورات و انجیل کا بڑا عالم تھا۔ اسیطرح جارود بن العلا جو اپنی قوم نصارلے
میں بڑا عالم تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لایا۔ اور اسیطرح ہرقل شاہ
روم نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اقرار کیا علیٰ ہذا القیاس بہت
سے ذی شوکت نصارے کے عالموں نے اسلام قبول کیا۔ حالانکہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اُسوقت کوئی شوکت ظاہری قائم نہیں ہوئی تھی۔

پس اندرین حالات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نبی ہونیکی بشارت دی ہے تورات و انجیل و
زبور سے ثابت ہے کہ پہلے ہی نور کے آنیکی خبر دی۔ جسکی خبر اللہ تعالےٰ نے
قرآن شریف میں لقد جاءکم من اللہ نور سے دی ہے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ
کیطرف سے نور یعنے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لے آئے۔ جسکی بابت
انجیل یوحنا سے درج ہو چکا ہے۔ کہ نور پر سب ایمان لاویں۔ اور دوسری
بشارت فارقلیط احمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام مبارک سے دیگئی تھی۔
اسکی تصدیق قرآن شریف سے یوں ہوتی ہے واذ قال عیسےٰ ابن مریم
یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من
التورىة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم

بالبینت قالوا ھذا سحر مبین (سورہ صف) یعنے جب کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ تعالےٰ کا رسول تمہاری طرف آیا ہوں تصدیق کرتا ہوں جو مجھسے پہلے توراۃ میرے پاس ہے اور خوشخبری سناتا ہوں تمکو ایک رسول کی جو میرے بعد آنیوالے ہیں۔ اُن کا نام احمد ہے پھر جب وہ آگیا معجزات کے ساتھ تو بولے یہ جادوگر ہے +

دیکھئے یہ بشارت کیسی صاف اور صریح مولود شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ثابت ہے۔ کہ لفظ و نام فارقلیط بمعنی احمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انجیل یوحنا میں ظاہر ہے جسکی اصل یونانی زبان میں پرکلوطوس ہے اور معرب فارقلیط ہے۔ اور اب تحریفاً اسکا ترجمہ تسلی دینے والا کیا گیا۔ خیر مضائقہ نہیں تسلی دینے والے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں +

غرضیکہ ان تمام تحریرات و دستاویزات توراۃ۔ انجیل۔ زبور محرفہ موجودہ میں واقعی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف درج ہے +

اب میں ایک اصلی انجیل غیر محرف سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف لکھتا ہوں +

اصلی اور صحیح غیر محرف انجیل برنباس حواری کی کتاب سے مولود شریف کا ثبوت

یہ انجیل برنباس اصلی و صحیح تحریف اہل کتاب سے محفوظ ہے جسکا تذکرہ توراۃ و انجیل موجودہ میں ہے۔ جو تاریخ پاپا سبوس کے حکم سے ۴۹۲ عیسوی میں جاری ہوا تھا اُس میں اس انجیل کا تذکرہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے اسی سال پیشتر کا زمانہ ہے۔ ایطالی و یونانی زبان سے اسکا ترجمہ عربی میں ہوا۔ اور اب ۱۹۱۶ء میں عربی سے اردو میں ترجمہ ہوا۔ جو مولوی

انشاء اللہ خاں صاحب کے مطبع وطن لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ اُس کا مختصراً اقتباس اس طرح پر ہے :-

(۱) بارھویں فصل آیت ۷۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا نور پیدا کیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۔ اسکے حاشیہ میں ہے عربی۔ خلق اللہ کل المخلوق برحمته وخیره ذکر فی الزبور اوّل خلق اللہ نور محمد کل الانبیاء و الاولیاء و نور منه نور الانبیاء رسول اللہ۔ بلفظہ ٭

(۲) پینتیسویں فصل آیت ۸۔ اور رسول اللہ کو بھی جسکی روح اللہ نے ہر ایک دیگر چیز سے ساٹھ ہزار سال قبل پیدا کی ٭

(۳) چھتیسویں فصل آیت ۲۔ لیکن انسان بحالیکہ تحقیق تمام انبیا بجز اس رسول اللہ کے آچکے ہیں جو کہ جلد تر میرے بعد آئیگا کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اسکے راستہ کو صاف کروں۔ بلفظہ صفحہ ۵۵ ٭

(۴) انتالیسویں فصل آیات (۱۴) پس جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا۔ اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کیطرح چمکتی دیکھی۔ جسکی عبارت تھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (۱۵) تب آدم نے اپنا منہ کھولا اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں اے میرے پروردگار اللہ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھکو پیدا کیا۔ (۱۶) لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنی ہیں محمد رسول اللہ۔ (۱۷) تب اللہ نے جواب دیا مرحبا ہے تجھکو اے میرے بندے آدم۔ (۱۸) اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جسکو میں نے پیدا کیا۔ (۱۹) اور یہ شخص جسکو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اسوقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئیگا (۲۰) دنیا کو ایک روشنی بخشیگا۔ (۲۱) یہ وہ شے ہے کہ اُسکی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اسکے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں ٭ (۲۳) پس آدم نے بمنت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ (۲۴) تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اسکے

دونو انگوٹھوں پر عطا کی داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لا الٰہ الا اللہ
(۲۶) اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت محمد رسول
اللہ (۲۷) تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ[1]
دیا۔ (۲۸) اور اپنی دونو آنکھوں سے ملا۔ اور کہا مبارک ہے وہ دن
جسمیں کہ تو دنیا کیطرف آئیگا۔ بلفظہ صفحہ ۶۰-۶۱ ۔

(۵) اکتالیسویں فصل آیت ۳۰۔ پس جب کہ آدم نے مڑکر نگاہ
کی اسنے فردوس کے دروازہ کی پیشانی پر لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ تب وہ اسوقت رویا اور کہا اے بیٹے کاش اللہ یہ ارادہ کرے
کہ تو جلد آئے اور ہمکو اس کمبختی و مصیبت سے چھڑائے۔ بلفظہ صفحہ ۶۴-۶۵۔

(۶) بیالیسویں فصل آیات۔ (حضرت مسیح علیہ السلام کا کلام) (۱۵)
کیونکہ میں اسکے لائق بھی نہیں ہوں۔ کہ اس رسول اللہ کے جوتے کے بند یا نعلین
کے تسمے کھولوں جسکو تم مسیا کہتے ہو (۱۶) وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا اور
اب میرے بعد آئیگا۔ اور وہ بہت جلد کلام حق کے ساتھ آئیگا۔ اور اس کے
دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ بلفظہ صفحہ ۶۶ ۔

(۷) تینتالیسویں فصل آیات (۹) اور یوں جب اسنے عمل کا ارادہ
کیا سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی۔ وہ رسول جسکے سبب سے
تمام چیزونکے پیدا کرنیکا قصد کیا۔ (۱۳) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب
وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کیلئے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کر لاتا ہے
(۱۴) اور اسی وجہ سے ان انبیا کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا جسکی جانب
وہ بھیجے گئے تھے۔ (۱۵) لیکن رسول اللہ جب آئیگا اللہ اسکو وہ چیز عطا
کریگا جو کہ اسکے ہاتھ کی انگشتری کی مانند ہے (۱۶) پس وہ زمین کی ان تمام
قوموں کیلئے خلاص اور رحمت لائیگا جو اسکی تعلیم کو قبول کرینگے۔ (۱۷) اور
عنقریب وہ ظالموں پر ایک زور کے ساتھ آئیگا اور بتوں کی عبادت کو
مٹادیگا کہ شیطان ذلیل و خوار ہوگا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۶۸ ۔

---

[1] بوسہ یا تقبیل ایہام میں سنت آدم علیہ السلام کی ہے جو مسلمان لوگ ادا کرتے ہیں ۔

(۸) **پچپنویں فصل** - اس فصل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام مخلوق کی شفاعت کرنیکا ذکر ہے - بوجہ خوف اطناب ترک کیا گیا دیکھو صفحہ ۸۵ تا ۸۷ ؀

(۹) **بہترویں فصل آیات** - (۱۲) تب اُسوقت اندراس نے کہا اے معلم ہمارے لئے کوئی نشان بتا تاکہ ہم اس **رسول کو پہچانیں** (۱۳) تب یسوع نے جواب دیا بیشک وہ تمہارے زمانہ میں نہ آئیگا بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے جسوقت کہ میری **انجیل باطل** کردیجائیگی - اور قریب قریب تیس مومن بھی نہ پائے جائینگے - (۱۴) اُسوقت میں اللہ دنیا پر رحم کریگا پس وہ اپنے **رسول کو بھیجیگا** جسکے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا - اُسوقت ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانیگا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کریگا - (۱۵) اور وہ بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئیگا اور **بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کردیگا** (۱۶) اور میں اسبات کو راز کی طرح کہتا ہوں کیونکہ اسکے ذریعہ سے اسکا اعلان ہوگا - اور اللہ کی بڑائی[1] کیجائے گی - اور میری سچائی ظاہر ہوگی - (۱۷) اور عنقریب وہ اُن لوگوں سے انتقام لیگا جو کہتے[2] ہیں کہ میں **انسان سے بڑھکر ہوں** (۱۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق چاند[3] اسکو اُسکے **بچپن میں سلانے کیلئے لوریاں دیگا** اور جب وہ بڑا ہوگا تو وہ اس چاند کو دو نو ہتھیلیوں سے پکڑ لیگا (۱۹) پس چاہیئے کہ دنیا اسکے انکار کرنیسے ڈرے انتہٰی صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰ ؀

(۱۰) **بیاسویں فصل آیات** (حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی گفتگو ایک ایماندار سامری عورت سے) (۹) عورت نے جواب دیا تحقیق ہم **مسیّا کے منتظر ہیں** پس جب وہ آئیگا ہمیں تعلیم دیگا - (۱۰) یسوع نے جواب میں کہا اے عورت کیا تو جانتی ہے کہ **مسیّا** ضرور آئیگا؟ (۱۱) اس عورت نے جواب دیا ہاں اے سید - (۱۲) اسوقت یسوع کا چہرہ چمک اُٹھا اور اُسنے کہا اے عورت مجھے دکھائی دیتا ہے کہ تو ایمان والی ہے - (۱۳) پس تو اب معلوم رکھ کہ تحقیق مسیّا پر ہی ایمان لانیسے اللہ کا ہر ایک برگزیدہ خلاصی پائیگا (۱۴) اس حالت میں یہ واجب ہے کہ تو مسیّا کی آمد کو جانے - (۱۵) عورت نے کہا شاید تو ہی مسیّا ہے اے سید (۱۶) یسوع

[1] اذان میں ؀ [2] یعنے عیسائی ؀ [3] معجزہ شق القمر ؀

نے جواب دیا حق یہ ہے کہ میں تو بنی اسرائیل کے گھرانے کیطرف خلاص کا نبی
بنا کر بھیجا گیا ہوں (۱۷) لیکن میرے بعد جلد ہی مسیّا اللہ کیطرف سے بھیجا ہوا
تمام دنیا کیلئے آئیگا وہ مسیّا کہ اللہ نے اسی کی وجہ سے دنیا کو پیدا کیا ہے۔
(۱۸) اور اسوقت تمام دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا جائیگا اور رحمت[1] حاصل کیجائیگی۔
کہ جوبلی کا سال جو اسوقت ہر سو برس پر آتا ہے مسیّا اسکو ہر سال ہر ایک
جگہ میں بنا دیگا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۳ ٭

دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کہ حضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی جوبلی یعنے مولود شریف ہر سال ہوا کریگا۔ اُن کی پیشگوئی
کیسی پوری ہو رہی ہے منکرین خسران میں ہیں ٭

تراسی فصل آیات (۲۴) اور آدھی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے
قریب گئے۔ (۲۵) تب یسوع نے اُن سے کہا یہی رات مسیّا رسول اللہ کے
زمانہ میں وہ سالانہ جوبلی ہوگی جو اسوقت ہر سو برس پر آتی ہے بلفظہ صفحہ ۱۲۵ ٭

یہ دوبارہ پیشگوئی جوبلی (مولود شریف) کی ہے جو حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے فرمائی۔ جوبلی انگریزی لفظ ہے اسکے معنے خوشی کا جلسہ ہے
جو بادشاہ ہونے کے سو یا پچاس سال بعد کیا جایا کرتا تھا یہودیوں اور عیسائیوں میں
لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام بادشاہ ہونکے بادشاہ اور شہنشاہ ہیں
اسلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ اُنکی جوبلی جشن یعنی مولود
شریف ہر سال نہایت احتشام و اہتمام کرام سے ہوا کریگا۔ اسلئے
سب سے اول بھی ایک بادشاہ سلطان مظفر الدین شاہ اربل نے ہی اسکو
شروع کیا۔ پھر اسکے بعد دیگر سلاطین نے بھی اس عمل خیر و برکت انبساط و مسرت
کو شریعت کے مطابق جاری رکھا۔ اور قیامت تک جاری رہیگا۔ اور
خاصکر مقام مولد شریف مکہ معظمہ پر ہر سال یہ مولود شریف ہوتا ہے
جہاں شریف مکہ مع علماء حرم حاضر ہوتے ہیں۔ اور نہایت خوشی و خورمی کا اظہار
کیا جاتا ہے۔ وہابڑے جلا کریں دشمن نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جو ہوئے ٭

[1] رحمت الخ۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین قرآنی آیت ہے ٭

اِن تمام تحریراتِ تورات و زبور و انجیل کی تصدیق

قرآن شریف و احادیث سے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الّذین یتّبعون الرّسول النّبی الامّی الّذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل الآیہ (سورہ اعراف) یعنے وہ (اہل کتاب یہود و نصارےٰ) لوگ جو تابعداری کرتے ہیں اُس رسول کی جو نبی امی (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے جسکا ذکر وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنی توریت اور انجیل میں۔ یعنی اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام و حلیہ وغیرہ حالات لکھا ہوا اپنی کتابوں توریت و انجیل میں پاتے ہیں اس میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہے ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے اور اہل کتاب ہمیشہ انکے حالات پڑھتے ہیں جسکی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسطرح فرماتے ہیں ٭

حدیث شریف۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی عند اللہ مکتوب خاتم النّبیّین وان ادم لمنجدل فی طینتہٖ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسےٰ ورویا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لھا نورا اضاءت لھا منہ قصور الشام رواہ احمد والبزاز وطبرانی والحاکم والبیھقی وابن حبان ذکرہ القسطلانی فی مواھب اللدنیہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق میں اللہ تعالےٰ کے پاس (لوح محفوظ توریت و انجیل میں) خاتم النّبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی (گارہ) میں تھے سو میں تمہیں خبر کرتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں (سورہ بقرہ) اور حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) کی بشارت ہوں (سورہ صف) اور میں اپنی ماں کا مشاہدہ ہوں جو انہوں نے میرے ظہور کے وقت دیکھا کہ اُن میں ایک نور روشن ہوا جس سے محلات شام کے نظر آتے تھے روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان

رضی اللہ عنہم نے اور ذکر کیا امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں)
اسکے علاوہ احادیث اور بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالےٰ لکھی جائینگی ؛

فصل چہارم احادیث شریف سے مولود شریف کا ثبوت

احادیث شریف مولود شریف کے اثبات میں اسقدر ہیں کہ ایک دوسری کتاب مبسوط تیار ہو بخوف اطناب مختصراً لکھی جاوینگی۔ بعض وہابی لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان بدعت مذمومہ کو اپنا ایمان سمجھکر کرتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی اپنا مولود شریف کیا یا کرنیکا حکم دیا یا خلفاء راشدین و صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عمل کو کیا جو یہ مسلمان کرتے ہیں گویا بالکل بدعت سیۂ کا کام کرتے ہیں اور قیام تعظیمی کرکے مشرک بنتے ہیں ؛

میں کہتا ہوں کہ وہابیہ کی دلیل بدعت سیۂ ہونیکی یہی ہے تو وہابیہ سب سے پہلے بدعتی ہیں۔ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ بدعت کیا ہے۔ اور باتیں تو جانے دو اسوقت صرف قرآن شریف ہی اپنے ہاتھ میں لو جسکو تمام دنیا اور وہابی لوگ پڑھ رہے ہیں اس ہیئت کذائیہ سے دفتین میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اب کوئی لاہور کا چھپا ہوا ہے کوئی دہلی۔ کوئی لکھنو کوئی بمبئی وغیرہ کا طبع شدہ ہے۔ یہ قرآن شریف نہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت نہ صحابہ کرام اور نہ تابعین اور نہ تبع التابعین خیر القرون میں تھا۔ تو اب اس قرآن شریف کا پڑھنا بدعت سیۂ ہوگیا۔ ذرہ ہوش کرو ؛

اس بات میں زیادہ تر احادیث کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم مؤلفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا المکرم شیخ الدلائل مولوی محمد عبد الحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی میں سے لکھی جائینگی (جو حسب الارشاد حضرت عارف باللہ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ پیر و مرشد جماعت دیوبندیہ کے ۱۳۰۷ھ ہجری کو دہلی میں طبع ہوئی) ؛

میں نے حضرت شیخ الدلائل کی زیارت کی ہے کہ وہ اعلےٰ درجہ کے عالم فقیہ و محدث اور متقی پرہیزگار سلسلہ نقشبندیہ کے صاحب ارشاد کامل فخر

مکہ معظمہ میں مدت سے بحالت ہجرت تشریف رکھتے ہیں۔ عمر قریباً ستر سال سفید ریش خوش شکل چہرہ پر نور جن کی خدمت میں تمام اطراف کے حجاج جو مکہ معظمہ میں حاضر ہوتے ہیں ان سے اسناد و اجازت وظائف دلائل الخیرات، حزب البحر، حزب الاعظم وغیرہ کی حاصل کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف نے بھی ۱۳۳۲ھ کو جب مکہ معظمہ میں حاضر ہوا اور ۲۷۔ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ بروز یکشنبہ اجازت و سند تحریری وظائف دلائل الخیرات۔ حزب البحر۔ حزب الاعظم پڑھنے کی ان سے حاصل کی۔ اسکا اظہار بصورت ریا نہیں بلکہ عطا نعمت کا اظہار بموجب حکم خداوندی واما بنعمة ربك فحدث ہے۔ دوم یہ کہ وہابیہ وظائف دلائل الخیرات کو شرک سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اجازت نامہ جات و سندات کو بوجہ طوالت درج نہیں کیا جاتا ۔

احادیث کے شروع کرنیسے پہلے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض وہابی لوگ یہ کہدیا کرتے ہیں کہ لفظ میلاد یا مولد کسی حدیث کی کتاب میں نہیں آیا تو یہ بدعتی لوگ میلاد میلاد پکارتے پھرتے ہیں ۔

میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کی زبان پر بدعت، شرک و کفر کا ایسا وظیفہ ہے کہ ہر دم پاس انفاس کیطرح دور ہی نہیں ہوتا یہاں تک کہ نمازوں میں بھی اسی وظیفہ کا ذکر رہتا ہے۔ لیجیئے میں حدیث کی ہی کتاب سے لفظ میلاد اور مولد کا دکھلاتا ہوں تاکہ آپ کی حدیث دانی بھی معلوم ہو جائے ۔

(۱) جامع ترمذی جو صحاح ستہ میں سے ہے۔ اُسمیں خاص باب اسطرح پر ہے باب ماجاء فی میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم اسی باب کے نیچے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے کہ قیس بن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے میلاد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا اسطرح پر۔ کہ ولدت انا ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عام الفیل یعنے میں اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اصحاب فیل کا واقع ہوا ہے اُس سال پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ انت اکبر ام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکبر منی وانا اقدم منہ فی المیلاد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں لیکن پیدائش میں میں مقدم ہوں۔ (الدر المنظم)۔

(۲) ابن سعد اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت امام جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کان قدوم اصحب الفیل للنصف من المحرم فبین الفیل وبین المولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس وخمسون لیلۃ یعنی اصحاب الفیل کا آنا نصف محرم کو ہوا۔ پس فاصلہ درمیان اس واقع کے اور پیدا ہونے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچپن ۵۵ رات کا تھا۔

دیکھئے کتب احادیث میں لفظ مولد اور میلاد موجود ہے پھر اس کا انکار بیہودہ ہے۔

قرآن شریف اور کتب سماوی تورات، زبور، انجیل و احادیث شریف واجماع سے مولود شریف ثابت ہے۔ قرآن شریف اور تورات و زبور و انجیل کی عبارات درج ہو چکی ہیں۔ اب احادیث شریف پیش کیجاتی ہیں۔ اسکا انکار آپکے امام المنکرین مولوی رشید احمد صاحب بھی نہیں کرسکے۔ انکی تحریر یہ ہے:۔

جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر اور حالات اور ذکر حالات ان قرون میں بطریق وعظ و تدریس و مذاکرہ و تحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا۔ بالفاظ فتوے رشید احمد صفحہ ۱۲ سطر ۸۔

چلیئے مسٹر مفتی جی! اب میں احادیث پیش کرتا ہوں تاکہ آپکے شکوک رفع ہوں۔ بخوف اطناب عبارات عربی احادیث کا ترجمہ اردو لکھتا ہوں تاکہ آپ کی سمجھ میں بھی پورے طور پر آجائے۔ یہ سب کچھ کتاب الدر المنظم سے لکھونگا۔

فصل پنجم وہ احادیث شریف جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ولادت مبارک کا ذکر فرمایا ہے

(۱) حدیث شریف امام بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری پیدائش بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوئی اور یہ زمانہ کی فضیلت حضرت کے وجود سے لیکر وقتاً فوقتاً علی سبیل الترقی چلی آئی۔ یہاں تک کہ جس زمانہ میں میری پیدائش ہوئی وہ زمانہ سب سے افضل تھا۔ بلفظہ حاشیہ صفحہ ۱۱۔

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی ہے امام مسلم نے واثلہ بن الاسقع سے کہا واثلہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسمٰعیلؑ کو برگزیدہ کیا اور اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے اولاد کنانہ کو اور اولاد کنانہ سے قریش کو اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۔

(۳) حدیث شریف۔ بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم نے عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے تخریج کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام خلقت کو پیدا فرما کر اس میں سے آدم کو پسند فرمایا اور اولاد آدم سے عرب کو اور عرب سے قبیلہ مضر کو اور مضر سے قبیلہ قریش کو اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم سے مجھ کو سو میں نسلاً بعد نسل تمام خلقت سے بہتر ہوں۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۔

(۴) حدیث شریف۔ تخریج کی احمد اور بزاز اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے عرباض بن ساریہ سے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں عبداللہ اور خاتم الانبیا ہوں اُس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے ہوئے تھے۔ اور دیکھو میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں دعا ہوں ابراہیم کی اور عیسیٰ کی خوشخبری اور اپنی ماں کا خواب ہوں اسی طرح اور انبیا کی مائیں

خواب دیکھا کہیں۔ میری ماں نے وقت ولادت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا کہ جس سے ملک شام کے محل نظر آنے لگے صفحہ ۱۵ ۔

(۵) حدیث شریف۔ مواہب اللدنیہ میں ابو قتادہ انصاری خزرجی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دوشنبے کے روزہ رکھنے کو دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دن اسی قابل ہے کیونکہ اسی روز میں پیدا ہوا ہوں اور اسی روز اول مجھ پر نزول وحی ہوا یہ روایت مسلم میں ہے صفحہ ۱۶ ۔

اسکے علاوہ بیس ۲۰ احادیث اسی قسم میلاد مبارک کی اور درج ہیں جنکو بوجہ طوالت نہیں لکھا گیا۔ گویا پچیس ۲۵ احادیث الدر المنظم میں درج ہیں یہ پانچ احادیث ان میں سے لکھی گئی ہیں۔ ماننے والے کیلئے ایک حدیث شریف بھی کافی ہے اور منکر کیلئے تمام مجموعہ احادیث بھی کافی نہیں۔ بلکہ قرآن شریف بھی ۔

فصل ششم وہ چند احادیث جنمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ مذمت منکرین خود منبر شریف پر فرما کر میلاد مبارک کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف تخریج کی ترمذی نے مطلب بن ابی وداعہ سے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کچھ مذمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفار سے سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے سو حضرت منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ علیک السلام ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں تحقیق اللہ تعالے نے خلقت کو پیدا فرمایا اور بہترین خلق سے مجھ کو بنایا۔ پھر دو گروہ کئے سو مجھ کو بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے اور مجھ کو افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ پھر گھرانے گھرانے جدے جدے کئے سو مجھکو اللہ تعالے نے باعتبار گھرانے کے افضل کیا ہے اور ذاتی شرافت بھی عطا فرمائی ہے۔ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۷ ۔ (یہ حدیث قیام مولود شریف پر بھی دلیل ہے) ۔

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی دلائل میں بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا خطبہ پڑھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ میں محمد صلعم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں اور جس جگہ آدمی فرقے فرقے ہیں اللہ تعالےٰ نے مجھکو افضل فرقہ میں رکھا سو پیدا ہوا میں ماں باپ اپنے سے اور مجھکو جاہلیت کی بے اعتدالی نے ذرہ بھر بھی نہیں چھوا اور زمانہ آدم سے میرے ماں باپ تک میری پیدائش نکاح سے ہوئی نہ سفاح سے سو میں بہتر ہوں اپنی ذات سے بھی اور باعتبار نسب کے بھی اللہ پاک برتر زیادہ جاننے والا ہے۔ اُسکا علم کامل ہے صفحہ ۱۷ ؎

یہاں علم غیب بھی ظاہر فرمادیا۔ کہ خطبہ میں ۹ پشتیں فورًا بیان کردیں۔ انتہٰی ؎

فصل ہفتم وہ چند احادیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے کی درخواست پر اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف۔ روایت کیا عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے جو صحابی ہیں اور صحابی کے بیٹے ہیں۔ کہا جابر نے کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماں باپ کو آپکے اوپر نثار کردوں۔ یہ تو فرمایئے کہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ اے جابر سب سے اوّل اللہ تعالےٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے (یہاں مواہب اللدنیہ سے نور کی تشریح کی ہے) سو یہ نور قدرت الٰہی سے پھرتا رہا مشیت ایزدی کے مطابق اور اسوقت لوح و قلم جنت و دوزخ۔ فرشتہ۔ زمین و آسمان سورج و چاند۔ جن و انس کچھ نہ تھا۔ جبکہ اللہ تعالےٰ نے مخلوقات پیدا کرنیکا ارادہ فرمایا تو اُس نور کو چار حصہ کیا۔ ایک جزو سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے

سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے جزو کے چار حصے کر کے ایک جزو سے حاملان عرش دوسرے سے کرسی تیسرے جزو سے باقی فرشتے بنائے۔ پھر چوتھے جزو کے چار حصے کئے اول جزو سے تو آسمانوں کو اور دوسرے سے زمینوں کو اور تیسرے جزو سے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے جزو کے چار حصے کئے۔ اول حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کی بینائی بنائی اور دوسرے سے اُنکے دلوں میں نور معرفت الٰہی کا بخشا اور تیسرے حصے سے اُنکی زبانوں کو نور عطا فرمایا کہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہے۔ الحدیث بلفظہ صفحہ ۱۸۔ یہ حدیث شریف کلہم علم غیب سے پُر ہے)

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی حاکم اور طبرانی نے بن اوس سے کہیں ہجرت کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو میں نے سنا کہ حضرت عباس حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کر رہے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کی مدح میں نظم کہوں آپ نے فرمایا کہو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچاوے تو انہوں نے یہ قصیدہ پڑھا۔

قصیدہ نظم از حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور کی مدح میں

من قبلها طبت فی الظلال و فی	۱	مستودع حیث یخصف الورق
ثم ھبطت البلاد لا بشر	۲	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد	۳	الجم نسرا و اھله الغرق
تنقل من صالب الی رحم	۴	اذا مضی عالم بدا طبق
وانت لما ولدت اشرقت	۵	الارض وضائت بنورك الافق
حتی احتوی بیتك المھیمن من	۶	خندف علیا تحتها النطق
فنحن فی ذلك الضیاء وفی النور	۷	وسبیل الرشاد نخترق
وردت نار الخلیل مکتتما	۸	فی صلبه انت کیف یحترق

ترجمہ (۱) آپ کی پیدائش دنیا سے پیشتر پاک صاف تھی۔ درختوں کے سایہ جنتی

مکان میں جبکہ حضرت بہشتی اتر جانے سے آدم وحوا اپنے ستر عورت کیلئے پتے لپیٹتے تھے۔
(۲) پھر آپ زمین پر اُترے اور اُس وقت نہ جامہ بشری میں تھے اور نہ آپ گوشت کا ٹکڑا یا خون بستہ تھے۔
(۳) بلکہ نطفہ تھے اور اسی حالت میں نوح کی کشتی پر سوار ہوئے جبکہ نسر بت کے لگام دیا گیا۔ اور اسکے پوجنے والے غرق ہوگئے۔
(۴) آپ باپوں کی پشت سے ماؤں کے رحم کیطرف منتقل ہوتے رہے جب ایک قرن آپکو ختم ہوا اور دوسرا شروع ہوا۔
(۵) اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین و آسمان منور ہوگیا۔
(۶) اور آپکی بزرگی یہاں تک ہے کہ آپکا شرف حاوی ہوگیا بڑے بڑے عالی نسب والوں کو۔
(۷) سو ہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں۔ اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔
(۸) آپ ابراہیم خلیل اللہ کی پشت میں پوشیدہ تھے جب انکو آگ میں ڈالا پھر بھلا وہ کس طرح جل سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں لکھا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۵-۲۶۔

(۳) حدیث شریف۔ امام بخاری نے تخریج کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان (رضی اللہ عنہ) کیواسطے مسجد میں منبر بچھوایا کرتے تھے تاکہ حضرت کیطرف سے اُسپر کھڑے ہوکر کفار کی ہجو کا جواب دیں۔ اور حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ حسان کی مدد روح القدس سے کرتا ہے جب تک وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے جواب دیتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۸۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر بہت سے آدمی پیشوائی کو گئے جسطرح کہ ہمیشہ سے لوگ حکام اور امراء کی پیشوائی تعظیماً و تکریماً کیا کرتے تھے نیز آنحضرت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہت دنوں میں تشریف لائے تھے۔ علاوہ بریں منافقین کی ایذا رسانی کے شورہ کی خبر پاچکے تھے

اور عورتیں اور بچے اور باندیاں اور لونڈیاں حضرت کی رونق افروزی کی خوشی میں نکل پڑی تھیں اور پردہ نشین کوٹھوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیکھنے کو چڑھ گئیں تھیں کہ وہ حضرت کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئی تھیں اگرچہ اسلام کا چرچا اُن میں پیشتر تھا اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے۔

طلع البدر علینا　　من ثنیات الوداع
وجبت الشکر علینا　　مادعا للہ داع
وبعدھا فیما یروی
ایھا المبعوث فینا　　جئت بالامر المطاع

ترجمہ ہمارے اوپر پورا چاند ثنیات (گھاٹیاں) وداع کیطرف سے نکلا اور ہم پر اس چاند کے طلوع ہونیکا ہمیشہ شکر واجب ہے۔ اے وہ شخص کہ ہمارے لئے نبی بناکر بھیجا گیا ہے آپ فرمان واجب الاطاعت لائے ہیں صفحہ ۲۹۔

فصل ہشتم حضرات خلفائے راشدین وعشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے مولود شریف کا ذکر مختصرًا

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیطرف سے مولود شریف)

(۱) حدیث شریف۔ تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسےٰ بن وہب سے کہا عیسےٰ نے کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا رضی اللہ عنہ کہ میں کعبۃ اللہ کے صحن میں بیٹھا تھا اور زید بن عمرو بن فضل وہاں کھڑا تھا سو امیہ بن ابی الصلت نے وہاں آکر زید سے دریافت کیا کہ جس نبی کے مبعوث ہونیکا انتظار ہورہا ہے ہم تم میں سے ہوگا یا فلسطین والوں میں سے زید نے کہا کہ مجھکو یہ بھی خبر نہیں کہ کسی نبی کے مبعوث ہونیکا انتظار ہے۔ یہ گفتگو اُن دونو کی سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور سب قصہ اُنکی گفتگو کا بیان کیا۔ اُس نے کہا اے میرے بھتیجے سچ ہے جس نبی کے مبعوث ہونیکا انتظار ہے مجھکو یہ خبر اہل کتاب اور علما سے تحقیق ہوچکی ہے کہ اہل عرب کے اعلےٰ درجہ کے لوگوں میں پیدا ہوگا میں نسب بھی خوب جانتا ہوں اور تیرا نسب عرب میں بڑھکر ہے۔ پھر میں نے اُس سے کہا کہ وہ نبی

کیا کہیگا کہا کہ جیسا مشہور ہے وہ ہدایت کی باتیں کہیگا لیکن وہ ظلم نہ کریگا اور نہ ظلم کیا جائیگا سو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں حضرت کی رسالت کی تصدیق کر کے فوراً ایمان لے آیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۰-۱۳۱ +

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کہ سبب کہ حضرت ابو بکر کا اسلام لانا وحی کے سبب سے تھا۔ اور قصہ اسکا اول ہے۔ کہ ملک شام میں بحالت تاجری ابو بکر نے ایک خواب دیکھا تھا۔ تو اثناء راہ میں کبیرا راہب سے اس خواب کا ذکر کیا۔ کبیرا نے دریافت کیا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے کہا کہ مکہ کا۔ کہا قریشی ہے؟ کہا ہاں۔ پھر کہا کیا پیشہ کرتا ہے۔ کہا تاجر ہوں۔ کہا کبیرا نے کہ اللہ تعالے تیرا خواب سچا کرے تیری ہی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تو زندگانی بھر اُسکا وزیر ہوگا اور بعد میں خلیفہ ہوگا۔ سو ابو بکر نے حضرت کے مبعوث ہونے تک اس خواب اور تعبیر کو اپنے دل میں رکھا۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا کہ آپ کی نبوت میں کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا جو خواب تو نے ملک شام میں دیکھی تھی (علم غیب) یہ سنتے ہی ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے اُنکو گلے لگالیا۔ اور پیشانی چوم لی۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۱ +

(۳) حدیث شریف تخریج کی ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمن باصنی سے اور محمد نے اپنے باپ سے اور باپ نے اسکے دادا سے کہا کہ کسی نے ابو بکر سے دریافت کیا کہ تم نے اسلام لانے سے پیشتر کچھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی دلیل دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ قریش میں وہ کونسا شخص باقی رہگیا ہے جس کے اوپر حضرت کی نبوت ثابت نہیں ہو چکی۔ پھر ابو بکر نے یہ قصہ بیان کیا۔ کہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اُسکی شاخوں میں سے ایک شاخ اسقدر جھکی کہ میرے سر کو لگ گئی پھر اُسمیں سے یہ آواز آئی کہ جس نبی کا انتظار ہے فلانے سن دو فلانے ماہ میں مبعوث ہوگا تو اسکی تصدیق کر سب سے بڑھکر سعادت حاصل کیجئے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۱-۱۳۲ +

(۴) حدیث شریف۔ ابو نعیم نے تخریج کی ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مثل چاند کے گردہ تھا۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۲ +

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف۔ تخریج کی ہے ابو نعیم نے دلائل میں ابن کلبی سے اُسنے عوانہ سے کہا کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمنشینوں سے جبکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کوئی بات یاد ہو تو کہو۔ طفیل بن زید حارثی نے کہا کہ اچھا اور اُنکی عمر ایکسو ساٹھ برس کی تھی۔ کہ آپکو خبر ہے کہ ماموں بن معاویہ کیا کچھ غیب کی اخبار دیا کرتا تھا۔ وہ لوگونکو حضرت کی بعثت کی خبر دیکر وعظ میں ڈرایا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہی آکر تمکو ٹھیک کرینگے اور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اے کاش میں ان سے ملوں اور انکی بعثت سے پہلے نہ مر جاؤں طفیل نے کہا کہ پھر مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونیکی خبر ملی اُسوقت میں تہامہ میں تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ وہی نبی ہیں کہ جنکے مبعوث ہونیکا ماموں ذکر کیا کرتا تھا۔ پھر کچھ دن گذرے جب حضرت کے پاس جماعتیں کی جماعتیں مشرف باسلام ہونیکو جانے لگیں۔ تو اُسوقت میں بھی مسلمان ہوگیا۔ بلفظہ صفحہ ۳۲ ٭

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی ابن عساکر نے حسن کے طریق کیساتھ سلمان سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل جو آپ کی پیدائش سے پیشتر کی کتب سابقہ میں ہیں بیان کیجئے۔ کعب نے کہا کہ میں نے اگلی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ کو ایک پتھر ملا تھا جس میں چار سطریں لکھی ہوئی تھیں اول سطر میں یہ تھا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اللہ میں ہوں میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد میرا رسول ہے۔ خوبی ہے اسکے لئے جو اسپر ایمان لا کر اس کی اتباع کرے۔ تیسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں سوا میرے کوئی معبود نہیں جو میرا حکم مانیگا وہی نجات پائیگا۔ اور چوتھی سطر میں یہ تھا۔ کہ میں ہی اللہ ہوں اور حرم میری ملک ہے اور کعبہ میرا گھر ہے جو میرے گھر میں آجائیگا میرے عذاب سے محفوظ رہیگا۔ بلفظہ صفحہ ۳۲ ٭

(۳) حدیث شریف۔ تخریج کی ہے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے معجزات میں اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عمر بن خطاب سے

(رضی اللہ عنہ) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ یکایک ایک جنگلی آدمی گوہ پکڑ کر لایا۔ اور کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) قسم ہے لات اور عزےٰ کی میں تجھ پر ہرگز ایمان نہ لاؤنگا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے گی آپنے فرمایا۔ اے گوہ! اُس نے نہایت فصاحت کیساتھ عربی میں کہا لبّیك وسعدیك یارسول اللہ کہ جسکو سب حاضرین خوب سمجھے۔ پھر حضرت نے گوہ سے فرمایا کہ تو کس کی بندگی کرتی ہے۔ کہا جسکا عرش آسمان پر ہے اور زمین پر اُسکی سلطنت ہے اور دریا میں اسکا راستہ ہے اور جنّت میں اُسکی رحمت اور دوزخ میں اسکا عذاب ہے۔ پھر فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا کہ آپ رسول رب العلمین اور خاتم النبیین ہیں۔ جو آپ کی تصدیق کرے مراد پائے اور جو آپکو جھٹلاوے برباد ہووے۔ یہ سُنتے ہی جنگلی ایمان لے آیا الخ بلفظہ صفحہ ۳۴۳۔

(۳۱) حدیث شریف۔ تخریج کی ہے حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آدم (علیہ السلام) سے خطا ہوئی اور عتاب الٰہی میں ہوئے تو اس نے یہ کہا کہ میں بحق محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا گناہ بخشدے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو نے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کسطرح جانا عرض کیا کہ اے پروردگار جب تو نے مجھکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے پایہ پر یہ لکھا ہوا پایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ سو میں نے جان لیا تو نے اپنے نام کے ساتھ دوسرا نام نہیں ملایا مگر اپنے خاص پیارے کا فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ آدم تو نے سچ کہا اور جو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھکو بھی پیدا نہ کرتا۔ بلفظہ صفحہ ۳۴۴۔

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ ابونعیم نے تخریج کی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے۔ کہا عثمان (رضی اللہ عنہ) نے کہ میں ایک قافلہ میں ملک شام کیطرف گیا تھا جب ہم لوگ حدود شام میں پہنچے وہاں ایک عورت غیب کی خبریں دینے والی تھی راستہ میں ملی اور کہا کہ جو میرا یار آسمان کی خبریں لادیا کرتا تھا ان دنوں وہ میرے دروازہ پر آیا میں نے کہا

اندر آؤ اور کچھ خبر ہیں سناؤ اُسنے کہا اب موقع نہ رہا احمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہوگیا اور قابو سے بات باہر ہوگئی پھر وہاں سے مکہ کو واپس آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا کہ پردہ سکوت سے نکلکر خلقت کو اللہ تعالے کی طرف ہدایت کر رہے ہیں۔ انتہٰی صفحہ ۳۴ ۔

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف کتاب احکام ابن القطان میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قبل از پیدائش آدم (علیہ السلام) چودہ ہزار برس پیشتر اللہ تعالے کے سامنے ایک نور شخص تھا انتہٰی صفحہ ۳۴ ۔

(۲) حدیث شریف تخریج کی حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابیطالب سے کہ ایک یہودی کے چند دینار حضرت کے ذمہ تھے اُسنے آپ پر تقاضا کیا آپنے فرمایا میرے پاس اسوقت دینے کیلئے کچھ نہیں اُس نے کہا میں تم سے بدوں لئے یہاں سے ہرگز نہ جاؤنگا حضرت نے فرمایا میں بھی تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں حضرت نے اسی جگہ تشریف رکھی یہانتک کہ پنجگانہ نماز بھی وہاں ہی پڑھی صحابہؓ نے یہ کیفیت دیکھکر اسکو ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت کیا یہودی کا یہ حوصلہ ہے کہ آپکو روک سکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا نے مجھ کو میرے بیٹے ظلم سے منع کیا ہے خواہ معاہد ہو یا اور کوئی۔ جب دن نکلا تو یہودی خود بخود مسلمان ہوگیا اور آدھا مال اُسی وقت فی سبیل اللہ دیدیا اور حضرت کی خدمت میں معذرت کی کہ جو کچھ مجھ سے درباب تقاضا ظہور میں آیا ہے اسکا سبب یہ تھا کہ میں آپ کی اُس صفت کی جانچ کرتا تھا جو توریت میں آئی ہے کہ محمد بن عبداللہ کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے اور ہجرت کرنیکی جگہ طیبہ یعنی مدینہ ہے اور ملک اس کا شام اور وہ درشت خو سخت مزاج نہیں ہے اور نہ بازاروں میں شور کرنیوالا اور نہ اُس کی خصلت میں بے حیائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور تم اُسکے رسول ہو اور جو یہ نصف باقی میرا مال ہے یہ بھی آپ کے حکم پر نثار ہے اور یہودی بڑا مالدار تھا۔ انتہٰی صفحہ ۳۵ ۔

(۳) حدیث شریف - مواہب اللدنیہ میں حضرت علی ابن ابیطالب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم سے لیکر کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ جس سے اللہ تعالے نے اس امر کا عہد نہ لیا ہو کہ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے وقت میں ہو تو تم اُس پر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا اور یہی وعدہ ہر ایک نبی اپنی قوم سے لیتا تھا۔ اور یہ حدیث ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے موقوف بھی مروی ہے باعتبار لفظوں کے موقوف ہے۔ اور باعتبار معنوں کے مرفوع ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۵ ۔

(حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف۔ تخریج کی ابونعیم نے ساتھ طریق حریش بن ابی حریش طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب اول مرتبہ خانہ کعبہ شہید ہوا تو اس میں سے ایک پتھر لکھا ہوا نکلا تھا۔ بعد ازاں ایک خواندہ آدمی کو بلایا تو اس نے اس پر سے یہ عبارت پڑھی:۔ میرا بندہ[۱] سب سے منتخب اور متوکل اور میری طرف رجوع ہونیوالا اور برگزیدہ وہ ہے جس کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا جبتک ٹیڑھے راستہ کو سیدھا نہ کردیگا۔ اور وہ گواہی دیگا اس امر کی کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور امتی[۲] اُسکے نہایت تعریف کرنیوالے ہیں تعریف کرتے ہیں ہر ٹیلہ[۳] پر اور تہبند[۴] ناف پر باندھتے ہیں اور ہاتھ[۵] اور پاؤں کو صاف رکھتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۶ ۔

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی ابی سعد اور بیہقی نے طریق ابراہیم ابن محمد بن طلحہ سے۔ کہا فرمایا طلحہ بن عبید اللہ نے کہ میں بصرے کے بازار میں جو گیا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص غیب کی خبر دینے والا اپنے عبادتخانہ میں بیٹھا ہوا معتقدوں سے یہ کہ رہا ہے کہ ان دنوں کے آنیوالوں میں دریافت کرو کہ ان میں کوئی حرم کا بھی آدمی

---

[۱] میرا بندہ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ [۲] اور امتی الخ۔ یعنے مولود شریف میں خوب تعریف کرینگے یہی لوگ امتی ہیں۔ [۳] ہر ٹیلہ پر الخ یعنے اذان کہینگے منبر یا اونچی جگہ کھڑے ہوکر۔ [۴] تہبند اشعار اہلسنت جماعت تہبند ناف پر باندھتے ہیں [۵] ہاتھ پاؤں الخ یعنے وضو کرتے ہیں۔

ہے۔ میں نے کہا ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ احمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے یہاں ہو چکا ہے؟ میں نے کہا کون احمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا جو عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہے۔ جان تو کہ اسی مہینے میں اسکا ظہور ہوگا اور وہ ختم الانبیا ہے اُسکے ظاہر ہونے کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنیکی جگہ اسطرف ہے جہاں کھجور کے درخت اور پتھریلی زمین اور شوریلی ہے۔ تجھکو چاہیئے کہ اُسکی طرف سبقت کرے۔ طلحہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں اُسکی بات گڑ گئی۔ اور میں مکہ کی طرف بہت جلد آیا اور دریافت کیا کہ کوئی نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ جسکو امین کہا کرتے تھے اور اسکے ساتھ ابو قحافہ کا بیٹا بھی ہو گیا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکلکر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور بصرہ کے راہب کا قصہ بیان کیا۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے یہ خبر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر دی۔ سو حضرت کو اس خبر کے سننے سے خوشی ہوئی۔ پھر طلحہ بھی ایمان لے آئے بلفظہ صفحہ ۳۶-۳۷۔

(حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) **حدیث شریف** تخریج کی بغوی نے اپنی کتاب معجم میں عبداللہ بن زبیر سے کہ زبیر نے اپنے بیٹے عبداللہ سے یہ کہا کہ اے میرے بیٹے تیری ماں میرے نکاح میں اور تیری خالہ عائشہ رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ اور جو رشتہ اور قرابت میرے اور حضرت کے درمیان میں ورے کا ہے وہ تو تو جانتا ہے اب اوپر کی قرابت کا حال سُن۔ کہ میرے باپ کی پھوپھی ام حبیبہ بنت اسد حضرت کی دادی ہیں اور میری ماں حضرت کی پھوپھی اور اُنکی ماں آمنہ بنت وہب بن عبدمناف اور میری دادی ہالہ بنت وہب بن عبدمناف دونو بہنیں ہیں۔ اور حضرت کی بیوی خدیجہ میری پھوپھی ہیں صفحہ ۳۷۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف۔ تخریج کی ابونعیم نے عبدالرحمن بن عوف سے وہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ نے حضرت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جنا۔ اوّل میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ پھر زمین پر لٹایا۔ حضرت اُس وقت چھینکے میں نے سنا کوئی کہتا ہے۔ کہ

اللہ نے تجھ پر رحمت فرمائی۔ اور میرے سامنے مشرق سے مغرب تک روشنی ہوگئی۔ یہاں تک کہ اس روشنی میں میں نے ملک روم کے محل دیکھے۔ پھر میں نے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا۔ اور کچھ یونہی دیر گذری کہ مجھکو اندھیری چھاگئی اور دل میں رعب سما گیا اور بدن پر رونگٹا کھڑا ہوگیا تو دہنی طرف سے مجھکو یہ آواز آئی۔ کسی نے کہا اسکو کہاں لیگئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا مغرب کیطرف۔ پھر وہ اندھیری وغیرہ کچھ نہ رہا۔ پھر دوبارہ میری وہی حالت ہوگئی اُسی حالت میں میں بائیں طرف سے کیا سُنتی ہوں کہ کوئی کہتا ہے کہ اب اسکو کہاں لیگئے تھے کسی نے جواب دیا کہ مشرق کیطرف۔ یہ کیفیت جو گذری تھی میرے دل میں اکثر خیال آتا تھا یہ کوئی رنگ نے کھائیگی۔ سو اللہ تعالے نے اُنکو نبی بناکر بھیجا اسی لئے میں نے اسلام میں سبقت کی کہ جماعت سابقین میں داخل ہوئی۔ بلفظہ صفحہ ۳۸

(حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ تخریج کی ابو نعیم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب مکان بنا رہے تھے مٹی گارے میں سنے ہوئے تھے اتفاقاً لیلیٰ عدویہ کے پاس ہوکر گذرے۔ اس نے اُن سے اپنی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ سو اونٹ دونگی۔ انہوں نے کہا اچھا نہا کر آؤنگا۔ جب گھر میں گئے تو اپنی زوجہ آمنہ سے ملے۔ اور پھر لیلیٰ کے پاس آئے۔ کہا اب بھی تجھکو خواہش ہے۔ جو پیشتر تو نے استدعا کی تھی۔ اُسنے کہا اب نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں؟ اُسنے کہا پہلے تو جسوقت آیا تھا تیری پیشانی میں ایک نور تھا۔ اور اب اُسکو آمنہ نے چھین لیا۔ اور ایک روایت میں اسطرح ہے۔ کہ جس نور کے ساتھ تو اپنے گھر گیا تھا وہ نور لیکر نہ نکلا۔ اگر تو آمنہ سے مل چکا ہے۔ تو البتہ بادشاہ پیدا ہوگا۔ صفحہ ۳۹

(حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو دو نو دین کی طلب میں نکلے جبکہ شام میں پہنچے۔ تو ورقہ بن نوفل تو نصرانی ہوگئے اور زید سے یہ بات کہی گئی کہ جسکی تمکو طلب ہے وہ آگے

تلاش کرو۔ پس زید وہاں سے چلے یہانتک کہ موصل میں پہنچے۔ پس ملاقات ہوئی اُنکی وہاں راہب سے اُسنے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو زید نے جوابدیا کہ جس گھر کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے یعنی مکہ معظمہ سے آیا ہوں۔ اُس نے پوچھا کس چیز کی طلب میں نکلے ہو۔ کہا دین کی۔ راہب نے کہا نصرانی ہو جاؤ۔ زید نے قبول کرنیسے انکار کیا اور کہا اسکی مجھکو حاجت نہیں۔ پھر راہب نے کہا کہ جسکو تم طلب کرتے ہو وہ تمہاری ہی زمین میں ظہور کریگا۔ پس زید چلے کہتے ہوئے تیری ہی خدمت میں حاضر ہوں بیشک اور بے شبہ بندہ بنکر غلام ہوکر جب بوجھ ڈالیگا مجھپر اُٹھاؤنگا میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ اُس چیز کے جسکے ساتھ ابراہیم علیہ السلام نے پناہ پکڑی ہے۔ کہا راوی نے جب زید مکہ میں آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان کو دسترخوان پر کھانا کھاتے پایا۔ پس بلایا انہوں نے طرف طعام کے۔ زید نے جوابدیا۔ کہ اے بھتیجے میں نہ کھاؤنگا وہ کھانا جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر۔ کہا راوی نے پس نہ دیکھے گئے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس دن سے کہ کھایا ہو آپنے وہ طعام جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ یہانتک کہ آپ مبعوث ہوئے طرف خلق اللہ کے پس سعید بن زید آئے اور کہا کہ زید کے حال کو حضور نے ملاحظہ فرمایا آپ استغفار کریں اسکے لئے۔ آپنے وعدہ فرمایا اور فرمایا وہ اُٹھیگا قیامت کو جماعت بنکر۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۰۔

(حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف ۔ تخریج کی بیہقی نے اور ابونعیم نے ابی عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اوّل ظہور دین کا نبوت اور رحمت ہے اسکے بعد خلافت اور رحمت ہوگی پھر بادشاہت گزندہ ہوگی اسکے بعد سرکشی اور ظلم اور امت میں فساد ہوگا۔ حلال جانینگے شرمگاہوں کو اور شرابوں کو اور ریشمی لباس کو اور مدد کئے جاوینگے اور روزی دیئے جاوینگے ہمیشہ یہانتک کہ ملاقات کرینگے اللہ تعالے سے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۰۔۱۴۱۔

احادیث و روایات صحیحہ بقیہ صحابہ و امہات المومنین و صحابیات رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) **حدیث شریف** - تخریج کی حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے طریق ابی عون مولی المسور بن مخرمہ سے اس نے مسور بن مخرمہ سے اس نے ابن عباس سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ کہا عبدالمطلب نے جب ہم یمن میں پہنچے جاڑوں میں۔ سو اترا میں نزدیک ایک عالم یہود کے پس کہا ایک شخص نے اہل زبور سے کہ یہ شخص کہاں کا ہے میں نے کہا قریش سے ہوں۔ اس نے کہا کونسے قریش سے؟ میں نے جواب دیا ہاشم اُسنے کہا تم مجھکو اذن دیتے ہو کہ میں تمہارے بعض بدن کو دیکھوں۔ میں نے کہا کیا مضائقہ ہے۔ بشرطیکہ وہ جگہ شرم کی نہ ہو۔ کہا پس ایک نتھنا (سوراخ بینی) کھولکر میرا دیکھا پھر دوسرا دیکھا۔ اسکے بعد کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک ہاتھ میں ملک ہے اور ایک ہاتھ میں نبوت اور میں دیکھ رہا ہوں اسکو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اور ہم پاتے ہیں اسکو زہرہ میں پس کیونکر ہے یہ امر میں نے کہا مجھکو علم نہیں۔ پھر اُسنے کہا تمہاری بیوی ہے؟ میں نے کہا ابھی تو نہیں۔ کہا اب جاکر نکاح کرلو۔ پس آئے عبدالمطلب مکہ میں اور نکاح کیا ہالہ بنت وہب بن عبد مناف سے۔ پس جنا اُنہوں نے حمزہ اور صفیہ کو۔ اور نکاح کیا اپنے بیٹے عبداللہ کا آمنہ بنت وہب سے پس پیدا ہوئے اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ پس کہا قریش نے فلاح پائی عبداللہ نے اپنے باپ پر۔ بلفظہ صفحہ ۴۱ - ۴۲ +

(۲) **حدیث شریف** - تخریج کی بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے عباس ابن عبدالمطلب سے۔ کہا پیدا ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ۔ اس امر سے کمال تعجب کیا عبدالمطلب نے اور کمال دوست رکھا آپ کو اور کہا اس بیٹے میرے کی بڑی شان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۲ +

(۳) **حدیث شریف** - روایت کیا حافظ ابو بکر عائذ نے ابن عباس سے کہ

تحقیق انہوں نے کہا جب پیدا ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رضوان داروغۂ جنت نے آپکے مکان مبارک میں آواز دی یا محمدؐ نہ باقی رہا کوئی علم کسی نبی کا مگر آپ کو عطا ہوا۔ سو آپ سب سے بڑھکر علم میں ہیں۔ اور سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ اسکو ارسال کیا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے اور ارسال صحابہ کا وصل کے حکم میں ہے۔ گویا مرفوع ہے۔ کسواسطے کہ اسمیں راوی کو دخل نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۳ +

(۴) حدیث شریف۔ روایت کیا محمد بن سعد نے ایک جماعت سے جنمیں عطا بن ریاح اور ابن عباس ہیں۔ فرمایا آمنہ بنت وہب نے کہ جب جدا ہوئے مجھسے یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نکلا ہمراہ آپکے ایسا نور جس نے مشرق سے مغرب تک کل کو روشن کردیا۔ پھر جھکے آپ طرف زمین کے دونو ہاتھ رکھے اُسپر اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی اور سر مبارک بلند کیا طرف آسمان کے ۔ بلفظہ صفحہ ۴۳ ۔

(۵) حدیث شریف۔ روایت کی امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ کہا پیدا ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن۔ اور نبوت ظاہر ہوئی آپکی پیر کے دن اور ہجرت کی آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کیطرف پیر کے دن۔ اور داخل ہوئے مدینہ منورہ میں پیر کے دن اور حجر اسود کو آپ نے دست مبارک سے رکھا اسکی جگہ میں پیر کے دن۔ بلفظہ صفحہ ۴۴ +

(۶) حدیث شریف۔ تخریج کی ابو نعیم نے ابن عباس سے کہا آپکے حمل کے علامات سے یہ تھا کہ ہر چوپایہ قریش کا اس رات کو گویا ہوا۔ کہ آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں تشریف لائے قسم ہے رب کعبہ کی کہ وہ امان اور چراغ ہیں اہل دنیا کیواسطے اور نہ باقی رہا علم کسی کاہن کا مگر جاتا رہا اور اُلٹے ہوگئے تخت سب بادشاہوں کے اس صبح کو اور بادشاہ گونگے ہوگئے کہ اُسدن کلام کرنیکی اُنکو طاقت نہ رہی اور تمام جانور مشرق و مغرب کے آپس میں مبارکبادیاں دیتے رہے اور دریائی جانوروں کا بھی یہی حال رہا۔ اور ہر ماہ میں ایک آواز دیجاتی تھی زمین میں اور ایک آسمان میں کہ خوشخبری اور بشارت ہو کہ وقت آیا ظہور نبی ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم کا

کہ وہ بڑی برکت والے ہیں۔ اور آپ پورے نو مہینے اپنے شکم مادر میں رونق افروز رہے۔ اور آپکی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی گرانی اور درد اور پیچش اور ثقل نہ معلوم ہوتا تھا۔ جو عورتوں کو اُن ایام میں ہوا کرتا ہے۔ اور آپکے والد عبداللہ کا حمل کی حالت میں انتقال ہوگیا۔ پس ملائکہ نے عرض کیا کہ یاالٰہی یہ نبی محبوب آپ کا یتیم ہوا جناب باری نے ارشاد فرمایا میں اُسکا حافظ اور نگہبان اور مددگار ہوں۔ اور برکت حاصل کرو اسکی جائے ولادت سے کہ وہ مقام متبرک ہے۔ اور کھولے جاویں دروازے آسمان اور جنت کے۔ اور آمنہ اپنا حال بیان کرتی ہیں۔ کہ جب چھٹے مہینے گزرے حمل کے ایک آنیوالا آیا اور پیر سے اُسنے مجھکو آگاہ کیا۔ اور کہا اے آمنہ تو بار دار ہوئی ساتھ خیر العلمین کے اور جب یہ پیدا ہوں نام پاک اُن کا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھیو۔ اور فرماتی ہیں کہ جب مجھکو پکڑا اس امر نے جو عورتوں کو واقع ہوتا ہے اور میرا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ پس سنا میں نے ایک دھماکہ سخت اور امر عظیم پس ہیبت ہوئی مجھکو میرے دل پر گویا بازو جانور سفید کا ملا گیا ہے اسکے اثر سے وہ رعب مجھ سے جاتا رہا پھر دیگئی مجھ کو شربت دودھ سے زیادہ سفید تھی چونکہ میں پیاسی تھی پیا اسکو پس روشن کر دیا مجھکو ایک نور بلند نے پھر دیکھا میں نے عورتوں کو لمبے قد کی جیسے عبد مناف کی بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھکو دیکھ رہی تھیں۔ اور مجھ کو تعجب ہوتا تھا اور میں کہتی تھی۔ اُنہوں نے کہاں سے جان لیا میرا حال پس اُنہوں نے کہا۔ کہ ہم آسیہ (بیوی فرعون) اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور یہ عورتیں حور عین ہیں۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں ہر لحظہ آواز سخت سُنتی تھی اور کھینچا گیا دیبا سفید درمیان آسمان اور زمین کے۔ گویا خیمہ قائم کیا گیا اور کوئی شخص کہتا ہے کہ چھپاؤ اسکو لوگوں کی نظروں سے۔ کہا آمنہ نے اور دیکھا میں نے مردوں کو ہوا میں معلق کھڑے ہیں۔ انکے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں اور ایک قطار دیکھی پرندے جانوروں کی گویا میری گودی کو گھیر لیا ہے جنکی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اور پردہ دور کیا اللہ تعالےٰ نے میری آنکھوں سے۔ پس تمام مشرق اور مغرب میرے سامنے تھے۔ اور دیکھا میں نے تین علم قائم کئے گئے ہیں۔ ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پہ

پھر مجھکو درد زہ شروع ہوئی۔ پس پیدا ہوئے فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نام پاک جن کا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پس جب پیدا ہوئے مجھ سے سجدہ کیا اور انگلیاں اُٹھائیں آسمان کیطرف عجز وزاری کیساتھ۔ پھر دیکھا میں نے ابر سفید کو آسمان سے آیا اور ڈھانک لیا آپکو پس غائب کیئے گئے میری نظروں سے اور سنا میں نے آواز دینے والے کو کہ کہتا ہے کہ سیر کراؤ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب اور مشرق اور دریاؤں کی تاکہ سب اُنکو پہچان لیں ساتھ نام اور وصف اور صورت کے اور یہ بھی جان لیں کہ نام پاک اُن کا ماحی ہے یعنی میٹ دینگے شرک اور کفر کو۔ پھر جلدی لائے گئے میرے سامنے لپٹے ہوئے کپڑے سفید میں اور نیچے آپکے سبز ریشمی نہالچہ تھا۔ اور آپ قبضہ کیئے ہوئے تھے تین کنجیوں کا کہ موتی تر وتازہ سے تھیں۔ اور کوئی کہتا تھا کہ کنجیاں نصرت اور مدد کی ہیں آمنہ کہتی ہیں پھر آیا دوسرا ابر جسمیں سے آواز گھوڑوں اور حرکت بازو پرداروں کی معلوم ہوتی تھی۔ یہانتک ڈھاک لیا آپکو پھر غائب کیئے گئے میری نظروں سے پھر سنا میں نے کوئی کہتا ہے پھراؤ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانب مشرق اور مغرب کے اور جہاں جہاں انبیا کی پیدائش ہوئی ہے۔ اور پیش کرو اُن پر ہر روحانی کو خواہ انسان اور جن ہوں خواہ سباع اور طیور ہوں اور دو ان کو صفوت آدم علیہ السلام کی اور رقت نوح علیہ السلام کی اور خلت ابراہیم علیہ السلام کی۔ اور لسان اسمٰعیل علیہ السلام کی اور بشارت یعقوب علیہ السلام کی اور جمال یوسف علیہ السلام کا اور آواز داؤد علیہ السلام کی اور صبر ایوب علیہ السلام کا اور زہد یحیےٰ علیہ السلام کا اور کرم عیسےٰ علیہ السلام کا بلکہ غوطہ دو جملہ اخلاق انبیاء علیہم السلام میں۔ پھر وہ ابر ہٹا پس آپ حریر سبز میں لپٹے ہوئے تھے جو دیکھا میں نے آپ کو اور ناگاہ ایک قائل کہتا تھا واہ واہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبضہ کیا کل دنیا پر اور دیکھا میں نے تین شخصوں کو ایک کے ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا تھا اور ایک کے ہاتھ طشت زمرد کا اور تیسرے کے ہاتھ میں کپڑا ریشمی سفید رنگ کا پس کھولا اُسکو اور اسمیں سے ایک انگوٹھی نکالی۔ جسکے دیکھنے سے ناظرین کو حیرت ہوئی تھی۔ پس غسل دیا آپکو اس آفتابہ سے سات

مرتبہ پھر مُہر لگائی دونوں شانوں کے درمیان پھر لپیٹا اس حریر میں اور داخل کیا آپکو اپنے بازوؤں میں اور پھر مجھکو دیا بلفظہ صفحہ ۴۴-۴۵-۴۶ ۔

(۷) حدیث شریف۔ تخریج کی حاکم نے اور تصحیح کی اُسکی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعالےٰ نے طرف حضرت عیسٰی علیہ السلام کے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حکم کرو امت کا ایمان لاویں ساتھ اُن کے۔ پس اگر نہ ہوتے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پیدا کرتا میں آدم کو اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو اور البتہ پیدا کیا میں نے عرش کو اوپر پانی کے پس کانپا۔ پس لکھا میں نے اوپر اُسکے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس ٹھیر گیا وہ۔ صفحہ ۴۶ ۔

(۸) حدیث شریف۔ ابن عباس سے رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ وہ بیان کر رہے تھے اپنے گھر میں واقعاتِ ولادت باسعادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی قوم سے پس خوش ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں اور اللہ تعالےٰ کی حمد کرتے اور درود شریف پڑھتے تھے۔ ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ بلفظہ صفحہ ۹۵ ۔

یہ حدیث شریف بالوضاحت محفل مولود شریف کرنیکا حکم بوعدۂ حلّت شفاعت دے رہی ہے اور مولود شریف کرنیوالے سنی حنفی ومقلدین مسلمان حصول شفاعت کا عمل کر رہے ہیں اور منکرین بغض و عداوت کر کے مر رہے ہیں۔ اور شناعت و شقاوت کے حصول کا عمل کر رہے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کا فرمانا حق ہے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ۔

(حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف۔ حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عامر انصاری کے مکان پر تشریف لیگئے وہ اپنے گھر اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت علیہ السلام تعلیم

کر رہے تھے اور کہ رہے تھے آج کا دن ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے تیرے واسطے کھولدیئے ہیں دروازے رحمت کے اور کل فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو تیرا سا کام کرے گا نجات پائیگا۔ بلفظہ صفحہ ۹۵ ۔

یہ حدیث شریف بھی صاف طور پر مولود شریف کرنے والوں کے لیئے دروازے رحمت کے کھول رہی ہے اور فرشتے اُن کے لئے طلب آمرزش کر رہے ہیں۔ اور نجات کی بشارت دے رہے ہیں ۔ اور منکرین کے لئے دروازے زحمت اور نقمت کے وا کر رہے ہیں اور فرشتے عذاب کے اُن کے لئے استعذاب کر رہے ہیں۔ خدا ہدایت دے ۔

(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف۔ مواہب اللدنیہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ آئے جبرائیل علیہ السلام نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا فرمایا تیرے رب نے اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور تجھ سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور دنیا اور اہل دنیا کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جانیں۔ اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ بلفظہ صفحہ ۵۹ - ۶۰ ۔

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی ابن عساکر نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اللہ نے موسٰے (علیہ السلام) سے کلام کیا اور عیسٰے (علیہ السلام) کو روح القدس سے پیدا کیا۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا اور آدم (علیہ السلام) کو برگزیدہ کیا۔ پس آپکو کونسی بزرگی دی۔ نازل ہوئے جبرائیل علیہ السلام اور کہا کہ تیرا رب فرماتا ہے اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور اگر موسٰے سے

زمین پر کلام کیا تو تجھ سے آسمانوں پر کلام کیا۔ اور اگر عیسےٰ کو روح القدس سے پیدا کیا تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور میں نے آسمانوں پر وہ چیزیں تیرے لئے تیار کی ہیں کہ اولین و آخرین میں سے کسی کیلئے مہیا نہیں کیں۔ اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تو تجھکو خاتم الانبیا کیا۔ تیرے سے بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے تجھ کو حوض شفاعت۔ ناقہ۔ عصا۔ تاج اور علم حج وعمرہ۔ ماہ رمضان اور تمام شفاعت عطا کیا۔ کل شے تیرے لئے ہے۔ یہانتک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج حمد کا تیرے سر پر رکھا ہوگا۔ اور تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر بھی ہوگا۔ اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اسلئے پیدا کیا تاکہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتلا دوں۔ اگر تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ بلفظہ صفحہ ۶۰ ۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف۔ تخریج کی بزار اور ابو یعلے نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ کو کسی رستہ سے گذرتے صحابہ خوشبو پاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس راہ سے گذرے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۶۱ ۔

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کئی طریقوں سے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک میرے بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔ بلفظہ صفحہ ۶۱ ۔

(حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ تخریج کی طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگل میں

تشریف لے گئے تھے۔ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی یا رسول اللہ آپ نے التفات فرمایا تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر دوبارہ التفات کیا تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ میرے قریب آئیے۔ جب آپ قریب تشریف لے گئے اور پوچھا کیا حاجت ہے تیری اس نے کہا کہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھول دیں کہ میں انکو دودھ پلاؤں۔ اور ابھی لوٹ کر آتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کریگی۔ اس نے کہا اگر میں نہ آؤں تو مجھکو اللہ عذاب کرے جیسا محصول لینے والے ظالم کو کریگا۔ پس آپ نے کھولدیا اور وہ دودھ پلاکر جلدی سے آگئی۔ پس آپ نے اسکو باندھ دیا جب اس کے مالک اعرابی کو خبر ہوئی اسنے کہا یا رسول اللہ آپ کا کیا ارشاد ہے۔ فرمایا آپ نے اس کو چھوڑ دے۔ اس نے اسکو چھوڑ دیا۔ پس وہ ہرنی دوڑتی تھی اور کہتی تھی اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله۔ بلفظہ صفحہ ۷۰-۷۱۔

(حضرت فاطمہ بنت عبداللہ الثقفیہ صحابیہ رضی اللہ عنہا سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف۔ تخریج کی بیہقی اور طبرانی اور ابن عبدالبر نے عثمان بن العاص سے انہوں نے اپنی ماں ثقفیہ سے کہا۔ جب کہ وقت آیا آپ کی ولادت کا۔ دیکھا میں نے مکان کو نور سے بھر گیا۔ اور ستارے اتنے قریب آگئے تھے کہ میں گمان کرتی تھی۔ کہ میری گود میں آن پڑینگے۔ بلفظہ صفحہ ۷۰۔

(۲) حدیث شریف۔ کتاب مورد الروی فی مولد النبوی۔ علامہ علی القاری علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہا حلیمہ نے آئی میں مکہ میں ساتھ عورتوں بنی سعد بکر کے بچوں کی تلاش میں کہ دودھ پلاویں قحط کے موسم میں اور میں آئی اپنے مرکب پر سوار ہوکر اور میرے ساتھ ایک اونٹنی بڑھیا دبلی کہ جس کے ایک قطرہ دودھ نہ تھا تھی۔ اور ایک میرا بچہ تھا کہ ہم تمام رات نہ سوتے تھے بسبب اسکے کہ دودھ اسکی غذا کے موافق نہ تھا جس سے

اس کا پیٹ بھرے۔ اور نہ اونٹنی میں دودھ کہ بچہ کو کافی ہو۔ پس جب کہ ہم
مکہ میں آئے جس عورت پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش
کرتے واسطے دودھ کے وہ انکار کرتی بسبب یتیم ہونے کے۔ جب کوئی
عورت باقی نہ رہی مگر اس نے بچہ لے لیا اور میں رہ گئی اور میں نے نہ پایا بچہ
کوئی سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا
کہ یہ تو مجھکو برا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے ساتھ بچے ہوں اور میں خالی جاؤں
میں اس یتیم کو ہی لے آتی ہوں۔ پس میں گئی تو میں نے دیکھا آپ سفید کپڑے
صوف میں لپٹے ہوئے ہیں جو دودھ سے بھی بڑھکر سفید تھا۔ اور آپ میں
سے خوشبوؤں کی مہک آرہی تھی اور نیچے سبز ریشمی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ اور
آپ چت لیٹے ہوئے آرام فرمارہے ہیں۔ اور خراٹے لیتے ہیں۔ میں نے
جب آپ کا یہ حسن وجمال دیکھا تو جگانے کو جی نہ چاہا۔ پس قریب بیٹھی رہی
تھوڑی دیر بعد میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا تو آپ نے تبسم
فرمایا۔ اور آنکھیں کھولیں۔ مجھکو دیکھتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے نور نکلا
اور آسمان کو گیا اور میں دیکھ رہی تھی۔ پس میں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا
اور دائیں چھاتی اپنی آپ کو دی۔ پس قبول فرمایا حضور نے دودھ جس قدر
مزاج میں آیا۔ پھر میں نے بائیں طرف پھیرا تو آپ نے انکار فرمایا۔ یہ حالت
آپ کی اسوقت تھی۔ اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا[1] کہ تمہارا دودھ شریک
بھائی بھی ہے۔ تو آپ نے عدل فرمایا کہ ایک طرف اپنے بھائی کیلئے
چھوڑ دی تھی۔ کہتی ہیں حلیمہ کہ آپ بھی سیر ہوئے اور میرا بچہ بھی سیر
ہو گیا۔ پس میں آپ کو لے کر اپنے مقام پر آئی۔ میرے خاوند نے قصد
کیا دودھ دوہنے کا اس اونٹنی سے پس اس کے تھن دیکھے تو بھرے
ہوئے تھے۔ اس قدر دودھ ہوا سب سیراب ہوئے اور رات بڑی خیر سے
گذاری۔ پھر میرے شوہر نے کہا اے حلیمہ قسم ہے اللہ کی بڑی مبارک روح

[1] علم عطا الخ یعنی اسی وقت علم غیب عطا فرمایا جبکہ حضور رضیع تھے۔

کو لیا ہے تو نے دیکھتی تھیں جب سے کیا خیر و برکت ہے ہمارے ہاں
اور ہمیشہ رہیگی یہ خیر اللہ کے حکم سے۔ کہا حلیمہ نے پس رخصت کیا بعض نے
بعض کو اور رخصت کیا میں نے ماں نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور میں سوار
ہوئی اپنی سواری پر اور لیا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے آگے
سو دیکھا میں نے سواری کو کہ سجدہ کیا اُس نے طرف کعبہ کی تین بار اور سر بلند
کیا طرف آسمان کے پھر چلی کہ سب سے آگے بڑھ گئی۔ اور میرے ہمراہ جو
عورتیں تھیں وہ پیچھے سے آواز دیتی تھیں کہ اے بنت ابی ذویب یہ وہی
سواری ہے۔ پس تعجب کرتی تھیں اور کہتی تھیں اسکی بڑی شان ہے۔
تو وہ سواری خود کہتی تھی میری[۱] شان پھر میری شان مجھکو اللہ نے بعد مرنے
کے جلایا اور بعد دبلا ہونے کے موٹا کیا۔ افسوس تم پر اے عورتو بنی سعد کی
تم بڑی غفلت میں ہو تم جانتی ہو کہ میری پشت پر کون ہے؟ میری
پشت پر خیر النبیین و سید المرسلین و افضل الاولین و الآخرین
حبیب رب العلمین ہیں۔ کہا حلیمہ نے جب پہنچے ہم منازل بنی سعد
میں اور زمین میں سبزی کا نام نہ تھا۔ لیکن میری بکریاں تو پیٹ بھری دودھ
سے پُر آتیں۔ اور ہم خوب پیتے۔ اور دوسروں کے ہاں ایک قطرہ دودھ
کا نہ ہوتا۔ اُنھوں نے اپنے چرواہوں سے کہا کہ جہاں بنت ذویب کی
بکریاں چرتی ہیں ہماری بکریاں بھی وہیں چرایا کرو۔ پھر بھی ان کی بکریاں
بھوکی آتیں اور ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ اور ہماری بکریاں دودھ بھری
کوکیں پُر آتیں۔ پس واسطے اللہ ہی کے ہے خوبی برکت سے کثیر ہوئیں
بکریاں حلیمہ کی اور بڑھیں اور موٹی ہوئیں اور ہمیشہ رہیں۔ حلیمہ پہچانتی رہیں
خیر اور سعادت کو اور فائز ہوئیں ساتھ حسنی اور زیادت کے البتہ تحقیق پہنچی
حلیمہ بڑے مقام بلند پر ساتھ عزت اور بزرگی کے بسبب برکت ایک ذات
ہاشمی کے بلکہ یہ سعادت کل بنی سعد میں پھیل گئی۔ بلفظہ صفحہ ۷۳-۷۴-۷۵۔

[۱] وہ سواری الخ سواری مرکب کی کلام عورتوں سے۔

مختصراً چند روایات صحیحۃ تابعین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولود شریف میں

(حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ ذکر کیا امام عارف ربانی عبداللہ ابن ابی جمرہ نے اپنی کتاب بہجۃ النفوس میں کہا جب کہ ارادہ کیا اللہ تعالے نے کہ پیدا کرے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا جبرائیل (علیہ السلام) کو کہ لاویں مٹی قلب زمین اور روشن سے۔ پس اترے جبرائیل علیہ السلام مع ملائکہ فردوس اور رفیع اعلےٰ کے اور ایک مٹھی لی وہاں کی جہاں قبر شریف ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ وہ بہت روشن اور سفید تھی۔ اور گوندھا اُس کو پانی تسنیم میں جو عمدہ شراب جنت کی ہے۔ یہاں تک کہ مانند موتی عظیم کے ہوگئی سفید رنگ اور شعاع والی پھر اسکو پھرایا۔ ملائکہ میں عرش اور کرسی کے اور تمام آسمانوں میں اور زمین اور پہاڑوں اور دریاؤں میں۔ پس پہچان لیا ملائکہ اور تمام مخلوقات نے ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کے فضل اور بزرگی کو اور ابھی تک کوئی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا بھی نہ تھا۔ بعض علما کہتے ہیں کہ یہ بات کوئی رائے سے تو کہہ سکتا ہی نہیں الخ۔ بلفظہ صفحہ ۷۶۔

(حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ مواہب اللدنیہ میں ہے کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الایہ کی تفسیر میں امام ابی جعفر اپنے والد علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالےٰ کا من انفسکم سے مراد یہ ہے کہ ولادت جاہلیت کی کوئی شے حضرت کو نہیں پہنچی۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ سفاح سے۔ صفحہ ۷۹

(حضرت امام ابوجعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف مواہب اللدنیہ میں ہے کہ ہم نے امالی ابی سہل قطان بن سہل بن صالح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابوجعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب جو باقر کے مشہور ہیں پوچھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیا سے مرتبہ میں کس طرح بڑھ گئے حالانکہ آپ سب سے پیچھے مبعوث ہوئے ہیں جواب دیا کہ جب خدا نے ذریات آدمؑ سے عہد لیا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کا سوال کیا تو سب سے اوّل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلےٰ کہا تھا۔ اس لئے مرتبہ میں سب سے بڑھکر ہیں۔ اگرچہ مبعوث ہونے میں پیچھے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۸۰ ٭

(حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ بقی بن مخلد نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ شیطان چار دفعہ رویا۔ جسوقت کہ ملعون ہوا۔ اور جب آسمان سے گرایا گیا۔ اور وقت پیدائش نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ایک روایت میں جب آپ مبعوث ہوئے اور فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی۔ بلفظہ صفحہ ۸۲ ٭

(حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ اخراج کیا ابن حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے زمین نورانی ہو گئی ابلیس نے کہا کہ آج شب وہ شخص پیدا ہوا ہے کہ ہمارے کام کو فاسد کر دیگا۔ اسکے لشکر نے کہا کہ تو جاکر اُس کو مس کر۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اُس کو ایسا دھکیلا کہ عدن میں آن پڑا بلفظہ صفحہ ۸۲ ٭

(حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ تخریج کی ابونعیم نے اور ابن حاتم نے وہب بن منبہ سے۔ کہا وحی بھیجی اللہ تعالے نے اشعیاہ پیغمبر کی طرف کہ میں ایک نبی امی مبعوث کرونگا اور کھولونگا میں اس کے سبب سے بہرے کان

تاکہ حق سنیں بات سمجھیں اور دلوں کے پردے اور آنکھوں کا اندھاپن۔ پیدائش اس کی مکہ میں ہوگی اور ہجرت اُس کی طیبہ میں ہوگی۔ اور اسکی حکومت ملک شام میں ہوگی۔ اور وہ میرا متوکل بندہ ہے۔ اور عالی مرتبہ حبیب مختار ہے برائی کے عوض برائی نہیں کرتا۔ لیکن معاف کر دیتا ہے اور بخش دیتا ہے مومنین[1] پر مہربان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۶ ۔

(۲) حدیث شریف۔ تخریج کی ابو نعیم نے وہب سے حلیہ میں کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل میں دو سو برس تک اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی۔ پھر اس کا انتقال ہوگیا لوگوں نے اس کو گھسیٹ کر ایک کوڑے پر پھینک دیا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ جا کر اس کی نماز پڑھو۔ حضرت موسےٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا۔ اے پروردگار بنی اسرائیل نے گواہی دی ہے کہ اس نے دو سو برس تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حکم بھیجا کہ بیشک وہ ایسا ہی تھا۔ مگر جب وہ توراۃ کھول کر پڑھتا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اُس کی نظر پڑتا اسکو چومتا اور اپنی آنکھوں پر رکھتا تھا۔ اور اُس پر درود بھیجتا تھا پس میں نے اس کے شکریہ اور انعام میں اُس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور ستر حوروں سے اسکی شادی کر دی۔ بلفظہ صفحہ ۸۶ ۔

مختصر روایات صحیحہ حضرات تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

(حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) حضرت آدم (علیہ السلام) کے پیدا ہونے سے ہزار برس پہلے

[1] مومنین پر مہربان ہے۔ بموجب آیت شریفہ و بالمومنین رؤف رحیم۔

عرش کی دہنی جانب نور تھے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ہمکو اُن کی پشت میں ساکن کیا پھر ہمیشہ ہم پاک پشتوں سے منتقل ہوتے رہے یہاں تک نقل کیا مجھ کو اللہ نے میرے باپ عبداللہ کی پشت میں۔ اور ابُوبکرؓ کو ابو قحافہ کی پشت میں اور عمرؓ کو خطاب کی پشت میں اور عثمانؓ کو عفان کی پشت میں۔ اور علی کو ابی طالب کی پشت میں۔ پھر اُن کو میری صحابیت کیواسطے برگزیدہ کیا پس ابُوبکرؓ کو صدیق بنایا عمرؓ کو فاروق عثمان کو ذوالنورین اور علی کو رضی اور ایک روایت میں بجائے رضی کے وصی آیا ہے۔ پس جس شخص نے میرے اصحاب کو بُرا کہا اُس نے مجھے بُرا کہا۔ اور جس نے مجھے بُرا کہا اُس نے اللہ کو بُرا کہا۔ اور جس نے اللہ کو بُرا کہا وہ آگ میں اوندھا گرا۔ صفحہ ۹۱۔۹۲۔

(حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہما سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف۔ تخریج کی ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے۔ کہا سنا میں نے اپنے باپ کو جو خزانہ علم تھے کہ جب حضرت آمنہ کے وضع حمل (پیدائش) کا وقت آیا اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سب آسمانوں کے دروازے کھولدیں اور جنت کو آراستہ کرکے اُس کے دروازے کھولدیں اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم ہو۔ پس وہ زمین پر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے سب آسمانوں کے فرشتوں نے شیطان کو پکڑ کر طوق گلے میں ڈالکر دریائے اخضر کی تہ میں پھینک دیا۔ اور سرکش شیاطینوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ آفتاب کو اُس روز بڑا نورانی حلہ پہنایا گیا۔ اور ستر ہزار حوریں ہوا میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی منتظر کھڑی تھیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ اس سال میں سب لڑکے جنیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے واسطے اور تمام دنیا کے درخت بارآور ہوئے۔ خوف امن سے مبدل ہوگیا۔ جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین نور سے پُر ہوگئی۔ اور ملائکہ نے آپس میں خوشی کی۔ ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرجد کا اور ایک یاقوت کا بنایا۔ جس سے آسمان روشن ہوگیا۔ اور وہ ستون آسمانوں پر معروف اور مشہور ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج

میں اُن کو ملاحظہ فرمایا۔ اور فرشتوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ ستون آپ کی ولادت کی مبارکبادی میں بنائے گئے ہیں۔ اور جس شب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے نہر کوثر کے ہر دو جانب ستر ہزار درخت مشک اذفر کے اُگائے۔ اور اُن کے پھلوں کو اہل جنت کا بخور بنایا۔ تمام اہل آسمان پکارتے تھے اللہ کو ساتھ سلامتی کے اور تمام بُت اوندھے گر پڑے۔ مگر لات عزے بھی اپنی جگہ سے نکل گئے اور پکارتے تھے تباہی ہے قریش کی۔ آگیا اُن کے پاس امین اور اُن کے ہاں صدیق اور نہیں خبر قریش کو اُن کے ساتھ کیا ہوگی۔ اور کعبہ کے جوف میں سے چند روز تک یہ آواز آتی رہی اب میرا نور مجھ میں واپس آگیا۔ اب میری زیارت کرنے والے آئینگے۔ اور اب میں زمانہ جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہوگیا۔ اے عزّیٰ تو ہلاک ہوگیا۔ تین یوم تک کعبہ کو زلزلہ رہا۔ یہ اوّل علامت ہے جو قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت دیکھی۔ بلفظہ صفحہ ۹۱-۹۲ ❊

فصل نہم مولود شریف بہیئت کذائیہ مروّجہ کا ثبوت متفرق آیات و احادیث و تفاسیر و اقوال ائمہ دین و علمائے شرع متین سے

واضح ہو کہ یہ امر مسلّمہ ہے کہ مولود شریف یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور ولادت باسعادت کا تذکرہ جو قرآن شریف واحادیث شریف وکتب سماویہ میں ہے ابتدا سے برابر ہوتا رہا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جس طریق اور ہیئت کذائیہ ملتزمہ سو قتہ سے اسوقت محفل مولد مبارک کی جاتی ہے بعینہٖ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی ممانعت تھی۔ لیکن یہ امر بھی مسلّمہ ہے کہ اس ہیئت کذائیہ سے یہ عمل خیر و برکت و نعمت و رحمت سنہ ۶۰۴ھ سے بحکم بادشاہ اُولی الامر نہایت تزک و احتشام و اہتمام سے تمام بلاد اسلامیہ اور غیر اسلامیہ میں جاری

ہو کر ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا ہے اور یہ برکت اس سال خجستہ خصال بابرکت کی جسکے
اعداد ۶۰۴ ہیں جو کلمات مندرجۂ ذیل کے مطابق ہیں۔ اور وہ مولود شریف کے
کرنیوالوں کیلئے بشارت اور نیک فال ہیں۔

شاباش۔ چشمۂ نور۔ مستمندی۔ نمونہ جنت۔ مفتاح دعا۔
آرائش انام۔ سعادت دوجہان۔ عرش بالا۔ اقرار ایمان۔

ان سب کے جداگانہ وہی چھ سو چار ۶۰۴ عدد ہیں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ
شاہ نواح اربل جیسے یعنے جس بادشاہ نے سب سے پہلے اس عمل خیر و برکت
کو جاری کیا۔ اُس کے اعداد جمل بھی وہی چھ سو چار (۶۰۴) ہی ہیں۔
گویا اس محفل کے کرنے والے کو خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی طرف سے شاباش ہے۔ اور یہ مولود شریف چشمۂ نور ہے۔ اور اسکے
لئے مستمندی ہے۔ اور یہ مولود شریف نمونہ حصول جنت ہے۔ اور جو شخص
مولود شریف کے بعد دعائے خیر مانگے اُسکے لئے مفتاح دعا ہے۔ اور یہ مولود
شریف کی محفل آرائش انام ہے۔ اور مولود شریف کرنے والے کے لئے سعادت
دوجہان ہے۔ اس عمل خیر کا راستہ عرش بالا پر ہے۔ اور مولود شریف کا کرنا
گویا اقرار ایمان ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

اب اس وقت یعنی ۱۳۳۷ھ کو سات سو سینتیس ۷۳۷ سال
کا عرصہ گذر رہا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ خیر سے لے کر زمانہ تبع تابعین کے وقت تک یہ عمل
خیر و برکت مولود شریف سادہ طور پر ہوتا رہا ہے۔ جیسے کہ میں نے احادیث
شریف بالا سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اُس کے بعد محبین رسول اکرم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم یعنے سلاطین و علما علیہم الرحمۃ نے سات سو سینتیس سال
سے اس صورت میں ترتیب دے کر کرنیکا حکم فرمایا۔ جو
بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم واجب التعمیل ہوا۔ اور بعض علما نے اس زمانہ میں اس کا کرنا فرض
کفایہ قرار دیا۔ اور بلا نکیر ہوتا چلا آیا ہے۔

اور علماء حنابلہ نے تو مولود شریف کا کرنا واجب قرار دیا ہے۔ اور ہر وقت پر ہیئت مسئلہ کی تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا مولوی محمد عسکری حسینی صاحب رئیس بڑودہ نے اپنی کتاب تحقیق الحق میں کیا اچھا لکھا ہے۔ وھو ہذا:۔

(۱) اسی بنا پر یہ عمل خیر (مولود شریف) بہیئت کذائیہ مذہباً مستحسن ومباح بلکہ مسنون قرار دیا گیا ہے۔ اور دنیائے اسلام کے تمام اسلاف صالحین اور علماء محققین نے اس کو مستحبات دینیہ اور مستحسنات شرعیہ سے شمار کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر کہ صدر اول میں یہی روایتیں کسی قدر سادگی و اختصار سے بیان ہوتی رہتی تھیں۔ اور اب کسی حد تک مزید تفصیل اور اہتمام کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ عہد مسعود میں جس کی بابت مخبر صادق علیہ السلام نے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ارشاد فرمایا تھا مسلمانوں کی ایمانی قوت اُن کا مذہبی احساس درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے قرون محمودہ میں اگر کوئی فعل بطور سادگی ہی کے عمل میں آتا رہا تو چنداں قابل لحاظ نہیں۔ مگر اب وہ حالت باقی نہیں بقول شخصے ؎

نہ وہ طاقت نہ طبیعت نہ اثر باتوں میں
ہے زمانہ کی ہوا روز بدلتی جاتی

پس ایسے پُر آشوب دور میں جب کہ دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن رہی ہے اور زمانہ کی ہوا روز بروز بدلتی جاتی ہے۔ اور ہر طرف سے ملت بیضا کی روشن مطلع پر دہریت اور لامذہبیت کی تاریک گھٹائیں اُمڈی آرہی ہیں۔ مادہ پرستی اور لامرکزیت کی جانب یوماً فیوماً رجحان بڑھتا جاتا ہے۔ حریف قومیں متفقہ طور پر اسلام کی توہین و تذلیل کے درپے ہو رہی ہیں۔ ہر فرقہ اپنے اپنے مذہبی شعائر

کو انتہائے شوکت و شان کے ساتھ بدیں خیال انجام دے رہا ہے کہ اُس کا غیر معمولی تسخیری اثر دیگر ملل و ادیان کے سادہ طبایع پر جاگزیں ہوئے بغیر نہ رہے۔ یہ بات کچھ کم قرینِ مصلحت نہیں کہ پیروانِ اسلام بھی قانون شرع کے اندر رہ کر اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ اپنے مذہبی شعائر و فرائض کو عام اس سے کہ وہ کسی ہی درجے اور رتبے کے کیوں نہ ہوں کسی قدر اولو العزمانہ طرز و انداز پر ادا کریں۔ اور اپنے درجہ اور حیثیت کے مطابق و موافق ایک حد تک بلند حوصلگی سے حصہ لیں۔ تاکہ اسلام اور بانئے اسلام کی حقیقت و عظمت کا اثر مخالفین کے قلوب سے دفعتاً محو نہ ہونے پائے۔

برادرانِ من! کیا آپ کو یاد نہیں۔ کہ ایک وقت وہ تھا جبکہ مصحف مقدس کی منزل من اللہ آیتیں صرف مختلف چیزوں کے معمولی ٹکڑوں پر بغرض تحفظ قلمبند کر لیں گئی تھیں۔ اور اُن کی کوئی باضابطہ ترتیب نہ تھی۔ متفرق اجزا متعدد صحابہ کے پاس تھے۔ جن میں کچھ جانوروں کی ہڈیوں پر کچھ کھجوروں کے پتّوں پر کچھ پتّھر کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ وقت آیا کہ مستقل کتاب کی صورت میں اُن کی باضابطہ سلسلہ وار تدوین عمل میں آئی۔ ازاں بعد مصلحت کے لحاظ سے اعراب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اعراب لگائے گئے۔ پھر سلاطین کے عہد میں کہیں طلائی و نقرئی حروف میں کتابت ہوئی۔ کہیں پیشانیوں پر آب زر سے گلکاریاں کی گئیں۔ کہیں مطلا جلدوں اور زریں ٹائیٹل پیجوں کے ذریعہ مزید تزئین عمل میں آئی۔ اور بعینہ یہی صورت ابتدائً احادیث نبویہ کی تھی۔ لیکن مصلحت کے وقت کے لحاظ سے اس کی جو مناسب خدمت وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی محتاج توضیح نہیں۔ علیٰ ہذا ایک وہ زمانہ تھا کہ مسجد نبوی کی بساط محض کھجور کی چند

خشک ٹہنیاں تھیں۔ اور اس کے چند چوبی ستون۔ پھر وہ وقت آیا کہ وہی مسجد مقدس ایک ایسی عالیشان خوشنما صورت میں تبدیل ہو کر رہی جو انسانی دنیا کی ممتاز ترین عمارتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور فی الحال اس کی رونق اور عظمت کی کیفیت وہ ہے جو اُن پاک نگاہوں سے پوچھئے جنہیں اس کی زیارت کا فخر حاصل ہو چکا ہے۔ غرضیکہ بکثرت اشباہ و نظائر ایسے موجود ہیں جن سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ گو ابتدا ابتدا میں بعض بعض چیزیں سادگی سے برتی گئیں۔ مگر بعد کو وقتاً فوقتاً مصلحت وقت کے لحاظ سے اُن میں مناسب اضافے ہونے لگے۔ اور اُن اضافوں کو سواد اعظم امت مرحومہ نے بالاتفاق مستحب و مستحسن سمجھا۔ خیر یہ ایک وسیع بحث ہے۔ جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۰-۱۱-۱۲۔

(۲) حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً تمام دیوبندیوں کے اُستاد مولانا مولوی محمد رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہ مولود شریف اس وقت فرض کفایہ ہے۔

اِس زمانہ میں جو ہر طرف پادریوں کا شور اور بازار دں میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے دین کی مذمت کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا اُن کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ اُن سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد اُن شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بیجا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں۔ الخ۔ بلفظہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳۔

ان عبارات فتاوائے علماء سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ میں مولود شریف کا کرنا صرف مستحسن یا مستحب اور مسنون تھا۔ لیکن اب اس زمانہ میں اس کو ضروری تصور کر کے فرض کفایہ تحریر فرمایا ہے۔ اور یہ بھی تاکید کر دی ہے کہ منکروں کی کوئی بات نہ سننی چاہیے"۔

فصل دہم اجماعِ امّت سے مولود شریف کا ثبوت

میں کہتا ہوں کہ اس عمل خیر مولود شریف پر جو عرصہ سات سو تینتیس (۷۳۳) سے بحکم سلاطین عادل و علماء کرام فاضلین جاری ہے اس پر اجماعِ امّت قائم ہو چکا ہے۔ لیکن منکرین کا انکار خرق اجماع پر زور سے ہے۔ اور اس پر فتاوائے کفر اور شرک کے جاری ہیں۔ وجہ اس کی صرف سوائے بغض و عداوت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و کے ساتھ اور کچھ نہیں۔ ثبوت اس فصل کا اس طرح پر ہے :-

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون (سورہ اعراف) یعنے اور اُن لوگوں میں سے جن کو ہم نے (جنت کیلئے) پیدا کیا ہے ایک گروہ ہے جو راہ دکھاتے ہیں حق کے ساتھ اور اسکے ساتھ عدل کرتے ہیں "۔

یہ آیت شریف مسلمانوں کے حق میں ہے جو جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ایسا کام کرتے ہیں "۔

(الف) تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں اس طرح لکھا ہے۔ فی احکامھم قیل ھم العلماء والدعاۃ الی الدین وفیہ دلالۃ ان اجماع کل عصر حجۃ الخ۔ یعنی اس اُن کے احکام میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ علما اور واعظ دین کی طرف بلانے والے ہیں۔ اور اس میں ایک دلیل ہے کہ واقعی ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے "۔

(ب) تفسیر بیضاوی والے حضرت اس آیت شریف کے نیچے اس طرح فرماتے ہیں۔ واستدل بہ علی صحۃ الاجماع لان المراد

منہ ان فی کل قرن طائفۃ بھذہ الصفۃ یعنے صحت اجماع پر اس کا استدلال ہے۔ اسکی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ (علماء ربانی) کا اس صفت کے ساتھ موجود ہوتا ہے ۔

(۲) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولے ونصلہ جھنم وساءت مصیرا (سورہ النساء) یعنے جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جب کھل چکی اس پر راہ ہدایت کی بات۔ اور چلے سب مسلمانوں کے راہ کے سوا سو ہم اس کو حوالہ کریں اسی طرف جو اس نے پکڑی ہے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا ۔

اس حکم خداوندی سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص تمام مسلمانوں (جو کثرت سے ہیں) کے خلاف راستہ نکالے اسکی جگہ دوزخ میں ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ وہابیہ شر ذمہ قلیلہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے کافر اور مشرک کہتے ہیں ۔

(الف) تفسیر مدارک میں اس آیت شریف بالا کے نیچے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ ای السبیل الذین ھم علیہ من الدین الحنفی وھو دلیل علی ان الاجماع حجۃ لا یجوز مخالفتھا کما لا یجوز مخالفۃ الکتاب والسنۃ لان اللہ تعالی جمع بین اتباع غیر سبیل المومنین وبین مشاقۃ الرسول فی الشرط وجعل جزائہ الوعید الشدید فکان اتباعھم واجبا کموالاۃ الرسول انتھی۔ یعنی وہ راستہ جس پر وہ لوگ دین حنیف یا حنفی پر ہیں۔ اور یہ دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اسکی مخالفت جائز نہیں۔ جیسے قرآن اور حدیث شریف کی مخالفت جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالے نے اتباع غیر راہ مومنین اور مخالفت رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک شرط میں جمع کر دیا ہے اور اسکی جزا یا سزا میں وعید سخت فرمائی ہے۔ پس اتباع واجب ہے۔ جیسے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی واجب ہے ٭

(ب) تفسیر بیضاوی میں اس آیت شریف کے نیچے اس طرح لکھا ہے والاٰیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لانہ تعالیٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین الخ یعنے یہ آیت اجماع کی مخالفت کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس پر وعید شدید مرتب فرمائی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اور مسلمانوں کے راہ کی مخالفت کرے ٭

(۳) حدیث شریف۔ (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام) عن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ من حدیث انس رض) یعنے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیروی کرو سواد اعظم (جمہور علماء والمسلمین) کی جو کوئی دور ہوا جماعت جمہور علما اور مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخ میں ٭

(۴) حدیث شریف (مشکوٰۃ) وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لایجمع امتی علے ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار (رواہ الترمذی) یعنے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالےٰ نہیں جمع کرتا اور نہ کریگا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ تعالےٰ کا ہاتھ قدرت جماعت پر ہے۔ اور جو کوئی اس جماعت سے الگ ہوگیا وہ دوزخ میں جا پڑا ٭

(۵) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ (رواہ احمد) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شیطان

آدمی کے لئے بھیڑیا ہے (جماعت سے الگ کر کے ہلاک کرتا ہے) - جیسے بکری کے لئے بھیڑیا ہے - جو اس بکری کو پکڑ لیتا ہے (جو گلہ سے دور رہتی ہے) اس بکری کو بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر ہوتی ہے - سو تم اپنے آپ کو ایسے راستوں سے بچاؤ اور تم کو لازم ہے کہ تم جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے رہو +

(۶) حدیث شریف مشکوۃ - عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرًا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ - یعنی حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اس نے اپنی گردن پر سے رسی اسلام کو نکال دیا +

(۷) مولوی احمد علی محدث سہارنپوری اپنی مطبوعہ مشکوۃ میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں - یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سے مراد جماعت کثیر ہوتی ہے - یعنے تم پیروی اس امر پر کرو کہ جس پر اکثر مسلمان ہوں +

(۸) کتاب توضیح میں ہے - والسواد الاعظم عامۃ المسلمین من خواصۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ - یعنی سواد اعظم عام مسلمانوں کو کہتے ہیں جو کوئی امت مطلقہ ہو اور امت مطلقہ کی مراد یعنے اہل سنت وجماعت ہے +

(۹) مسلم الثبوت میں ہے - ان اتفاق العلماء المحققین علے ممر الاعصار حجۃ کالاجماع - اور شارح بحر العلوم نے لفظ محققین کے نیچے لکھا ہے وان کانوا غیر مجتہدین - یعنے تحقیق اتفاق علماء محققین کا جو ہم عصر ہوں حجت ہے - اجماع کی طرح - اگرچہ مجتہد بھی نہ ہوں +

توضیح

ان آیات واحادیث وتفاسیر سے صاف صاف ظاہر ہے۔ کہ اجماع امت کا منکر یا اُس کے خلاف کرنے والا جماعت سے خارج ہے۔ کیونکہ تمام علماء کرام وصوفیائے عظام وسلاطین فہام اور مفتیان اعلام ہر چہار مذاہب حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً جدّہ۔ حدیدہ۔ روم۔ شام۔ مصر۔ اندلس۔ بغداد۔ بصرہ۔ موصل۔ بخارا۔ ہندوستان۔ پنجاب وغیرہا عمل خیر وبرکت مولود شریف کو اور قیام تعظیمی کو مستحسن ومسنون۔ واجب فرض کفایہ جان کر نہایت شوق اور ذوق اور محبت سے کر رہے ہیں۔ اور اسکے منکرین جماعت مسلمین سے نکل کر خرق اجماع کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جو شر ذمہ قلیلہ ہیں۔ وہ سواد اعظم سے جدا ہو کر فارق الجماعت کے فعل سے شیطان کے قبضہ میں جا رہے ہیں۔ اور ہر چند ہمارے علمائے اہل سنت وجماعت کافی طور پر سمجھا چکے ہیں۔ مگر ایک نہیں سنتے اور مخالفت کا بیڑا ایسا بلند کر رکھا ہے کہ جس سے حق وباطل کے سمجھنے کی تمیز کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

آمدم بر سر مطلب یعنی اثبات مولود شریف

(۱) تفسیر روح البیان۔ زیر آیت شریفہ محمد رسول اللہ الآیۃ

ومن تعظیمہ عمل المولد اذ لم یکن فیہ منکر والمراد من المنکر ضد المعروف وکل شئے لا یعرف اباحتہ من الشرع۔ یعنے عمل مولود شریف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔ جب تک اُس میں منکر نہ ہو۔ اور منکر سے مراد معروف کی ضد ہے۔ اور ہر چیز جس کی اباحت شرع میں نہ پائی جائے

مولود شریف میں کوئی منکر نہیں۔ بلکہ عین شریعت آیات ؎

احادیث سے ثابت ہے۔

(۱۲) مواہب اللدنیہ جلد اوّل صفحہ ۲۷ سطر ۱ مصری حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ثویبۃ عتیقۃ ابی لھب اعتقھا حین بشرتہ بولادتہ علیہ السلام وقد روی ابولھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ھاتین ماء واشار برأس اصبعہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبارضاعھا لہ۔ قال ابن الجزری فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام الذی یسر بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاؤہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم۔ بلفظہ۔ ترجمہ۔ ثویبہ (لونڈی ابولہب) کو ابولہب نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے ابولہب کو خوشخبری پہنچائی تھی آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ (ابولہب نے) کہا کہ دوزخ میں ہوں۔ لیکن ہر دوشنبہ کی رات کو میرا عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا ہوں۔ اور اس نے اپنی انگلیوں کے اشارہ سے بتایا۔ یہ اسواسطے ہے کہ جو میں نے ثویبہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا اور اُن کے دودھ پلانے کی وجہ سے ہے۔ فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب یہ بات ابولہب کے لئے حاصل ہوئی جو کافر تھا اور جس کی مذمت قرآن شریف میں نازل ہوئی تھی۔ جب کہ ولادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کرنے میں اس کو جزا دی گئی۔ اور اس کا عذاب دوشنبہ کی رات کو خفیف کیا جاتا ہے

پس کیا حال ہے مسلمان ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ۔ جو اُن کا مولود شریف خوشی سے کرتا ہے ۔ اور اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرتا ہے ۔ (ابن جزری کہتے ہیں) مجھے اپنی عمر کی قسم ہے بیشک اسکی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالے اُس کو اپنے فضل سے بہشت میں داخل کرے ۔

(۳۱) ایضاً ۔ جلد اوّل صفحہ ۲۷ سطر ۱۷ ۔ ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون لقرأۃ مولدہ الکریم ویظھر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم ۔ بلفظہ ۔ ترجمہ ۔ تمام اہل اسلام ہمیشہ سے اس ماہ مبارک میں جس میں حضور رحمت للعالمین نے ظہور فرمایا بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں ۔ اور نہایت خوشی سے کھانے کھلاتے اور تمام راتوں میں فقرا پر طرح طرح کے صدقات وخیرات کرکے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں ۔ اور مولد شریف میں نعت خوانی کرتے ہیں ۔ اس لیئے اُن پر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں ۔

(۳۲) مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۷ سطر ۱۹ مصری ۔ ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعنادا بلفظہ ترجمہ ۔ (مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کہ کرنیوالے کے لئے اُس سال اُن کے گھر میں امن رہتا ہے ۔ اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطلب اور حاجتیں حاصل ہونے کی خوشی ہے ۔ پس رحم کرے اللہ تعالے اُن پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کو عیدیں بناتے ہیں ۔ تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت اور بغض

کی بیماری ہے۔ اُن کے لئے شدت سے بیماری ہو۔ (آمین) بعینہ وہابیہ نجدیہ کی حالت ہے۔

(۱۵) مولد النبی حضرت ابن جزری محدث شافعی علیہ الرحمۃ۔

لازال اهل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام سائر البلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفرحون بقدوم هلال ربیع الاول ویلبسون بالثیاب الفاخرۃ ویتزینون بانواع الزینۃ ویتطیبون ویکتحلون ویاتون بالسرور فی هذا الایام ویبذلون علی الناس بما کان عندهم ویهتمون اهتماما بلیغا علی اسماع القراۃ المولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینالون بذلک اجرا جزیلا وفوزا عظیما ومما جرب عن ذلک انه وجد فی تلک الایام کثرۃ الخیر والبرکۃ مع السلامۃ والعافیۃ وسعۃ الرزق وازدیاد المال والاولاد ودوام الامن والامان فی البلاد والامصار والسکون والقرار فی البیوت والدار ببرکتہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلفظہ۔ ترجمہ۔ ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین (زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً) اور اہل مصر اور یمن اور شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک مولود شریف کی مجلسیں کرتے ہیں۔ اور ماہ ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے اور قسم قسم کی زینتیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں۔ خوشی اور خورمی کرتے ہوئے آتے ہیں۔ اور لوگوں کو جو کچھ اُن کے پاس ہے مبذل اور بخشش کرتے ہیں۔ اور بڑے بڑے اہتمام مولود شریف کے سننے میں بجالاتے ہیں۔ اور اس سے اجر جزیل اور مراد عظیم کو حاصل کرتے ہیں۔ اور مولود شریف کا عمل مجرب ہے جو ان دنوں میں کیا جاتا ہے مال میں کثرت اور برکت معہ سلامتی اور عافیت کے اور کشادگی رزق اور زیادتی

مال اور اولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے امن وامان اُس ملک یا شہروں میں۔ اور سکون اور قرار ہوتا ہے گھروں میں مولود شریف کی برکت سے۔

(۱۶) **مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق** علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۷ سطر ۱۵۔ یعنی عالموں نے اس قول کے متفق ہونے پر دعوے کیا ہے۔ کہ ولادت شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارھویں تاریخ (ربیع الاول) کو واقع ہوئی ...... اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے۔ اور اس شب میں مقام ولادت شریف کی زیارت کرتے ہیں۔ اور مولد شریف اور جو کچھ آداب اور اوضاع ہیں سے سے بارھویں شب کو پڑھتے ہیں۔ اور ولادت بارھویں روز دوشنبہ کو واقع ہوئی تھی۔ بلفظہٖ۔

(۱۷) **مجمع البحار حضرت محمد طاہر محدث علیہ الرحمۃ ثلث اخیر۔** صفحہ ۵۵۰۔ فانہ شہر اُمرنا باظہار الحبوز فیہ کل عام بلفظہٖ یعنے یہ ماہ (ربیع الاول) ایسا ہے کہ ہم حکم کئے گئے ہیں اس بات کا کہ خوشی واکرام ظاہر کیا کریں ہر سال۔ یعنے مولود شریف سال بسال کیا کریں۔

(۱۸) **مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۳۶۔ سطر ۸۔** وصل۔ اوّل جس نے سرور عالم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شیر دیا ثویبہ کنیزک تھی ابولہب کی۔ جب متولد ہوئے پیغمبر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ثویبہ نے فی الفور ابولہب کو بشارت جا کر پہنچائی کہ تیرے بھائی کے گھر میں یعنے عبداللہ کے یہاں فرزند متولد ہوا ہے۔ ابولہب نے یہ مژدہ سنکر ثویبہ کو آزاد کیا۔ اور اسے کہا کہ مولود کو شیر دیوے۔ ابولہب نے یہ شادی اور سرور جو اس مولود محمود کے واسطے کی۔ حق تعالے نے اس کے عذاب میں تخفیف فرمائی۔ اور دوشنبہ کے روز کا عذاب ابولہب پر سے اُٹھایا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے اور اس جگہ سند ہے اہل موالید کے لئے کہ جس شب میں حضرت کی ولادت ہوئی اس میں سرور کریں

اور بذل اموال کریں۔ اور خیرات نکالیں یعنی ابولہب جو کافر تھا۔ اور قرآن اس کی مذمت میں نازل ہوا۔ چنانچہ تبت یدا ابی لھب یعنے قطع ہوجیو دونوں ہاتھ ابولہب کے جب ایسے کافر کی خبر دیجائے کہ اس نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت میں سرور کیا۔ اور بذل کیا اپنی جاریہ کا شیر واسطے اس سرور کے تو پھر مسلمان کا کیا حال ہے کہ بھرے محبت میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سرور اور بذل مال کرتے ہیں اسکی راہ میں کیا کچھ ہو۔ بلفظہ

(۱۹) ماثبت بالسنۃ فی الایام والسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۹ سطر ۹۔ ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون لقرآئۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری عاجل بنیل البغیہ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد (اھ)۔

ترجمہ اور اہل اسلام ہمیشہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ محفل کرتے ہیں۔ اور کھانے کھلاتے ہیں۔ اور اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔ اور اچھے اچھے کاروبار نیک میں زیادتی کرتے ہیں۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں۔ اور ان پر ہر ایک قسم کی فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور مولود شریف کی مجربات خاصیت یہ ہے کہ اس سال بھر میں امان اور امن ہے اور حاجت روائی اور مطلب برآری کی بڑی بشارت ہے۔ پس اللہ تعالے اس شخص پر رحم کرے جو مولد مبارک کے مہینہ میں کی راتوں کو عیدیں بنائے تاکہ اس

جس کے دل میں مرض عداوتِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور عناد ہے سخت علت ہو۔ بلفظہ ؛

(۲۰) درمنظم علامہ ظفر بک میں ہے۔ قد عمل المحبون النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرحا بمولدہ الولائم فمن ذالک ما عمله بالقاهرة من ولائم الکبار الشیخ ابوالحسن المعروف بابن فضل قدس سرہ شیخ شیخنا ابی عبداللہ محمد بن نعمان وعمل ذالک قبله جمال الدین عجمی الهمدانی وممن عمل ذالک علیٰ قدر وسعته یوسف الحجار بمصر وقد رئی النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو یحرض یوسف المذکور علیٰ عمل ذالک۔ یعنے میلاد مبارک کی شادی میں محبانِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمے کئے۔ ازانجملہ قاہرہ کے بڑے ولیموں میں سے وہ ولیمہ ہے جو ہمارے استاد ابوعبداللہ محمد بن نعمان کے استاد شیخ ابوالحسن معروف ابن فضل قدس سرہٗ نے کیا۔ اور اُن سے پہلے جمال الدین رح ہمدانی نے کیا۔ اور یوسف حجار نے مصر میں بقدر اپنی وسعت کے ترتیب دیا۔ اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں اُنہیں اس عمل مبارک کی ترغیب اور تحریص فرمائی۔ بلفظہ (ازکتاب اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام مصنفہ حضرت مولانا محمد تقی علی خان حنفی قادری بریلوی) صفحہ ۸۲ ؛

(۲۲) امام حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں لم یکن فی ذالک الا ارغام الشیطان وادغام اهل الایمان۔ یعنے اس عمل مولد شریف میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا اور کچھ نہیں۔ بلفظہ (اذاقۃ الاثام لمانعی المولد والقیام حضرت مولانا محمد تقی علی خان حنفی قادری بریلوی صفحہ ۸۲) ؛

(۲۳) در ثمین فی مبشرات النبی الامین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۸ — (بائیسویں حدیث) اپنے والد ماجد

سے روایت کرتے ہیں۔ کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شئ اصنع بہ طعاماً فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ھذہ الحمص مبتھجا بشاشا۔ یعنے میں ایام مولد شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا۔ میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کہ وہی چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضرت شاد اور مسرور ہیں ؎

(۲۴) **فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۶-۲۷** - کنت قبل ذالک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم الولادۃ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکرون ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ ومشاھدہ (قبل بعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرائت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا اقول ببصر الروح فقط۔ اللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا و ذاک فتاملت تلک الانوار فوجدتھا من قبل الملئکۃ الموکلین بامثال ھذہ المشاھد و بامثال ھذہ المجالس و رأیت یخالط انوار الملئکۃ بانوار الرحمۃ۔ ترجمہ۔ میں اس سے پہلے مکہ مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اور بیان کر رہے تھے وہ معجزات جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے۔ میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا۔ اور نہ کہتا ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا۔ فقط۔ خدا جانے کیا امر تھا۔ میں نے تامل کیا

تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں۔ اور اسی مشاہد پر میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دو نو ملے ہوئے ہیں۔

(۲۵) شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی صاحب تفسیر فتح العزیز دادا پیر دیوبندیاں۔ آپ نے علی محمد خاں رئیس مراد آباد کے نام خط تحریر فرمایا تھا عبارت اسکی مختصراً یہ ہے:۔

در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد می شود۔ اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازاں فراہم مے آیند۔ و درود میخوانند بعد ازاں کہ فقیر مے آید مے نشیند۔ و ذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان مے آید و آنچہ در احادیث و اخبار شہادت ایں بزرگاں وارد شدہ نیز بیان کردہ میشود۔ و بعد ازاں **ختم قرآن و پنج آیت** خواندہ برما حضر **فاتحہ نمودہ مے آید۔** پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر جائز نمے بود اقدام بر آں اصلا نمی کرد۔ (سامنے کھانا رکھ کر قرآن شریف پڑھ کر فاتحہ) **باقی ماند مجلس مولود شریف۔** پس حالش این است کہ بتاریخ دوازدہم **شہر ربیع الاول** ہمیں مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود شریف مشغول گشتند فقیر مے آید اولاً از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکور می شود۔ بعد ازاں **ذکر ولادت** باسعادت و نبذے از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ دریں آوان بظہور آمد بمعرض بیان مے آید۔ پس برما حضر از طعام یا شیرینی **فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین مجلس مے شود۔**

بلفظہ۔ (از انوار ساطعہ صفحہ ۱۴۵۔ والدر المنتظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۰۴) (یہ بھی سامنے کھانا شیرینی رکھ کر فاتحہ پڑھی گئی)۔

(۲۶) ارشادات حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی۔ تمام دیوبندی علماء کے پیر و مرشد۔ قابل عمل وہابیہ دیوبندیہ۔ ضروری۔

(الف) خط از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمتہ مہاجر مکیؒ۔ بنام مولانا مولوی نذیر احمد خان صاحب رامپوری مدرس احمد آباد گجرات :۔

جواب ثالث کی تصریح یہ ہے۔ کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علماء ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے۔ اور اکثر اس کا عامل ہے۔ جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۶۔ سطر ۵ ؏

(تاریخ خط ۷۔ رمضان ۱۳۰۷ھ) ؏

(ب) خط دوم از حضرت موصوف صدر۔ بنام مولوی خلیل احمد انبہٹی و مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مورخہ ذیقعدہ ۱۳۰۷ ہجری

از امداد اللہ عفی اللہ عنہ۔ بخدمت عزیزم پیر جی مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی و عزیز مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی

سلمہما اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ تمام بلاد و ممالک ہند مثلاً بنگال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و رامپور و بہاول پور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و حسرت خیز اس قدر آتی ہیں۔ کہ جس کو سن کر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی براہین قاطعہ و دیگر ایسی تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی۔ کہ تمام عالم اس کی

حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس کو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ کہ تمام ممالک کے علماء و مفاتی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اُس پر اتفاق کیا ہے۔ دیکھو ہندوستان میں سینکڑوں مذاہب کفریہ و عقاید باطلہ مخالف دین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اور کیسے کیسے الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں۔ ایسے وقت آپس کے مجادلہ کی جگہ اُن کی تردید کرنی چاہیئے۔ اور قرآن شریف کی خوبیاں اور فضائل رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے محامد و مکارم اخلاق و محاسن اوصاف کو ہر مقام ہر شہر و قریہ میں نہایت زور و شور سے مشتہر کرنا چاہیئے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشتہر و اشاعت کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔ بلفظہٖ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۶

(ج) خط سوم۔ از حضرت موصوف صدر۔

بنام مولوی محمد عبد السمیع مصنف انوار ساطعہ۔

مورخہ دہم رمضان ۱۳۰۷ھ

انوار ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ کی جناب میں بہت التجا اور دعا کی۔ کہ اے اللہ اگر میں ان مسائل میں صراط مستقیم پر ہوں۔ اور حق بجانب ہوں۔ تو اس کتاب کو مقبول علمائے دیار و امصار و اہل اسلام کر۔ چنانچہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو قبول فرمایا کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں۔ اور خود

کتاب کو پسند کرتے ہیں - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - بلفظہ - انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷ ۔

(د) خط چہارم - از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ یازدہم رجب ۱۳۰۷ھ ہجری۔

انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و لبغور و تدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتم - بلفظہ - انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷ ۔

(ہ) خط پنجم - از جانب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع علیہ الرحمۃ - مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ

میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں - اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ حال ہوا - کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے - مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا - بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا - بلفظہ - انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷ ۔

(۲۷) فیصلہ ہفت مسئلہ مولفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد دیوبندیاں ۔ حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے اُن سات مسائل کا فیصلہ منصفانہ لکھا ہے - جن میں حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب قصوری علیہ الرحمۃ اور مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی کے درمیان بہاولپور میں ۱۳۰۶ھ ہجری میں مناظرہ ہوا تھا - اور پھر کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل لکھی گئی - اور علماء و مفتیان اربعہ مذاہب حرمین شریفین کی تصدیق سے شائع ہوئی - وہ ہفت مسائل یہ ہیں :-

اول مسئلہ مولود شریف - دوم مسئلہ فاتحہ مروجہ - سوم عرس و سماع - چہارم ندائے غیر اللہ - پنجم جماعت ثانیہ - ششم امکان کذب باری تعالےٰ - ہفتم امکان نظیر حضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم ۔

اس باب میں صرف مسئلہ مولود شریف کی ضرورت ہے اس لیئے وہی لکھا جاتا ہے ۔

اس امر میں تو کوئی شک نہیں کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اُخروی ہے صرف کلام بعض تعینات وغیرہ میں ہے ۔ جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں ۔ لقولہ کل بدعة ضلالة ۔ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلة الذکر ۔ اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اُسکو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کرلیا جائے کما یظهر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ۔ پس ان تخصیصات کی اگر کوئی عبادت مقصود نہیں سمجھتا ۔ بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے ۔ اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں ۔ مثلاً قیام لذاتہا عبادت نہیں مگر تعظیم رسول کو عبادت جانتا اور کسی مصلحت سے اُس کی یہ ہیئت معین کرلی ۔ اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر مستحسن سمجھتا ہے ۔ مگر مصلحت سہولت دوام یا کسی اور مصلحت سے بارہ ربیع الاوّل مقرر کرلی ۔ تو ایسی تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں ۔ اگر کوئی شخص عمل مولد ہیئت کذائیہ کو موجب برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے ۔ اور اس معنے کہ قیام کو ضروری سمجھے تو اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں ۔ اور اعتقاد ایک امر باطن ہے ۔ اس کا حال بدوں دریافت کیئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہوسکتا محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں ۔ اور یہ قیاس کرلینا کہ ہر شخص وجوب قیام کا معتقد ہے درست نہیں ۔ اور اگر کسی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و اجب ہے تو صرف اس کے حق میں

بدعت ہو جاویگا۔ جسکا یہ عقیدہ نہیں۔ اس کے حق میں مباح اور مستحسن رہیگا۔ اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی زیادتیاں دیکھ کر جیساکہ بعض مجالس میں واقع ہوتا ہے سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے .... پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ **محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات کا سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔** الخ بلفظہ ۲ تا ۱۱ ؀

دیکھئے مفتی جی! یہ ہے **انصاف بزرگان دین کا بالخصوص** اس پیر و مرشد وہابیہ دیوبندیہ کا جو مریدوں پر واجب ہے ؀

(۲۸) حضرت مجدد زمان پایۂ حرمین شریفین شیخ العلما و الفضلا مولانا محمد رحمت اللہ علیہ کی تحریرات جن کو خود مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیخ الہند اور تمام علمائے مکہ معظمہ پر فائق اور ان سے اعلم لکھا ہے ؀

(الف) اس رسالہ (انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ) کو اول سے آخر تک اچھی طرح سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی پسند آیا۔ میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ **مولد شریف کے باب میں** قدیم سے یہی تھا۔ اور یہی ہے۔ بلکہ **بحلف سچ سچ ظاہر کرتا ہوں** کہ میرا ارادہ یہ ہے ع

ہمیں زیستم ہم بریں بگذرم

اور **عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد** بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے تغنی اور باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو۔ بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور **ذکر ولادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم** کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازار دین میں

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا اُن کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ اُن سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد اُن شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں ایسی مجالس کے کرنے سے نہ رُکیں۔ اور اقوال بیجا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں ......

اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علمائے صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ نے جائز رکھا ہے اور تعجب ہے اُن منکروں سے ایسے بڑھے کہ فاکہانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین و محدثین اور صوفیہ صافیہ سے ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ اور اُن کو ضال و مضل بتلایا اور خدا سے نہ ڈرے۔ کہ اس میں اُن لوگوں کے استاد اور پیر بھی تھے مثل حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی اُن کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی اور اُن کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی اور اُن کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی اور اُن کے نواسے حضرت مولانا اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم سب کے سب انہیں ضال و مضل میں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ اُف ایسی تیزی پر جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین مصر اور شام اور یمن اور اور دیار عجمیہ میں لاکھوں گمراہی میں اور یہ چند حضرات ہدایت پر۔ بلفظہ ۔

(انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۲ - ۳۲۳)

(ب) نقل تقریظ از کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مولفہ حضرت مولانا حاجی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً مولوی ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر علیہ الرحمتہ

(وہابیہ دیوبندیہ کے عقاید کا لب لباب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و نعت کے کتاب ہے راجی رحمت رب المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الحنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب کو جو اُن کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریراً منع کرتا تھا۔ اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریراً بہت تاکید سے بالمشافہ منع کرتا تھا کہ آپس میں مختلف نہ ہوں اور علمائے مدرسہ دیوبند کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرتا۔ کس طرح معتقد رہتا کہ حضرات علماء مدرسۂ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا۔ اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ (یعنی غیر رشید) جس طرف آئے اُس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں اُن کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے حضرت نے اوّل قلم اس پر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اُس میں دوسری جماعت گو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ آپ کا اور آپ کے متبعین کا وہ حکم تو نہ تھا جو نجدیوں کا وقت حکومت مکہ معظمہ کے تھا۔ کہ جو جماعت اولیٰ میں حاضر نہ ہوا اس کو سزا دیتے تھے۔ سو آپ کا اور آپ کے متبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے من و سلویٰ ہو گیا۔ کہ سب موسموں میں خاص کر شدت گرمی کے موسم میں عذر ہاتھ لگ گیا۔ کہ عذر کے سبب اب تو جماعت فوت ہو گئی ہے دوسری جماعت جائز نہیں۔ دکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس

واسطے جاویں۔ اور علماء نے جو مخالف اُن کے لکھا کب سُنتے تھے۔ اپنی ہٹ پر روز بروز بڑھتے تھے ۔

پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے برابر سمجھتا تھا۔ اور سب انبیائے بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ عیسےٰ اور موسےٰ اور پیغمبر علیہم السلام کا کیا ذکر ہے۔ اور اُس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبدُالقادر جیلانی اور بہاؤ الدین نقشبند رح اور حضرت شہاب الدین سُہروردی اور حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم کو جن کے سلسلوں میں لکھوکھا صالحین اور ہزارہا اولیاءِ مقبول رب العلمین گذرے ہیں کافر اور گمراہ کنندہ بتلاتا تھا۔ اور بمصداق

این سلسلہ از طلائے ناب است
ایں خانہ تمام آفتاب است

بڑا بھائی اس مردود کا دنیا کی کمائی کے لئے اور یہی طریقہ برتتا ہے اور دوسرا چھوٹا بھائی اُس کا امام الدین نامی چوہڑوں اور بھنگیوں کی پیغمبری کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اُن کے نزدیک بڑا مقبول پیغمبر ہے حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے تھے۔ اور جو علما اس مردود کے حق میں کچھ کہتے تھے مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے اور کہتے تھے کہ مرد صالح ہے۔ الحمد للہ کہ حق تعالےٰ نے اُسکو جھوٹا کیا۔ اور اپنے بیٹے کے حق میں جو دعوےٰ کرتا تھا اُس میں بالکل ہی جھوٹا کیا ۔

پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اُن کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو منع فرمایا اور حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحاق مرحوم تک

عادت تھی کہ عاشورے کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جاکر روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت کرتے تھے۔ سو یہ سب اُن کے مشائخ کرام واساتذہ عظام میں ہیں۔ سو آپ کے نزدیک کے موافق ان مشائخ کرام واساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے۔ اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے۔ کہ جب میں ہندوستان میں تھا عاشورے کے دن حال شہادت کا بیان کرتا تھا۔ اُس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمی سے زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی بُرائی اور جو رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کی جاتی ہیں اُن کی بُرائی بیان کرتا تھا۔ اور اس میں تین فائدے تھے۔ اوّل یہ کہ میں چھ گھڑی دن چڑھے اس وعظ کو شروع کرتا تھا۔ اور دوپہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا تھا سو ہزار سے زیادہ آدمی تعزیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رُکے رہتے تھے۔ دوسری یہ کہ اُس بستی میں ساٹھ تعزئے بنتے تھے جس میں سے دو شیعوں کے اور اٹھاون سنت جماعت کے۔ سو اٹھاون میں سے دو ہی برس میں اکتیس ۳۱ کم ہو گئے دو برس کے بعد غدر پڑ گیا۔ اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا۔ امید کہ ایک برس اگر رہتا میرا اور رہتا تو یہ ستائیس جو اٹھاون میں سے باقی تھے یہ بھی موقوف ہو جاتے۔ تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں سے اوپر کو بلا واسطہ اور ہزار مرد وعورت اور بچوں کو بواسطہ ان ہزار کے بُرائی تعزیہ کی اور اُن بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی۔ پر شکر کرتا ہوں کہ حضرت رشید نے حرمت بیان شہادت پر قلم اٹھایا اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی +

پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی اُس پہ بھی اکتفا نہ کر کے خود ذات حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وعلی اخوانہ و

آلہ واصحابہ وسلم کی طرف توجہ کی پہلے **مولود کو کنہیا کا جنم اشٹمی** ٹھیرایا۔ اور اُس کے بیان کرنے کو حرام بتلایا۔ اور کھڑے ہونے کو گو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھیرانے بتلانے فرمانے سے لکھو کھا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب العلمین اُن کے نزدیک بڑے نفرتی ٹھیر گئے ۔

پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کرکے امکان ذاتی سے تجاوز کرکے چھٹے **خاتم النبیین** بالفعل ثابت کر بیٹھے۔ اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی۔ اور اُن کا مرتبہ کچھ **بڑے بھائی** سے بڑھتی نہ رہا۔ اور بڑی کوشش اس میں کی کہ **حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے**۔ اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا ۔

پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کے طرف تھی اکتفا نہ کیا۔ ذات اقدس الٰہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ اور جناب باریتعالے کے حق میں دعوے کیا۔ کہ **اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں** بلکہ امکان **جھوٹ بولنے** کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی نعوذ باللہ من ہذا الخرافات ۔

میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں **بہت بُرا سمجھتا ہوں**۔ اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور اُن کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر کھلم کھلا تبرا ہوگا لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جناب باری جہان آفرین اُن کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی ۔

قصبہ گنگوہ مدت ہائے دراز تک محل اولیائے کرام سلسلہ چشتیہ صابریہ کا رہا۔ ان میں سے ایک تاپاک الہٰبخش نامی بعد

مرنے کے خلق کے نزدیک ایسی روح نجس موذی مشہور ہوا۔ کہ صدہا کوس تک اس کی ایذا سے خلق ڈرتی ہے۔ کیا اس روح نجس کے سبب ان اولیا کو جو بکثرت ہوئے بُرا کہہ سکتا۔ حاشا وکلا وہ تو اپنی زندگی جہل کے سبب بڑا اعتبار نہ رکھتا تھا خوف یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اعتبار والا حضرت گنگوہ میں نکل کھڑا ہو تو اس سے کتنا خوف ہوگا۔ اور جیسا مشکوٰۃ المصابیح میں کتاب الامارہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے تعوذوا باللہ من راس السبعین وامارۃ الصبیان (یعنی ہم پناہ مانگتے ہیں ابتدا سر ستر سے اور حکومت لڑکوں سے) میں بھی اس زمانہ کے حالات اور حضرت رشید اور ان کے چیلے چانٹوں کی تحریر اور تقریر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس مقدمہ میں وہ کچھ میرے اوپر تحریر کریں گے تین سبب سے اُسکے جواب کی طرف التفات نہ کرونگا۔ اول یہ کہ شدت کا ضعف ہے۔ اور مجھ میں طاقت ان چیزوں کی طرف توجہ کی ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ اس امر میں بوجہ مصلحت زمانہ کے بالکل مخالف ہے۔ تیسری یہ کہ اور بہت اللہ کے بندے اُن کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ باقی رہی اور دو بات۔ ایک یہ کہ فرماتے ہیں بموجب خواب کسی شخص کے کہ علمائے دیوبند کے علمائے حرمین سے افضل ہیں۔

سبحان اللہ چھوٹا مُنہ بڑی بات شیخ عبدالرحمٰن سراج نے بیس برس منصب افتاء پر قیام کیا۔ اس بیس برس میں صغیر و کبیر موافق مخالف اُن کی دیانت کے قائل ہیں۔ ان سے پہلے سید عبداللہ مرغنی جو مفتی تھے۔ ان کی دیانت امانت بھی ضرب المثل ہے اور اکثر علمائے صالحین یہاں موجود ہیں۔ گو بعض غیر صالحین بھی یہاں موجود ہیں۔ بعض کی خطا سے اکثر کے حق میں بدگمان ہونا شان مسلم کی نہیں۔ دوسری یہ کہ فرماتے ہیں کہ مسجد الحرام میں ایک عالم نابینا سے مولود کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا بدعۃ

وحرام ؟ شاید وہ نابینا مولوی محمدؐ انصاری سہارنپوری ہونگے۔ جو تقیہ سے نام اُن کا نہیں لیا۔ اُن کو مکہ کا ہر صغیر و کبیر اہل علم سے بڑا کہتا ہے۔ یا اور کوئی ایسا اندھا عقل اور بینائی کا ہوگا۔

سبحان اللہ! اخوان ایک مجہول شخص سے دیوبند کے علماء حرمین کے علماء سے افضل ٹھیریں اور ایک بینائی کے اندھے کے کہنے سے جو حقیقت میں وہ عقل کا بھی اندھا ہے۔ مولود شریف بدعت اور حرام ٹھیر جائے۔

اِس پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے۔ کہ مداری فقیروں میں کہ اکثر اُن میں کے رند۔ بد مذہب ہوتے ہیں۔ گو شاذ و نادر بعض اُن میں کے اچھے بھی ہوں۔ ایک اپنے مرید کو کہتا تھا۔ کہ بعد کچھ خدمت کے تجھے ایک نکتہ فقیری کا بتاؤنگا۔ بعد چند مدت کے اُس نے خدمت کر کے جو وہ نکتہ پوچھا تو کہا۔ کہ مولا۔ محمدؐ۔ مدار تینوں کے اول میم ہے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ تینوں کا درجہ ایک ہی رہا۔ دوسرا نکتہ تجھے بعد اور کچھ خدمت کے بتاؤنگا۔ بعد گذرنے مدت اور کرنے خدمت کے جو وہ دوسرا نکتہ پوچھا۔ کہا کہ مکہ۔ مدینہ ماکھن پور تینوں کے اول میم ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ تینوں آپس میں برابر ہیں۔ اس رند نے مکہ۔ مدینہ کو ماکھن پور کے برابر بتلایا تھا۔ حضرت مرجح بمضمون ہر کہ آمد براں مزید کرد دیوبند کو مکہ مدینہ دونوں سے افضل ٹھیرا دیا۔ کیوں نہ ہو شاباش ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا کہ اُس کے مصنف کو صراحۃً کلماتِ فحش سے یاد نہ کرتے ہوں۔

اس پر مجھے دوسری نقل یاد آئی۔ کہ جامع مسجد کے شہدے کہ

رنڈی اور گالی گلوچ بکنے میں مشہور ہیں۔ اُن میں سے ایک کی بیعت کا حال میں نے سُنا۔ تو معلوم ہوا کہ اُس کے مرشد نے وقت بیعت لینے کے یہ کہا تھا۔ کہ سُن بے جُوا کھیلیو۔ گالی گلوچ بکیو پر کاف لام سے پرہیز کیجیو۔ سُن کر کے یہ مضمون میری سمجھ میں نہ آیا۔ میں نے اُن کے ایک معتبر سے پوچھا۔ کہ اس قول کے کیا معنے ہیں۔ کہا کہ کاف سے مراد کسی کو کافر کہنا۔ اور لام سے لعنت کرنا۔ سبحان اللہ اجامع مسجد کے شُہدے کافر کہنے اور لعنت کہنے کو ایسا بُرا سمجھیں۔ اور براہین قاطعہ کے مصنف کو مشرک اور کافر بتلاویں۔

بعض جگہ بعض چیزوں میں مشہور ہیں۔ جیسے میری بستی کرانہ اور نانوتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب وغیرہما تھے۔ نحوست میں مشہور ہیں۔ کہ عوام صبح کو نام بھی نہیں لیتے کرانہ کو بیریوں والا شہر اور نانوتہ کو چھوٹا شہر کہتے ہیں۔ اور کرسی اور کاندھلہ اور انبہٹہ حمق میں مشہور ہیں۔ اور ان بستیوں کے اہالی میں کچھ نہ کچھ تاثیر ہوتی ہے۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوئی۔ کہ ایسا زمانہ نحوست کا دیکھا۔ اللہ تعالےٰ مولوی خلیل احمد کو اُن کی بستی کے خواص سے بچائے۔ اور حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو اُن کے رد میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الحنان۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ ازمکہ معظمہ۔ (بلفظہ کتاب تقدیس الوکیل عن توہین رشید و الخلیل صفحہ ۳۰۷ تا ۳۱۲)۔

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مولود شریف کا بیان باوجود باختصار کرنے کے طویل ہوتا جاتا ہے۔ اگر تمام مفصلاً لکھا جائے تو کئی جلدوں میں بھی نہ سمائے۔ اس لئے بخوف اطناب بس کرتا ہوں۔ اور بحث اثبات قیام

کی طرف رجوع کرتا ہوں جس کی بابت آپ نے لکھا ہے کہ احادیث و آثار سے کسی قادم کے لئے قیام کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ بات آیات و احادیث و آثار اور اقوال علمائے کبار کے بالکل خلاف ہے۔ اب ذرہ ٹھنڈے دل سے سُنئے۔

فصل یازدہم دربیان اثبات قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلے اس سے آپ کے اعتراضات کے جوابات جو قیام ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھے کافی طور پر آچکے ہیں۔ اب میں بالعموم قیام تعظیمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات اور احادیث و دیگر اقوال محدثین و علمائے کرام عرب اور عجم سے ثابت کرتا ہوں۔ غشاوہ قلب و عین کو دور کر کے غور اور تدبر کیجئے۔

(۱) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ انا ارسلنٰک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و اصیلا (فتح) تحقیق ہم نے رسول بنا کر آپ کو بھیجا گواہ اور حالات بتانے والا خوشی کے اور ڈر سنانے والا۔ تاکہ تم اے لوگو ایمان لاؤ اللہ تعالے اور اُس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اُس کی مدد کرو اور عزت اور تعظیم کرو اُس کی اور تسبیح کرو اللہ تعالے کی صبح اور شام۔

یہ آیت شریف اصل تعظیم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے جس کا مفصل ذکر آیت نمبر ۱۳ صفحہ ۲۳۱ پر ہو چکا ہے۔

(۲) اللہ تعالے فرماتا ہے الذین یذکرون اللہ قیامًا وقعودًا وعلی جنوبھم الآیہ (سورہ آل عمران) وہ لوگ ہیں جو یاد کرتے ہیں اللہ تعالے کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر۔ ذکر الٰہی کھڑے بیٹھے اور لیٹے تینوں طرح کر سکتے ہیں۔ اور کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ذکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو بھی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ذکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر خدا میں شامل ہے۔ جیسے کتاب الشفا میں زیر آیت ورفعنا لک ذکرک کے لکھا ہے کہ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی یعنے کیا میں نے تجھ کو اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اپنا جس نے یاد کیا تجھ کو اُس نے یاد کیا مجھ کو۔ پس کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا اس آیت شریف سے ثابت ہوا جو قیام تعظیمی ہے۔

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۸ ۱۳۸ سطر ۱۔ ورفعنا لک ذکرک اور بلند کیا ہم نے تیری قدر ظاہر کرنے کو تیرا ذکر نبوت و رسالت اور خاتم ہونے کے ساتھ یا اس طور پر کہ اذان و اقامت۔ تشہد۔ خطبہ میں تیرا نام اپنے نام سے ہم نے ملا رکھا ہے۔ تاکہ بندے جب مجھ کو یاد کریں تو تجھ کو بھی یاد کریں۔ یا خود میں نے تجھ پر سلام بھیجا۔ اوروں کو تجھ پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ الخ گویا خداوند تعالے کا ذکر کرنا رسول خدا صلے اللہ کے ذکر کے ساتھ شامل ہے۔ اور مولود شریف میں ذکر اللہ تعالے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہوتا ہے جو قیام جائز ہے۔

(۴) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ یاأیھا الذین اٰمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا الاٰیہ۔ یعنی اے ایمان والو مسلمانوں جب تم کو کہا جائے کہ جگہ کشادہ کردو مجلسوں میں تو جگہ کشادہ کردو لوگوں میں تاکہ کشادہ کردے اللہ تعالے تمہارے واسطے (قبر یا بہشت یا تنگی اور زحمت دور کردے) اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اس آیت کے نیچے تفسیر قادری میں لکھا ہے مجلسوں سے مراد مجالس ذکر اور تلاوت اور نماز کی مجلسیں ہیں۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ مجلس ہذا جو کہ مولود شریف کی محفل ہے مجلس ذکر ہے۔ اس میں وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ کیونکہ قاری مولود کے کہنے پر عمل کرنا واجب ہوا جب وہ مجلس میں سب کو کہدیتا ہے کہ تعظیم رسول

اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور قاری مولد وقت ذکر ولادت شریف یوں کہتا ہے۔

اُٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو	اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو	یا یُوں
ندا از حاملانِ عرش آمد	کہ برخیز از پئے تعظیم احمدؐ	؍؍
ندائے غیب یہ آئی برابر	کہ تعظیم محمدؐ کیجئے اُٹھ کر	؍؍
اُٹھو ذکر میلاد حضرت ہے اب	کھڑے دست بستہ ہو وسب کے سب	؍؍
سر کے بل اٹھو سنو جب مصطفےٰ پیدا ہوئے	نور سے جنکے جہاں میں انبیا پیدا ہوئے	

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر ولادت یا سعادت کے وقت مولود شریف میں تعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کھڑا نہ ہو وہ آیت قرآنی کا منکر شقی القلب نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

(۵) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم ص۲۵ باب القیام۔ عن عکرمہ بن ابی جہل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم جئتہ گفت عکرمہ کہ گفت آنحضرت در روز آمدن من آنحضرت را برائے بیعت اسلام مرحبا بالراکب المہاجر بسوارے کہ ہجرت آورد۔ ورحب مکان فراخ را گویند۔ ایں دعا بخوش آمدن وخوشحال رسیدن وسیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبداللہ آوردہ کہ چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عکرمہ بن ابی جہل را دید ایستاد وبجانب او رفت واعتناق کرد وفرمود مرحبا بالراکب المہاجر الحدیث (رواہ الترمذی) بلفظہ۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہ بن ابوجہل کیلئے قیام بھی فرمایا اور استقبال کرکے معانقہ بھی فرمایا۔

(۶) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۶۔ وعن الشعبی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم تلقی جعفر بن ابیطالب شعبی کہ از تابعین ست روایت میکند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمد جعفر بن ابیطالب را فالتزمہ وقبل ما بین عینیہ پس معانقہ کرد او را وبوسہ داد درمیان دو چشم وے۔ الخ بلفظہ۔

(۷) حدیث شریف ایضًا جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ وعن زارع وکان وفد عبد القیس۔ روایت است از زارع ..... وبود وے در ایلچیان عبد القیس قال گفت لما قدمنا المدینۃ ہرگاہ کہ قدوم آوردیم بمدینہ فجعلنا نتبادر من رواحلنا پس شتابی میکردیم واز دورے شتافتیم وفرود مے آمدیم وے افتادیم از مرکب ہائے خود فنقبل ید رسول اللہ پس بوسہ میدادیم دست مبارک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ورجلہ وپائے شریف اوراؤیں جائے تجویز پائے بوس معلوم شد رواہ ابوداؤد۔ بلفظہ ؂

توضیح اس حدیث شریف اور اس سے پہلی حدیث شریف سے قیام ومعانقہ اور بوسہ ہاتھوں اور پاؤں کا ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے کس قدر تعظیم اور ادب ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی سواریوں پر سے کود پڑے اور دور سے ہی اُتر پڑے اور آتے ہی ہاتھ اور پاؤں مبارک کو چُوم لیا۔ اس سے **قدمبوسی** کیسی صاف ثابت ہے۔ یا تو وہابیوں کو قیام ہی بُرا معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ قدمبوسی سر کو جُھکا کر سجدہ کی طرح کی جاتی ہے۔ قیام کا رونا تو روتے ہی تھے۔ اب قدمبوسی پر پیٹنا اور سر کو نوچنا ہوگا۔ جو وہابیوں کے نصیب ہے ؂

(۸) حدیث شریف اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما رأیت احدًا کان اشبہ سمتًا وھدیًا ودلًا وفی روایۃ حدیثًا وکلامًا۔ گفت عائشہ رضی اللہ عنہا ندیدم ہیچ یکے را مانند تر بخشوع وخضوع وتواضع وہدے وبسکینہ ووقار وحسن خلق وحسن حدیث برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ رضی اللہ عنہا از فاطمہ رضی اللہ عنہا کانت اذا دخلت فاطمہ چوں مے درآمد براں حضرت قام الیہا ایستادہ و میرفت ومیل میکرد آنحضرت بسوئے وے فاخذ بیدہا پس میگرفت آنحضرت دست فاطمہ را فقبلہا پس بوسہ میکرد اورا واجلسہا فی مجلسہ وے می نشاند آنحضرت فاطمہ را در جائے نشست خود یعنے جائے خود را برائے وے

میگذاشت واورا مے نشاند وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہٖ فقبلتہٗ واجلستہ فی مجلسھا وبود آنحضرت چوں مے درآمد بر فاطمہ مے ایستاد ومیرفت ومیل میکرد بسوئے آنحضرت پس میگرفت دست آنحضرت راپس بوسہ میکرد ومے نشاند آنحضرت را در مجلس نشست خود۔
(رواہ ابوداؤد) بلفظہٖ

دیکھیئے کیسا قیام بالوضاحت ہے قادم کیلئے جسکے آپ منکر ہیں۔

(۹) حدیث شریف مشکوۃ باب القیام۔ عن ابی سعید خدری قال لما نزلت علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الیہ وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنا من المسجد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیّدکم متفق علیہ۔ یعنی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب (بنو قریظہ کا قبیلہ ایک حصار سے) اُترے بحکم سعد بن معاذ (جو قبیلہ اوس کے سردار تھے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو (سعد بن معاذ کی طرف) بھیجا۔ اور حضرت سعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھے طلب کیا اُن کو۔ پس حضرت سعد بن معاذ گدھے پر سوار ہو کر آئے اور جب مسجد (نبوی) کے نزدیک پہنچے (جہاں حضرت تشریف فرما تھے) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا۔ کہ اُٹھو اور جاؤ اپنے سردار کی طرف۔ یعنی کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کیلئے۔

اس حدیث سے قیام کرنا قادم کے لئے پوری طرح ثابت ہے۔ جو خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔

نیز اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت الشیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات جلد چہارم میں اس طرح لکھتے ہیں:۔

دہم طیبی از محی السنۃ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علماء باین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا مشرف بقیام وامام محی السنۃ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل

وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است واحادیث درینباب
ورود یافتہ ودر نہی ازاں صریحًا چیزے صحیح نشدہ. الخ
بلفظہ صفحہ ۱۳۰ ؛

پس صاف ہے کہ اس پر اجماع جماہیر علما ہو چکا ہے
کہ ہر اہل فضل وقادم کے لئے قیام کرنا جائز ہے ؛
(۱۰) مشکوٰۃ کی حدیث کتاب الاداب باب القیام الفصل
الثالث - وعن ابی ہریرۃؓ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یجلس معنا فی المسجد ویحدثنا فاذا قام قمنا قیامًا حتی نراہ قد
دخل بعض بیوت ازواجہ - یعنے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے. کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف
رکھا کرتے تھے - جب حضور کھڑے ہو جاتے ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے تھے
اور کھڑے رہا کرتے جب تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اپنے
ازواجات مطہرات کے گھر میں داخل ہو جاتے ؛

(۱۱) ایضًا - وعن واثلہ بن خطاب قال دخل رجل الی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد قاعد فتزحزح لہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال الرجل ان فی المکان سعۃ فقال
النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان للمسلم لحقا اذا رأٰہ اخوہ ان
یتزحزح لہ - یعنے واثلہ بن خطاب سے روایت ہے کہا کہ ایک روز ایک
آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا حضور مسجد میں تشریف
رکھتے تھے - پس سرکے اور ہلے (بطور قیام) اپنی جگہ سے اس آدمی کے لئے
پس عرض کی اُس مرد نے کہ جگہ تو بہت کشادہ ہے (ہلنے اور سرکنے کی ضرورت
نہیں) پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ہر مسلمان کیلئے
ایک حق ہے جب وہ دیکھے اپنے بھائی کو آتے ہوئے تو ہلے اور سرکے -
(بطور اظہار تعظیم وتکریم جس میں قیام بھی داخل ہے) ؛
اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

اشعۃ اللمعات میں اس طرح فرماتے ہیں :-

"قطع نظر از تنگی و فراخی جائے جنبیدن و یکسو شدن از
از جائے بقصد اکرام و اعتنا نیز حق ست" بلفظہ صفحہ ۲۳ جلد چہارم۔

(۱۲) غنیۃ الطالبین حضرت غوث پاک شیخ سید عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ۔ صفحہ ۷۳۶-۷۳۷ یستحب القیام للامام العادل والوالدین
واھل الدین والورع واکرام الناس واصل ذلک ما روی ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل الی سعد رضی اللہ عنہ فی شان
اھل قریظۃ فجاء علی حمار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا
الی سیدکم وقد روت عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا قامت الیہ
فاخذت بیدہ وقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا واذا دخلت علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قام الیہا واخذ بیدھا وقبلہا واجلسہا فی مجلسہ
وقد روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا جاءکم کریم قوم
فاکرموہ۔ بلفظہ ترجمہ۔ بہتر ہے قیام کرنا یا کھڑے ہو جانا (تعظیماً) بادشاہ عادل اور
ماں باپ اور دیندار شخص اور پرہیزگار اور بڑے لوگوں کے واسطے۔ اور اصل
اس کی وہ (احادیث) ہیں جو روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ) تو
وسلم نے ایک شخص سعد رضی اللہ عنہ کی طرف بلانے اٹھو اور جاؤ اپنے
رضی اللہ عنہ ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر اپنے سردار کیلئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرنا قادم کے لئے پوری طرح ثابت
واسطے۔ نیز روایت کی گئی ہے آلہ وسلم کا حکم ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح میں حضرت الشیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ
کے پاس وہ کھڑی ہو جاتیں اس طرح لکھتے ہیں :-
اپنے بیٹھنے کی جگہ پر حضور کو نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علماء
خامت میں آئیں تو ان کیلئے نقل از علم باصلاح یا مشرف بقیام و امام
دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھلاتے ی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ ایں قیام مر اہل فضل را

کا کوئی بزرگ آدے تو اسکی عزت اور تعظیم کرو ۔

(۱۳) آیات اللہ الکاملہ ترجمہ اردو حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ صفحہ ۵۹۵ ۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قصہ میں قوموا الی سیدکم کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کے ۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتیں تھیں ۔ تو آپ اُن کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے ۔ اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے تھے ۔ اور اپنی جگہ اُن کو بٹھاتے تھے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تھے ۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا **کھڑی** ہو جایا کرتی تھیں اور آپ کا دست مبارک چومتی تھیں اور اپنی جگہ آپ کو بٹھاتی تھیں ۔ الخ ۔ بلفظہ ۔

(۱۴) عقد الجوہر برزنجی مصنفہ حضرت علامہ جعفر بن حسین برزنجی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۸ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ و رویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ یعنے اور بیشک اچھا جانا **قیام کرنے کو وقت ذکر ولادت** آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **اماموں نے** ۔ جو اللہ صلے اللہ ... والے شعور مند ہیں ۔ سو خوشخبری اور بھلائی ہو جیوا اُسکے لئے جسے پسند النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہو مقصود مد نظر اُس کا اور

یتنوحزح لہ ۔ یعنے واثلہ بن خطاب

آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الا صفحہ ۲۹ منجانب حضرت نور اللہ رکھتے تھے ۔ پس سر کے اور پہلے ربطور قیام با شرع متین اور فقہائے راشدین د پس عرض کی اُس مرد نے کہ جگہ تو بہت کشادہ ہے پایا کہ بیشک قیام کرنا خاص ذکر نہیں) پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحسن ایک حق ہے جب وہ دیکھے اپنے بھائی کو آتے مدینہ منورہ کے عالموں کا دبطور اظہار تعظیم و تکریم جس میں قیام بھی داخل ہے س میں کلام ہے ۔ اور سوا اُنکے اس حدیث کی شرح میں شیخ عبد الحق ہمیشہ سے قیام

مولود شریف کرتے چلے آئے ہیں کسی کو انکار نہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ بات ثابت ہو چکی تو ہر ایک صاحب ایمان کو پیروی کرنا لازم ہے خصوصاً مولانا جلال الدین سیوطی اور علامہ سخاوی اور ابن جوزی محدث اور امام جعفر بن حسین برزنجی علاوہ انکے بڑے بڑے علماء ہندوستان اور فقہاء محدثان چنانچہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی و معلم العلمائے ذیجاہ مولانا ولی اللہ محدث دہلوی اور ابو العلماء متاخرین مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اوام اللہ فیوضہم یہ سب کے سب مولد کے قیام کو مستحسن سمجھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی تصانیف میں کما حقہ ان سب صاحبوں نے وجوہات لکھی ہیں بلکہ ہمارے جناب تقدس مآب امام العلما سلطان الاصفیا پیر دستگیر جنت آرامگاہ حضرت مرشدنا محمد شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ نے رسالہ اشباہ الکلام فی الاثبات المولد و القیام میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ اسکی تشریح بخوبی تمام لکھی ہے جس کا جی چاہے نظر انصاف سے دیکھ کر خاطر جمع کرلے۔ جب مطلب اسقدر حدیثوں کو پہنچ چکا ہے تو نزدیک اس فقیر مترجم[۱] کے قیام مولد شریف واجب ٹھیرا۔ اور اب انکار اس بات کا قصداً ضد سے بلا تاویل لامحالہ کفر ہوگا۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔ ۱۲ منہ بلفظہ صفحہ ۲۹ ۞

(۱۴) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم حضرت شیخ محمد عبد الحق مہاجر مکی صفحہ ۱۳۸۔ افاد العلامۃ مولٰنا و شیخ شیخنا عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ رحمۃ اللہ علیہا۔ اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم عند قرأۃ المولد الشریف توارثہ الائمۃ اعلام واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر ولا رد راد ولھذا کان مستحسنا و من یستحق التعظیم غیرہ ویکفی اثر عبد اللہ بن مسعود ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن و اللہ ولی التوفیق والھادی الی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ الشریفۃ

---

[۱] مترجم الخ یہ حضرت مترجم ہیں کتاب عقد الجوہر مصنفہ حضرت جعفر بن حسین برزنجی کے ۔

والمنہاج عبداللہ بن المرحوم عبدالرحمٰن سراج المفستر المحدث بالمسجد الحرام۔ بلفظہ۔ ترجمہ۔ افادہ فرمایا ہے مولانا وشیخ شیخنا عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ معظمہ نے۔ اور قیام کرنا آپ کی ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں سو یہ ائمہ اعلام سے متعارف ہے اور قبول کیا ہے اسکو اماموں اور حکام بادشاہوں نے بغیر انکار کرنے کسی منکر کے اور بغیر رد کرنے کسی رد کرنیوالے کے اسواسطے مستحسن ہے اور کافی ہے یہ اثر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ یعنی جس چیز کو مسلمان لوگ نیک جانیں وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے۔

(۱۷) ایضاً قول حضرت مولانا شیخ جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی حنفی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹۔ القیام عند ذکر مولدہ الاعطر جمع من السلف استحسنہ فھو بدعۃ حسنۃ الخ بلفظہ۔ یعنی مولد شریف میں قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا ہے پس وہ بدعت حسنہ ہے۔

(۱۸) ایضاً۔ تحریر مولانا شیخ محمد رحمت اللہ مہاجر مکی صفحہ ۱۳۹۔ اصاب من اجاب ترجمہ جو (مولانا شیخ عبدالرحمٰن سراج نے) جواب دیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔

(۱۹) ایضاً تحریر حضرت محمد بن سعید بن محمد بابصیل مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹۔ ان القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل انہ مندوب وقیل انہ بدعۃ حسنۃ لان البدعۃ تنقسم الی واجبۃ والی مستحبۃ والی بقیۃ الاحکام الخمسۃ کما بینہ العلماء وفی محلہ بلفظہ۔ ترجمہ بیشک ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قیام کرنا بعض نے مندوب کہا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ بدعت حسنہ ہے۔ کیونکہ بدعت کے بہت اقسام ہیں واجب مندوب۔ مستحب احکام خمسہ ہیں جیسے علما نے بیان کیا ہے۔

(۲۰) ایضاً تحریر حضرت خلف بن ابراہیم مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۰۔ واما القیام عند ذکر مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم فھو ادب حسن ولا یخالف مشروعًا ومن ترکہ مع قیام الناس علے اختلاف طبقاتھم فقد سلک مسلک الجفا وربما یحصل علیہ من الذم والتوبیخ مالا خیر فیہ ولا یھولنک الشطع والتعمق والتشنید فی انکارہ فانہ اساتۃ واستخفاف بالجناب الاعظم صلے اللہ علیہ وسلم الخ بلفظہ۔ یعنے اور قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمدہ ادب ہے۔ شریعت کے مخالف نہیں۔ اور جو کوئی آدمیوں کے ساتھ مولود شریف میں قیام کرنا ترک کرے پس اُس نے طریق جفا کا اختیار کیا۔ اور اکثر اسپر بُرائی اور توبیخ حاصل کرتے ہیں جس میں خیر نہیں۔ پس یہ بات ترک کرنا قیام کا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں استخفاف اور توہین ہے۔ (جو کفر ہے) *

(۲۲) ایضاً۔ تحریر شیخ مولانا محمد بن عبداللہ بن حمید مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۰۔ ان المولد النبوی فصل لسیرۃ النبویۃ ومعلوم استحباب قرأۃ السیرۃ الشریفۃ کلًا او بعضا واما القیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم فھو مقتضی الادب ولا ینافی مشروعًا الخ بلفظہ۔ یعنے بیشک مولد نبوی ایک فصل ہے سیرت نبویہ سے سیرت شریفہ کا کلًا یا بعضًا پڑھنے کا استحباب سب کو معلوم ہے۔ مگر قیام کرنا مقتضائے ادب ہے اور قواعد شرعیہ کے مخالف نہیں *

(۲۲) ایضاً تحریر مولانا محمد بن یحیےٰ مفتی حنبلی مکۃ المشرفۃ۔ صفحہ ۱۴۰۔ یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لما استحسنہ العلماء الاعلام وقدوۃ الدین والاسلام فذکروا ان عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیتہ صلے اللہ علیہ وسلم فعند ذالک فیجب التعظیم والقیام۔ یعنی

قیام کرنا وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علمائے اعلام نے اسکو مستحسن کہا ہے۔ جو کہ پیشوائے دین واسلام کے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت آپؐ کی روح مبارک حاضر ہوتی ہے۔ تو اس وقت تعظیم کیلئے قیام واجب ہے۔

(۲۳) ایضاً تحریر مولانا حسین بن ابراہیم مفتی مالکی مکہ معظمہ۔ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم استحسنہ کثیر من العلماء یعنے حضرت سید الاولین والآخرین کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنے کو اکثر علما نے مستحسن کہا ہے۔

(۲۴) ایضاً تحریر مولانا محمد عمر بن ابی بکر الرئیس مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۱۔ نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم استحسنہ العلماء وھو حسن یجب علینا من تعظیمہ صلے اللہ علیہ وسلم بلفظہ یعنی ہاں البتہ قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استحسان علماء سے ہے اور وہ اچھا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہم پر واجب ہے۔

(۲۵) ایضاً تحریر مولانا عثمان حسن الدمیاطی شافعی مکہ معظمہ علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند ذکر ولادتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فی مولد الشریف تعظیماً لہ صلے اللہ علیہ وسلم امر لا ریب فی استحسانہ وطلبہ واستحبابہ وندبہ ویحصل لفاعلہ من الثواب الحظ الاوفر والخیر الاکبر لانہ تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر الی نور الایمان وخلصنا بہ من نار الجھل الی جنت المعارف والایقان فتعظیمہ صلے اللہ علیہ وسلم مسارعۃ الی رضاء رب العلمین واظہار الاقوی شعائر الدین ومن یعظم

شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ ...... ثم قال الدمیاطی بعد نقل الاحادیث المثبتۃ القیام فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام لہ عند ذکر ولادتہ الخ بلفظہ۔ ترجمہ۔ کہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مولود شریف میں ذکر ولادت کے وقت آپ کی تعظیم کے واسطے قیام کرنا ایسا امر ہے جس کے استحباب اور استحسان میں کچھ شک نہیں اور اسکے کرنے والے کو بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ یہ قیام تعظیمی ہے اور تعظیم بھی اُس نبی کریم کی جن کے سبب سے خداوند کریم نے ہمکو کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کیا۔ اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے ہم کو جہل کی آگ سے نکال کر معارف اور ایقان کے باغ میں پہنچایا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا رضائے الٰہی کا باعث ہے۔ جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالےٰ کے شعائر کی وہ تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ جو شخص تعظیم کریگا اللہ تعالےٰ کے حرمات کی پس وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُس کے واسطے بہتر ہے .... پھر دمیاطی نے بعد نقل کرنے اُن حدیثوں کے جن سے قیام کا ثبوت ہوتا ہے کہا۔ اس مجموعے سے جن کو ہم نے بیان کیا ہے آپ کی ولادت کیوقت قیام کرنیکا استحباب مستفاد ہوا ؂

(۲۶) ایضاً (مولد الکبیر مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) صفحہ ۳۴۔ فیقال نظیر ذالک فی القیام عند ذکر ام برتہ صلے اللہ علیہ وسلم وایضاً قال اجتمعت الامۃ المحمدیہ من اھل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ بلفظہ ترجمہ۔ پس کہا جائیگا اسی کی نظیر ہے قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہل سنت وجماعت نے اجماع کرلیا ہے۔ اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی

(۲۷) ایضاً افادہ مولانا ابوالبرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی قدس سرہٗ صفحہ ۱۴۱۔ حامداً و مصلیاً در پردہ مبادکہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہمچناں ذکر معراج و غزوات و معجزات و مانند اینہا بروایات معتمدہ ومعتبرہ در ہروقت وہر مکان ظاہر بلاتقیید و تعیین تاریخ وماہ معرے از بدعات منفرداً او مجتمعاً بزبان عربی باشد یا فارسی یا اردو نثر باشد یا نظم بالاتفاق از مثوبات ست و تیمن محض و موجب تقویت ایمان۔ واما تعیین آں در شہر ربیع الاول و در شب دوازدہم آں در روز وے پس نزد محدثین مانند امام نووی و حافظ ابوشامہ استاد امام نووی و ابن جوزی و شیخ ابوموسے زرہونی و علامہ ناصر الدین مبارک معروف بابن طباخ و جلال الدین سیوطی و علامہ ظہیر الدین جعفر و محمد بن علی دمشقی مصنف سبل اللہ و امام برزنجی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم قدس اسرارہم پس از امور مستحسنہ است و از ادلہ قویہ دندان شکن مبرہن و مثبت است۔ الخ بلفظہٖ ۰

(۲۸) غیر مسلموں کی طرف سے ولایت لنڈن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کیلئے قیام۔ از اخبار زمیندار لاہور مورخہ ۸ ذیقعد ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء یوم یک شنبہ صفحہ ۲۔ کالم ۳ ۰

(ایک ہندوستانی مسلمان کا اعزاز انگلستان میں الوداعی جلسہ)

خلاصہ اس جلسہ الوداعی چودھری عبدالحق بیرسٹر کا یہ ہے۔ کہ اس جلسہ میں کثرت سے لوگ تھے۔ اور اعلے طبقہ کے امرا قابل ذکر حسب ذیل حاضر تھے:۔ (۱) ڈاکٹر جان پولن سی۔ آئی۔ ای ۰ (۲) مسٹر جی بی پننگن سی۔ آئی۔ ای ۰ (۳) پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ ۰ (۴) مسٹر این سی سین ۰ (۵) ڈاکٹر کپاڈیا ایم۔ ڈی ۰ (۶) مسٹر جی ادبیر سٹرائٹ لا ۰ (۷) مسٹر وی بی وربا بیرسٹرایٹ لا ۰ (۸) مسٹر این بی دلال ۰ (۹) پروفیسر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ڈی لیون ۰

(۱۰) نواب امین الدین حسین خاں - (۱۱) مسٹر اے - ایچ تیمور مصر - (۱۲) السید بکری مصر - (۱۳) مسٹر و مسز مرزا ڈاکٹر حسن علی سندھ - (۱۴) مس ای جے ہیلکٹ - (۱۵) مسٹر مروا کشمیر - (۱۶) مسٹر انوار العظم (مشرقی بنگال) - (۱۷) مسٹر و مسز فلائٹ ..... (۱۸) مسٹر ولیم بُل ممبر پارلیمنٹ - (۱۹) مسٹر ڈگبی سی - آئی - ای وغیرہم - میر مجلس ڈاکٹر جان پولن صدر ہوئے جنہوں نے اپنی تقریر میں کہا - کہ چودھری عبد الحق نے مشرق سے مغرب کے درمیان دوستانہ ارتباط بڑھانے میں کوشش کی ہے - جو قابل داد ہے - اور اور صاحبان نے بھی اپنی اپنی تقریریں کیں - اخیر پر بہت سے انگریز مرد وزن میں سے ایک جاپانی شاعر (مسٹر کومائی) نے بھی اپنی نغمہ سنجی کی - اور ڈاکٹر پولن نے ایک لطیف نظم بزبان انگریزی رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب میں پڑھی - جس کے دوران میں تمام حاضرین ازراہ تعظیم سروقد ایستادہ رہے اور جلسہ ختم ہوگیا - بلفظہ ملخصًا وملتقطًا -

میں کہتا ہوں مسلمانوں غور کرو! اور منکرو سوچو!! یہ ہے قیام تعظیمی حضرت اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اس جلسہ میں غیر مسلمین عالی درجات دنیا کی طرف سے عمل میں آیا - اس تعظیم کی وجہ سے ممکن ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں کو آخرت میں بھی کوئی ایسی سبیل پیدا کردیگا کہ وہاں بھی عالی درجات ہوں - اور اور منکرین کے لئے (جو برائے نام مسلمان ہیں) اس انکار تعظیم کی گستاخی کی وجہ سے درجہ اسفل السافلین سے بچائے - عبرت! عبرت!! عبرت!!!

(۲۰) اقتباس فتاوے علماء مکہ معظمہ ۴۲ و مدینہ منورہ ۳۰ و جدہ ۱۰ و حدیدہ ۱۲

جو مولوی عبد الرحیم مرحوم دہلوی سنہ ۱۲۸۸ھ کو لائے - اور اپنی کتاب روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم میں شائع کئے -

جن میں حکم ہے کہ جو شخص مولود شریف اور قیام تعظیمی کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔ حاکمِ شرع کو لازم ہے کہ ایسے منکر کو سزا دے۔ تعداد علما۔ ۹۷

سوال استفتاء از علمائے مکہ معظمہ

ما قولکم دام فضلکم فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقیام عند ذکر ولادۃ خاصۃ مع تعیین الیوم وتزئین المکان و استعمال الطیب وقرأۃ سورۃ من القرآن واطعام الطعام للمسلمین ھل یجوز ویثاب فاعلہ ام لا بینوا اجرا کم اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ۔ کیا فرماتے ہو ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ بزرگی تمہاری بیچ اس امر کے کہ ذکر کرنا ولادت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدائش کے خاصکر ساتھ معین کرنے دن کے اور مزین کرنے مکان کے اور استعمال کرنے خوشبو کے اور پڑھنا کسی سورۃ کا قرآن مجید سے اور کھانا کھلانا مسلمانوں کو خدا کے واسطے کیا درست ہے۔ اور ثواب ملتا ہے اسکے کرنیوالے کو یا نہیں بیان فرماؤ تم کو اللہ تعالیٰ جزا دیگا۔

الجواب

اعلم ان عمل المولد الشریف بھذہ الکیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب لان العلماء المتقدمین قد استحسنہ وقد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریف فالمنکر لھذہ مبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ لانکارہ علی شئ حسن عند اللہ والمسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود قال ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین ھھنا الذین کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلھم راوہ حسنا فی زمان السلف الی الان فصار الاجماع الامۃ فھو حق

لیس بضلال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشریعۃ تعزیر منکرہ واللہ اعلم۔ ترجمہ جان لو کہ کرنا مولود شریف کا اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ سے مستحسن و مستحب ہے کیونکہ علمائے متقدمین نے اس کو مستحسن کہا ہے اور اسی طرح قیام تعظیمی کو مستحسن کہا ہے۔ اور اسکا منکر بدعتی ہے اور بڑا بدعتی۔ اسلئے کہ وہ ایسے عمل کا منکر ہے جو رب العزت اور کافہ مسلمین کے نزدیک مستحسن ہے اثر حضرت عبداللہ بن مسعود سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اور اچھی سمجھیں وہ عنداللہ بھی نیک اور اچھی ہے۔ عام مسلمانوں سے مراد علمائے باعمل ہیں۔ چنانچہ سلف سے اب تک علمائے عرب۔ مصر۔ شام روم۔ اندلس بالاتفاق اس عمل کو مستحسن جانتے ہیں۔ پس اس پر اجماع امت ہوگیا ہے۔ اس کے حق ہونے پر شبہ نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر کبھی اتفاق کر کے جمع نہ ہوگی۔ لہذا حاکم شرع کو لازم ہے کہ اسکے منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر مفتیان مذاہب اربعہ و دیگر علمائے مکہ معظمہ بیالیس (۴۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے مدینہ منورہ سوال وہی ایک ہے

جواب

اعلم ان ما صنع من الولائم فی مولد الشریف وقرئت بحضرۃ المسلمین وانفاق الطعومات وقیام عند ذکر ولادۃ الرسول الامین ورش ماء الورد وایقاد البخور وتزیین المکان وقرئت شئ من القران والصلوۃ علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ مستحسنۃ فلا ینکرھا الا المبتدع لا استماع بقولہ بل علے حاکم الاسلام ان یعزرہ۔ واللہ اعلم۔ ترجمہ جو چیزیں عمل مولد شریف میں برتی جاتی ہیں

مثلاً خیر خیرات اور اچھی چیزیں تقسیم کرنا اور آیات قرآنی اور درود شریف کا پڑھنا اور اظہار فرحت اور سرور اور قیام وقت ذکر ولادت کرنا اور گلاب یا شے اور بخور کا سلگانا اور مکان کو سجانا سب کے سب بلاشبہ بدعت حسنہ ہیں۔ اور نہایت خوبی اور فضیلت کی باتیں ہیں۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا۔ اور ایسے بدعتی کی بات ہرگز نہ سننا چاہیئے۔ بلکہ حاکم شرع کو واجب ہے کہ اس منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر علمائے کرام مدینہ منورہ کے تیس (۳۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے جدہ شریفہ

اعلم ان ذکر مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم بھذہ الصورۃ المجموعۃ المذکورۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعًا لاینکرھا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق والبغض لہٗ صلے اللہ علیہ وسلم کیف یسوغ لہٗ ذلک مع قولہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب واللہ اعلم۔ ترجمہ محفل میلاد مبارک بہیئت کذائیہ شرعًا بدعت حسنہ اور مستحب ہے۔ اس کا انکار وہی کریگا جس کے دل میں نفاق اور بغض و عداوت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کس طرح سے اس کا انکار کوئی کرسکتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے شعائر کی تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

اس فتوے پر علمائے کرام جدہ شریفہ کے دس (۱۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے کرام حدیدہ شریفہ

نعم قراءۃ المولد الشریف مع الاشیاء المذکورۃ جائزۃ بل مستحبۃ

یثاب فاعلها فقد الف فی ذلک العلماء وحثوا علی فعله وقالوا لا ینکرها الا المبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعزره۔ واللہ اعلم۔

یعنی ہاں! انعقاد محفل پاک مولود شریف بہیئت کذائیہ جائز ہے۔ اسکے کرنے والے کو ثواب ملیگا۔ اکثر علمانے اس محفل پاک کے بارہ میں کتابیں لکھی ہیں اور لوگوں کو اس محفل پاک کے انعقاد کی ترغیب دلائی ہے۔ اُن کا قول ہے کہ اس محفل پاک کا منکر بدعتی کے سوا اور کوئی نہیں۔ حاکم شرع پر واجب ہے کہ اس کے منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر حدیدہ شریفہ کے علمائے بارہ (۱۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

فہرست اول اسم وار محدثین و علمائے مجوزین مولود شریف و عاملین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

۱۔ شیخ عمر بن محمد الملا موصلی من الصالحین المشہورین۔ سب سے اول انہوں نے مولود شریف کو ترتیب دیا۔

۲۔ علامہ ابوالخطاب ابن دحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ اور علما و صلحا سلطان ابوسعید مظفر کی محفل میں آتے تھے۔ انہوں نے سب سے اول کتاب التنویر فی مولد سراج المنیر تصنیف فرمائی اور سلطان اربل کے پیش کی۔ ہیوصہ ۱۵۵

۳۔ علامہ ابوالطیب السبتی نزیل قوص من اجلة العلماء المالکیہ۔

۴۔ امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل استاد امام نووی معروف بابوشامہ۔

۵۔ علامہ ابوالفرج بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی۔

۶۔ امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث معروف بابن طغربک۔

۷۔ امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری۔

۸۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر۔ ۹۔ علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری۔

۱۰۔ علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان اللؤلوی الدمشقی۔

۱۱۔ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی۔
۱۲۔ علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون میں لکھا ہے کہ مولود شریف ان کا مؤلفہ مجالس رومیہ میں پڑھا جاتا ہے۔
۱۳۔ ابن الشیخ آقا شمس الدین (کشف الظنون)۔ ۱۴۔ المولیٰ حسن البحری۔
۱۵۔ الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ۔ ۱۶۔ الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی۔
۱۷۔ علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی۔ ۱۸۔ سید عفیف الدین الشیرازی۔
۱۹۔ ابوبکر الدنقلی۔ ۲۰۔ برہان محمد ناصحی۔
۲۱۔ برہان ابوالصفا۔ انکے مولود شریف کا نام ہے فتح اللہ حسبی وکفیٰ فی مولد المصطفیٰ
۲۲۔ الشمس الدین دمیاطی المعروف بابن السنباطی۔
۲۳۔ برہان بن یوسف القاقوس۔ ان کا مولود شریف چار سو شعر سے زیادہ ہے۔
۲۴۔ حافظ زین الدین عراقی۔
۲۵۔ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی شیرازی صاحب قاموس۔ ان کے مولد شریف کا نام ہے النفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ۔
۲۶۔ امام محقق ولی الدین ابوذرعۃ العراقی۔ ۲۷۔ ابوعبداللہ محمد بن النعمان۔
۲۸۔ جمال الدین العجمی الہمدانی۔ ۲۹۔ یوسف الحجاز۔
۳۰۔ یوسف بن علی بن رزاق الشامی الاصل المصری المولد۔
۳۱۔ ابوبکر الحجاز۔ ۳۲۔ منصور بشار۔
۳۳۔ ابوموسیٰ ترہونی وقیل زرہونی۔
۳۴۔ الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالملک المعروف بالمخلص۔
۳۵۔ ناصر الدین المبارک الشہیر بابن الطباخ۔ انہوں نے اپنے فتاوے میں لکھا ہے کہ مولد شریف کے پڑھنے والے کو لباس یعنے پوشاک پہنانی چاہئے۔
۳۶۔ امام علامہ ظہیر الدین ابن جعفر التیمنی۔
۳۷۔ فاضل عبداللہ بن شمس الدین انصاری۔
۳۸۔ الشیخ الامام صدر الدین موہوب الجزری الشافعی۔
۳۹۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ ۴۰۔ شیخ جلال الدین سیوطی مجدد مائۃ تاسعہ۔

۴۱۔ محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی ۔

۴۲۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ و شارح صحیح بخاری ۔

۴۳۔ نورالدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی ۔

۴۴۔ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث ۔

۴۵۔ علامہ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری انہوں نے اپنے مولد شریف میں ثابت کیا ہے عمل مولد شریف تمام ملکوں مصر و شام و روم و اندلس و مغرب بلاد ہندوستان و مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفا جمیع بلاد اسلامیہ میں پس درحقیقت یہ ایک کتاب گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہے ۔ اور لکھا ہے اُس میں علی قاری نے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشائخ و علماء سے انکار نہیں کرتا اس میں شامل ہونے میں ۔

۴۶۔ عبدالرحمٰن صفوی شافعی صاحب نزہۃ المجالس ۔

۴۷۔ نورالدین ابو سعید بورانی انہوں نے بھی کل ملکوں سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بادشاہ مصر کے حال میں لکھا ہے کہ بادشاہ مصر سائبانے ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایۂ اومی نشستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ دریں شب روز آنرا برافرازند و در غیر آں پیچیدہ باشد ۔

۴۸۔ سید امام جعفر برزنجی۔ ان کا مولد شریف نثر عبارت مقفی فصیح مشہور ہے دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے ۔

۴۹۔ سید زین العابدین برزنجی۔ انکا مولد شریف منظوم دیار عرب شریف میں رائج ہے ۔

۵۰۔ شیخ احمد ابن علامہ ابوالقاسم بخاری۔ انکا نسب محمد بن اسمٰعیل بخاری تک پہنچتا ہے ۔

۵۱۔ شیخ اسمٰعیل حقی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان ۔

۵۲۔ احمد بن قشاشی مدنی استاد اساتذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔

۵۳۔ محمد بن غرب مدنی ۔ ۵۴۔ شیخ عبدالملک کردی ۔ ۵۵۔ فاضل ابراہیم باجوری

۵۶۔ امیر محمد استاد ابراہیم باجوری ۔ ۵۷۔ شیخ سقاط استاد الاستاد باجوری ۔

۵۸۔ شیخ عبدالباقی پدر و استاد علامہ زرقانی ۔ ۵۹۔ شیخ محمد ریلی ۔

۶۰۔ علامہ احمد بن حجر مولف تحفۃ الاخیار بمولد المختار ۔

۶۱۔ حافظ ابن الحدیث رجب دمشقی حنبلی ۔ ۶۲۔ ابی زکریا یحییٰ ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی ۔

۶۳۔ سعید بن مسعود گازرونی۔ انہوں نے بھی بہت ملکوں کے علما و صوفیہ سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔

۶۴۔ مولانا زین الدین محمود نقشبندی۔

۶۵۔ علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ۔ ان کا بھی ایک رسالہ عمل مولد شریف کے جواز میں ہے۔

۶۶۔ حضرت مولینا سید جمال الدین میرک۔ ۶۷۔ علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی زقاق البدوۃ۔

۶۸۔ قاضی ابن خلکان شافعی۔

۶۹۔ مولانا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بملا مسکین انہوں نے کتاب معارج النبوۃ اسی واسطے تصنیف فرمائی کہ مجالس میلادیہ میں بیان کریں دیباچہ کتاب میں یہ حال لکھا ہے۔

۷۰۔ علامہ ابو اسحاق ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ملا علی قاری نے ان کا حال لکھا ہے کہ وہ مولود شریف میں کھانا کھلاتے تھے اور یہ فرماتے کہ اگر مجھ کو مقدور ہوتا۔ تو میں ربیع الاول میں مہینہ بھر مولد شریف کیا کرتا۔

۷۱۔ شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار۔ ۷۲۔ شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی۔

۷۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں اپنا شریک ہونا محفل مولود شریف میں بمقام مکہ معظمہ مولد خاص میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دیکھنا انوار کا بیان کرتے ہیں۔

(بلفظہ از کتاب انوار ساطعہ صفحہ ۲۷۰ سے ۲۷۹ تک)

فہرست دوم صرف تعداد علمائے مفتیان کرام و صوفیائے عظام کی جو کہ مولود شریف و قیام تعظیمی کرتے ہیں جن کے دستخط اور مواہیر ہیں

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد علمائے کرام	حوالہ نام کتاب	[illegible]	کیفیت
۱	مکہ معظمہ	۲۴	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم ۱۳۰۸ھ ہجری	[illegible]	اس کتاب کے ساتھ یہ فتویٰ ہے۔
۲	مدینہ منورہ	۳۰	〃	〃	〃

۳	جدہ شریفہ	۱۰	″	″	″
۴	جدیدہ شریفہ	۱۲	″	″	″
۵	مکہ معظمہ	۶	تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل	۲۸۰ تا ۲۸۶	یہ کتاب بحث میں ہے جو درمیان مولوی غلام دستگیر قصوری و مولوی خلیل احمد انبہٹوی دیوبندی کے ہوئی۔
۶	بلاد متفرقہ عرب و عجم	۷۳	انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ	۲۷۶ تا ۲۷۹	۔
۷	بغداد شریف	۸	″	۲۸۹	۔
۸	فرنگی محل لکھنو	۱۱	″	۲۹۱	۔
۹	دہلی۔ بریلی رامپور	۴۷	″	۲۹۲	۔
۱۰	علیگڈھ	۱	″	۲۹۶	۔
۱۱	سہارنپور	۱	″	۲۹۷	۔
۱۲	قصور ضلع لاہور	۱	″	۲۹۸	۔
۱۳	ریاست رامپور	۲	″	۲۹۹	۔
۱۴	بریلی	۱	″	۳۰۱	۔
۱۵	بدایوں	۱	″	۳۰۴	۔
۱۶	بمبئی	۲	″	۳۰۶	۔
۱۷	حیدرآباد	۱	″	۳۰۷	۔
۱۸	احمدآباد	۱	″	۳۰۸	۔
۱۹	غازی پور	۱	″	۳۱۰	۔
۲۰	چریاکوٹ	۱	″	۳۱۲	۔
۲۱	لکھنو	۳	″	″	
۲۲	بلندہ ضلع فتحپور ہسوا	۱	″	۳۱۴	۔
۲۳	کانپور	۱	″	۳۱۵	۔
۲۴	اکبرآباد	۱	″	۳۱۶	۔

۲۵	دہلی	۲	〃	۳۱۶	۰
۲۶	رڑکی	۱	〃	۳۱۸	۰
۲۷	میرٹھ	۱	〃	۳۱۹	۰
۲۸	ریاست بہاولپور و نواح	۱۵	فتوے مطبوعہ ۹ ذیقعد	سنہ ۱۳۰۶ھ	بر موقعہ بحث مندرجہ نمبر ۵
۲۹	متفرق عجم	۲۸	الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم	۱۲۸ تا ۱۵۶	۰
۳۰	موجودہ عرب	۸	تقدیس الوکیل	۳۲۱	۰
	میزان کل	۳۳۳	(بزرگان ہادی پاکباز) (۳۳۳) کے اعداد کے برابر ٭		

یہ سب حضرات محدثین و فقہا و علماء متقدمین و متاخرین و مفتیان اعلام عرب و عجم کل تعداد میں تین سو تینتیس (۳۳۳) ہیں اور اگر تمام موالید کی کتابیں اور فتاوے جمع کیے جاویں ہزاروں علماء و فضلاء اجل شمار میں آئیں لیکن بوجہ طوالت ترک کرتا ہوں اپنے دو تین آدمیوں مولویوں منکرین سے مقابلہ کیجیے اور شرم کو مول لیجئے ٭

قولہ بطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۱۳ جن علما کی تحریرات کو ہم توضیح مطالبہ میں نقل کر چکے ہیں اگر انکو آپ اہلسنت سے نہیں جانتے ہیں تو اس امر کے ثابت کرنیکو جواب مطالبہ میں متقدمین علما کی تحریرات نقل فرمائیے جنہیں انہوں نے اہلسنت سے خارج لکھا ہو بلفظہ ص ۳۱ ٭

اقول مفتی جی! مولود شریف اور قیام تعظیمی کے اثبات میں اعتراضات کے جوابات کے بعد کثرت سے آیات قرآن شریف اور احادیث لطیف اور اجماع امت اور اقوال علماء متقدمین و متاخرین و فتاوے نقل کئے گئے ہیں جس سے آپکے خیالات باطلہ کا دفعیہ کافی سے زیادہ کیا گیا ہے! امید ہے کہ اگر آپ انکو دیکھینگے اور انصاف سے اُن پر غور کرینگے تو آپ صراط مستقیم پر آجائینگے۔ اور اگر آپنے صرف قول فاکہانی یا دو ایک وہابیہ غیر مشہور مجہول الاسم کی تحریرات پر اپنا اعتقاد رکھا تو واقعی آپ اہلسنت وجماعت سے خارج ہونگے بلکہ اسلام سے ہی خارج ہونگے۔ ابن حجر کی مدخل کا ذکر جو آپنے سن سنا کر لکھدیا تھا وہ بالکل غلط ثابت ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مولود شریف کے ہرگز خلاف نہیں بلکہ وہ تو سماع اور قوالی کا بھی انکار نہیں کرتے اور اسکو جائز بلکہ موجب ترقی مدارج فرما رہے ہیں۔ جیسے لکھا جا چکا ہے ٭

اب کہئے آپکے نزدیک اللہ تبارک و تعالی اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام تابعین و تبع تابعین اور محدثین اور علماء متقدمین و متاخرین و حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و ملک شام و روم ، مصر ، بغداد ، موصل و اندلس و ہندوستان و پنجاب وغیرہا الآن آپکے نزدیک بدعتی اور مشرک ہیں ۔ اور میاں نانوتوی و گنگوہی و تھانوی وغیرہ دو چار اہلِ سنت و جماعت ہیں حاشا و کلا ہرگز نہیں ۔ آپ کے سب مطالبات گاؤ خورد ہو گئے ۔ واللہ العلیم ۔

غزل خاتمۂ باب بر قیامِ تعظیم وقتِ ذکرِ ولادت باسعادت

نبی کی شان و شوکت ہے قیامِ محفلِ مولد
عجب تعظیمِ حضرت ہے قیامِ محفلِ مولد

عبث کہتے ہیں بدعت ہے قیامِ محفلِ مولد
طریقِ اہلِ سنت ہے قیامِ محفلِ مولد

کھڑے ہوں دست بستہ محفلِ اقدس میں اے اشغال
ادب کی خاص ہیئت ہے قیامِ محفلِ مولد

ہے اہلِ علم کی سنت یہی سنت دیکھ شامی میں
اسی معنے میں سنت ہے قیامِ محفلِ مولد

نہ اسمیں رفع سنت ہے نہ شرک و کفر و بدعت ہے
یہ نہ شرک و بدعت ہے قیامِ محفلِ مولد

خدا کا شکرِ نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے
یہ دونوں کی اطاعت ہے قیامِ محفلِ مولد

سوا چند آدمی کے دیکھ لو شرق سے غرب تک
ہوا مقبولِ امت ہے قیامِ محفلِ مولد

حریمِ کعبہ اور بیت المقدس اور مدینے میں
یہ کہتے ہیں سعادت ہے قیامِ محفلِ مولد

نہوں خوش مفتیانِ منع گر عشاق قائم ہیں
تو قائم تا قیامت ہے قیامِ محفلِ مولد

ادب دل میں ثنا لب پر کھڑے ہو سر و قدم اطہر
عجب یہ ذوقِ حالت ہے قیامِ محفلِ مولد

حصولِ فیضِ رحمت ہے نزولِ خیر و برکت ہے
وصولِ عشقِ حضرت ہے قیامِ محفلِ مولد

اٹھے جب صف بصف محفل کھڑا ہو تو بھی اے بیدل
ادب کی خاص صورت ہے قیامِ محفلِ مولد

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ رام پوری مصنف کتاب انوار ساطعہ مرید و خلیفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی ۔

باب پانزدہم عقیدہ نمبر ۲۰

عقیدہ نمبر ۲۰ وہابیہ دیوبندیہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نماز میں آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظہ۔ صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۸۶۔ سطر ۳۔

اصل عبارت فارسی یہ ہے۔

از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر ست و صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست .... الخ ۔ بزرگ میکشد۔

قولہ ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۴ ۔ بر عقیدہ نمبر ۲۰ ۔ مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم کی کتاب صراط مستقیم کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اوسمیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اگر مصنف کی غرض اور عبارت کا مقصد آپ سمجھتے تو اُسکو وہابیہ کا عقیدہ نہ قرار دیتے مصنف کا مطلب اس عبارت کے لکھنے سے اتنا ہے نماز ایک عبادت ہے ۔ اسمیں معبود کیطرف دھیان لگانا چاہیے اور غیر معبود کا خیال اس موقع پر نہ آئے ۔ لان اللہ تعالے یقول فاعبد اللہ مخلصین .... پس نماز میں اللہ تعالی کی ذات کے خیال کے سوا کسیکا خیال نہ آنا چاہئے ۔ مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے حق ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کا خیال آویگا تو ضرور ہے کہ اوس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت مرتبت کا خیال آوے ۔ سو یہ مذموم ہے الخ بلفظہ صفحہ ۱۳ سطر ۵۔

اقول ۔ مفتی جی! شکر ہے کہ بارے آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی

تحریر کو بعینہ قبول کر لیا۔ اور حسب عادت خود انکار نہیں کیا۔ کیونکہ میںنے لفظ بلفظ لکھا ہوا تھا۔ اس عبارت کے لکھنے میں بھی آپ نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اول یہ کہ صراط مستقیم کو صراط المستقیم الف ولام زیادہ لگا دیا۔ اور لفظ مرتب بے معنی لکھ دیا۔ اور تیسری یہ عبارت لان اللہ یقول فاعبد اللہ مخلصین لکھدی جسکے کوئی معنے یا مطلب سمجھ پر نہیں۔ کیا یہ آیت ہے۔ یا حدیث ہے یا کوئی آثار ہے۔ یا کسیکا بے معنی قول ہے۔ ترجمہ بھی اسکا آپنے نہیں کیا۔ کسی سالہ وہابیہ میں سے بے سمجھے بوجھے نقل کر دیا۔ اور ساتھ ہی کیسی دلیری اور بیباکی اور شوخ چشمی اور دریدہ دہنی سے لکھدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اور اپنی عورت کیساتھ جماع کرنیکا خیال آئے تو اچھا ہے۔ اور حق ہے۔ اللہ! اللہ! اے غضب۔ یہ توہین واہانت ودشنام۔ حضرت افضل المرسلین حبیب رب العلمین سید الانبیاء محمد مصطفٰے واحمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

اے پاک پروردگار خالق اللیل والنہار منتقم حقیقی قہار وجبار اس قوم سرکش وغدار وناہنجار کی گستاخیاں اور گالیاں تو اپنے حبیب کی شان میں کب تک سنیگا اور انکا بیڑا غرق نہ کریگا۔

بار بار خیال آتا ہے اور رنج وغم میں کلیجہ پھٹا جاتا ہے کہ کیوں اس قوم نابکار ظالم وکفار مبین وساب وشاتم النبی المختار پر آسمانی عذاب نازل نہیں ہوتا کیون انکی صورتیں مسخ نہیں ہو جاتیں۔ کیوں انپر پتھر برسائے نہیں جاتے۔ کیون بجلی انکا کام تمام نہیں کر تی۔ کیون انکو خسف نہیں کیا جاتا۔ مگر کیا کریں۔ اسیوقت تیرا کلام پاک جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت قدر ومنزلت وتوقیر وعزت میں ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال) یاد آجاتا ہے کہ حضور سرور عالم رسول کریم رؤف ورحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کیوجہ سے ان لوگوںپر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور ہی

یہ قوم یا لوگ دنیا میں بھی معذب ہوئے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں اور نہ ہی کوئی شبہ ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالےٰ کو سخت ناپسند اور غضب لانیوالی ہیں جس سے ایمان کا تو صاف صفایا ہے۔ جو سب سے بڑا عذاب ہے۔ عبرت!!

دوسرا فقرہ آپ کا کہ "اگر نبی علیہ السلام کا خیال آویگا تو ضرور ہے اسیکساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت و مرتبت کا خیال آوے یہ مذموم ہے" درج ہے۔ جس سے آپکے ایمان کا ستیاناس ہوگیا۔ تمام علماء کا اسبات پر اتفاق ہے کہ اس قسم کے الفاظ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان مبارک میں سخت سب وشتم ہیں۔ جنکا حکم کتب معتبرات سے کفر و ارتداد کا لکھا جاچکا ہے۔ افتدیم کر اب میں۔ کچھ کسیقدر تفصیل کیساتھ قرآن شریف و احادیث شریف سے ایسی کلام کا کفر ہونا ثابت کرتا ہوں۔ میں آپ کے امام الطائفہ اور آپ کے الفاظ کو دوہرانا نہیں چاہتا۔ اور اسکو بھی کفر سمجھتا ہوں۔ العیاذ باللہ۔ مگر بقول عرب كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ جس برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی برآمد ہوتا ہے۔ پیشاب کے قارورہ سے کبھی گلاب نہیں نکل سکتا ہے۔ مبارک ہو۔

سنئے!! نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے یا جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سب سے پہلے قرآن شریف میں سورہ فاتحہ ہے جسکا نماز میں پڑھنا فرض اور واجب ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں واجب ہے۔ جب نمازی مسلمان اس سورہ کو پڑھیگا فوراً اسکا خیال اسطرف جائیگا کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئی جو ہمارے شفیع اولوالعزم رسول ہیں۔ جب نمازی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن پڑھیگا کہ میں حمد اور تعریف کرتا ہوں اللہ تعالےٰ کی جو تمام جہانوں کا رب پروردگار ہے۔ اسوقت تمام جہان نمازی کے خیال میں آویگا جنکے سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ پھر صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ہمکو ان لوگوں کا راستہ دکھلا جنپر تو نے انعام کیا ہے۔ جو انبیاء۔ اصدقا۔ اور شہداء۔ صلحاء مؤمنین ہیں۔ وہ سب خیال آوینگے۔ جنکے سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں نیز صراط مستقیم نام پاک ہی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معًا نمازی کا خیال حضور کی طرف منعطف ہوگا

باایمان اور محب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہو۔

تمام قرآن شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر انکی شان مین نازل ہوا جسمین اللہ تعالیٰ متکلم ہے۔ اور حضور مخاطب ہین جگہ جگہ لفظ قل اور کاف خطابیہ اور خاص نام مبارک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور احمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم درج ہے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوگا۔ اور قرآن شریف پڑہنا شروع کریگا۔ معاً حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال بہرحال دلمین آویگا۔ اور آنا بھی ضروری ہے۔ اور عظمت اور مرتبت انکی دلمیں ہوگی بہرحال ہوگی اور ضرور ہوگی۔

سورۂ فتح میں جب نمازی پڑہیگا محمد رسول اللہ والذین معہ الآیہ تولامحالہ حضور کا ہی خیال دلمین آویگا۔ اور ساتھ ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال ضرور آئے گا۔ پھر جہاں جہاں یاایہا الرسول۔ یاایہا النبی یاایہا المزمل۔ یاایہا المدثر۔ یٰس۔ طٰہٰ۔ انا اعطیناک الکوثر اے نبی اور نبی رسول۔ اے جہرمٹ مارنیوالے اے سردار۔ طٰہٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تحقیق ہمنے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ گویا نماز میں قرآن شریف پڑہنے والا نمازی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دل میں خیال کئے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتے۔ اور نہ کسی نمازی کی نماز سوا اس کے ہوسکتی ہے۔ وہ نماز ہی نہیں جسمیں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ آپ کو نمازیں پڑہنے کیلئے ایک نئے وہابیہ کے قرآن کی ضرورہی ضرورت ہے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام پاک اور ذکر تک نہ ہو۔ نیا قرآن پیدا ہونا یا بننا تو مشکل ہے۔ اسلئے بہتر ہوگا کہ آپ اپنی نمازوں میں وید دں۔ شاستردں۔ پرانوں پوتھیوں۔ گرنتھوں۔ رامائن۔ مہابھارت کے پڑہنے کی تجویز کرکے شروع کردین تاکہ اس شرک سے نجات ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو بغض اور عداوت ہے پوری ہوجائے۔ تعجب یہ کہ مولوی اشرفعلی صاحب کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ اُن کے مرید بڑے شوق سے پڑہیں۔ اور ذرہ بھر نہ پیر کا نٹانہ جمے۔ اور اگر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو ایسی ناپاک قبیح تشبیہ

دیجائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور ہوش سے سنئیے۔ بہتر ہوگا۔ کہ التحیات اور درود شریف کو بھی تشہد میں پڑھنے کو نمازوں سے نکال ڈالیئے کیوں ایسا شرک پنجوقتہ نمازوں میں آپ لوگ کرتے ہیں۔ اور بیل اور گدھے میں غرق رہتے ہیں۔ مرد بنئے چکڑالوی عبداللہ کیطرح التحیات اور درود شریف کو نماز سے خارج کیجئے۔

ہم اہل سنت وجماعت اپنی نمازوں میں التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید پڑھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ نماز میں اسکا پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ پڑھیگا تو نماز خراب ہوگی اور یہی حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا بھی ضروری ہے ورنہ نماز ناقص ہوگی۔ آپ کی تسلی کیلئے مسلمانان اہل سنت وجماعت کی کتب معتبرات سے دکھلاتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں کہ مولوی اسمٰعیل آپکے امام الطائفہ نے جو یہ ناپاک وگستاخانہ تشبیہ دی ہے۔ اور جسکو آپ نے تصدیق کرکے کہا کہ یہ حق ہے کونسی آیت یا حدیث یا آثار یا کتب فقہ یا کسی امام یا مجتہد یا مفتی کا قول عرب وعجم کا ہے۔ اسکو پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کے امام الطائفہ اور آپ ایسے عقیدہ رکھنے والے سب کے سب کافر اسلام سے خارج ہیں۔ اور ساب اور شاتم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

تشہد نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننے کا ثبوت

۱۔ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول صفحہ ۲۳۸۔ ویقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ لا الاخبار عن ذالک ذکرہ المجتبی۔ ترجمہ اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے انکے معنے بطور انشاء کے نمازی کو مقصود ہوں یعنے انکا ایجاد اسیوقت سمجھے تصور کرے اس طرح کہ گویا نمازی اللہ تعالیٰ کو تحیت پہنچاتا ہے اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اور اپنے نفس اور اولیاء کرام پر سلام بھیجتا ہے۔ نہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے خبر دینا اور حکایت کرنا اس حال کا ذکر کیا ہے۔ اسکو مجتبےٰ میں۔ بلفظہٖ

۲۔ ردالمختار شرح درمختار معروف بشامی جلد اول صفحہ ۲۴۳۔ بموجب وموافق بالا۔

۳۔ مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول باب چہارم صفحہ ۳۱۹۔ اور جب تشہد کیلئے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں خواہ صلوات ہو یا طیبات یعنے اخلاق طاہر وہ سب اللہ کیلئے ہیں اسیطرح ملک خدا کے لئے ہے اور یہی معنے التحیات کے ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بلفظہٖ

۴۔ میزان امام شعرانی جلد اول صفحہ ۱۸۲ سطر ۱۴ مطبوعہ اکمل المطابع دہلی ۱۲۸۶ھ ہجرا اور مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۹-۱۴۰۔

سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی التشھد لینبہ الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علی شھود نبیھم فی تلک الحضرۃ فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ تعالیٰ ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ۔ بلفظہ۔ ترجمہ یعنے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اسلئے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کیساتھ بیٹھتے ہیں

اور نہیں آگاہ فرما دے۔ کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں۔ اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے۔ پس بالمشافہ (سامنے) حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

۵۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول باب تشہد صفحہ ۴۰۲

حدیث شریف از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وعا بخیر وسلامت ست بر تو اے پیغمبر ومہربانی خدا وافزونیہائے خیر وکرم وے و وجہ خطاب بآنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجہت ابقائے این کلام ست بر آنچہ در اصل بود کہ در شب معراج از جانب پروردگار تعالیٰ وتقدس بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطاب بسلام آمد پس آنحضرت در حین تعلیم است نیز بہمان لفظ اصل گذاشت تا ایشاں رایاد گرو آن حال گردد نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مؤمنان وقرۃ العین عابدان ہست **در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر آن کہ وجود نورانیت وانکشاف درین محل بیشتر وقوی تر ہست۔** و بعضے عرفا گفتہ اند کہ این خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ ہست در ذرائر موجودات وافراد ممکنات۔

پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر ست پس مصلے باید کہ ازین معنے آگاہ باشد وازین شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد۔ بلفظہ۔

۶۔ حدیث شریف نسائی مطبوعہ نظامی صفحہ ۴۰۳۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رأیت فی مقامی ھذا کل شیء وعدتم یعنی دیکھا میں نے اپنے اس مقام میں ہر چیز کو جسکا مجھکو وعدہ دیا گیا۔ اور حاشیہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ میں علامہ اکمل الدین حنفی صاحب عنایہ شرح ہدایہ میں مشارق سے منقول ہے۔ فی قولہ مقامی یجوز ان یکون المراد بہ المقام الحسی وھو المنبر ویجوز ان یکون المراد بہ المقام المعنوی وھو مقام المکاشفۃ وتجلی عن حضرۃ الملک والملکوت والارواح والغیب الاضافی والغیب الحقیقی فانہ البرزخ الذی لہ

التوجہ الی الکل کنقطۃ الدائرۃ صلوٰۃ اللہ والسلامہ یعنے علامہ مذکور اپنی
شرح حدیث میں فرماتے ہیں کہ مقام سے مقام حسی ہے۔ اور وہ منبر ہے یا
مقام معنوی اور وہ مقام مکاشفہ ہے اور روشن اور حاضر ہونا۔ ملک اور
ملکوت اور ارواح اور غیب اضافی اور غیب حقیقی کا اسواسطے کہ نبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم خالق و مخلوق میں برزخ و متوسط ہیں تمام کیطرف آپ متوجہ ہیں
مانند مرکز دائرہ کے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے
ہر شئے کیطرف متوجہ ہیں۔ جیسے مرکز دائرہ ہر نقطہ محیط کیطرف ہوتا ہے
جسکو آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

۷۔ مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۲۷۶۔ سطر ۱۲۔ حکایت۔ شیخ ابی العباس مرسی سے کہا کہ اگر پوشیدہ ہو
جمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے ایک پل (لمحہ) تو میں اپنے تئیں مسلمانوں
سے نہیں گنتا۔ یہ محمول اوپر ہمیشگی کے ہے۔ بلفظہ۔

۸۔ ضابطہ رابطہ مصنفہ حضرت مولنا مولوی فاضل مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری انبہٹوی صفحہ ۳۰۔ سطر اول۔

وقد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہما
انہم کانوا یقولون لو احتجبت عنا رویۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
طرفۃ عین ما اعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین۔ بلفظہ۔ اور تحقیق حضرت
ابی الحسن شاذلی اور اون کے شاگرد ابی العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہما سے ہے
کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لحہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہمسے
پوشیدہ ہوجائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کرتے۔

۹۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۹۲ مطبوعہ امرتسر۔ بعضے از آداب پیر وشرائط ضروریہ در معرض بیان
آوردہ میشود بگوش ہوش باید شنید۔ بدانکہ طالب را باید کہ روے دل خود را
از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد و با وجود پیر بے اذن او بنوافل و اذکار

نپردازد و در حضور او بغیر او التفات ننماید و بکلیت خود متوجہ او بنشیند حتے کہ بہیچ کہ ہم مشغول نشود ۔ بلفظہ

۱۰۔ ایضاً مکتوب نمبر ۱۳۱ جلد ثانی (در تصور شیخ) این نعمت عظمیٰ و دولت سعادتمندان را میسر است ۔ تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود داند و در جمیع اوقات متوجہ او باشد ۔ بلفظہ ۔ صفحہ ۱۰

۱۱۔ حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی

ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنویہا بذکرہ و اثباتا للاقرار برسالتہ واداء لبعض حقوقہ ۔ بلفظہ ترجمہ پھر اسکے بعد (التحیات) میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اختیار کیا انکا ذکر انکا بلند کرنیکو اور انکی رسالت کا اقرار ثابت اور انکے حقوق سے ایک فرد ادا کرنیکے لئے ۔

۱۲۔ سبیل الرشاد مصنفہ حضرت محمد عاشق علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ ۔ اگر وقت دوری شیخ سبب استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل وضو ساختہ نماز گذاردہ و تنہا نشستہ صورت شیخ کہ از وے فیض میجوید بجمع ہمت و دفعہ خطرات ملاحظہ نمایند ۔ بلفظہ ۔

۱۳۔ انوار محمدی مصنفہ شیخ محمد غوث محدث تھانوی علیہ الرحمۃ (جن سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کچھ حدیث پڑھی تھی) (باید کہ مرشد وے را یعنے مرید را) بوقت پراگندگی خاطر و عدم جمعیت برائے ملاحظہ صورت خود بدین معنے امر فرماید ۔ صورت مرا و اوضاع مرا و اخلاق مثل ریش و خال و خد و لباس وغیرہ آنچنان بصورت مثالیہ خود منقوش خاطر کن کہ در آن محو گردی ۔ الخ

۱۴۔ امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی مرشد مولوی خلیل احمد صاحب براہین قاطعہ اس کتاب کا نام ہی مصنف نے اپنے مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے نام پر رکھا ہے صفحہ ۱۰ سطر ۲

ہم مرید۔ بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جاکہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور ست اما روحانیۃ دور نیست چون این امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اورا القا خواہد کرد مگر ربط تام شرط ست و بسبب ربط قلب شیخ لسان قلب ناطق میشود و بسوئے حق تعالیٰ راہ میکشاید و حق تعالیٰ اورا محدث میکند۔ للخ بلفظہ

لیجئے ان سب بزرگوں پر فتوے کفر و شرک لگا دیجئے بالخصوص مولوی رشید احمد صاحب اپنے بزرگ پر تو ضرور ہی لکھئے شائد آپ کہیں مولوی رشید احمد صاحب اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے تھے اور انہوں نے توبہ کرلی تھی۔ مگر محض غلط وہ تحریر دکھلایئے جسمیں انہوں نے توبہ کی ہو۔

۱۵۔ مصباح الہدایت ترجمہ عوارف حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۶۵۔ سطر ۵

پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہ تعالیٰ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر داند تا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود و از مخالفت او سراً و اعلاناً شرم دارد و ہیچ دقیقہ از دقائق آداب صحبت او فرو نگذارد۔ بلفظہ

یہ بھی وہابیہ کش اور قاطع الوہین تحریر ہے۔

۱۶۔ مسک الختام مصنفہ نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپالی مجتہد وہابیہ صفحہ ۲۴۴ - نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت۔

و نورانیت و انکشاف درین محل بیشتر و قوی است و بعضے از عرفا ء قدس سرہم گفتہ اند این خطاب سریان حقیقت محمدیہ ست علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر ست پس مصلے باید کہ ازین معنے آگاہ باشد و ازین شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔ آرے

در رہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیان و دعا میفرستمت بلفظہ۔

دیکھئے۔ نواب صاحب وہی فرماتے ہین جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین فرما چکے ہین جو نمبر ۵ پر درج ہو چکا ہے۔ یعنے (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مؤمنین اور عابدون کے آنکھون کے سامنے ہر وقت ہین۔ (۲) تمام حالات اور خصوصًا عبادات کیوقت نورانیت کا انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے یعنے اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ توجہ مبذول ہوتی ہے (۳) بعض عارفون نے فرمایا ہے۔ (۴) پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے نمازیون مین موجود اور حاضر رہتے ہین (۵) پس نمازیون کو لازم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے آگاہ رہیں۔ (۶) اور نمازیون کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود یعنے حاضری اور موجودگی سے غافل نہون (۷) تاکہ نمازی انوار قرب اور اسرار معرفت سے منور اور فائز ہو۔

لیجئے! اپنے نواب صاحب پر بھی اپنا فتوے جھونک دیجئے۔ اور کفر لگا دیجئے۔ العیاذ باللہ۔

مفتی جی! صوفیا کرام رحمۃ اللہ علیہم سلاسل اربعہ کا مشہور اور مسلمہ مسئلہ تصوّر شیخ یا رابطہ بالشیخ ہے جو فرماتے ہیں کہ والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علے وصف المحبۃ والتعظیم یعنے بڑا رکن سلوک مین تصور شیخ ہے جو محبت اور تعظیم کے طریق پر کیا جاتا ہے۔ کہ شیخ کی صورت کو ہر وقت دل مین

رکھنا۔ اگر تمام کتابوں کی عبارتیں لکھی جائیں تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو۔ بخوف اطناب ترک کرتا ہوں۔
تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ یہ کلمات گستاخانہ جو آپکے امام الطائفہ اور آپ نے استعمال کئے ہیں۔ اور ایذاء رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچتی ہے جو کفر ہے اور یہ کام اسلام سے خارج شدہ لوگوں کا ہی ہے اور صریح گالیاں ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذاباً مہیناً۔ یعنے جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور اُنکے لئے عذاب ذلیل کرنیوالا تیار کیا ہے۔
نکتہ۔ یہ لفظ۔ لعنت کا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اسکے اعداد جمل پانچسو پچپن ۵۵۵ ہیں اور ادہر جملہ "مولوی اسمٰعیل دہلوی نالایق" کے اعداد جمل بھی وہی پانچسو پچپن ۵۵۵ ہی ہیں۔
دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم۔ جو لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اونکے لئے عذاب ہے درد دینے والا ہے۔
نکتہ۔ اس آیت شریف میں نکتہ یہ ہے کہ جملہ اعداد جمل آیت شریف ولہم عذاب الیم کے نوسو انتیس ۹۲۹ ہیں اور ادہر فقرہ مولوی اسمٰعیل دہلوی و فرقہ نا لو ہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل نوسو انتیس ہی ہیں ۹۲۹۔ یہ خدا کی طرف سے مبارک ہو میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص کسیکے باپ کو گالی دے یا کسی بری تشبیہ سے نسبت کرے جو وہ بھی گالی ہے۔ تو وہ اس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے اور اُسکی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا اگر بس چلے تو اوسکی جان مار دے لیکن افسوس ان دہارمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیجاتی ہیں اور بری بری تشبیہیں لکھی جاتی ہیں تو نام کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور عذر گناہ بدتر از گناہ تاویلیں لا یعنی کیجاتی ہیں۔ اور بلا تاویل انکی

گالیوں اور توہینوں کو قبول کرکے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ حق ہے اُف اور تف ہے ایسی نام کی مسلمانی پر الٰہی ہمیں انسے اور انکے شر سے بچا آمین دو کتابوں کی عبارت جو نہایت معتبر ہیں عبرت کیلئے درج کرتا ہوں۔

۱۔ کتاب الخراج مصنفہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ شاگرد رشید حضرت امام الائمہ سراج الامۃ امام ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ۔ ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امرءتہ۔ یعنے جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بُرا کہے یا گالی دے یا جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرح کا عیب لگاوے یا کسی طرح حضور کی شان گھٹادے وہ یقینا خدا کا منکر اور کافر ہے۔ اوسکی جورو اسکے نکاح سے نکل گئی۔

۲۔ درمختار۔ الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔ جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اوسکی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اسکے عذاب کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

میں کہتا ہوں۔ یہ لوگ شیعہ قوم سے بھی کئی درجہ بڑھ گئے وہ تو صرف اصحاب ثلثہ یا دیگر صحابہ کی گستاخی کرتے ہیں یا تبرا کرکے اہل سنت جماعت سے نکل گئے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی پر اسقدر دست اندازی اور اہانت نہیں کرتے جیسے ان لوگوں وہابیہ نے اور دیکھو مجاہد کھی ہے یہاں میں اپنے وطن بمقام پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور ایک مسجد میں مسلمانوں کی درخواست پر مختصر سا وعظ کرنیکا ذکر کرتا ہوں۔ اوسمیں وعظ کے بعد ایک شیعہ کیطرف سے اصحاب ثلاثہ کی نسبت اعتراض ہوا۔ اور اُسکا جواب دیا گیا۔ اعتراض عجیب تھا اور اسکا جواب بھی عجیب و غریب ہوا۔

ایک شیعہ کی طرف سے اعتراض ۲۸ شوال سنہ ۱۳۳۲ھ

شیعہ۔ قرآن میں آیت ہے انا من المجرمین منتقمون ہم مجرموں سے بدلہ لیا کرتے ہیں

بننے والے ہیں اس کے اعداد جمل بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں جو مطابق ہوتے ہیں۔ اعداد ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ کے نام سے یعنے ان ناموں کے بھی ۱۲۰۲ سو دو اعداد جمل ہیں۔ اس لئے ہر سہ صحابہ مجرم ہیں جنسے اللہ تعالے بدلہ لیگا۔ نقل کفر کفر نباشد۔

مختصر جواب لطیفہ نازیبا از جانب احقر راقم الحروف

یکم - ایسے اعداد کا اعتبار نہیں جب تک انکی واقعات سے تصدیق نہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جان نثاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کی کہ وطن چھوڑا گھر بار ترک کیا۔ خدا کے راہ میں شہید ہوئے۔ اور اسلام کو شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً پھیلایا اور انتقال فرمانیکے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم مبارک میں جگہ لی۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی انکا بھی خمیر تھا۔ اور ایک ہی جگہ کی خاک مبارک تھی۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو خسر اور داماد اپنا بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر انکے گھر میں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر پاک اختر بھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے عطا فرمائیں۔ پھر ایسے بزرگ عالی مرتبت جان نثار مجرم کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ بات محض غلط ہے۔

دوم - یہ نام حضرات ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رضی اللہ عنہم کو لئے اصحاب ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزندان بھی تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے بھی تھے۔ شیعہ صاحب فرمائیں کہ وہ ہر سہ بزرگ کو لئے ہیں جنپر آیت شریف کے اعداد منطبق کئے جا سکتے ہیں۔ مگر اسکا فرق کبھی بتلا بھی نہیں سکتے نعوذ

تمام دنیا کے شیعہ جمع ہو جائیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا۔

سوم - ہمارا سنیوں کا ایمان یہ ہے کہ اس آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان حضرات مندرجہ بالا اور خلفاء راشدین وصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو ایذاء دی جنکے اعداد آیت شریفہ میں ہیں۔ اینے اللہ تعالٰی بدلہ لینے والا ہے۔ قیامت کو وہ مجرم قرار دیئے جا کر دوزخ کے حوالے ہونگے۔ اور مشہور مجرم۔

چہارم یہ ہیں۔ عبد اللہ بن سلول وہ مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہک لگایا۔

(۲) فیروز غلام ہے جس مردود مجرم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

(۳-۴) سار-سودان یہ وہ دو شخص مردود اور مجرم ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

(۵) ابن ملجم وہ مردود مجرم ہے جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا۔

(۶) یزید وہ خبیث مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت امام حسنین رضی اللہ عنہما کو شہید کروایا۔ پس ان چھ مردود مجرموں کے ناموں کے اعداد بارہ سو دو ۱۲۰۲ انکے برابر اس آیت شریف کے ہیں فہو المراد۔ شیعہ صاحب سنکر حیران ہوئے اور اس عقیدہ سے باز آگئے الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔ اسپر ایک استفتاء[1] کیا گیا ہے جو حاشیہ پر درج ہے۔

---

[1] **استفتاء وفتوی الہامی**

علماء کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیۂ کریمہ انا من المجرمین منتقمون کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں اور یہی عدد ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کے ہیں یہ کیا بات ہے۔ بیّنوا توجروا المستفتی

قاضی فضل احمد لودھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۲۹ھ

الجواب روافض لعنہم اللہ تعالٰی کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سر و پا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۳ ویا درہوا یرہے اوّلاً ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں۔ اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیع ہے

ثانیاً۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر۔ عمر۔ عثمان ہیں رافضی نے آیت کو ادہر پھیرا کوئی ناصبی ادہر پھیر دیگا۔ اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیگئے اور ارشاد فرمایا اروني ابني ما ذا سميتموه مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تمنے اسکا کیا نام رکھا ہے مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لیگئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تمنے اسکا کیا نام رکھا۔ مولےٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا حضرت علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بیٹوں پر رکھے۔ شبر شبیر مشبر حسن حسین محسن ان سے ہموزن وہم معنے اس سے مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام انبیاء کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر۔ عمر۔ عثمان غنی۔ عباس وغیرہم رکھے

ثالثاً رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیر المؤمنین عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔ ہاں او رافضی (۱) بارہ سو دو عدد کا ہے کے ہیں۔ ابن سبا رافضہ کے (۲) ہاں او رافضی بارہ سو دو عدان کے ہیں ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی ابن بابویہ قمی طوسی حلي (۳) ہاں او رافضی اللہ عز وجل فرماتا ہے ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيء۔ بیشک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں۔ روافض اثنا عشریة شیطنیة اسمعیلیة کے اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہیئے تو یہی عدد ہیں روافض اثنا عشریة و نصرية واسماعيلية کے (۴) ہاں او رافضی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لهم اللعنة ولهم سوء الدار۔ اُن کے لیئے ہے لعنت اور انکے لیئے ہے بُرا گھر اسکے عدد ۴۴۴۶ ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے (۵) نہیں او رافضی بلکہ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم وہی اب رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں انکے لیئے انکا ثواب ہے اسکے عدد ۴۴۵ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر۔ عمر عثمن علی سعید کے (۶) نہیں او رافضی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ یعنے رافضی کا تو ماشاء اللہ دبیہ نہیں بلکہ قیمہ ہوگیا۔ اب مجال دم زدن نہیں فقیر نے یہ کرامت اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت والجماعت بچشم خود ملاحظہ کی۔ کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات اور اعداد کی مطابقت زبان فیض ترجمان الہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گذر چکی تھی۔ واللہ باللہ اعداد اخیار و اشرار کے اسماء کے بلا سوچے اور تامل کئے فرما دیئے کہ فقیر سوائے اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیحضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القاء ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے پیشتر جب کہ اعلیحضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معترض پر نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معًا بلا تفہیم و تامل کے یوں فرمایا۔ جناب نے فرمایا کہ لکھو۔ فقیر نے تعمیل حکم اس طرح یہ کی۔ آیت قرآنی (۱) اَفْلَكِنَّهُم اِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ کے اعداد ۹۶۸

بقیہ حاشیہ۔ صفحہ ۴۶۴

ونورھم وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں انکے لئے ہے انکا ثواب اور انکا نور کے عدد ۲۹۱۶ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر و عمر عثمان علی طلحہ زبیر و سعد کے (۷) نہیں نہیں رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اسکے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں انکے لئے ہے انکا ثواب اور انکا نور۔ آیۂ کریمہ کے عدد تین ہزار تین سو سولہ اور یہی عدد ہیں۔ صدیق۔ فاروق۔ ذوالنورین۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ سعید۔ ابو عبیدہ۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے۔ الحمد للہ۔ آیۂ کریمہ کا تمام و کمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا۔ اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالے عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلًا تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔ کچھ روشن سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیات مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے۔ اگر لکھکر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اسقدر بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

جو برابر ہیں رشید احمد گنگوہی کے (۲) ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا ابجد اسلامہم کے بارہ سو چونسٹھ (۱۲۶۴) ہیں جو برابر ہیں اشرفعلی صاحب تھانوی کے (۳) آیت شیطانا مرید العنہ اللہ کے اعداد ۱۴۲۶ ہیں اور وہی عدد ہیں (محمد قاسم صاحب نانوتوی) کے سبحان اللہ وبحمدہ کیا قدرت الہیہ کا تماشا اور تقدیر الہی کا نظارہ ہے - کہ اللہ تبارک و تعالی نے اپنے علم میں ان لوگوں کی حالت کا نقشہ درج کر رکھا ہے - جو بندگان رب العلی اور خاصان بارگاہ خدا اس قسم کے کشف اور الہام سے بیان بیان فرماسکتے اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں - ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۱۲ علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ ہم سنی ہین اور لفظ سنی کے (۱۲۰) ایکسو بیس عدد ہیں اور محب علی کے بھی وہی ہیں - اور لفظ شیعہ کے عدد تین سو پچاسی (۳۸۵) ہیں - اور یہی عدد ہیں شیطانیہ کے ۱۲ ؛

قولہ - مطالبہ نمبر ۴۱ کا نماز میں اللہ کیطرف دھیان لگانا چاہئے یا نبی علیہ السلام کیطرف اگر صرف اللہ ہی کیطرف دھیان لگانا چاہئے - توکیا نبی علیہ السلام کا اسوقت دھیان آنا یا کسی اور کا دھیان اول کے مضر ہے کہ نہین اگر مضر ہے تو مذموم ہے کہ نہین - بلفظہ صفحہ ۱۳۱ - سطر ۴ ۲

اقول - مفتی جی! آپ کی منطق قابل داد ہے صغری کبری آپ کا مثل جماد قابل ضماد ہے - اگر صرف دھیان ہی لگانا ہے - تو نماز کی کیا ضرورت ہے - صرف مراقبہ میں دھیان لگا لیا کرین کیونکہ نماز میں تو قرآن شریف پڑھنا پڑے گا - جسمین ہر لفظ لفظ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دھیان یا خیال آویگا - اور ضرور آئیگا - پھر تشہد میں لازمی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال آئیگا - بلکہ اونکو اپنے سامنے حاضر و ناظر جاننا پڑے گا - اور درود شریف پڑھنا پڑیگا - گویا کوئی وقت خالی نہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال نہ آئے - پس وہابیہ نجدیہ کو نماز ترک کرکے کوئی سندھیا (نماز ہنود) بنانی چاہئے - اور تصور شیخ جو انکی بزرگوں

کیطرف سے ضروری طور پر رائج ہے اوسکو بھی تجیر باد کہنی چاہیئے - اور ہنر فتوئے کفر اور شرک جاری کرکے پکے پکے بننا چاہیئے -

باقی دوسطابے اسی قبیل کے بیہودہ ہیں جکے نقل کرنے میں دل کانپتا ہے آپنے لکھا ہے کہ اگر نماز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو اونکو ذلیل سمجھنا چاہیئے - العیاذ باللہ - کسی مسلمان کا خواہ کسی فرقہ کا ہے یہ عقیدہ نہیں لیکن وہابیہ - دیوبندیہ کا بڑے زور سے اور یہ بھی کہ وہ کتاب جس میں یہ عقیدہ لکھا ہے - اور اس مسئلہ مردودہ کو درج کیا ہے آپ کو امام الطائفہ کے مجاہدین کو پہنچتا ہے ابھی لانے ہیں اور دیوبندیوں کے حوالہ کی ہے - جو قرآن شریف واحادیث شریف واجماع امت کو برخلاف ہے جو ہمنے یا ہمارے باپ دادانے بھی ایسا مسئلہ نہیں سنا جو اسلام سے خارج ہے -

میں کہتا ہوں - قرآن شریف میں جگہ جگہ پیغمبران علیہم السّلام کے نام اور انکا تذکرہ تعلیم کیسانہ موجود ہے - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرکے احکام اور امر ونواہی موجود ہیں اور سورہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لیسین - طٰہٰ - المزمل - المدثر - سورہ ابراہیم - سورہ یونس - سورہ یوسف - سورہ ہود - سورہ مریم - سورہ کہف - سورہ انبیاء - سورہ لقمان - سورہ نوح علیہم السّلام قرآن شریف میں موجود ہیں جنکی تلاوت نماز میں کیجاتی ہے - گویا تمام قرآن شریف انبیاء علیہم السّلام اور فرشتگان الٰہی کے تذکرہ سے پر ہے - ان سب کو نماز پڑھتے ہوئے مذموم اور ذلیل سمجھنا چاہیئے - اور جب نماز میں نعزروہ و توقروہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور عزت اور تعظیم کرو - پڑہا جائے تو قرآن شریف سے اوس آیت شریف کی جگہ تذللوہ وتحقروہ لکھنا چاہیئے اور جہاں وللہ العزۃ ولرسولہ آئے - وہاں نعوذ باللہ اور کچھ کرلنے چاہیئے - اگر کلمات کفر آپ کے جمع کئے جائیں تو آپکیلئے بار کی سجاوٹ تیاری ہوجاوے وہابیت کیا ہے جہنم کے لئے عمدہ سے

سرٹیفکیٹ ہے۔ مبارک ہو۔

باب شانزدہم عقیدہ نمبر۲۱

عقیدہ نمبر۲۱۔ وہابیہ دیوبندیہ (کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں) سبیل الرشاد مولوی رشید احمد

۲۱

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۵۔ بر عقیدہ نمبر ۲۱۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ سبیل الرشاد کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اسمیں ہے۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں۔ اگرچہ سبیل الرشاد میں بعینہ یہ الفاظ نہیں جو آپ نے لکھے ہیں۔ پھر ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۲۔ سطر ۹۔

اقول۔ مفتی جی! پھر آپ اپنی عادت معہودہ پر آگئے کہ عبارت کا انکار کرنے لگے۔ لیجئے پہلے میں سبیل الرشاد کی اصل عبارت لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ کی غلط بات کی غذا پوری ہو جائے وھوھذا۔

البتہ چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں لاریب امر زبون ہے

بلفظہ صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۹۔

میری عبارت اور اصل عبارت میں جو فرق ہوا وہ صرف یہ ہے کہ لفظ مذموم کی جگہ لفظ زبون لکھا ہوا ہے۔ لفظ مذموم عربی ہے جسکے معنے بد کے ہیں یعنے برے۔ اور لفظ زبون فارسی ہے اسکے معنے بدتر کے ہیں دیکھو کتب لغت۔ الحمد للہ میرے لکھنے سے اصل عبارت کے لفظ زبون کے معنے اور بھی زیادہ خراب اور سخت بجائے بد کے بدتر نکلے۔ گویا مولوی رشید احمد مصنف کتاب سبیل الرشاد کے نزدیک اور تمام دیوبندیوں کے نزدیک تمام علماء حرمین شریفین زادہما اللہ

شرفا و تعظما اور علماء عرب و عجم سب کے سب بے علم اور بیخبر ہیں۔ جنکو ان چہار مصلوں کی زبونی معلوم نہوئی اور مولوی رشید احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی غیر مقلدوں کی صحبت سے ایسی علمیت اور افضیلت حاصل ہوئی۔ کہ کسی عالم مفتی حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کو آجتک سینکڑوں سال گذر گیا، معلوم ہی نہوا۔ اور نہ کسی نے ایسا لکھا یہی سبب ہے کہ دیوبندی علماء علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما سے افضل ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ چونکہ یہ ہر چہار مصلے جو بحکم سلطان وقت اولی الامر کے و بالاتفاق علماء و مفتیان وقت بغرض اصلاح مسلمین و رفع تنازعہ کئے گئے تھے۔ وہابیہ کے نزدیک بدتر (زبون) ہیں۔ اسی طرح تقلید شخصی بھی انکے نزدیک بدتر ہے۔ درانحالیکہ بادشاہوں کا حکم خدا تعالےٰ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیۃ نساء یعنے اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالی کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اور حاکموں بادشاہوں اور مجتہدوں کی جو تم میں سے ہیں۔ پس اس آیت شریف پر عمل کرنیوالے مسلمان انکی اطاعت واجب جانتے ہیں۔ دیکھئے

۱۔ تفسیر عزیزی سورۂ بقر صفحہ ۸۶۔ کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است۔ شش گروہ اند از انجملہ سلاطین و امرا واہل عدالت اند۔ مثل قضاۃ و محتسبین و حکام کہ اوامر و نواہی ایشان در مصالح جزئیہ و حوادث یومیہ واجب الاتباع ہست درحق رعایا۔ بلفظہ۔

۲۔ ترجمہ حجۃ اللہ البالغۃ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ دہلوی۔ صفحہ ۲۳۴۔ سطر ۲۰

چوتھی صدی میں تقلید شخصی کا رواج ہوا اور سلاطین نے فقہ میں مناظرے کئے۔ بلفظہ۔

۳۔ خلاصہ تواریخ مکہ معظمہ صفحہ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴

(بعد تقرر تقلید شخصی کے) ۳۳۹ھ ہجری

اور بعد اس کے زمانہ فرج بن ظاہر برقوق بادشاہ کے آگ لگ گئی ۸۰۲ھ ہجری میں بعد اس کے بیسن ظاہری امیر الحاج مصر نے ۸۰۳ھ ہجری میں کعبۃ اللہ شریف کو از سر نو تعمیر کیا اور

مصلات اربعہ کو بھی ہیئات قدیمہ پر تعمیر کیا۔ بلفظہ۔

اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ ۸۰۳ھ سے پہلے کے بنے ہوئے تھے۔ جو پھر اوسی ہیئت پر تعمیر کئے گئے۔ اسی پر یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ جب تقلید شخصی ۳۳۹ھ میں قائم ہوئی تب سے ہی یہ مصلاۃ اربعہ بھی بحکم بادشاہ وقت مصلحتاً بنائے گئے تھے کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کئی بار تعمیر ہوا۔

۴۔ حدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ للعارف باللہ تعالیٰ سید عبد الغنی النابلسی الحنفی الدمشقی الجزء الاول صفحہ ۱۰۳۔

یہ کتاب ۱۰۷۶ھ میں لکھی گئی۔ نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے اس کے اقسام البدعت فصل ثانی میں ہے۔ وھو ھذا۔

وقد سئل بعض العلماء عن ھذہ المقامات المنصوبۃ حول الکعبۃ التی یصلون فیھا الآن باربعۃ ائمۃ علی مقتضی المذاھب الاربعۃ ما کانت السنۃ علی ذالک ولاعصر التابعین ولا تابعیھم

ولا عهد الائمة الاربعة ولا امروا بها ولا طلبوها. فاجاب بانها بدعة ولكنها بدعة حسنة لا سيئة لانها تدخل بدليل السنة الصحيحة وتقريرها في السنة الحسنة لانها لم يحدث منها ضرر ولا حرج في المسجد ولا في المصلين من المسلمين تمام اهل السنة والجماعة بل فيها عميم النفع في المطر والحر الشديد والبرد وفيها وسيلة للقرب من الامام في الجمعة وغيرها فهي بدعة حسنة ويسمون بفعلهم السنة الحسنة وان كانت بدعة اهل السنة لا اهل البدعة - لان النبي صلى الله عليه وسلم قال من سن سنة حسنة فسمى المبتدع للحسن مستنا فادخله النبي صلى الله عليه وسلم في السنة وقرر بذلك الابتداع وان لم يرد في الفعل فقد ورد في القول فالسان سني لا بدعي لدخوله لتسمية النبي صلى الله عليه وسلم فيما قرره من السنة وضابطة السنة ما قرره او فعله النبي صلى الله عليه وسلم وداوم عليه واظهره ومن جملة فعله ايضا قوله صلى الله عليه وسلم وسكوته على الامر لانه تقرير واذن في ابتداع السنة الحسنة الى يوم الدين. وانه ما دون له بالشرع فيها وماجور عليها مع العاملين لها بدوامها - اخرج الامام احمد بن حنبل ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة عن جرير عن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجرهم شئ الحديث ...... فيدخل في السنة تقريره صلى الله عليه وسلم كل بدعة حسنة ومنها الربط والمدارس والطرق والمصالح حيث نفع للمسلمين بالطريق وغيرها للمنافع - بلفظه - ترجمہ جو مصلات کعبۃ اللہ شریف کے گرد قائم ہیں۔ اور چاروں مذہب کیوجہ سے اب تک

چار اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں - بیشک بعض علماء سے انکی بابت سوال ہوا کہ نہ اس طریقہ پر حدیث ہے - اور نہ تابعین و تبع تابعین اور نہ ائمۂ اربعہ سے کوئی روایت ہے اور نہ انکا اسپر عمل تھا اور نہ اسے طلب کیا - تو جواب فرمایا کہ وہ بدعت ہیں لیکن بدعت حسنہ نہ سیئہ اسواسطے کہ وہ حدیث صحیح کے ارشاد و قبول سے نیک سنت میں داخل ہیں - اس لئے کہ اُنسے کوئی ضرر اور حرج نہ مسجد میں پیدا ہوا اور نہ عام سنی مسلمان نمازیوں میں بلکہ اونہیں عام نفع ہے - بارش اور سخت گرمیوں اور سردی میں - اور وہ جمعہ وغیرہ میں امام سے قریب ہونیکا وسیلہ ہیں تو وہ بدعت حسنہ ہیں - اور وہ لوگ اس نیک سنت کے کرنے سے اگرچہ نو پیدا ہے اہل سنت کہلائینگے نہ اہل بدعت - اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اسلام میں نیک سنت ایجاد کی تو نئی نیک بات نکالنے والیکو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سنت والا فرمایا اور اوسکو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سنت میں داخل کیا - اگرچہ حضور کے فعل سے ثابت نہیں ہوا - مگر حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے - اور اس نئے نکالنے کو مقبول رکھا - پس اُسکا نکالنے والا سنی ہے نہ کہ بدعتی - اسواسطے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت تقریری میں داخل ہے - اور ضابطہ سنت کا یہ ہے کہ ہر وہ کام کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مقبول رکھا یا خود ہمیشہ کیا اور اُسے ظاہر فرمایا - اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فعل میں سے حضور کا ارشاد فرمانا اور خاموش رہنا بھی ہے - اسلئے کہ وہ مقرر رکھنا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قیامت تک نئی بات پیدا کرنیکا اذن دیا - اور یہ کہ شرع سے اس نئے پیدا کرنیکا پیدا کرنیوالوں کو اذن ہے اور اسے اس کام اور جو اسپر عمل کرے اُن سب کا ہمیشہ ثواب ہے - امام احمد بن حنبل و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ

جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں۔ جو اسلام میں کوئی نیک طریقہ ایجاد کرے تو اسکے لئے اسکا ثواب ہے۔ اور قیامت تک جو اسپر عمل کریں ان سب کا ثواب ہے۔ بغیر اسکے کہ ان کے ثوابوں میں سے کچھ کمی ہو الخ تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر بدعت حسنہ کو مقبول رکھنا اسے سنت میں داخل کرنا ہے۔ انہیں میں سے خانقاہیں ہیں۔ مدرسے۔ اور سب منفعت اور مصلحت کی چیزیں جو راستوں وغیرہ پر مسلمانوں کے نفع کے لئے ہوں ختم ہوا ترجمہ۔ پس جب کہ یہ مصلات صدہا سال سے بحکم بادشاہ وقت خاص مصلحت سے بنائے گئے ہوئے ہیں جسپر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیماً کا اجماع حجت ہے اور اوسپر دلیل ہے حدیث شریف لا یجتمع امتی علی الضلالۃ میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہو گی اور دوسری حدیث شریف ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ موطا امام محمد علیہ الرحمۃ ص ۱۴۰ سطر ۲۔ یعنے جس چیز کو مسلمان اچھی اور نیک سمجھیں وہ اللہ تعالے کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے۔ پس ان مصلات اربعہ کو تمام دنیا کے علماء اور مسلمانوں نے نیک اور اچھا سمجھا۔ پھر کسی ایک دیو بندی گستاخ کے کہنے سے زبون کسطرح ہو سکتے ہیں۔ بلکہ کہنے والا خود زبون اور خارق اجماع ہے۔ ہاں بادشاہوں کے حکم سے ان مصلات کا بنایا جانا خود مولوی رشید احمد صاحب اسی اپنی سبیل الرشاد میں لکھتے ہیں۔ یہ طعن نہ علماء اہل حق مذاہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔ بلفظہ صفحہ ۳۳ سطر ۴۔ پس اس سے ثابت ہے کہ یہ مصلات اربعہ سلاطین اہل اسلام نے بنائے جو اولی الامر ہیں اونپر طعن ہے۔ حالانکہ اونکی اطاعت بحکم خدا ورسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں پر فرض ہے۔ پھر یہ مولوی کونسے کھیت کی مولی ہیں کہ اونپر طعن کی زبان کھولیں اور اپنی

اور اپنی رسوائی کرائیں۔ اور رسوائی کا اثبات اونکے ایسے لچر فتاوے ہیں جنکی شکایت آپ کے حد فاسد مولوی محمد صاحب لودہیانوی بھی اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں اسطرح کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

تحفہ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لودہیانوی صفحہ ۹۴-۹۵

ظاہر ہوگیا کہ فتوی مولوی گنگوہی کا انکے عشرے ہونے پر ضرور باطل ہے اور یہ ان مولویصاحب کی پہلی ہی خطا نہیں بلکہ اونکی عادت ہے اسی قسم کے مسائل ہیں جنکی حقیقت نہیں معلوم ہوتی مگر گہری نظر سے در حقیقت وہ مولوی صاحب اہل نظر[1] نہیں ہیں۔ کیونکہ :۔

(الف) پہلا فتوی یہ دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے وہ مرزا جس نے یہ دعوی کیا ہے۔ کہ اوسپر یہ حکم خدا کیطرف سے نازل ہوا ہے کہ ہمنے اوتارا اوسکو قادیان[2] کے قریب۔

(ب) پھر یہ فتوی دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے باوجودیکہ مرزا صاحب حضرت عیسی علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔

(ج) پھر مولوی صاحب نے یہ فتوی دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالے کے کہ اللہ سے کوئی سچا نہیں۔

(د) اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کردیا۔ باوجودیکہ شرط سلطان جو حنفیوں کے نزدیک ضروری ہے۔ نہیں پائی جاتی۔

(ھ) نیز جواز شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا فتوے دیدیا۔ باوجودیکہ پہلا فتوے اس پر تھا۔ کہ یہ کلمہ شرک ہے۔

(و) اور کفار کیواسطے جواز تعمیر مسجد کا فتوے دیدیا۔

(ز) اور یہ بھی فتوے دیا کہ جو مکانات کعبہ شریف کے گرد بنائے گئے جنکو مصلے کہتے ہیں وہ بدعت ہے۔

اور بھی مسائل ہیں جنہیں محققین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ بلفظہ۔

---

[1] اہل نظر نہیں ہیں یعنے نابینا ہیں۔

[2] قادیان ایک گاؤں ہے۔ ضلع گورداسپور میں۔

لیجئے لہ اس تحریر اپنے جد فاسد پر غور کیجئے اس سے ثابت ہے کہ مولوی رشید احمد کے فتوے یا تحریر کا کوئی اعتبار نہیں ہے - وہ اہل نظر نہیں ہیں - اور مصلیات اربعہ کو محققین کا راستہ لکھتے ہیں - خدا کے لئے اپنے بزرگون کی کتابون پر تو عمل کیجئے - یا یہ کہ آپ نے اس کتاب کو دیکھا نہیں اگر دیکھا ہے - تو یہ آپ کا ایمانی تقاضا ہے اور مفتی بننے کی امنگ ہیں جو چاہا سو کہدیا - مفتی جو ہوئے - مینے ایک راسبت گو وہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کسکو کہتے ہیں تو اوسنے مجھے جواب دیا کہ مفت خورون کو - مینے کہا سچ ہے وہابیہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں - اسم بامسمی -

قولہ - مطالبہ نمبر ۱۵ - کیا یہ مصلے نبی علیہ السلام یا خلفاء راشدین یا ائمہ نے مقرر کئے تھے - اگر یہی امر ہے تو اسکا ثبوت دیجئے ورنہ ہر وہ امر جو قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا ہو - اور اوسپر ادلہ اربعہ سے کوئی دلیل نہو اسے تمام متقدمین نے مذموم لکھا ہے بلفظہ صفحہ ۲۳ سطر ۱۲

اقول - آپ کے اس مطالبہ کا جواب آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ (مولود شریف) میں مفصل دیا جا چکا ہے - دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں - کسی ایک عالم کا متقدمین سے نام تو لکھا ہوتا جسنے مذموم لکھا ہو - یا جھوٹ بولنے کی عادت ہے - کیا مدرسہ دیوبند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم - یا خلفاء راشدین یا ائمہ نے مقرر کیا تھا - یا آپ کے جد فاسد مولوی محمد نے جو مسجد لودہیانہ میں لہ دو منزلی بنوائی وہ خیر القرون میں بنی تھی ؟ یہ مذموم ہے یا نہیں - میں پہلے لکھ چکا ہون کہ ہر امر جو خیر القرون میں ہوا ہو قابل عمل نہیں - مثلاً مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبروے دعوی نبوت کیا - اور اوس مسماۃ سجاح سے نکاح کرکے مہر میں صبح وعشا کی نمازیں معاف کر دین - اب آپ کو لازم ہے کہ مسیلمہ کذاب کی

لہ وہ منزلی مسجد جو لوگوں کے چندہ سے بنائی گئی تھی ۱۲ منہ

پیغمبری پہ ایمان لاویں۔ یا صبح وعشاء کی نماز معاف کر دیں۔ اور یزید علیہ ما یستحقہ نے شراب کو حلال کر دیا تھا تو آپ کو لازم ہے کہ شراب کو حلال جانکر پیا کریں کیونکہ خیر القرون میں یہ بات پیدا ہوئی تھی اسیطرح علم صرف ونحو وکلام۔ مدارس۔ خانقاہ۔ رباطین خیر القرون کے بعد پیدا ہوئے۔ انکے پڑھنے یا اونہیں رہنے کا انکار کریں۔ یا قرآن شریف جواب چھاپے کے موجود ہیں۔ انپر تلاوت نہ کریں۔ ورنہ ہوش ہیں آؤ۔ بیہوشی اچھی نہیں۔

قولہ۔ بضمن مطالبہ نمبر ۱۵۔ تفریق جماعت آپکے نزدیک مذموم ہے۔ اگر ہو تو کیا ان چار مصلوں کے ہونے سے جماعت میں تفریق پیدا نہیں ہوئی۔ اگر مذموم نہیں تو کوئی دلیل شرعی لاکر اس امر کو ثابت فرمائیے۔ بلفظہ صفحہ ۳۲۔

اقول۔ تفریق کا مسئلہ لکھدیا ہوتا کہ اسطرح پر تفریق جماعت ہوئی۔ مولوی رشید احمد کا سبیل الرشاد میں لکھا ہوا آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت ہوتے ہیں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے۔ اور شریک جماعت نہیں ہوتی۔ اس سے تکرار جماعت لازم آتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳ سبیل الرشاد۔

میں کہتا ہوں۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے حج کرنے سے پہلے اس امر کو لکھا ہے۔ ورنہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے وہ اسطرح پر ہے۔ کہ صبح کی نماز علے الصباح سب سے پہلے امام شافعی کے مصلے پر ہوتی ہے۔ اور تمام لوگ جو اوسوقت حاضر ہوتے ہیں خواہ کسی مذہب کے ہوں امام شافعی المذہب کی اقتدا کرتے ہیں۔ چنانچہ میرا خود یہی عمل رہا ہے۔ اسکے بعد امام مالکی المذہب کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ اوسوقت حاضر ہوتے وہ انکے پیچھے اقتدا کرتے ہیں اسکے بعد حنبلی مذہب کے لوگ جو موجود ہوتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ ان سب کے بعد جب خوب روشنی ہو جاتی ہے تو

اوسوقت امام حنفی المذہب کا وقت ہوتا ہے۔ اور امام صاحب تشریف لاتے ہیں اور مقتدی بھی اوسوقت آتے ہیں۔ وہ کثرت سے لوگ نماز امام حنفی المذہب کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ خواہ کسی مصلے پر لوگ ہوں لیکن امام حنفی المذہب اپنے مصلے پر جو کعبۃ اللہ سے جانب شمال ہے۔ کھڑے ہوتے ہیں۔ باقی چاروں نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء سب سے اوّل امام حنفی المذہب پڑھاتے ہیں تمام لوگ باقی ہر سہ مذاہب کے اونکے پیچھے اقتداء کرتے ہیں۔ نہ تکرار جماعت ہوتا ہے۔ نہ افتراق جماعت۔ یہ سب باتیں معترضانہ ہیں۔

اگر مولوی رشید احمد صاحب مصلات اربعہ کو زبون یا بدتر جانتے ہیں حق پر تھے اور اونکے پاس شرعی دلائل اور براہین تو یہ مصلات کے زبون یا بدتر ہونیکے موجود تھے تو حج کے موقعہ پر علمائے ومفتیان اربعہ مذاہب سے اسکا فیصلہ کرکے اونسے فتوی لیتے اور فیصلہ ہوجاتا۔ مگر اون علماء کے روبروے بات کرنا کارے دارد کا معاملہ ہے۔ یہاں ہندوستان میں بیباکی سے جو چاہا لکھ دیا۔ گالیاں دیدیں۔ رشوت خواری کا الزام لگا دیا۔ ہجو کردی۔ اپنی فضیلت لکھدی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنا شاگرد بنالیا۔ مگر مزہ جب تھا کہ اس مسئلہ کو حرمین شریفین میں طے کرتے۔ ممکن ہے آپ یہ کہدیں کہ علماء دیوبند پر یہ افتراء ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بناتے اور لکھتے ہیں۔ مگر حضرت افتراء کرنیوالے سب سے بدترین ہیں۔ لیجئے میں آپ کے اطمینان کے لئے مولوی خلیل احمد صاحب کی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب سے دکھلاتا ہوں کہ وہ کیا لکھتے ہیں۔ وھو ھذا۔

مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالے کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھکر گئے۔ اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے

خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ الخ براہین قاطعہ ص ۲۶۸

دیکھئے آپ کے مرد صالح کی وضعی خواب جس سے علماء دیوبند کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم علوم الاولین والآخرین کا استاد قرار دیا گیا۔ کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا تب سے اردو بولنا آگیا۔ اور اگر اپنے معاملہ نہ ہوتا تو حضور کو اردو بولنا نہ آتا۔ معاملہ بھی گویا ابھی پڑا تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ پہلے کچھ معاملہ علماء دیوبند کے ساتھ نہ تھا معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا معاملہ تھا۔ جواب آنکر پڑا اور یہ اردو زبان آگئی۔ نعوذ باللہ من ذلک الخرافات والخزعبلات۔ واقعی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کو علماء دیوبند کی صحبت میں چند عرصہ تلمذ کرنے سے اردو زبان آگئی تو شاگرد ہونے میں کیا شبہ رہا یہ مسلمہ بات ہے کہ استاد کا درجہ شاگرد سے اعلےٰ وارفع ہوتا ہے۔ اسی طرح علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین سے افضل لکھا ہے۔ صفحہ ۱۸۔۱۹ براہین قاطعہ کا دیکھو۔ تو جب علماء دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اعلےٰ درجہ رکھتے ہیں۔ تو علماء حرمین شریفین کس شمار میں ہیں۔ العیاذ باللہ۔

چونکہ مدرسہ دیوبند اور اسکے علماء کی تعریف میں دیوبندیوں نے زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اسلئے میں اسلئے حالات مدرسہ اور انکے علماء، مدرسین و مہتممین کے ایک معتبر رسالہ منظوم سے دکھلاتا ہوں جو ایک راست گو مولوی صاحب نے ظاہر کئے ہیں:۔

رسالہ منظوم مسمیٰ مدرسہ عربی دیوبند کا مرقع۔ اعنی واقعی حالات مصنفہ حضرت مولنا مولوی منظور الحق صاحب منشی کا اقتباس بلفظہ جو مطبع اختر ہند سہارنپور میں طبع ہو کر شائع ہوا

مولانا فرماتے ہیں۔

غائبانہ ہر چہ در سمعان شدہ — برخلافش دیدۂ چشمان شدہ
تا نشستم من گرفتہ پنشین — واقعی حالات راجویان شدہ

بے دیکھے جو کچھ سنا گیا اس کے خلاف آنکھوں نے دیکھا جب میں پنشن لیکر آیا تو بیٹے اس مدرسہ دیوبند کی تفتیش کی حالات واقعی کو لکھتا ہوں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ الحق مرّ ہے۔ لیکن جو سچ کہنے والے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں۔

پر زنخوت چند مختالان شدہ — مدرسہ از ننگ شان نالان شدہ
گشتہ ثلٰثہ یک بر سر طغیان شدہ — مدرسہ از ننگ شان گریان شدہ
گشتہ ثلٰثہ یک و یکے گشتہ ثلٰثہ
مات بر تثلیث ترسایان شدہ

یعنے چند لوگ مغرور تکبر سے بھر گئے اسلئے مدرسہ اونکی شرم سے روتا ہے اور تین ایک ہو کر سرکش ہو گئے مدرسہ اون کے عیب سے روتا ہے تین ایک ہو گئے اور ایک تین ہو گیا۔ عیسائیوں کی تثلیث پر مات ہو گئے ابتداء مولوی ذوالفقار علی اور مولوی فضل الرحمن مرحومیں ممبر مدرسہ تھے جب ان تینوں کا زور ہوا تو انکا بس نہیں چلتا تھا انہوں نے اپنی ڈاڑھیوں کو انکی سرکشی سے بچایا جن تین مغرور متکبروں کا ذکر کیا گیا ہے وہ تین یہ ہیں۔ ایک جُنَیب (تصغیر جنب کا یعنی ناپاک جسکو غسل کی حاجت ہو) دوسرا گھوگھی تیسرا کنعان (یعنا خلف حضرت نوح علیہ السلام) ہو۔ ان تینوں سرکشوں نے مولانا ابوالخیرات سید احمد صاحب کو بہت رنج دیا جبکہ انہوں نے مسئلہ امکان باریتعالیٰ نکالا۔ اور مولانا نے اسبات سے منع کیا۔ اسپر اُنکے ساتھ اُلجھ گئے تب انہوں نے مدرسہ کو چھوڑ دیا۔ اور گھوگھی صدر بن گیا۔

آن جنیب اہلیہ اش قبل الطلاق — فی المودۃ ہدیہ کنعان شدہ
میگذارم تو عبیداش بخش — واہ وا برخلاف خلان شدہ

یعنے جنیب کی جورو طلاق سے پہلے دوستانہ میں کنعان کو تحفۃً دیگئی کہ میں اسکو چھوڑتا ہوں تو بھی اسکا مزہ چکھ لے واہ وا کیا اچھی دوستی ہے جب اس عفیفہ نے یہ بات نہ مانی تب اس نافرمانی کیوجہ سے کہ کنعان سے اسنے اپنی عزت بچائی اسکو طلاق دیدی اور جب دوسرے شخص سے نکاح ہوا تو اُس نے اس بات کی تصدیق کی اس کے بعد کنعان کی جورو کا پردہ جنیب سے اٹھا لیا گیا۔ یہ بات دیوبند میں مشہور ہے۔ کہ کنعان کی جورو کا پردہ جنیب سے نہیں رہا کہ وہ جب روٹی کھانے بیٹھتا ہے تو کنعان کی جورو اوسکو پنکھا جھلتی ہے۔ اور بہت سے بھید ہیں جو بوجہ شرم ظاہر نہیں کئے جاتے۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم مرحوم نے وصیت کی تھی جسکو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا کہ۔

گاہِ از اولادِ من فے المدرسہ لا یلج احد ملازم آں شدہ

کہ میری اولاد میں سے کوئی مدرسہ میں ملازم نہ رکھا جائے یہ وصیت انکی ازروئے کشف تھی جسکے چھوڑنے سے یہ خرابیاں پیدا ہوئیں انکے بیٹے کا حال اینر ظاہر ہو گیا جو اسکو خواہشات نفسانی کا تابع دیکھا یہ مدرسہ انکے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ مولنا مرحوم اپنے بیٹے سے تمام عمر ناراض رہے مرنے کے بعد کیسے راضی ہو سکتے ہیں وہ وصیت ان سرکشوں نے گم کر دی اس وصیت کے خلاف کرنے سے یہ تمام خرابیاں پیدا ہوئیں انکے کہنے سے موم کی ناک گھوگھی نے مشورہ کر کے مدرسہ کو کنعان کے سپرد کر دیا۔ اُسکا وبال گھوگھی پر ہوا۔ تب جنیب مولانا رشید احمد کے پاس گیا۔ تا کہ کنعان کا اصل حال معلوم انکو ہو۔ ہر وقت اُنکے پاس رہنا کسیکو موقع نہ دیتا کہ کنعان کا حال مولانا سے کہے۔ پھر مدرسہ میں چھ سو روپیہ کی چوری کر لی۔ اور محرر پر اسکا الزام لگایا۔ حالانکہ کنجی اُسکی کنعان کے پاس تھی۔ پھر کنعان کو حلف دیگئی اسنے حلف لینے سے انکار کر دیا۔ اور مولانا ظہور الحسن جھنجھانوی نے جو ان دنوں دیوبند میں سب جسٹرار تھے مولانا رشید احمد سے سب حال کہدیا کہ کنعان نے

تحرزنے کنجی لے لی تھی وہ چور نہیں یہ کارروائی کنعان کی ہے۔ اور اسپر دو گواہوں نے گواہی دی اور کنعان پر جرم ثابت کیا گیا۔ اور اسکو مدرسہ سے برخاست کر دیا گیا تب گھوگھی (فاختہ) مولانا صاحب رشید احمد کے پاس گیا۔ بہت چاپلوسی کی اور پھر بحال کر دیا۔ اور مولانا کا حکم نہ مانا۔ اونکی سرپرستی برائے نام تھی۔ جب مولانا فوت ہو گئے۔ تو جنیب وہاں سے چلا آیا اور کنعان کا مددگار ہو گیا۔

گشتہ آن کنعان ہلاح فتتاص کز تکبر سر بسر ملان شدہ

کنعان ٹھکار کرنیکا ملاح ہو گیا۔ اور تکبر سے سراسر بھر گیا۔

اشتغال او بطلاب صغار متمکن در طبع آن کنعان شدہ

چھوٹے طالبعلموں سے اسکی مشغولی طبیعت میں گڑ گئی۔

تمام اہل مدرسہ اور ساکنان دیوبند کنعان کی اس حرکت سے واقف ہیں۔ اور مختلف اوقات اس کے جھگڑے پیش آئے۔ مگر مدرسہ والے اسکے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے۔

جملہ میدانند اہل مدرسہ گرچہ اخفائش زخوف آن شدہ

تمام مدرسہ والے یہ سب حال جانتے ہیں مگر اس کے خوف سے چھپاتے ہیں۔

نظام حیدر آباد سے جو وظیفہ مدرسہ کو ملتا ہے۔ اوسمیں پانچواں حصہ کنعان اپنے گھر بیٹھا لیتا ہے۔ اور مبلغ یکصد نوتے روپے مولوی محمد قاسم کا بیٹا لیتا ہے۔ حالانکہ اوس کے باپ ایسی دنیا پر لات مارتے تھے۔ اور انکا بیٹا حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا

کبر و ہم نخوت کہ ماہمہ بالغیر متمکن اندر صدور شان شدہ

لایحب کل مختال فخور نص قاطع وارد قرآن شدہ

تکبر و غرور جسکو نہ پہنچے گے وہ ان کے دلوں میں گڑا ہوا ہے اللہ تعالے متکبر اور فخر کرنیوالے کو دوست نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں نص صاف ہے۔

راہِ وسطِ قاسمی بگذاشتند منبغی راہ معوجان شدہ

سیانہ روی راہ قاسم کے رستہ کو چھوڑ دیا۔ اور کجراہوں کی راہ کے طالب ہو گئے۔ جس شخص نے اون کے حالات دریافت جس شخص نے اون کے حالات دریافت کرنے ہوں وہ انکی خیانتیں معلوم کر سکتا ہے۔ لیکن جو کوئی ایسی بات کرے اوسکو مدرسہ سے ایسا نکالکر پھینک دیتے ہیں۔ جیسے دودھ میں سے مکھی کو نکال ڈالتے ہیں۔ چنانچہ اہل دیوبند سے تین ممبر تھے اُنمیں سے دو ممبروں کو اسیلوجہ سے نکالدیا کہ وہ واقف شدہ اور مانع تھے۔

ہرچہ میخواہند خود بامیکنند اہل شوری فیل دندان شدہ

یہ لوگ جو چاہتے ہیں وہی کر لیتے ہیں اور اہل شوریٰ ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں (دکھانیکے اور کھانیکے اور)

کامدہ فرش مکان مہتمم درج در مدرس حساب آن شدہ

مہتمم مدرسہ کے لئے فرش خریدا گیا۔ اور مدرسہ کے حساب میں لگایا گیا۔ ان ہر دو ممبروں نے جو دیوبند کے تھے اعتراض کیا۔ اسی سبب سے ان دونوں ممبروں کو مدرسہ سے نکال دیا۔ اور جو غاصب اوقاف تھا اوسکو رکھ لیا۔ باقی تمام ممبر باہر کے ہیں۔ کاش دیوبند کے ممبر ہوتے تو انکا حال کھلتا۔

کاینک اوقاف بخاری غصب کرد غصب او از خلق کے پنہان شدہ

ابھی مسجد شاہ بخاری کے اوقاف کا غصب کیا لوگوں سے پوشیدہ نہیں دیوبند میں شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کی مسجد ہے اسکے نیچے بازار ہے وہ مسجد کے ساتھ وقف ہے۔ اُسکی تمام آمدنی غصب کر کے کھا لیتے ہیں اسبات سے مولوی منفعت علی مدرس نے انکے خلاف مقابلہ کیا کہ وقف کی آمدنی محفوظ رہے ان سب نے ایکا کر کے مولوی صاحب پر جھوٹے الزامات لگا کر مدرسہ سے نکال دیا اور ان لوگوں کو رکھا جو اُنکے ہاتھ پاؤں چومیں۔

مجمع غلمان گریزاں شدہ مسند تدریس را شایاں شدہ

ایک خود پسند لونڈوں کو بہکانے والا مدرسی کی مسند کے لائق ہوُا۔

تضرب الاجراس فی اوقاتہا شبہ ضرب جرس سایاں شدہ

اس مدرسہ میں اپنے وقتوں پر گھنٹے بجتے ہیں جو عیسائیوں کی مشابہت ہے

یحسبون یحسنون صنعہم حبط جملہ کارہائے شاں شدہ

سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کے سب کام اکارت ہو گئے۔

آں حصاج مال کوٹھی کردہ ہپ شد ایمن و راز دار شاں شدہ

مثل کوٹھی مدرسہ ہم ہپ شود آیں رفتہ کو نشان آں شدہ

(کفیلہ - ڈاکن)

دیوبند میں تجارت کی کوٹھی مسلمانوں کے روپیہ سے ہوتی تھے اسکا نام کثیر المنفعت رکھا گیا تھا۔ میرے ذمہ بھی اسکا ہوپہ تھا جب میں مراد آباد تھا سُنا کہ کوٹھی ٹوٹ گئی وہ روپیہ میں نے دیوبند کو بھیجا۔ لیکن جب دیوبند میں آکر پوچھا تو اس روپیہ کا کچھ پتہ نہ لگا۔ بہت لوگوں نے دعوے کئے اب تک مفقود یہ حصص باقی ہیں۔

مال مفت ہم دل بیرحم شاں گنج الٰہی دراں ویراں شدہ

گویا مال مفت اور دل بیرحم کیطرح سب خورد برد ہو گیا۔

مدرسہ کی ابتداء اسطرح پر ہے۔ کہ چند طالب علم کوہاٹ سے پڑھنے کے لئے ہندوستان میں آئے۔ پڑھانیوالے کو ڈھونڈتے ہوئے دیوبند میں پہنچے۔ حاجی صاحب (شاہ امداد اللہ علیہ الرحمتہ) نے انکو خط دیکر مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں میرٹھ بھیجدیا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوُا کہ یہ چند بڑے مولوی جب مر جائینگے تو نماز کا مسئلہ بھی بتلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ غرضیکہ حاجی صاحب اور مولوی محمد قاسم نے چندہ کرکے مولوی محمود دیوبندی کو میرٹھ سے بلوا کر مدرس مقرر کر دیا اور مدرسہ چل نکلا۔

وز شمول قاسم علم ہدیٰ | مظہر انوار بے پایان شدہ
داشت او با حضرتنا قاسم ودا | بودہ قالب دو ولے یک جان شدہ
این حرونان بین کراز جہل عمیٰ | تفرقہ انداز بین شان شدہ

ان سرکشوں نے جہالت اور اندھاپن سے ان دونوں میں بھی تفرقہ ڈالدیا تھا۔ اھ

یہ ہے حالت مدرسہ اور مدرسین اور منتظمین کی جو ناگفتہ بہ ہے اسپر دعوٰی لاف وگزاف یہ ہے کہ علماء مدرسہ دیوبند علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے افضل ہیں۔ اور خاک بدہن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی استاد ہیں۔ العیاذ باللہ۔ آمدم برسر مطلب۔

مگر یاد رہے کہ میرے نزدیک بلکہ تمام مسلمانان کے عقیدہ میں سوائے وہابیہ دیوبندیہ کے (جو مسلمان ہی نہین) یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان کی زبانیں اور تمام دنیا کے علوم خدا کے فضل سے جانتے ہیں اور ہر زبان میں بے تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل آپ کے صالح کی خواب لغو اور بیہودہ ہے کہ وہ اردو زبان جانتے نہ تھے۔ اور پہلے کبھی ہندوستان کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام اور مجددین عظام جو ہندوستان میں گذر چکے ہیں انسے کبھی معاملہ ہی نہیں ہوا اور اب علماء دیوبند سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ اُن سے معاملہ ہوا۔ یہ خواب ہی جھوٹی ہے ردی ہے۔ اور اضغاث احلام ہے۔ اور یہ کذب عمداً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگایا گیا جسکی وعید میں حضور کا ارشاد ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار۔ اب میں قرآن شریف سے بتلاتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ملک کی زبان جانتے ہیں۔ اور ہر ملک کے آدمی کے ساتھ اسکی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔ یہاں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ایک تحریر دکھلاتا ہوں وہو ہذا۔

مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ - جلد اول صفحہ ۱۳۷ -

وَقَالَ اللہ تعالے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا یعنے کہہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں طرف تم تمام کے وما ارسلناک الا کافۃ الناس بشیرا ونذیرًا یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بھیجا ہمنے تجھے مگر طرف تمامی انسانوں کے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا - اور یہ یعنے فرستادہ ہونا طرف تمامی انسانوں کے اوس سرور کے خصائص سے ہے - وقال اللہ تعالی وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم - یعنے نہیں بھیجا ہمنے رسول سے مِنْ بیانیہ ہے - مگر اوس قوم کی لسان کرکے تاکہ بیان کرے واسطے اُس قوم کے اور مترجم بیاں ایک اور بھی فائدہ بیان کرتا ہے شبہ رفع کرنیکے واسطے اوپر کی آیتوں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت تمام جہان کے لوگوں کیطرف مرسل ہیں - اور سب سے سب کی زبان ہے دعوت اور بیان کرتے ہیں - اور حال یہ ہے کہ حضرت عرب میں تھے اور زبان عرب دوسرے ملک والوںکی زبان کے مخالف ہے جواب یہ ہے کہ ثابت ہوئی ہے - یہ بات کہ حضرت نے ہر ملک کے آدمی سے اسکی زبان سے دعوت کی ہے چنانچہ حدیث میں ہے اور مشہور ہے کہ ہندوستان کے راجوں سے مکن پور ریوہ کے راجہ نے اپنے پرجا کو پان اور چونہ وغیرہ دیکے کے بھیجوایا اور کہا کہ پیغمبر کو دیجیو اگر اسکو اسکے آئین سے کھاوے اور تجھ سے بات ہماری زبان سے کرے تو جانیو برحق پیغمبر ہے - جب اوس راجہ کا فرستادہ وہاں پہنچا حضرت نے پان اس سے لیکر چونہ لگا کر تناول فرمایا اور کلام اسکی لسان سے ساتھ ان لفظوں کے کی تمرو راجہ کینم کسل ہتو - پس تخصیص کی اللہ تعالے نے رسولونکی انکی قوم سے اور بھیجوایا ہمارے پیغمبر کو طرف تمامی خلق کے جسطرح اُس سرور نے

فرمایا بعثت الی الاسود والاحمر یعنے بھیجا گیا ہیں طرف اسود کے اور احمر کے۔ احمر سے مراد اہل عجم ہیں کہ رنگ انکے سرخ اور سفید ہوتے ہیں۔ اور اسود سے مراد عرب وغیرہ ہیں۔ کہ رنگ میں اونکے سبزی ہے۔ بلفظہ۔ مردود ہوا خواب آپ کے صالح کا۔

قولہ - فتح الباری میں ہے۔ قولہ محدثاتہا بفتح۔ الخ ترجمہ محدث دال کی زیر سے جمع ہے محدثہ کی اور مراد ساتھ اسکے وہ چیز کہ نئی نکالی گئی ہو اور نہ اوسکی اصل شرع میں نام رکھا جاتا ہے۔ اسکا عرف شرع میں بدعۃ وہ چیز کہ ہو اوسکی اصل شریعت میں نہیں ہے بدعت اور بدعت عرف شرع میں بری ہے بخلاف لغت کے بلفظہ۔ صفحہ ۳۲۰۔ سطر ۱۶۔

اقول - فتح الباری سے جو آپ نے بدعت کی تعریف لکھی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ بدعت مذمومہ وہی ہے جو خلاف حکم خداوندتعالے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نئی بات پیدا کیجائے۔ سو اسمین کسی حکم کی مخالفت نہیں ہے۔ اور اسکی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور قرآنی حکم ہے کہ اولی الامر کا حکم اور اسکی اطاعت بہتر فرض ہے۔ پس جب یہ مصلحات اربعہ بحکم بادشاہ اولی الامر مصلحتاً بنائے گئے ہیں تو کیونکر بدعت مذمومہ ہونگے۔ بدعت کی کئی اقسام ہیں جنکی تفصیل اور تعریف اکثر کتابوں میں درج ہے۔ بالفعل ایک کتاب سے مختصراً تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کو بدعت کی حقیقت معلوم ہوجاوے۔ اور بار بار بدعت اور خیر القرون کا ہی وظیفہ نہ کریجیئے اسکا جواب متعدد جگہ پر لکھ آیا ہوں لیجئے بدعت کی تعریف اور اسکے اقسام لکھتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ بدعت کیا چیز ہے

بدعت کی تعریف اور اسکے اقسام

جامع الفتاوے حضرت مفتی سید عبدالفتاح صاحب حسینی

القادری گلشن آبادی جلد اول صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۸ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۳ ہجری

معلوم ہوئے کہ جمہور علماء کے نزدیک اصل بدعت دو قسم ہیں ۔ ایک بدعت ہدیٰ جسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں دوسری بدعت ضلالہ جسکو سیئہ بولتے ہیں فصل الخطاب میں امام جزری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے قال الجزری فی النھایۃ ۔ البدعۃ بدعتان بدعۃ ھدی وبدعۃ ضلالۃ فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ فھو فی حیز الذم وما کان واقعا تحت عموم ماندب اللہ الیہ وحض علیہ او رسولہ فھو فی حیز المدح یعنی کہا حضرت جزری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایۃ میں ۔ بدعت دو قسم پر ہے ۔ بدعت ھدی اور بدعت ضلالۃ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے ۔ سو وہ کام برائی میں داخل ہے ۔ اور جو واقع ہے اور جو واقع نیچے عموم اس حکم کے جو اللہ نے فرمایا ۔ اور اسکی رغبت دلائی ۔ یا اوس کے رسول نے فرمایا تو وہ کام بھلائی میں داخل ہے ۔ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے ۔ مگر ان کے درمیان مشتبہات اشیاء ایسی ہیں ۔ کہ ان کے لئے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا الحکم الاصل فی الاشیاء اباحۃ عند الجمہور سب محققین کے نزدیک ہمہ اشیاء جب تک حرام کا حکم نہ آوے اپنی اصلیت اباحۃ پر ہیں ۔ ..... کل بدعۃ ضلالۃ مخصوص بعض ہے ۔ اس حدیث کے سبب کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شئی ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شئی

ترجمہ جس نے اسلام میں طریقہ نیک نکالا اوسکو اوسکا اجر و ثواب ہے اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کریگا ۔ اوسکا ثواب بھی اوسکو ملیگا ۔ لیکن اوس

عمل کرنیوالے کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جس نے اسلام میں طریقہ بد نکالا اوسکو اسکا عذاب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ بد پر عمل کریگا اُسکا عذاب بھی لیکن اس پچھلے عمل کرنیوالے کے عذاب میں کچھ کم نہ ہوگا اور یہ حدیث دوسری بھی اسکے متعلق ہے من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہو رد جسنے نو ایجاد کیا ہمارے اس دین میں جو کچھ کہ اس دین سے تعلق نہیں رکھتا پس وہ رد ہے۔ سنت کا لفظ باعتبار معنے لغوی کے نیک اور بد دونو کو شامل ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص البعض اس معنے میں ہوئی کل بدعۃ سیئۃ ضلالۃ یعنے جو بدعۃ سیئہ ہے وہ ضلالت ہے اور جو بدعت حسنہ ہے وہ ہدایت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ما احدث وخالف کتابًا اوسنۃ او اجماعًا او اثرًا فہو البدعۃ الضلالۃ وما احدث من خیر و لم یخالف شیئًا من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ جو فعل یا قول ایسا نیا نکلا کہ مخالف ہوا کتاب (قرآن) یا سنت (حدیث) سے یا اجماع امت سے یا کسی اثر سے سو وہ بدعت حسنہ یا محمودہ یعنے تعریف کے لائق ہے۔

مطلق بدعت پانچ قسم کی ہے بالاتفاق ائمہ اربعہ وجمہور علماء کے نزدیک۔

اوّل۔ واجبہ جیساکہ تصنیفات تفاسیر وشروح احادیث وکلام اسانید کتاب وسنت وتدوین کتب تصوف واصول وفروع فقہیہ ونحو وصرف ولغت ومعانی وبیان اور جو کچھ دین میں اصلاح وتعلیم وتعلم علوم شریف وتالیفات رد فرق مبتدعہ جیسے نئے سوالات نکلتے گئے ویسے نئے جوابات بنانا بھی علماء پر واجب ہوئے

دوم۔ مستحبہ ۔ جیسے بناء مدارس وخانقاہ ومسافرخانہ ودار الشفاء وسرور میلاد سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام اور تمام نیکی اور ثواب کے کام جو قرون ثلاثہ میں نہ تھے۔

سوم - مباحہ - جیسا کہ مصافحہ نماز کے بعد اور توسیع طعام لذیذ و ملابس فاخرہ و عمارات جمیلہ بشرطیکہ مال حلال سے ہو - اور باعث فخر و نخوت نہ ہو اور استعمال غربال و زیادتی اسباب خانہ -
چہارم - مکروہہ - جیسے آرائش مساجد و مصاحف سونے روپے کے نقش و نگار سے و تجمل فروش و سواری وغیرہ -
پنجم - محرمہ - جیسا کہ مذاہب روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ و مرجیہ و مجسمہ وغیرہم اسراف کے کام اور تفصیل اسکی سفینۃ النجاۃ میں مرقوم ہے -
روایت ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعات روشنی کے اہتمام کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب مزین المسجد والمنبر والمحراب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جاری ہوئی آپ نے فرمایا نعمۃ البدعۃ ھذہ یعنے یہ کیا اچھی بدعت ہے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز پڑھی تھی - وہ سنت ہے اور بحکم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین - یعنے تمکو میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے - اسی طرح جو کام خلفاء راشدین نے نکالا اسپر بھی سنت کیطرح عمل کرو - الخ - بلفظہ -
لیجئے یہ مختصرا بدعت کی تعریف کیگئی ہے - اس سے زیادہ میری مؤلفہ کتاب الدر المکنون نحو دماء الطاعون - میں کسیقدر تفصیل سے ہے اوسکو دیکھ لیجئے - اس سے آپ کے فیوض محمدیہ کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی ہے - اور فتح الباری کی عبارت ہمارے لئے مفید اور آپ کے لئے مضر اور غیر مفید - اور مصلات اربعہ اگر بدعت اول میں شمار نہ ہوں تو بدعت مستحبہ قسم دوم میں تو داخل ہیں آپ کی کرکری دوہری ہوئی - ہاں مدرسہ دیوبند میں ہر وقت گھنٹہ بجے تو وہ بدعت نہ ہو - بلکہ ہندوؤں اور نصاریٰ کی سنت ادا ہو - شرم ! -

ف بعض مہاجرین نے ان اشیاء کو بھی بدعت مباحہ میں رکھا ۱۲

باب ہفتدہم عقیدہ نمبر ۲۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فاتحہ بارہوین شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارہوین شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام مثل ہنود فتوے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶-۱۷

قولہ - توضیح مطالبہ نمبر ۱۶ - بر عقیدہ نمبر ۲۲ • آپنے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاوے کے صفحے ۱۶-۱۷ کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اوسمین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فاتحہ بارہوین شریف کی شیرینی میلاد النبی شریف اور گیارہوین شریف حضرت ثقلین کا کھانا حرام ہے مثل ہنود - مولوی صاحب مرحوم کے فتاوے کا صفحہ ۱۶-۱۷ اپر یہ عبارت نہیں ہے - لیکن اس عبارت سے جو کچھ ظاہرًا معلوم ہوتا ہے - اوس کے متعلق لکھا جاتا ہے عقیدہ نمبر ۲۲ سے ظاہر ہے کہ شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی اور کھانا پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا جو ہو اوسکا کھانا حرام ہے - تمام اہل سنت کا اسپر اتفاق ہے - کہ جو کھانا یا کچھ اور اللہ کے نام کا نہو بلکہ کسی نبی یا ولی کی نذر کا ہو اسکا کھانا حرام ہے - بلفظہ صفحہ ۳۴ - سطر ۲ -

اقول - مفتی جی ! عبارت مندرجہ کا انکار کر کے اپنی عادت کو

ضرور پورا کیجئے ۔ بندۂ خدا اگر یہ عبارت با مطلب اون کے فتاوے میں موجود نہیں تو آپ اپنی طرف سے اونکے ضمانتی وکیل بنکر جواب کس بات کا دیتے ہیں ۔ اگر عبارت موجود نہیں ۔ اور اون کے صفحہ ۱۶ ۔ ۱۷ پر یہ مطلب نہیں تو صرف اتنا لکھنا کافی تھا ۔ کہ جو کچھ لکھا ہے وہ فتوی میں موجود نہیں جسکا جواب بھی کچھ نہیں ۔ دوسری بات آپ نے اپنے دل سے بناکر یہ لکھدی کہ جو شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی یا حضرت پیر پیران علیہ الرحمتہ کے نام کی ہو اسکا کھانا حرام ہے ۔ اور اسپر اہل سنت کا اتفاق ہے ۔ حالانکہ میری تحریر میں نام کا کوئی ذکر نہیں ۔ میری تحریر صاف ہے کہ بارھوین تاریخ کو میلاد شریف میں جو شیرینی تقسیم کیجاتی ہے یا گیارہویں تاریخ کو جو کھانا اور شیرینی تقسیم کیجاتی ہے اور فقرا وغیرہ کو کھانا کھلایا جاتا ہے اسکا کھانا حرام بتایا گیا ہے ۔ ایک حلال اور طیب کھانیکو حرام قرار دینا کس مسلمان کا کام ہے ۔ اور حضرت غوث الثقلین کی جگہ آپ نے لفظ غوث کو اڑا کر صرف لفظ ثقلین بلا تفہیم معنے اور مطلب لکھدیا ۔ اس لئے کہ غوث کا لفظ وہابیہ کے لئے سم قاتل ہے ۔ گو اپنے بزرگوں کو برابر لکھا جائے ۔ مگر حضرت پیر پیران رحمتہ اللہ کے لئے ایسا لکھنا شرک ہے ۔ واہ سبحان اللہ ! ! ۔

آپ کا خیال ناپاک اسطرف رجوع ہوا ہے کہ جس طعام حلال وطیب و پاک پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا حضرت غوث الثقلین کا نام طاہر و مطہر آگیا ہے ۔ اسلئے اونکے نام پاک کی تاثیر سے وہ طعام ناپاک ہوگیا لاحول و لا قوۃ الا باللہ ۔ العیاذ باللہ ۔ دیکھو بتوں کے نام پر چھوٹے ہوئے جانور مویشی جنکو داغ دیکر بتوں کے نام پر نام بنام کفار نے چھوڑا ہوئے تھے ۔ اونکو تو اللہ تعالے حلال فرماتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بموجب حکم خداوندی اون کے حلال ہونے اور کھانیکا حکم فرماتے ہیں ۔ اور انکا کرنیوالوں کو شیطان کا لقب فرماتے ہیں دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہے ۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام۔ الآیۃ

یعنے نہیں (اللہ تعالیٰ نے) مقرر نہیں کیا ہے بحیرہ۔ سائبہ وصیلہ۔ اور حام کو مگر کفار بہتان باندھتے ہیں خدا پر بوجہ بیعقل ہونے کے۔ اسکی تشریح تفسیروں میں اسطرح پر ہے۔

(۲) تفسیر جلالین میں زیر آیت شریف بالا میں اس طرح لکھا ہے۔ کان اھل الجاھلیۃ یفعلونہ روی البخاری عن سعید بن مسیب قال البحیرۃ التی یمنع درھا للطواغیت فلا یحلبھا احد من الناس والسائبۃ التی کانوا یسیبون لآلھتھم فلا یحمل علیھا بشئ والوصیلۃ الناقۃ التی البکر تبکر فی الاول انتاج الابل انثی ثم انثی بعد بانثی کانوا یسیبونھا للطواغیتھم ان وصلت احدھما بالاخری لیس بینھما ذکر والحامی فحل الابل یضرب الضراب المعدود ما ذا قضی ضرابہ ودعوہ للطواغیتھم واعفوہ من الحمل علیہ بشئ ودعوہ الحامی کذا فی المعالم۔ بلفظہ

ترجمہ اسکا موضح القرآن میں اس طرح پر ہے۔ کفر رسمیں تھیں کہ اگر کوئی بچہ بہایم پیدا ہوتا تو اوسکو بت کے نام پر چھوڑ دیتے اور اسکا کان پھاڑ دیتے اوسکو بحیرہ کہتے تھے۔ اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اوسکو بھی بت کے نام پر آزاد کر دیتے اسکا نام سائبہ تھا۔ اکثر کی عادت تھی اگر نر پیدا ہوتا تو اوسکو بت کے نام کا واغدار کر کے چھوڑ دیتے یہ وصیلہ تھا اور جس اونٹ سے دس بچے پیدا ہوئے ہیں تو اوسپر اسباب لادنا اور اوسکا استعمال کرنا موقوف کر دیتے تھے یہ حام تھا۔ اھ بتوں

یہ سب جانور بتوں کے نام پر داغ دیئے ہوئے اور مشہور آزاد کئے ہوئے بنام بتوں کے حلال ہوں۔ اور جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت غوث الثقلین علیہ الرحمۃ یا کسی ولی یا بزرگ کے نام کی نیاز کر کے ایصال ثواب کیا جائے تو حرام العجب۔ اوسوقت کے وہابی (منافق) جب شبہ کرنے لگے کہ بتوں کے نام کے جانور حلال کیسے ہو سکتے ہیں۔

تب اللہ تعالیٰ کا حکم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اس طرح پر صادر ہوا ۔ یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن ۔ الآیۃ ۔ یعنے اے لوگو کھاؤ تم حلال اور پاک چیزیں جو زمین پر ہیں ۔ اور شیطان کی پیروی مت کرو ۔ یعنے حلال جانوروں کو حرام مت کہو ۔

(۳) **تفسیر حسینی** میں ہے ۔ مشرکان عرب چیزہا را بوسوسہ شیطان حلال را حرام میکردند چون بحیرہ سائبہ و اقسام حرث

(۴) **تفسیر جلالین** ۔ نزلت فیمن حرم السوائب ونحوھا ۔ بلفظہ

(۵) **تفسیر جامع البیان** ۔ نزلت فیمن حرموا علے انفسہم من السوائب والوصائل والحامی وغیرھا ۔

ان حوالجات سے ثابت ہے کہ مشرکان ان جانوروں کو حرام کہتے تھے ۔ جو بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے تھے ۔ مگر اللہ تعالےٰ اُنکو حلال اور طیب فرما رہا ہے ۔ اور اس عقیدہ والوں کو شیطان کے پیرو ۔ صرف کسی کے مطلق نام لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوجاتی یہ وہابیوں کا خیال باطل ہے ۔ جبتک ذبح کرنیکے وقت خدا کے نام کی بجائے غیر خدا کا نام نہ لیا جائے ۔ اور یہی تمام اہلسنت وجماعت عرب وعجم کا مذہب ہے ۔

سنئیے ! ایک حدیث صحیحہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرض کی کہ میری ماں مرگئی ہے میں اُس کیلئے کونسا صدقہ کروں جسکا ثواب اُسکی روح کو پہنچے ۔ آپ نے فرمایا پانی افضل ہے چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک چاہ کھدوایا ۔ اور فرمایا ھذہ لام سعد ۔ یعنی اس کنوئیں کا ثواب میری ماں کیلئے ہے ۔ تمام لوگوں نے پانی پیا ۔ اور ابتک پیا جاتا ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسوقت یہی فرمایا ۔ کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کا یہ کنواں ہے ۔ یہ نہ فرمایا کہ یہ اللہ کا چاہ ہے ۔ کیا آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا فرمانا شرک ہے ۔ اور یہ پانی اس کنوئیں کا حرام ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ بلکہ یہ وسوسہ شیطانی ہے پس ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی چیز یعنے خدا کے نام کے سوا کسی اور شخص کے نام کی کوئی چیز حرام نہیں ۔ ورنہ اگر ہم کہیں ۔ کہ مفتی جی یہ آپ کی بکری یا گائے بھینس ہے اور آپ بھی مانتے ہیں کہ ہاں میری ہے ۔ تو پھر یہ بھی حرام ہونی چاہئیے ۔

کیونکہ اوسپر آپ کا نام لیا گیا ہے۔ مگر ایسا فتوی کسی مسلمان مفتی کی طرف سے
نہیں ہو سکتا۔ ہاں آپ ایسے مفتی ہیں کہ حلال چیزونپر حرمت کا فتوی
دیتے ہیں۔ مگر مسلمان لوگ آپ کے فتوی کو ردی کے ٹوکرہ میں ڈالدیتے
ہیں۔ اور ضائع کر دیتے ہیں۔

ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ گیارہویں اور بارہویں کی فاتحہ
اور مولود شریف کی شیرینی کی نسبت یہ ہے کہ اوس روز عمدہ کھانا
پکا کر یا کوئی بکرا عمدہ پرورش شدہ ذبح کر کے پلاؤ اور گوشت پکا کر
علماء و فقراء کو بلا کر اور اوس پر سورۂ فاتحہ یا قرآن کریم کی چند آیتیں
یا قرآن شریف کلام پڑھا ہوا اونکی خوشنودی [illegible] کے
نام ایصال ثواب کر کے روح مبارک کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر
تقسیم کیا جاتا ہے جو معمول اہل اسلام ہے۔ اور بس۔

قولہ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے الخ عبارت بحر الرائق
ملخصاً صفحہ ۳۱۲

اقول۔ آپ نے نذر اور منت پر یہ نہیں بتلائے ہیں
نذر غیر اللہ کیا ہے اور منت کیا ہے۔ اور یہ جھوٹ سا آپ نے بارہویں
اور گیارہویں پر نذر غیر اللہ سمجھے ہوئے ہیں پیدا ہوا اور غلط ہے
دیکھئے لغت میں۔

نذر کے معنے برہان قاطعہ میں تحفہ درویشاں لکھا ہے۔ اور
تفسیر احمدیہ میں صدقہ و خیرات لکھا ہے یہی معنے نیاز کے ہیں۔
طریق اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نذر یا منت مانے کہ اے پاک پروردگار
اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اسقدر مال یا کھانا فلاں درویش
یا فلاں مدرسہ یا خانقاہ کے فقراء کو کھلاؤنگا۔ یا فلاں بزرگ کی
فاتحہ یا روح کو ثواب پہونچاؤنگا تو یہ سب جائز ہے۔ دیکھئے شاہ
ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب انفاس العارفین میں
فرماتے ہیں۔ دربیان حالات اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ

کے۔ حضرت ایشان میفرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمدہ نذر کرد کہ بارخدایا اگر این مشکل بسر آئید این قدر مبلغ حضرت ایشانرا ہدیہ دہم آن مشکل مندفع شد آن نذر از خاطر او برفت بعد چندین اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاکت رسید بسبب عدم ایفاء این وعدہ مشرف شدم بدست یکے از خادمان گفتہ فرستادند کہ این بیماری بسبب عدم ایفاء وعدہ نذر است۔ اگر اسپ خود را میخواہی نذرے را کہ در فلان محل التزام نمودہ بفرست وے نادم شد و آن نذر فرستاد۔ ہمان ساعت اسپ از شفا یافت۔ انتہے۔ (دوسری جگہ اسی کتاب میں اسطرح لکھا ہے)۔

این فقیر از یاران کہ حاضر واقع بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشان در قصبۂ ڈاسنہ بزیارت مخدوم شیخ اللہ دتہ رفتہ بودند وہنگام شب شد دران محل اقامت فرمودند و گفتند کہ مخدوم ضیافت ما میکند و میگوید کہ چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد ملال بر یاران غالب آمد آنگاہ زنے بدر آمد طبق برنج و شیرینی بر سر گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہمان ساعت این طعام پختہ بنشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دتہ نذر رسانم زوجم درین وقت آمد ایفاء نذر کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند۔ بلفظہ (وجیز الصراط) صفحہ ۷۸

دیکھئے بزرگون کا تصرف اور علم غیب اور نذر کو ادا کرنا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور انکے والد ماجد علیہما الرحمۃ کا قول اور بحر الرائق میں جس نذر کو حرام لکھا ہے وہ تقرب لغیر اللہ ہے یعنے خدا کیطرح کسی کی نذر کرنا سو ہماری ان نذروں میں ایسا نہیں ہے اس لئے آپ غلط فہمی اور وہابیت کیوجہ سے لکھتے ہیں جو قابل لحاظ کے نہیں۔

اب میں آپ کے خاص بزرگ محمد اسحاق صاحب دہلوی

کی کتاب مایۂ مسائل سے لکھتا ہوں تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔
مایۂ مسائل صفحہ ۲۳ سطر ۱۷ ۔ اگر ایں طور خواہد گفت کہ اگر حاجت من خدا بر آرد بفقرا و خادمانِ مزارِ فلاں بخورانم پس نذر صحیح خواہد شد و وفائے لازم۔ بلفظہٖ۔
پس امید ہے کہ آپ کو نذر اور منت کا حال معلوم ہو گیا ہو گا۔ اور جو پاک اور حلال کھانے کو آپ حرام کہتے ہیں۔ وہ آپ کی ضد اور ہٹ ہے۔ ورنہ جس چیز پاک پر کلام الٰہی پڑھی جائے۔ وہ بموجب حکم خداوند کریم کے عین ایمان ہے کہ اسکو حلال جان کر کھایا جائے۔ اور اس کا انکار خداوند تعالےٰ کے حکم کا انکار ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایٰتہ مؤمنین وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ یعنے کھاؤ تم اوس حلال طیب چیز کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا گیا ہے اگر تم خدا کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور کیا بات ہے کہ تم نہیں کھاتے او چیز کو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ یہاں مومنوں مسلمانوں کو سخت تاکید ہے کہ اوس کے کھانیکا انکار مت کرو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا کلام پڑھا گیا ہو۔ مگر آپ لوگ آیات قرآنی اور حکم رحمانی کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ اس کھانیکو حرام کر رہے ہو اور ایسے عالموں اور عاملوں کو مشرک اور کافر کہنے کے سائق ہو۔ خدا ہدایت کرے۔ وہابیہ کو عرس گیارہویں اور مولود شریف سے ایسی سخت عداوت ہے کہ جب انکے روبروے اسکا نام لیا جائے تو بندوق کی گولی کیطرح سینہ سے پار ہو جاتی ہے۔ اور ایسی سخت چڑ ہے جیسے چوہڑوں کو خرگوش سے مولود شریف کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اوسکی ضرورت نہیں لیکن گیارہویں شریف کا حال اب لکھا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ

کا مختصر بیان

حضرت پیران پیر دستگیر اسیران کشیر کے فضائل اور مناقب بے تعداد و بیشمار ہیں اور خرق عادات و کرامات لاتعداد ہیں سینکڑوں کتابیں پُر ہیں۔ مجھے اسوقت اذنگی گیارہویں شریف کی حقیقت لکھنی ضروری ہے۔ تاکہ وہابیہ غور کریں اور بھائی سُنی حنفی المذہب شوق و ذوق سے اس عمل خیر و برکت کو عمل میں لاکر خوشنودی حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حاصل کریں اور اپنے مال و کسب دنیاوی میں وسعت اور فراخی پائیں۔

پیدائش حضرت کی یکم ماہ رمضان المبارک ۴۷۱ھ کو ہوئی۔

قطعہ تاریخ

سال تولیدش بگو اے خوش خوان — پیر محی الدین ولی جہان
بالیقین تولید آن والی حق — خوان امام المسلمین ہادی حق
سال تولیدش بصد صدق و صفا — شد رقم مقبول قطب اصفیا
طرفہ تر تولید آن شاہ زمان — رہبر دین آمد از ہاتف عیان
سال تولید آن پیر نکو — بالیقین سید ولی عارف بگو

اور وفات حضرت کی بروایت مختلف ۱۱ - ۱۷ - وغیرہ ماہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ یا ۵۶۲ھ میں ہوئی۔

ماثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہ وقد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر و المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ رضی اللہ عنہ و قد یقال ان وفاتہ رضی اللہ عنہ فی الیوم السابع عشر و لا اھل لہ انتھی۔ یعنے ہمارے ملک میں یہ دن جو وفات کا گیارہ تاریخ ربیع الثانی۔ اور ہمارے اہل ہند کے مشائخ میں متعارف ہے جو حضرت کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت

کی وفات ۱۷ تاریخ کو ہوئی۔ اسکی کوئی اصل نہیں (گویا گیارہویں شریف
کی تصدیق ہے۔

قطعات تاریخ وفات

سال صلیش آن شہ والاہم　　ماہتاب دین امجد شد رقم [۵۶۱]

سال ترحیلش اگر دانی بگو　　ماہ عالم قطب ربانی بگو

سال ترحیلش چہ نایاب آمدہ است　　سرور امہتاب اقطاب آمدہ است

اب آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ گیارہ تاریخ ماہ ربیع الآخر کو حضرت قطب الاقطاب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اسی تاریخ کو حضرت کا عرس کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ اس کے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کیجاتی ہے۔ گیارہویں شریف سے اوس روز کا کھانا وغیرہ مراد ہے جیسے کہتے ہیں آج مینے گیارہویں کھلائی۔ یا گیارہوین کھائی اسپر بہ قیاس یوں ہے کہ گیارہویں کا طعام کھایا یا کھلایا۔ کیونکہ تاریخ گیارہویں کو کھانا یا کھلانا ممکن نہیں جیسے کہا کرتے ہیں ہم نے ایک گلاس پی لیا۔ یا ایک طشت یا طباق کھالیا۔ تو گلاس اور طباق تو کھانے میں نہیں آتا۔ بلکہ جو گلاس اور طباق میں شربت یا طعام ہے اوسکو کھایا یا پیا۔ اس روز کا طعام یا شیرینی وغیرہ ہر شخص کے لئے حلال و طیب ہے۔ جیسے وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط میں ہے۔

طعامیکہ روز عاشورہ بروحانیت حضرت امامین شہیدین سیدی شباب اہل الجنۃ ابی محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسین تیار میکنند و ثواب آن برآخدا نیاز آنحضرت میکنند از ہمین جنس است طعام یازدہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرۃ العین الحسنین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا و مولانا فرد الافراد ابی محمد الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی است چون مشائخ دیگر را عرسی بعد سال میکردند آنجناب را در

ہرماہے قرار دادہ اند۔ و دلائل تخصیص یوم اول گذشتہ اند تا
بیان خوردن صدقہ یازدہم و صدقات اعراس دیگر مشائخ
و حکم صدقات نفلیہ برائے اغنیا و بنی ہاشم۔ بلفظہ ۹۲ - سطر ۱۴
و نیز در مالا بد منہ ست از صدقات نافلہ بنی ہاشم ہدیہ کہ زکوٰۃ
برا نہا حرام ست و بتواضع و احترام نظر بر قرابت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بگذارند۔ بلفظہ صفحہ ۸۳ - سطر ۵ -

اب بھی شاید آپ کی تسلی نہ ہوئی ہو۔ تو لیجئے عرس یا
گیارہوین شریف کی اصل شق لیجئے جو اہل اسلام کا معمول ہے۔
تبصرۃ العیون لرؤیتہ اسرار المکنون مطبوعہ مطبع غوثیہ
واقع کلکتہ ۱۳۱۱ھ صفحہ ۴۷ - وجہ اور خصوصیت فاتحہ
گیارہوین کی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول
خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد گیارہوین پشت میں حضرت کے
پیدا ہوئے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت پیران پیر کے باپ
سے حضرت رسول خدا تک گیارہ پشتین گذرین اور حضرت خاتم
رسالت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ان الوتر یحب الوتر
یعنے اللہ طاق اور اکیلا ہے اور دوست رکھتا ہے عدد طاق کو
کہ وہ اسکی صفات مختصّہ سے ہے لہذا حضرت غوثیت مآب کو بھی
باتباع سنت الٰہی و حکم شریعت رسالت پناہی یہ عدد یازدہم کا طاق
ہے نہایت ہی دوست اور محبوب تھا۔ اور چونکہ ظہور نور کوکب
غوثیت برج یازدہم آسمان رسالت سے رشد و ہدایت تمامی امت
کی واقع ہوا۔ بس اسی حساب سے حضرت غوثیت مآب اپنے کل آبا
اور اجداد و امجاد کے نام پر تا حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ہر ماہ میں فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے تھے۔ اور کل مریدان
خاندان غوثیت اور اصحاب قادریہ میں تا الی الآن جاری اور متواتر
چلا آتا ہے۔ اور حقیقت اوسکی یہ ہے کہ ہر ماہ کی گیارہوین کو جو کچھ ممکن

ہوا کھانا یا شیرینی مہیا کر کے کسیقدر قرآن شریف پڑھکر بارواح طیبات تمامی بزرگان از پیغمبران واز ملائکہ واز صحابہ وتابعین وتبع تابعین و از اولیأ و علما مجتہدین والمقلدین از متقدمین ومتاخرین وصالحین امت وعامہ مومنین کلہم اجمعین کو بوسیلہ جمیلہ حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الی یوم الدین۔ ایصال ثواب کرکے شئے حاضر کو حاضرین پر تقسیم کر دینا اور بڑی گیارہوین یعنے ماہ ربیع الثانی میں کچھ زیادہ سامان طعام یا شیرینی وغیرہ کا بشرط امکان فراہم کرنا اور سوائے فاتحہ معمولی کے کسیقدر فضائل اور مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بیان کرکے ایصال ثواب کر دینا اور بس یہ ہی طریقہ ایصال ثواب کا معمول اور متوارث بزرگان دین کا ہے۔ جو یہاں بیان ہوا۔ بلفظہ۔

اب ایک بڑا کھٹکا جو آپ لوگوں کے دلون میں ہے یہ ہے کہ دن اور تاریخ مقرر کرنا گیارہویں بارہوین کو تعین کرنا یہ جائز نہیں بلکہ بدعت سیئہ ہے۔ سو اسکو دور کرتا ہون سنئے۔

(۱) حدیث شریف مشکوٰۃ باب الاستسقاء عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت شکا الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قحوط المطر فامر بمنبر فوضع لہ فی المصلے ووعد الناس یوما یخرجون فیہ قالت عائشۃ فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین بدأ حاجب الشمس الحدیث (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ لوگون نے مینہ نہ برسنے کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا۔ تو حضور نے عیدگاہ میں منبر کے رکھنے کا حکم دیا۔ اور ایک دن معین فرمایا۔ کہ اسدن سب لوگ عیدگاہ کو چلیں حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور اوسدن آفتاب کے طلوع کے وقت نکلے اور عیدگاہ کو تشریف لے گئے۔

۲۔ صحیح بخاری۔ عن ابن عمر قال کان النبی صلے اللہ تعالے

علیہ وسلم یاتی مسجد قبا کل سبت ماشیاً و راکباً و یصلی فیہ رکعتین
یعنے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر۔ اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

۳۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔عن شفیق قال کان عبد اللہ ابن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس۔ یعنے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

علاوہ ان احادیث کے اور بہت احادیث ہیں جن میں دن اور تاریخ مقرر کرنا درج ہے۔ **مثلاً**

الف۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے روز روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ب۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھا تم اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو۔ تو جواب دیا کہ اس دن موسےٰ علیہ السلام اور انکی قوم کو اللہ تعالےٰ نے نجات دی تھی فرعون سے اور فرعون کو غرق کیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کا روزہ رکھا تھا۔ اس لئے ہم بھی اسدن روزہ رکھتے ہیں۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمسے زیادہ حقدار ہیں موسےٰ کے ساتھ۔ تب حضور علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ۔
یہ حدیث شریف اثبات مولود شریف میں بھی آچکی ہے۔ اور زیارت قبور کے لئے پیر [illegible] ہفتہ۔ اور جمعہ بعد نماز کا حکم دیا۔

ج۔ بخاری وسلم کی حدیث ہے کہ عاشورہ کے دن اور رمضان شریف کے روزہ رکھنے کی خاصیتیں فرماتے تھے۔

د۔ ترمذی اور نسائی میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے۔

ھ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر مہینہ میں تیرہویں۔ چودھویں۔ پندرہویں کو روزہ رکھا کرو۔

و۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ کے شروع میں پہلی تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد) اور بہت سی احادیث ہیں جن میں تاریخ اور دن مقرر کرنا اور دن مقررہ پر اوسکا کام کرنا درج ہے۔ بخوف اطناب کے وہ بیان ترک کرتا ہوں۔

اقتباس رسالہ اظہار الحق مصنفہ حضرت مولانا صاحب احمد علی شاہ صاحب کمل پوری حنفی نقشبندی اویسی وہرری دام فیوضہم مطبوعہ کلکتہ مطبع فیض منبع اہل سنت وجماعت باہتمام حاجی مولوی محمد لعل خانصاحب ذکر سٹریٹ ۲۲ بماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

مسلمانو! جو امکان کذب باریتعالی یعنے جھوٹ بولنا خدا کا ممکن کہتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم بڑھا ہوا کہتا ہے اور مولود شریف کی مجلس کو کنھیا کا جنم کہتا ہے۔ اور مولود شریف میں قیام کو منع کرتا ہے اور گیارہویں شریف

یعنے حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی کی فاتحہ کو ناجائز کہتا ہے اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے عرس شریف کو درست نہیں جانتا اور اولیاء اللہ کی فاتحہ کو برا کہتا ہے وہ وہابی ہے اگرچہ وہ اپنے کو حنفی مذہب کہے اور عمل حنفی مسائل پر ظاہر کرے۔ وہ پکا وہابی لامذہب اور بد دین اور گمراہ ہے۔ وہ پیرو مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا ہے جو ہندوستان میں وہابیوں غیر مقلدوں کے پیشوا تھے۔ بڑی پہچان وہابی کی یہ ہے کہ وہ مولوی اسمٰعیل کی تعریف کرے اور انکو اچھا جانے اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا (جو عبدالوہاب کے نام سے مشہور ہے) مدّاح ہو۔ بلفظہ۔ صفحہ ۵-۶-

مسلمانو!. یہ زمانہ فتنہ کا ہے خصوصاً ہندوستان میں ہزاروں مذہبی فتنے برپا ہیں اور فتنوں کی یوماً فیوماً ترقی ہے۔ ایسے فتنے کے زمانے میں اپنے دین و ایمان اور عقائد حقہ اہل سنت و جماعت پر قائم رہو مولود شریف کیا کرو۔ گیارہویں شریف حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیا کرو۔ اور فاتحہ دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی بھی کیا کرو خصوصاً فاتحہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ اجمیری کی کیا کرو۔ اور اگر ہوسکے تو عرس شریف اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں ضرور حاضر ہوا کرو۔ بلفظہ۔ ۷-۸

(وہابی زمانہ حال کی علامت) ایسے لوگ اہل سنت و جماعت کے پیشوا مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قادری حافظ و محدث دام ظلہم کو بہت برا برا کہتے رہتے ہیں ان کاذبوں کا قول بیچارے ناواقف سُنی سچ سمجھ لیتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت کے لوگوں کو معلوم ہو کہ مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی ہمیشہ

ان وہابیوں کا رد کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے انکے ایک رسالہ (کتاب) کا جواب بھی نہیں لکھا۔ الخ بلفظہ ۸ - ۹ -

انہیں غیر مقلدون کے فرقہ میں فرقہ نیچریہ پیدا ہوا اور فرقہ نیچریہ سے فرقہ قادیانیہ اور فرقہ قرآنیہ پیدا ہوا مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے زمانہ کے بعد فرقہ وہابیہ نکلا یہ فرقہ صوفیوں کے مقابل ہوا اور صوفیائے کرام کو برا کہنے لگا۔ مولود شریف کی مجلس اور اسمیں قیام اور فاتحہ اور عرس شریف اور گیارہوین شریف محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منع کرنے لگا۔ اور صوفیوں کو گمراہ بددین بتلایا جس سے یہ لوگ ذلیل وخوار ہیں۔ اون کے منہ پر نور نہیں ہوتا اور علماء اہل سنت وجماعت نے اون کے گمراہ ہونیکے فتوے دیئے۔ اور اون کے پیچھے نماز نہ ہونے کے بھی فتوے دیئے الخ بلفظہ ۲۰ - ۲۱ صفحات -

فرقہ وہابیہ اور فرقہ غیر مقلدیہ ان فرقونکا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔ ان سب فرقون کی بنیاد وہابیت اور غیر مقلدیت ہے اس فتنے کے زمانہ میں ایسے لوگ اہل سنت وجماعت کے لئے سم قاتل ہیں۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۲۲ (یہ آپ کی واقفیت کے لئے تھوڑا سا اس رسالہ سے لکھا گیا ہے یاد رکھ لیجئے۔

باب ہشتدہم عقیدہ نمبر ۲۳

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ ختم فاتحہ بزرگان منشل

سوم دہم چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہین

براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبہٹوی

قولہ - توضیح مطالبہ نمبر ۷ ابر عقیدہ نمبر ۲۳ - آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۳ براہین قاطعہ کے حوالے پر لکھا ہے کہ اوسمین ہے کہ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم - دہم - چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں - صاحبان احناف کھانا آگے رکھکر ختم پڑہنے کو بدعت جانتے ہیں حنفیون کی مسلمہ کتاب کبیری میں فتاوے بزازیہ سے منقول ہے - اتخاذ الطعام عند قراءت القرآن یکرہ - ترجمہ کھانے پر ختم پڑہنا مکروہ ہے - بلفظہ - صفحہ ۴۳ - سطر ۱۲ -

اقول - مفتی جی! معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبیری کی عبارت کو کہیں سے سن سنا کر لکھا ہے جو غلط ہے - اور کسی وہابیہ کے رسالہ سے لکھا ہے اور ولا تقربوا کی مثال کو یہان بھی ثابت کردکھلایا ہے اور کبیری کی شکل کو بھی آپ نے نہیں دیکھا - اگر دیکھا ہے تو محض دہوکا دیا ہے جو آپ لوگون کا معمولی کام ہے - اور ترجمہ بھی اوس جملہ کا غلط لکھا لیجئے - اصل عبارت کتاب غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صغیری کی درج کرتا ہون - جو بزازی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے - وھو ھذا -

۱ - مستملی شرح منیۃ المصلی صغیری صفحہ ۳۰۰ سطر ۷

وذکرہ البزازي انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ بقرآءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقرآءۃ سورۃ الانعام اوالاخلاص قال والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرآءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا ولا یخلوا عن النظر - بلفظہ ترجمہ مکروہ ہے تیار کرنا کھانیکا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتوین دن کے بعد اور لیجانا کھانون کا مقبرون کیطرف موسموں مقررہ میں اور

ہ شرح کبیری مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۰ھ صفحہ ۵۶۳ سطر ۹

اور کرنا دعوت کا قرأت قرآن شریف کے بدلہ میں - اور جمع کرنا صلحاء اور قاریوں کا واسطے ختم کے اور سورہ انعام پڑھنے یا سورہ اخلاص کے - فرمایا (بزازی علیہ الرحمۃ) یہ کہ حاصل یہ ہے کہ تیار کرنا طعام کا قرأت قرآن کیوقت مکروہ ہے - اور اگر یہ طعام فقیروں کے لئے ہے تو اچھا ہے - یہ عبارت ہوئی بزازی علیہ الرحمۃ کی (پھر اس کی شرح میں صغیری والے صاحب لکھتے ہیں) کہ اس کھانیکو مکروہ کہنا بحث سے خالی نہیں - یعنے اس میں کلام ہے اور صحیح نہیں - اور یہی عبارت کبیری کے صفحہ ۵۶۴ سطر ۹ پر درج ہے - جو مطبع محمدی لاہور میں ۱۳۱۱ھ کو طبع ہوئی -

پس - آپ کی عبارت اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن یکرہ اس میں موجود نہیں اور بقیہ عبارت بقیہ کو آپ نے بالکل چھوڑ دیا - اور نہ اس میں سوم - دہم - چہلم - کا کوئی ذکر درج ہے - اور یہ بھی معلوم ہوگیا - کہ یہ وہ کام ہے کہ جو لوگ طعام پکا کر قبروں میں لیجاویں - اور ان کے لئے موسم مقرر ہوں - اور دعوت کے طور پر قبروں میں صلحاء اور قاریوں کی دعوت کیجائے - اور سورہ انعام اور اخلاص پڑھی جانے کے عوض کھانا تیار کرنا اور دعوت کرنا لیکن اگر یہ کھانا فقراء کے لئے ہو تو یہ بات نیک اور اچھی ہے - اور آپ حضرت کبیری والے صاحب نے اس بات کو بھی رد کردیا ہے - کہ یہ امر بحث طلب ہے - مکروہ کہنا صحیح نہیں -

میں دیکھتا ہوں - کہ اس عبارت میں ایسا کوئی لفظ سوم - دہم - چہلم یا ہنود کی رسوم کا موجود نہیں ہے جس سے آپ کا مطلب نکل سکے - اور اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہت مطابق کلام بزازی کے مسلم بھی رکھیں - تو وہ کراہت خاص اوس کھانے کے لئے ہوسکتی ہے جسکو وارثان میت بعض جگہ -

لہ شرح صغیری شرح کبیری کا پہلا حصہ ہے ۱۲ منہ

فخریہ طور پر کرتے ہیں۔ جیسے شادی عروسی وغیرہ میں شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلایا جائے اوسی طرح میت کا کھانا تکلف اور زینت سے اغنیاء امراء اور عزیزون قرابتیوں کو کھلاتے ہیں۔ جیسے کتب معتبرات سے معلوم ہوگا۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے " احناف کھانا آگے رکھکر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں"۔ یہ بھی اس عبارت میں درج نہیں اور اتخاذ الطعام عند قراءت القرآن یکرہ کا ترجمہ کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ غلط ہے۔

۲۔ فتاوی عالمگیری جلد پنجم باب الہدایا والضیافات
لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام فی ایام المصیبۃ واذا اتخذ لاباس بالاکل منہ۔ بلفظہ یعنے مباح نہیں ہے ضیافت کرنا تین دن تک ایام مصیبت میں اور جب ضیافت کیجاوے تو اوس کے کھانے میں کچھ مضایقہ نہیں۔

۳۔ فتاوی قاضی خان جلد اوّل۔ فصل فی المسجد۔
ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبۃ من الترکۃ ان کان الوارث صغیرا او کبیرا غائبا۔ یعنے مکروہ ہے کہ میت کے ترکہ سے کھانا دعوت کا پکانا جبکہ وارث نابالغ ہو اور اگر بالغ ہو تو حاضر نہ ہو دیکھیے بزازی علیہ الرحمۃ کی ممانعت اسی طرح کے کھانیکی ہے۔ جو شادی وغیرہ کیطرح ضیافت کیجائے۔ دلیل اونہی کی کلام میں اسطرح موجود ہے۔ وان اتخذ واطعاما للفقراء کان حسنا یعنے اگر یہ کھانا فقیرون محتاجوں کے لئے تیار ہو تو اچھی بات ہے اور اگر صاحب بزازیہ کے نزدیک کراہت طعام مذکورہ بوجہ تعین ایام ہوتی تو آپ یون لکھتے۔ وان اتخذ واطعاما فی غیر الایام المخصوصۃ کان حسنا۔ یعنے ان دنون مخصوصہ کے سواء کسی اور دنون میں کھانا تیار کریں تو اچھی بات ہے۔ مگر ایسا نہیں۔

۴۔ انوار محمدی مصنفہ مولانا شیخ محمد غوث مرحوم تھانوی استاد مولوی رشید احمد صفحہ ۴۶ سوال ہشتم۔ آنکہ خوردن طعام روز سیوم و دہم و چہلم وغیرہ از اہل میت۔ جواب محتاج را منع نیست بلفظہ۔

دیکھئے یہ عین تصدیق صاحب بزازیہ کی آپ کے امام الطائفہ کے فتوے نے بھی کر دی۔ کہ یہ کھانا محتاجوں کے لئے اچھا ہے۔

۵۔ فتاوےٰ قاضیخان علیہ الرحمۃ جلد چہارم صفحہ ۳۶۶ سطر اول۔ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلا یلیق بھا مایکون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا۔ یہاں دو مسئلے موجود ہیں یعنے ایام مصیبت میں ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی اور سرور کے نہ کریں۔ کیونکہ وہ خوشی اور سرور میں ہوتی ہے۔ پس مصیبت میں ایسا کرنا نہیں چاہیئے پھر اس کا بھی استثناء کر دیا کہ اگر فقراء و غرباء کے لئے کھانا پکایا جائے۔ تو حسن ہے یعنے اچھی بات ہے۔

مفتی جی! کیوں آپ کی مثل لاتقربوا الصلوٰۃ کی پوری ہوئی یا نہیں کہ جملہ انتم سکریٰ یعنے وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا کو جو آپ کے مخالف تھا چھوڑ دیا۔ واہ رے دیانت۔

۶۔ مشکوٰۃ شریف و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۶۰۷۔ سطر ۱۷۔ عن عاصم ابن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ ومن قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فاجاب ونحن معہ فجیٔ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم

فاکلوا فنظرنا الی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا فارسلت المراۃ تقول یارسول اللّٰہ انی ارسلت الی النقیع وھو موضع یباع فیہ الغنم لیشتری لی شاۃ فلم توجد فارسلت الی جار لی قد اشتری شاۃ یرسل بھا الی ثمنھا فلم یوجد فارسلت الی امرأتہ فارسلت الی بھا فقال رسول اللّٰہ اطعمی ھذا الطعام الاسری۔ رواہ ابوداؤد والبیھقی فی دلائل النبوۃ۔ ترجمہ روائیت عاصم بن کلیب رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے باپ سے اوس نے ایک صحابی انصاری رضی اللّٰہ عنہ سے کہا اوسنے ہم رسول خدا صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازہ کے ساتھ ۔ ہمنے دیکھا کہ رسول خدا صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم گورکن کو قبر پر فرماتے تھے گورکن کو کہ پاؤن کیطرف سے قبر کو فراخ کر اور سر کیطرف سے بھی فراخ کر۔ پھر جب آپ بعد دفن واپس ہوئے تو اوس میّت کی بیوی نے آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے نوش جان فرمایئے آپ نے قبول فرمایا۔ ہم سب جو ایک جماعت حضور کے ساتھ تھے گئے ۔ وہان کھانا سامنے آیا آپ نے دست مبارک اپنا کھانے کی طرف بڑھایا۔ پھر سب جماعت نے ہاتھ بڑھایا ۔ اور کھایا۔ پھر ہمنے دیکھا رسول خدا صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف کہ آپ منہ میں لقمہ چباتے ہین اور نگلتے نہیں تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جو مالک کی بے اجازت لی گئی ہے ۔ (علم غیب) اوس عورت نے ایک آدمی کی زبانی کہلا بھیجا کہ یارسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم مینے آدمی نقیع میں بھیجا تھا جہان بکریان بکتی ہیں تاکہ بکری مول لے آوے بکین وہان نہ ملی تب میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی بھیجا کہ جو اوس نے بکری خریدی ہے وہ مجھکو قیمت پر بھیجدے اتفاق سے وہ ہمسایہ بھی گھر میں نہ تھا پھر

یعنے اسکی بیوی کے پاس آدمی کو بھیجا کہ بکری میرے پاس بھیجدے اوس نے بے اذن اپنے خاوند کے بکری میرے پاس بھیجدی تب فرمایا۔ رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلادے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی شرح مشکوۃ شریف شعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ وہ قیدی کفار تھے۔ اور دائرہ تکلف شرعی سے خارج تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔ خواہ کوئی غنی بھی ہو کسی دن کی قید بھی نہیں۔

۷۔ انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مصنفہ شاہ عبدالغنی محدث علیہ الرحمۃ استاد مولوی رشید احمد صاحب بزرگ دیوبندی جماعت۔

واما صنعت الطعام من اھل المیت اذا کان للفقراء فلا بأس بہ لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قبل دعوۃ المرأۃ التی مات زوجھا کما فی سنن ابی داؤد۔ بلفظہ۔

ترجمہ یعنے کھانا تیار کرنا اہل میت کا جب بہ نظر ثواب فقراء اور غرباء کے لئے ہو اوسمیں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی تھی۔ دعوت اوس عورت کی جسکا خاوند فوت ہو گیا تھا جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔ جس حدیث شریف کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

۸۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ زیر حدیث عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ۔ ھذا الحدیث بظاھرہ یرد علی ما قررہ اصحاب مذھبنا من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع۔ ترجمہ۔ یعنے یہ حدیث (عاصم بن کلیب کی) ظاہرا اور بظاہرہ رد کر رہی ہے اوس مسئلہ کی جو ہمارے مذہب والوں نے قرار دیا ہے کہ کھانا

تیار کرنا پہلے دن اور تیسرے روز اور ہفتہ کے بعد مکروہ ہے۔
اس کے بعد حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مذہب والوں کی وجہ بیان کی ہے کہ وہ خلاف حدیث کیوں ایسا حکم دیتے سو اونکا حکم ایسے مقامات میں اسبات پر محمول ہے کہ جس کے وارثوں میں کوئی چھوٹا نابالغ لڑکا ہو بالغ ہو لیکن وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہو مگر اوس کی رضامندی نہ لیگئی ہو اور ایسا کھانا مال ترکہ سے ہو۔ اونکی اصل عبارت یہ ہے یحمل علے کون بعض الورثۃ صغیرا او کبیرا غائبا او لم یعرف رضاہ او لم یکن الطعام من عند احد معین من مال نفسہ بلفظہ۔

لیجئے۔ مفتی جی! آپکی عبارت بزازیہ کی اصلیت آپ کو معلوم ہو گئی آپ کو لازم تھا کہ ان کتابوں کو دیکھکر اعتراض کرتے تاکہ یہ ندامت آپکو اٹھانی نہ پڑتی مگر آپ کو حق کا پسند اور قبول کرنا پسند نہیں۔ جہاں کہیں ایک آدھ سطر کسی وہابیہ کے تحقیق کے رسالہ میں دیکھ لی بلا سمجھے سوچے لکھ ڈالی ان آٹھ کتب معتبرات اور مستندیہ پر سر کو تھام کر ہوش کے ساتھ غور کیجئے۔

کھانا سامنے رکھکر ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھکر دعاء مانگنا

قولہ۔ فیوض محمدیہ میں ہے...... ثم ختمہ پس پڑھنا قرآن مجید کا طعام پر بدعت ردی ہے اتفاقا۔ چونکہ فوت کرنیوالی ہے سنت ہوکہ کی وہ جو کھانا طعام کا ہے بعد بسم اللہ کے بغیر تاخیر کے بہی واجب ہے حاضر ہونا دل قاری کا اور سامع کا وقت پڑھنے کے باوجودیکہ یہ کام الٹا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۴-۳۵۔

اقول کسی فیوض محمدیہ رسالہ وہابیہ کا نام تو آپ نے لکھ دیا

مگر یہ نہ لکھا کہ وہ کسکی تصنیف ہے اور کن لوگوں کا اسپر عمل ہے اور کب کی تصنیف ہے اور کس مذہب کا ہے کیونکہ وہ بظاہر احادیث اور اہل سنت وجماعت کے برخلاف ہے۔ اور میں پہلے آپ کی جد فاسد کی تحریر دکھلا چکا ہوں کہ غیر معروف کتب پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا اور جو فتاویٰ سمرقندیہ کا حوالہ دیا ہے وہ بھی غیر معروف۔ اسیطرح فیوض محمدیہ سے ہے جو خلاف ہے صحیح کتابوں کے۔ آپ لکھتے ہیں کہ کھانے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھکر کھانا فوراً کھا لینا چاہئیے اور اودہر لکھتے ہیں کہ کھانے پر قرآن شریف پڑھنا بدعت ردی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ شریف کو قرآن شریف نہیں جانتے مگر اہل سنت بسم اللہ شریف کو قرآن شریف جانتے ہیں۔ فرمائیے آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں اگر داخل ہے تو جب کھانا آگے رکھکر بسم اللہ شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف بلاشبہ پڑھا گیا۔ تو بدعت ردی کیسے ہوا اگر آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف نہیں ہے۔ تو گویا آپ سرے سے قرآن شریف کا ہی انکار کرتے ہیں۔ تو پھر آپ منکر قرآن ہوے اور کہاں پونچگئے۔ ہوش کیجئے۔ بیہوشی کی باتیں اچھی نہیں۔

پھر یہ جواب آپ نے لکھا ہے کہ کھانا جب پیش ہو تو اوسمیں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ فوراً کھا لینا چاہئیے۔ میں کہتا ہوں اگر پچاس سو یا دو چارسو آدمیونکی ضیافت ہو اور کوئی وہابی آپ کی طرح اس مسئلہ کا عامل ہو تو کیا جب سب سے پہلے اس کے آگے شوربا رکھ دیا گیا ہو تو فوراً اسکو اٹھاکر پی لینا چاہئیے۔ یا اوس کے بعد فرنی یا کھیر یا زردہ کی تشتری رکھی گئی ہو فوراً کھیر اور فرنی کو چٹ لینا چاہئیے اور جب روٹیاں آجائیں تو اونکیطرف رجوع کرنا چاہئیے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئیے۔ مگر ایسا کوئی بھی عقل کا نابینا نہ کریگا۔ اور اگر کوئی وہابی نابینا ہی ہو تو وہ کیسے کرے کیونکہ اونکو نظر

ہی نہیں آتا۔ دراصل ایسی ضیافتیں ایسے لوگوں کیواسطے نہیں ہیں۔ کیونکہ اکثر شادیوں براتوں ولیموں ختنوں کی ضیافتوں میں سینکڑوں آدمی ہوتے اور کھانا تقسیم کرنے میں اکثر دیر لگتی ہے اور جب کھانا تمام لوگوں کے آگے ہر ایک چیز بھیجی جاتی ہے تب مالک طعام صاحب خانہ اجازت دیتا ہے کہ بسم اللہ کیجئے یا شروع کیجئے گویا وہ بھی قرآن شریف پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ تب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں آپ کو مسئلہ پر عمل یوں کرنا چاہیئے۔ کہ جب آپ کے آگے شوربا رکھا جائے تو فوراً اٹھا کر پی جانا چاہیئے تاکہ تاخیر نہ ہو اور اگر پہلے روٹیاں آجائیں تو انکو بلا سالن کھا لینا چاہیئے۔ اور جب شوربا آجائے تو اوپر سے اسکو پی جانا چاہیئے۔ جب کھیر یا فرنی آگئی تو بلا تاخیر اسکو چاٹ جانا چاہیئے۔ اور پھر جب پلاؤ یا زردہ آجائے تو اوسپر ہاتھ صاف کر لینا چاہیئے۔ اور تقسیم کرنے والے ابھی دوسرے سرے پر نہیں پہنچے ہونگے۔ کہ آپ کھانا چٹ کر چکے ہونگے یا پانی ملا آپ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ اور پھر حکم خداوندی فاذا طعمتم فانتشروا پر تعمیل کر کے اپنے گھر کو بھاگ جائیے بس لوگ آپکو مہذب مولوی صاحب سمجھکر آپکی تعریف کرینگے۔ ذرہ عمل کر کے دکھلائیے یا صرف کہنے کی باتیں ہیں پھر زیر حکم خداوندی لم تقولون ما لا تفعلون مراجعت فرمائیے۔ یا ہاتھی کے دانت کیطرح دکھلانیکے اور کھانیکے اور۔ دیگراں را نصیحت اور خود را فضیحت ۔

لیجئے اب میں۔ آپ کو وہ احادیث دکھلاتا ہوں جنمیں بغیر ہاتھ اٹھا کر طعام پر قرآن شریف کا پڑھنا درج ہے۔ پہلے آپ کی تفہیم کے لئے اتنا لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ سمجھنے میں غلطی نہ کریں ہم لوگ اہل سنت والجماعت جو فاتحہ بزرگان یا موتے کی کرتے ہیں۔ تو اس میں سورۂ فاتحہ اور دیگر سورۃ پڑھتے ہیں۔ اور سورۂ فاتحہ خود دعا ہے۔ اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ جو خارج از نماز کیجاتی ہے۔

۱۔ حصن حصین باب آداب الدعاء۔ اداب الدعاء بسط الیدین ن مس ورفعہما۔ع۔ یعنے دعا کے آداب ہیں یہ ہے۔ پھیلانا دونوں ہاتھوں کا۔ یہ ترمذی ہیں ہے۔ اور اوٹھانا۔ دونوں ہاتھوں کا روائیت اسکی چھوں محدثین صحاح ستہ کے مصنفوں نے کی ہے۔

۲۔ مشکوۃ شریف آداب الدعاء۔ اذا سألتم فاسئلوہ ببطون اکفکم۔ یعنے جب سوال (دعاء) کرو اللہ تعالے سے توسوال کرو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اوٹھا کر ایک دوسری حدیث مشکوۃ شریف میں بھی اسی طرح ہے۔

۳۔ حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف صفحہ ۵۸۴۔ سطر ۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک سال بہت قحط پڑا جمعہ کا دن تھا حضور نے خطبہ پڑھا ایک اعرابی کھڑا ہوا۔ اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مال مرگیا۔ عیال بھوک سے تنگ آ گئے ہیں۔ فادع اللہ لنا۔ ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمایئے فرفع یدیہ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اوٹھائے اوسوقت کوئی ٹکڑا ابر کا آسمان پر نہ تھا۔ اوسیوقت بارش ہوگئی۔ حدیث طویل ہے اس حدیث میں بھی دونوں ہاتھ دعا کیلئے اوٹھانا ثابت ہے۔

۴۔ مشکوۃ شریف۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہما صفرا۔ یعنے بیشک اللہ تعالی شرم ولحاظ والا ہے۔ کرم کرنیوالا ہے شرم رکھتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ ہاتھ اوٹھائے اوسکی طرف۔ تو وہ اسکو خالی پھیر دے۔

یہ چار احادیث ایسی ہیں جنہیں صاف درج ہے کہ دعا کیوقت اپنے دونو ہاتھ اوٹھائے جائیں۔ اور دعا مانگی جاوے جسکی تصدیق قرآن شریف سے اس طرح ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالے

فرماتا ہے ۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلل رعد

اس آیت شریف میں دعا مانگنے کا طریق ثابت ہے کہ جیسے دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں کھولکر پانی کی طلب میں منھ کیطرف کیجاتی ہیں یعنے جیسے اوک سے پانی پیا جاتا ہے ۔ اسیطرح دعا کیلئے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں ۔

خیر ایک آئیت شریف اور چار احادیث شریف دعا مانگنے کے طریق میں ثابت ہیں ۔ اسی طریق کو مدنظر رکھکر کچھ احادیث صحیحہ درج کرتا ہوں ۔ جنسے معلوم ہوگا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے طعام یا کھانا اپنے سامنے رکھکر اوسپر کچھ پڑھا اور دعا ہاتھ اوٹھا کر مانگی اور کھانا تقسیم فرمایا ۔ وھو ھذا ۔

۱ ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۷ سطر ۲۳ صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔

وعن انس قال ابو طلحۃ لام سلیم الحدیث ۔ حدیث طویل ہے اوسکا خلاصہ اسطرح پر ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تنگی کا حال معلوم کرکے ام سلیم نے چند روٹیاں جوین پکا کر دوپٹہ کے پلّہ میں باندہیں ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اون روٹیوں کو تڑوایا ملیدہ کیطرح جو کچھ اوس کے برتن میں گھی لگا ہوا تھا اوسمیں ٹپکایا ۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے الفاظ قسم دعا سے اسپر پڑھے پھر دس دس آدمیونکو بلا کر کھلانا شروع کیا ۔ اسی آدمیونکو پیٹ بھر کھلا دیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ام سلیم کے گھر بھیجدیا اور سب گھر کے لوگوں نے کھایا پھر بھی بچ رہا ۔

دیکھیئے ! اس حدیث میں بھی صاف ہے کہ کھانا سامنے رکھکر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسپر کچھ پڑھا تب تقسیم فرمایا ۔

۲ ۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ۔ صفحہ ۵۹۲ ۔ سطر ۱۴ ۔

(بروایت صحیح بخاری و صحیح مسلم)

عن انس قال کان النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم عروسًا بزینب الحدیث

ترجمہ مختصراً۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک بادیہ میں کھانا کھجور اور گھی کا اور اقط کا مرکب بنایا ہوا بھیجا۔ اقط ایک چیز ہے جو دہی ترش یا چھاچھ کو ٹپکا کر خشک کر لیا جاتا ہے عربی میں اوسکو اقط کہتے ہیں جسطرح دودہ کو پنیر مایہ سے جما کر پنیر بناتے ہیں۔ اور عربی میں اوسکو جبن کہتے ہیں۔ الحاصل اسطرح کی دہی اور کھجور اور گھی کا کھانا جب حضور کے پاس آیا آپ نے اوسپر کچھ پڑھا جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دس دس آدمیونکو بلاتے گئے اور کھلاتے گئے۔ قریب تین سو آدمیوں کے کھلادیا۔ پھر مجھکو فرمادیا۔ اوٹھالے اے انس اپنا بادیہ میں نے جب اوٹھایا حیرت میں رہ گیا کہ جب میں لایا تھا اوسوقت اسمیں کھانا زیادہ تھا۔ یا اب زیادہ پہلے سے موجود ہے۔

۳۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۱ سطر اخیر۔ بروایت مسلم۔ وعن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غزوۃ تبوک الحدیث۔

ترجمہ غزوہ تبوک کے دن جب لوگ گرسنہ ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کرانی چاہیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تب آپ نے دستر خوان بچھوایا اور فرمایا لے آؤ جو کچھ کسیکے پاس کھانا بچا ہوا ہو۔ تب کسی نے منٹھی بھر جوار کسی نے منٹھی بھر کھجور کسی نے ٹکڑا روٹی کا جس کسیکے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا لا کر ڈال دیا بہت ہی تھوڑا سا ذخیرہ جمع ہوا۔ پھر آپ نے اوسپر دعا فرمائی اور فرمایا بھر لو اپنے اپنے برتن پھر جسقدر لشکر تھا سبنے اپنے اپنے تمام برتن جو اون کے پاس تھے بھر لئے اور خوب حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس جگہ لکھتے ہیں کہ ولشکر در غزوہ تبوک گفتہ اند کہ بصد ہزار رسیدہ بود ۱ھ۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لاکھ آدمی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روبروے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کھانا آگے رکھکر ہاتھ اوٹھا کر اوسپر پڑھکر دعا فرمائی۔ اور کھانا تقسیم فرمایا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کھانے پر دعا فرمائی جسکی اونکو ضرورت تھی۔ اسیطرح صاحب فاتحہ وہ دعا مانگتا ہے جسکی اوسکو ضرورت ہے۔ پس دعا ہونے میں دونو برابر ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کھانے کو آگے رکھکر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا اوس کھانے میں کلام الٰہی کی برکت سے برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور دعا کی تعریف شرع میں السؤال من اللہ الکریم ہے اور یہ عمل دوامی تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہ جب آپ دعا مانگتے تو دونو ہاتھ اوٹھا کر اپنے منہہ کے سامنے کرکے دعا مانگتے اور اپنے منہہ پر ہاتھوں کو پھیر لیتے۔ اور جب کبھی کوئی نیا پھل حضور کے سامنے لاتا تو اوسی طرح ہاتھ اٹھا کر اوسپر دعا فرماتے جیسے کہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے۔ قال کان اذا رأوا اول الثمرۃ جاؤا بہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاذا اخذہ قال اللھم بارک لنا فی ثمرنا۔ الحدیث اور یہی تمام اہل سنت والجماعت کا عمل ہے اس کے برخلاف ہرگز نہیں اور اسیطرح جامع صغیر میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ کان اذا دعا جعل بطن کفیہ الی وجھہ یعنے جب آپ دعا فرماتے تو دونو ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنے منہہ کیطرف کرتے تھے۔ پس کھانا آگے رکھکر پڑھنا اور دعا کرنا ثابت ہوگیا۔ باوجود اتنی احادیث موجود ہونیکے اس سے انکار کرنا اور اسکو بدعت ردی کہنا صرف وہابیہ قوم کا کام ہے اور کسی اہل سنت وجماعت کیطرف سے انکار نہیں۔ اسپر اجماع امت ظاہر ہے۔ اور ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ولا تجمع امتی علے ضلالۃ کے مطابق اہل سنت وجماعت کا عمل ہے خدا ہدایت کرے۔

۴۔ ہدیۃ الحرمین الباب الثالث عشر صفحہ ۶۸ - ۶۹ -
وفی فتاوی الاوزجندی لملا علی قاری الحنفی رح وکان یوم الثالث من وفات ابراہیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی بتمرۃ یابسۃ ولبن فیہ خبز من شعیر فوضعہا عند النبی فقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاتحۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات الی ان قال رفع یدیہ للدعاء ومسح بوجہہ فامر رسول اللہ اباذرؓ ان یقسمہا بین الناس وایضاً قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھبت ثواب ھذہ لابنی ابراہیم - بلفظہ - ترجمہ اور درمیان فتاوی اوزجیدی ملا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کے ہے کہ تھا دن تیسرا وفات ابراہیم فرزند محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ آیا ابوذر رضی اللہ عنہ نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھجور خشک اور دودھ کے کہ اوسمیں روٹی جو کی پس رکھا اوسکو نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس پڑھی حضرت نے فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار یہانتک کہ کہا کہ اٹھائے حضرت نے دونوں ہاتھ اپنے اور پھیرے منہہ پر۔ پھر حکم کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر کو کہ اسکو درمیان میں لوگوں کے تقسیم کردے - اور بھی اسمیں ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخشا میں نے ثواب اوسکا واسطے بیٹے اپنے ابراہیمؑ کے بلفظہ۔

قولہ - چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے فتاوے جلد سوم صفحہ ۶۸ پر ہے - شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات مینویسد آنکہ بعد سالے یا شش ماہے یا چہل روز دریں دیار طعام پزند درمیان برادران بخشش کنند آنرا بھاجی گوئیند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نکنند۔ اسی صفحہ پر ہے۔ مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص او را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست نصاً الاحتساب ﷺ را مکروہ

نوٹ: ہ اس کتاب پر ستائیس علماء عظام و مفتیان عرب مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے دستخط ہیں اور مواہیر بھی ہیں -

نوشتہ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۵۔ سطر ۷۔

اقول۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے جامع البرکات میں صاف فرمادیا ہے۔ کہ آنرا بھاجی گویند۔ یعنے جو کھانا بطور بھاجی برادری کے کیا جاتا ہے اوسکا اعتبار نہیں کیونکہ موتے کے ایصال ثواب کیلئے نہیں کیا جاتا۔ اس صورت میں نہیں چاہیئے۔ لیکن اونہوں نے اوسکو نہ بدعت ردی لکھا ہے اور نہ اوس کھانے کو مکروہ جانا ہے۔ لیکن یہ کھانا فقراء اور غربا محتاجین کو کھلایا جائے۔ اور کوئی غنی بھی اوسمیں شامل ہوا ہے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہوچکا ہے۔ کہ ایک عورت کے گھر کا کھانا جو اوسکا خاوند فوت ہوگیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور فرمایا۔ اور حضور کے ساتھ کئی صحابہ غنی بھی تھے جیسے کہ اصل حدیث شریف صفحہ ۵۰۸ - ۵۰۹ - پر درج ہوچکی ہے لیجئے اسکی تصدیق آپ کے بزرگ مولوی صاحب اسحاق دہلوی اپنی مایہ مسائل میں کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اصل عبارت جامع البرکات کی بھی لکھتے ہیں جس سے آپ کی اور آپ کے مولوی عبدالحی صاحب کے نتاوے کی خیانت ظاہرًا پائی جاتی ہے۔ وَھُوَ ہٰذا۔

مایۂ مسائل تصنیف مولوی اسحاق صاحب بزرگ دیوبندیاں صفحہ ۸۷ - ۸۹ - اگر محض برائے ایصال ثواب بارواح ایشان بپزند پس فقراء را باید خورانیدن لیکن درخورانیدن فقراء صالحین ثواب زیادہ ترخواہد شد واگر بطریق ضیافت پزند پس اغنیاء وفقرا ہردو را روا باشد چنانچہ شیخ عبدالحق در جامع البرکات مینویسد وطعامیکہ بہ نیت تصدق بر فقراء از اموات بہ پزند تا ثواب آن بایشان برسد جز فقیر را روا نباشد۔ چہ تصدق بر فقراء میباشد ہدیہ بر اغنیا را آنچہ بہ نیت ضیافت مسلمین تیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی باشد خواہ فقیر چنانچہ درعرائس مشائخ در دیار ما متعارف ہست عام باشد

فقرا و اغنیاء را ولا بد آنچہ فقراء و محتاجان بخورند موجب ثواب خواہد
بود و آنچہ غیر فقراء خورند موجب عقاب نخواہد شد۔ بلفظہ۔ سوال پنجاہ
و یکم مائۃ مسائل صفحہ ۸۷-۸۸۔
لیجئے۔ آپ کی تحریر کی حقیقت آپ ہی کے بزرگ سے صاف
ہو گئی۔ اور یہ سب کھانے جائز ہو گئے۔
قولہ۔ رسالہ تحفہ مصنفہ مولوی سکندر علی میں حضرت خواجہ
محمد معصوم صاحبزادہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما
سے منقول ہے کہ "در روز سوم کل و اذن در مردان بدعت است"
بلفظہ صفحہ ۳۵۔ سطر ۱۳
اقول۔ آپ نے یہ عبارت "در روز سوم کل و اذن در
مردان بدعت است" ایسی لکھی ہے جسکے معنے اور مطلب معلوم
نہیں ہوتا۔ جب تک اسکی تصحیح نہ ہو تب تک اس مہمل عبارت کا جواب
بھی نہیں لہذا تصحیح نقل آپ کے ذمہ ہے۔
اسی طرح علامہ سیوطی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما
لکھتے ہیں۔ عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لھم المیت
اختلفوا الی قبرہ و قرءوا القرآن۔ یعنے روایت ہے سفیان
رضی اللہ عنہ سے کہ انصار کی یہ عادت تھی جب کوئی مر جاتا اوسکا
جایا کرتے وہ قبر پر اور پڑھتے قرآن۔
عینی شرح ہدایہ باب الحج عن الغیر میں ہے۔ ان المسلمین
یجتمعون فی کل عصر و زمان و یقرءون القرآن و یھدون ثوابہ
لموتاھم و علے ھذا اھل الصلاح والدیانۃ من کل مذہب
من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرھم فلا ینکر ذلک منکر فکان اجماعا
اھ۔ یعنے بیشک مسلمان جمع ہوتے ہیں اور ہوتے رہے ہیں ہر
عصر اور زمانہ میں اور پڑھتے رہے ہیں قرآن اور پہونچاتے رہے ہیں ثواب
اپنے موتا کو اور اسی بات پر جمع ہیں صلاح اور دیانت والے ہر مذہب کے

مالکی شافعی وغیرہ اور نہیں انکار کرتا اسکا کوئی منکر پس ہو گیا اجماع اسپر (انوار ساطعہ صفحہ ۱۰۴)۔

ان دو تو باتوں کا جواب فالتو ہے جو میری تحریر یا اشتہار میں نہیں۔ اتنا ہی کافی ہے۔

قولہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے۔ از عادات شنیعہ ما مردم اسراف در ماتم با وچہلم و فاتحہ وسالیانہ این ہمہ را در عرب اول وجود نبود۔ بلفظہ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۴۔

اقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ کا فرمانا صحیح ہے کیونکہ اسراف کرنا بموجب قرآن شریف وحدیث شریف بہت برا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین۔ اور کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اسراف اس چیز کا نام ہے جو اپنے حظ نفس کیلئے کیا جائے۔ اور خدا کیواسطے صدقات اور خیرات جو کئے جائیں وہ اسراف میں داخل نہیں ہیں۔ جیسے کہ تفاسیر میں لکھا ہے۔ کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اپنے نفس کو حظ حاصل ہونیکے واسطے جو کچھ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے۔ اگرچہ تل کا ایک دانہ ہو اور جو کچھ خدا کیواسطے دے وہ اسراف نہیں۔ اور شیخ الاسلام عبداللہ انصاری قدس سرہٗ نے فرمایا۔ اگر تمام دنیا کو لقمہ کرکے کسی درویش کے منہ میں دیدے تو یہ اسراف نہیں ہے۔ اسراف یہ ہے کہ حق تعالے کے بے رضا تو صرف کرے۔ **رباعی**

یک جوانے کہ داشت تخم خیر	پند میداد راہبے در دیر
کاے پسر خیر نیست در اسراف	گفت اسراف نیست اندر خیر (تفسیر حسینی)

دوسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسراف کیلئے برا فرمایا۔ لیکن فاتحہ چہلم وسالیانہ کے برخلاف کچھ نہیں فرمایا۔ نہ بدعت نہ خلاف شریعت نہ مکروہ۔

اور یہ جو فرمایا۔ کہ چہلم و فاتحہ وسالیانہ عرب میں پہلے نہیں تھا گویا شاہ صاحب کے لکھنے سے پہلے تھا۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن شریف اعراب دار مصر اور قسطنطنیہ کر چھاپے کے بھی پہلے عرب میں نہ تھے۔ کتب احادیث وفقہ بھی نہ تھیں۔ کتب صرف ونحو بھی نہ تھیں کتب اشغال سلاسل اربعہ بھی نہ تھیں۔ پختہ مساجد بھی نہ تھیں۔ تقلید شخصی بھی نہ تھی۔ اربعہ مذاہب بھی نہ تھے۔ اربعہ مصلات بھی نہ تھے۔ ایسے ہی اور ہزاروں اور باتیں نہ تھیں۔

اسی طرح سوم دہم چہلم سالیانہ بھی نہ تھے۔ کیا مضائقہ ہے۔ اس نمونے سے شاہ صاحب نے انکو برا نہیں کہا پھر شاہ صاحب کی عبارت لکھنے سے آپ کو کیا حاصل ہوا۔ حالانکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خود فاتحہ خوانی اور قبروں پر مراقبہ کرنے کو تحریر فرماتے ہیں دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں:۔

زبدۃ النصائح حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۱۲۲ پر تحریر ہے۔

ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ ملیدہ یا شیر برنج وغیرہ نیاز اولیا کا درست ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ کہ

اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند بخورانند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیارا خوردن حلال نیست۔ واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیارا ہم خوردن جائز است ؞

اور انتباہ فی سلاسل اولیا میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند۔ و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند۔ و حاجت از خدا تعالےٰ سوال نمایند۔ الخ

اور در ثمین فی مبشرات النبی الامین کی بائیسویں حدیث صفحہ ۸ سطر ۲۔

اس طرح فرماتے ہیں:۔

جناب والد صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں ایام مولود میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا پکوایا کرتا تھا میلاد شریف کی خوشی کا۔ ایک سال کچھ پاس نہ تھا۔ کہ کھانا پکواؤں کچھ میسر آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو بھنے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت شاد و بشاش ہیں۔ بلفظہ ؞

دیکھئے شاہ صاحب کی تحریرات کو جن سے ہویدا ہے کہ آپ فاتحہ خوانی و سوم و دہم و چہلم و برسی کو جائز فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مولود شریف کی شیرینی کی تقسیم اور ختم بھی پڑھنا اور طعام سامنے رکھکر جیسے کہ نقشبندیہ سلسلہ کا معمول ہے۔ وہ طریقہ ختم اس طرح پر ہے

کلمات طیبات صفحہ ۹۲ سطر ۱۹ ملفوظات حضرت مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:۔

وختم (خواجگان) حضرت خواجہا وختم حضرت مجدد رضی اللہ عنہم بتکرار یاراں

بنج آیند بعد از حلقہ صبح بر آں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ است فائدہ بسیار دارد۔ طریق اسکا یوں حاشیہ پر ہے :۔

طریق ختم خواجہا بہر نیتے و مقصدے کہ خواند باید کہ اول دست بردا شتہ سورہ فاتحہ یکبار بخواند بعد ازاں سورہ فاتحہ با بسم اللہ ہفت بار۔ بعد ازاں درود بار۔ بعد ازاں الم نشرح با بسم اللہ ہفتاد و نہ بار۔ بعدہ سورۂ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار۔ باز سورہ فاتحہ با بسم اللہ ہفت بار بعدہ درود صد بار۔ بعد ازاں فاتحہ خواندہ ثواب ایں ختم بارواح بزرگوار کہ ایں ختم بایشاں منسوب است بایدگذرانید بلفظہ۔ (معمولات مظہری)

دیکھو ختم پڑھنے کا طریق کیسا صاف ہاتھ اٹھا کر ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ تسلی ہوئی یا نہیں۔ عین حدیث کے مطابق ہے۔

قولہ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے :۔

بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالیانہ ہیچ نکنند۔ ان عبارات سے سوم دہم چہلم وغیرہ کا بدعت ہونا ظاہر ہے تو مولوی خلیل احمد صاحب کا انہیں بدعت لکھنا ان حضرات کا اتباع کرنا ہے۔ اگر آپکو ان امورات کے بدعت ہونے سے انکار ہے تو فرمائیے بلفظہ صفحہ ۵۳ سطر ۱۶۔

اقول۔ قاضی صاحب ثناء اللہ علیہ الرحمۃ صاف یہ فرماتے ہیں "رسوم دنیوی" میرے مرنیکے بعد نہ کرنا۔ اسمیں کوئی لفظ بدعت کا درج نہیں۔ جو آپنے اپنی لیاقت سے درج کر دیا۔ اور لفظ سوم بھی آپنے اپنی ذہانت سے خود بخود لکھ دیا ہے۔ جبکہ وہ جائز فرماتے ہیں۔ اور یہ صحیح اور صریح ہے۔ کہ رسوم دنیوی بطور بھاجی برادری کے درست نہیں لیکن ایصال ثواب کیلئے کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ بلکہ قاضی صاحب اپنے وصیت نامہ میں اسطرح لکھتے ہیں :۔

(۱) واز کلمہ و درود و ختم قرآن و استغفار و از مال حلال صدقہ بفقرا باخفا مدد نمایند کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود المیت فی القبر کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ ما تلحقہ عن اب او اخ او صدیق

بلفظہ کلمات طیبات صفحہ ۱۵۴ سطر ۱۶!

لیجئے۔ یہاں پر قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی سند سے ایصال ثواب کو بذریعہ فاتحہ وختم خوانی کے ثابت کر دیا۔ جسکے لئے طریق ایصال ثواب ہی ہے جو فاتحہ پڑھکر ہاتھ اٹھا کر ختم دیا جاتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا۔ مگر افسوس ہے آپ پر کہ اس عبارت کو بھی لا تقربوا الصلوٰۃ کہ کر وانتم سکاریٰ کو ہضم کر لیا۔ قاضی صاحب نے اس میں مدد اخفا کو تحریر فرمایا ہے۔ کہ بطور خفیہ فقرا کو صدقہ دیا جائے۔ اس سے مراد اُن کی ریا کے دور کرنے اور نمائشی کارروائی سے روکنے کی ہے۔ ورنہ صدقہ ظاہرا ور علانیہ دینا بھی بحکم خداوندی ان تبدوا الصدقٰت فنعما ھی یعنے اگر صدقہ کو ظاہراً اور علانیہ بھی دو تو اچھا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ اسطرح کرتے ہیں :۔

اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ترجمہ فارسی اسطرح پر ہے۔ اگر آشکارا کنید خیرات را پس خوب است۔ یہ اسلیئے کہ اور لوگوں کو بھی صدقہ اور خیرات کرنیکی ترغیب اور تحریص ہو۔ لیکن خیر قاضی صاحب نے ریا کی وجہ سے خفیہ صدقہ کی وصیت فرمائی۔ تو وہ بھی صحیح ہے۔ دوسرے حصہ آیت شریف پر عمل ہوا ؛

اب اور سنیئے حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر مولوی اسمٰعیل صاحب کے وہ تمام ایام سوم۔ دہم۔ چہلم ششماہی وسالیانہ کو درست فرما رہے ہیں۔ وہو ہٰذا :۔

(۲) **تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ انشقت صفحہ ۱۱۱ سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں**

ومدد زندگاں بمردگاں دریں حالت زود تر میرسد۔ مردگاں منتظر لحوق مدد ازیں طرف بیباشند چناں گمان میبرند کہ ہنوز زندہ ایم۔ ولہٰذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان را در انجا میگویند کہ دعونی اصلی یعنے بگذارید مرا تا نماز بخوانم۔ نیز وارد ست۔ مردہ دراں حالت مانند غریقے ست کہ انتظار فریاد رسے میبرد وصدقات وادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار او می آید۔ ازیں جا ست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام مینمایند۔ بلفظہ ؛

(۳) فتاوےٰ عزیزیہ جلد اول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۷۵ سطر ۱۹ طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و برآں فاتحہ و قل و درود

خواندن متبرک میشود خوردن آں بسیار خوب است ۔ بلفظہ ؎

یہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسوقت فرمایا تھا کہ جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ جو طعام تعزیہ کے پاس رکھا جاتا ہے اور اُسپر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے ۔ اُسکا کیا حکم ہے ۔ دیکھئے تعزیہ کے پاس نیاز امامین رضی اللہ عنہما کو متبرک فرمایا ؎

(۴) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ۔ مکتوب ۱۰۴ ۔ جلد اوّل (ماتم پرسی) بدعا و استغفار و تصدق امداد باید نمود ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اہل القبور من دعاء اہل الارض امثال الجبال من الرحمۃ وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم ۔ ترجمہ حدیث شریف ۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۔ مردہ قبر میں ڈوبنے والے کی مانند ہے فریاد کرنیوالا ہے ۔ اور انتظار کرتا ہے دعا کی جو اُسکے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کرے ۔ جب یہ دعا اُسکو پہنچے دوست تر یا زیادہ محبوب ہے وہ دعا اُس کیلئے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے تحقیق اللہ تعالےٰ اہل زمین کی دعا اہل قبر کو پہنچاتا ہے مانند پہاڑوں رحمت کے اور تحقیق زندوں کا ہدیہ یا تحفہ یا صدقہ مُردوں کیلئے بخشش ہے یا ذریعہ نجات ؎

(۵) ایضًا مکتوب نمبر ۱۵۹ جلد اول حصہ سوم صفحہ ۳۵ ۔ امرتسری آں فرزند شیوہ صبر را پیش گرفتہ بصدقہ و دعا و استغفار ممد و معاون باشد کہ موتے ارا اشد احتیاج است بامداد احیا ۔ در حدیث نبوی ۔ الخ ۔ (یہ حدیث وہی ہے جو اوپر درج ہو چکی ہے) ؎

(۶) ایضًا ۔ مکتوب سی و ششم جلد دوم حصہ ششم صفحہ ۵۸ سطر ۹ ۔ امرتسری ۔ حضرت امیر اگر داماد پیغمبر است و پسر عم او است حضرت صدیقہ زوجہ مطہرہ او ست علیہ وعلیٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰۃ والسلام و حبیبہ و مقبولہ او ست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ۔ پیش ازیں بچند سال دابِ فقیر آں بود کہ اگر طعامی پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا میساخت و آنسرور و حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرت امامین

راضم میکرد علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آنسرور حاضر است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ فقیر بایشاں سلام میکند متوجہ فقیر نمیشوند و روبجانب دیگر دارند دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ میخورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بود کہ فقیر حضرت صدیقہ را دراں طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک میساخت و بجمیع اہل بیت توسل مینمود۔ الخ۔ بلفظہ ۔

دیکھئے۔ ان مکتوبات حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ سے فاتحہ خوانی اور طریق ثواب رسانی کی تاکید ظاہر ہے۔ اور وہ رسالہ نتیجہ گمنام مولوی سکندر علی کا حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے مردود ثابت ہوا ۔

(۷) صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ مطبوعہ میرٹھ صہ ۶۵ دہلی صہ ۶۴

وتہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنے بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید برسم نباید شد بے تعین تاریخ و روز و جنس قسم طعام ہر وقت ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد۔ ہر گاہ ایصال بمیت منظور دارد و موقوف بر طعام نگذارند اگر میسر باشد بہتر است والا صرف ثواب سورہ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب است الخ بلفظہ

ہدایت اولی در بیان اشغال طریقہ چشتیہ۔ افادہ اول۔ طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنے حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان التجا ئیہ

بلفظہ صفحہ ۱۱۱ سطر ۴ ۔

(۸) فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ پیر و مرشد دیوبندیاں ۔ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا۔ اسمیں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے :۔

کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اسمیں بھی تخصیص اور تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کوئی حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنیکو فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشائخ کا

معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر زبان سے کہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ "اس کا" مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اسکے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائیگا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائیگا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔

رہا تعیین تاریخ۔ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ ان کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہیئے اُس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً اسکا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔

رہا شبہ تشبہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اُسوقت رہتا ہے جب تک وہ عادت اُس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اُس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے ہیں کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے

خالی نہیں۔ یہ امور نامعلوم نہیں ہو سکتے۔ قصۂ تطہیرِ اہلِ قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجبِ شبہ ہے اور ممنوع۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصالِ ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ⁂

اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی۔ دسواں بیسواں چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ۔ اور توشہ شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوائے شبِ برات و دیگر طرق ایصالِ ثواب اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ بلفظہٖ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸ تا ۱۰ ⁂

دیکھئے آپ کے پیران پیر علیہ الرحمۃ نے تمام فاتحہ خوانیوں اور ایصالِ ثواب کے طریق دسواں۔ بیسواں چہلم اور سالیانہ سب کو نیک اور جائز فرما دیا۔ اور توشے اور سہ منیاں، شیرات کے حلوے سب جائز ⁂

ایک خطرناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنفہ مرشد خود کو دیکھ کر مارے غصہ کے چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارکہ کو آگ میں ڈال کر خاک سیاہ کر ڈالنا ⁂

نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ (مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) طبع ہو کر اطرافِ ہند میں شائع ہوا اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف میں بھی پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی اور جس قدر نسخے بہم پہنچ سکے اُن کی یہ قدر و منزلت کی گئی کہ آگ میں جھونک کر خاک سیاہ کر دئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلفظہٖ کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور۔ اڈیشن نمبر ۲ صفحہ ۴۲ سطر ۱۰ ⁂

اللہ! اللہ! یہ غیظ و غضبی اور یہ گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد ارشد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی اور دور اندیشی کہ یہ چند دس بیس نسخے اگر آگ میں جلا دئے تو کیا ہوا۔ وہ تو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ اسکے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے رنج اور غصہ کی کوئی

انہنا نہ بھی ضبط نہ ہوسکا۔ اور اپنے مرشد کی کتاب کی بیعزتی کی کہ آگ میں جلا ڈالا۔ قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے روبرو رسوائی ہوگی۔ بلکہ روسیاہی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ بھی اُن کے ساتھ ہونگے۔ ضرور ضرور!!

اب میں ایک فتوائے علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو کتاب "فتاوائے علمائے حنفیہ فی جواب استفتاء شمسیہ" مرتبہ منشی شمس الدین خاں حنفی نقشبندی مجددی جالندھری سنہ ۱۳۱۰ھ میں بمقام جالندھر چھپوایا تھا درج کرتا ہوں ؛

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس باب میں کہ ملک پنجاب[1] میں آجکل[2] طعام[3] کو آگے رکھکر قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھتے ہیں جسکو ختم یعنے فاتحہ خوانی کہتے ہیں آیا سنت ہے یا مباح یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ۔ پھر بعد تمام کرنے قرأۃ قرآن کے سب حضار ایک شخص کو جو بزرگی میں اچھا اور مشہور و معروف ہوتا ہے ہر واحد اپنا اپنا پڑھا ہوا بخشدیتا ہے بلکہ اپنی اپنی مستورات سے کچھ پڑھا ہوا ہبہ کرا کر اُس شخص معین کے پاس لا کر ہبہ کر دیتا ہے بلکہ دیگر شہروں سے اُس تاریخ اور وقت مقرر پر قرآن سے کچھ پڑھا ہوا ایکدوسرے سے ایک دوسرے کو ہبہ کراتا ہوا لاکر اُس شخص معین کے حوالہ کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ مجموعہ ہو کر اُس میت کو جسکی فاتحہ خوانی کے واسطے دن مقرر کیا گیا ہے اُسکو بخشدیا جائے۔ اس طریق خاص کو کوشش سے انجام کرتے ہیں بلکہ دین قرار دیتے ہیں اور وہ شخص معین وہ سب ہر ایک کا پڑھا ہوا لیکر وہ باواز بلند کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا۔ بعدہٗ ہاتھ اُٹھا کر وہ بالترتیب انبیا اور اکابر اولیا کے نام مبارک لیکر بخشدیا جاتا ہے۔ اخیر اس میت کے نام پر خاص کر کے بخشدیتا ہے۔ اگر اُسکو اس میت کا نام یاد نہیں ہوتا تو اُسکے اقربا سے پوچھ لیتا ہے۔ آیا ایصال ثواب کے لئے یہ طریق کیسا ہے۔ سنت ہے یا بدعت یا مباح۔ قرآن و حدیث و فقہ سے مدلل مفصل ارشاد فرماویں۔ بینوا توجروا عند اللہ اجراً عظیماً۔ صفحہ ۵ سطر ۲ ؛

---

[1] پنجاب ہی نہیں بلکہ ہندوستان اور عرب وغیرہ ممالک میں بھی ؛

[2] آجکل ہی نہیں بلکہ مدت سے ؛

[3] لفظ طعام میں آب بھی داخل ہے ؛

جواب ہذا ما فی علمی من الجواب واللہ اعلم بالصواب

ختم مذکور بوصف مسطور جسکو فاتحہ خوانی بھی کہتے ہیں سنّت حسنہ ہے نہ بدعت سیّہ۔ اور اگر خالصًا للہ ہو تو میت کو نہایت فائدہ ہے اور وہ امورات جو اس ختم شریف میں مندرج ہیں یعنے صدقہ دینا، قرآن شریف پڑھنا زندے یا مردے کو اسکا ثواب بخشنا جمعیت کے ساتھ دعا کرنا اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا نام لینا واسطے اہدے ثواب نیز متوفی کا نام لینا اور جمع ہونا واسطے معاونت کرنے اس کار خیر میں یہ ہر ایک امر فی نفسہ جائز اور ثابت ہے۔ اور ان سب امورات کو جمع کرنا اور ایک مجلس میں سرانجام کرنے میں کوئی مانع شرعی ثابت نہیں پس اس ختم مروّج بالا کو بدعت سیّہ کہنا درست نہیں۔ وقال زین العرب البدعة ما احدث علی خلاف اصل من اصول الدین کذا فی البریقة شرح الطریقة پس سرانجام کرنیوالے اس سنت حسنہ کے اور امداد دینے والے اور اصل بانی اس سنت حسنہ کے سب حدیث شریف من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیء۔ رواہ مسلم میں داخل ہیں۔ اور ماجور ہیں اور جب کہ یہ طریقہ قدیم الایام سے جاری ہے اور جمہور مسلمین اسکو اچھا جانتے ہیں اور عمل میں لاتے ہیں تو ضرور طریقہ حسنہ ہوگا فروی عن ابن مسعود موقوفًا بسند حسن ما راٰه المسلمین فهو عند الله حسن۔ لیکن خاص اس طریقہ پر ایصال ثواب منحصر جاننا اور اسکو ضروریات دین سے اعتقاد کرنا بدعت سیّہ ہوگا۔ بلکہ ایصال ثواب کیواسطے یہ امر سنّت حسنہ ہے۔ حسب مسائل ذیل :۔

بسم الله الرحمن الرحیم ۵ الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی قال العلامة الشیخ صدر الدین ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن الدمشقی فی کتابه رحمة الامة فی اختلاف الائمة۔ اجمعوا علی ان الاستغفار والدعا والصدقة والحج والعتق ینفع المیّت ویصل الیه ثوابه۔ اه والاصل فی هذا الباب ما قال فی الهدایة ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله بغیره صلوٰة او صوما او صدقة او غیرها اه۔ کتلاوة القران

والاذ کار کذا فی الفتح القدیر۔ وقال اللہ تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقویٰ۔
وروی الطبرانی باسنادہ ان رجلا سئال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال کان لی ابوان ابو ہما حال حیاتہا فکیف یبرہما بعد موتہا فقال علیہ
السلام ان من البر بعد البران تصلی لہما مع صلوٰتک وان تصوم لہما مع
صیامک ۔ وروی ابن ابی شیبۃ عن ابن دینار مرفوعا بلفظ ان من البر
بعد البران تصلی عنہما مع صلوٰتک وان تصوم عنہما مع صومک وان
تصدق عنہما مع صدقتک ۔ انتہی۔
وقد صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین املحین احدہما عن
نفسہ والاٰخر عن امتہ رواہ عدۃ من الصحابۃ کعائشۃ وابی ہریرۃ
وجابر وابی رافع وحذیفۃ الغفاری وابی طلحۃ الانصاری وانس رضی
اللہ عنہم واخرجہ ائمۃ الحدیث کاحمد و ابی داؤد وابن ماجہ والحاکم
وصححہ ابن شیبۃ وابی یعلی وابی نعیم والطبرانی والدار قطنی والبزار
واسحٰق بن راہویۃ وغیرہم بطرق متعددۃ کما بسطہ الزیلعی فی
نصب الرایۃ لتخریج احادیث الہدایۃ قال شیخ الاسلام کمال الدین
الہمام قد روی ہذا الحدیث من الصحابۃ وانتشر مخرجوہ فلا یبعد
ان یکون القدر المشترک وہو انہ علیہ السلام ضحی عن امتہ مشہورا
یجوز تقیید الکتاب بہ الا یعنی قولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الا
ما سعیٰ فعلی ہذا معنی الاٰیۃ لیس للانسان سعی غیرہ الا اذا وہب
لہ کذا قال السید الطحطاوی فی حواشی در المختار اقول ولابد من
ہذا التقیید لئلا یعارضہ قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم
بایمان الحقنا بہم ذریتہم وما التناہم من عملہم من شیٔ فاخبر
اللہ تعالیٰ بانتفاع الابناء بعمل الاباء ۔ وقد روی حدیث الحج عن الغیر
عدۃ من الصحابۃ کابن عباس وثابت ابن انس وبریدۃ وابن عامر
وابن الحصین وسودۃ ام المومنین رضی اللہ عنہما اخرجہ البخاری
ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی والدارمی احمد وابن حبان والحاکم

والطبرانی والبیہقی وغیرہم بطرق مختلفۃ کما بسطہ الزیلعی فی تخریجہ ثم ظاہر المذہب ان الحج عن المحجوج عنہ و بذلک تشہد الاخبار الواردۃ فی الباب کذا فی الہدایۃ ۰

وعن ابن عباس ان رجلا قال لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان امّہ توفیت اینفعہا ان تصدقت عنہا قال نعم رواہ البخاری ۰

وعن سعد بن عبادۃ انہ اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ان امّی ماتت وعلیہا نذرۃ فیجزی عنہا ان اعتق عنہا قال اعتق عن امّک رواہ النسائی ۰

وعن انس انہ سئال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انا نتصدق عن موتانا ونحج عنہم وندعوا لہم فہل یصل ذالک الیہم قال نعم انہ یصل الیہم رواہ العکبری ۰

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم قرأۃ الفاتحۃ الکتاب وقل ہو اللہ احد والہکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأۃ من کلامک لاہل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء لہ الی اللہ تعالی رواہ الابو القاسم الزنجانی فی فوائدہ ۰

وعن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال من مر علی المقابر وقرأ قل ہو اللہ احد احدی عشر مرۃ ثم وہب اجرہا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات رواہ الطبرانی ۰

وبالجملۃ قد وردت اخبار واثار کثیرۃ فی ہذا الباب ذکرہا السیوطی فی شرح الصدور ولقدر مشترک بین الکل وہو ان من جعل شیئا من الاعمال الصالحۃ لغیرہ نفعہ اللہ بہ ببلغ مبلغ التواتر کما صرح بہ شیخ الاسلام ابن الہمام فی فتح القدیر ثم لا فرق بین ان یکون المجعول لہ حیا او میتا کما ہو الظاہر من حدیث الاضحیۃ عن الغیر والحج عن الغیر ۰

وقال الحافظ شمس الدین عبد الواحد المقدسی فی جزء الفہ فی ہذہ المسئلۃ ان المسلمین ما زالوا فی کل عصر یجتمعون ویقرؤن لموتاہم من

غیر نکیر فکان ذالک اجماعاً کذا نقل السیوطی عنہ فی شرح الصدور و ذکرہ القاضی ثناء اللہ فی تذکرۃ الموتی ولم ینکر علیہ ؛

وقد روی الخلال عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مات لھم المیت اختلفوا الی قبرہ یقرؤن القران کذا فی شرح الصدور ثم **الاجتماع** علی قرأۃ القران فضیلۃ عظیمۃ و فائدۃ جلیلۃ ؛

فعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ فیما بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملئکۃ وذکرھم اللہ فی من عندہ رواہ المسلم۔ قال النووی وھذا الحدیث دلیل لفضل **الاجتماع** علی قرأۃ القران لموتاھم والتصدق با طعام الطعام ثم الدعا لھم بایصال الصواب والعفو والمغفرۃ ؛

فعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کانت لہ حاجۃ عاجلۃ او اجلۃ فلیقدم بین یدی نجواہ صدقۃ کذا فی الفوائد المجموعۃ علی ان الدعا بعد القرأۃ وختم القران دعوۃ مستجابۃ رواہ البیھقی فی شعب الایمان ؛

وعن حمید الاعرج قال من قرأۃ القران ثم دعا امن علی دعائہ اربعۃ الاف ملک رواہ الدارمی ؛

وروی عن ایضاً عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اجتمع ثلاثۃ قط بدعوۃ الا کان حقاً علی اللہ ان لا یرد ایدیھم وروی الحاکم عن حبیب بن سلمۃ مرفوعاً لا یجتمع ملأ فیدعوا بعضھم الا اجابھم اللہ تعالی فعلم ان الاجتماع الدعاء بعد قرأۃ القران و احضار الطعام واھداء ثوابھا للاموات **اصل قوی ودلیل جلی** واما اھداء ثواب قرأۃ القران للنبی صلے اللہ علیہ وسلم فمنعہ ابن تیمیۃ الحرانی بدلیل عدم ورود الاذن فیہ من النبی صلے اللہ علیہ وسلم لکن بالغ الامام السبکی فی الرد علیہ فقال ان مثل ذالک لا یحتاج الی اذن خاص

الا ترى ان ابن عمر رضى الله عنهما كان يعتمر عنه صلى الله عليه وسلم عمرا من غير وصية وحج ابن الموفق عنه سبعين حجة وختم ابن السراج اكثر من عشرة آلاف ختمة وقال ابن عقيل يستحب اهداؤها له صلى الله عليه وسلم كذا فى رد المحتار ـ وفيه ايضاً قول علمائنا للرجل ان يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبى صلى الله عليه وسلم وانه احق بذالك حيث انقذنا من الضلالة ففى ذالك نوع شكر واسداء جميل له والكامل قابل لزيادة الكمال وقد امرنا ان نقول اللهم صلى على محمد (صلى الله عليه وسلم) الخ ۔

وقال ابو الفضل ابن حجر العسقلانى اما قول لقائل فى الدعاء اللهم اجعل ثواب ما قرأته زيادة فى شرف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فله اصل وهو الحديث المروى عن كعب رضى الله عنه اجعل لك صلوتى كلها قال اذا تكفى همك وقد قيل المراد بالصلوة هنا الدعاء وقيل الصلوة والمراد ثوابها ـ انتهى ۔

وفى الفتاوى الحديثية لابن الحجر الهيتمى ان ما يفعله الناس من سوالهم من الله تعالى ان يوصل ثواب ما يقرؤن الى النبى صلى الله عليه وسلم وصحبه وتابعيهم حسن لا اعتراض عليه والاولى ان يفعل ذالك مع والديه ـ انتهى ۔

وكذا فى تنقيح الحامدية وفى البحر من صلى او صام او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم **عند اهل السنة والجماعة** كذا فى البدائع وسئل ابن حجر المكى عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم او يصل لكل منهم مثل ثواب ذالك كاملا فاجاب بانه افتى جمع بالثانى وهو لائق بسعته الفضل انتهى ـ كذا فى رد المحتار وفيه ايضاً عن التاتارخانية عن المحيط الافضل لمن تصدق نفلا ان ينوى لجميع المومنين والمومنات لانها تصل اليهم ـ انتهى

والله اعلم بالصواب ـ حرره الفقير **محمد ايوب الحنفى البشاورى** (محمد ایوب خادم شرع) عفا الله عنہ ۱۷ شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب - واللہ سبحانہ الموفق للصواب - ثواب قرأۃ قرآن شریف اور
اور کھانیکا میت کو پہنچانا درست ہے - اور کھانیکو آگے رکھکر اس پر قرآن شریف
پڑھنا واسطے اشارہ کے مضائقہ نہیں - ثبوت اسکا اکثر آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے
متعدد رسائل اور فتاوے میں بہ تفصیل لکھا گیا ہے - چنانچہ علامہ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں
صرح علمائنا فی الباب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ
او صوم او صدقۃ او غیرھا کذا فی الھدایہ - انتہی مختصراً ؛

العبد المجیب محمد گوھر علی - (محمد گوہر علی)

الجواب صواب (محمد ارشاد حسین ۱۲۸۲) ؛ **الجواب** ھو الصواب (محمد عبد الغفار خاں ۱۳) ؛
صح الجواب (المتوکل علی اللہ محمد عبد اللہ ۱۲۹۰) ؛ **الجواب** صواب - (محمد سبحان علیخاں) رامپوری ؛

فی زماننا جسکو فاتحہ خوانی و نیاز دینا بولتے ہیں اس سے مقصود اصلی میت کیواسطے
دعائے مغفرت و ترقی مرتبت میت کرنا ہے اور دعا کرنیکے قبل نفل عبادت مالی و بدنی جمع
کرلینا مستحب ہے پس دعائے مغفرت و ترقی مرتبت میت کے حق میں کرنیکے قبل کسی مستحق
کو کھانا کھلانا اور سورہ فاتحہ وغیرہ وغیرہ پڑھ لینا عبادت مالی اور بدنی دونو اکٹھا کر لینا ہے
تو بیشک جائز ہے - واللہ اعلم بالصواب الیہ مرجع المآب ؛

کتبہ فخر الدین احمد غفر اللہ الاحد لکھنوی - (فخر الدین احمد)

واقعی آیات قرآنیہ و طعام کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے - اور اسکا ثبوت ادلہ
شرعیہ سے بخوبی حاصل ہے - اور قرون ثلاثہ میں بھی ایصال ثواب جاری تھا جیسا کہ
صحاح سے صاف طور پر ظاہر ہے البتہ ہیئت کذائیہ مجتمعہ مستفسرہ بالا قرون ثلاثہ میں نہ
تھی - پس اسکو ایصال ثواب میں ضروری نہ جاننا چاہیئے - ہاں ! عادتاً ان دونو کا اجتماع
لائق امتناع نہیں - واللہ اعلم و حکمہ احکم ؛

حررہ الراجی غفور بہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید لکھنوی - (ابو الحامد محمد عبد الحمید)

عبادت مالی اور بدنی کا ثواب میت کو پہنچتا ہے - اگر طعام وغیرہ آگے رکھکر اسپر
کچھ کلام الہی وغیرہ دعا پڑھکر اسکا ثواب مردہ کی روح کو پہنچایا جاوے تو یہ مشروع
ہے بشرطیکہ اس فعل کو ضروری مثل فرض و واجب سنت مؤکدہ نہ ٹھہرایا جاوے - اس
فعل کے مستحسن ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے - کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قربانی کے گوشت پر قبل از تصرف وقبل از ایصال ثواب دو آیت کلام اللہ کی تلاوت فرمائیں انی وجہت وجہی للذی فطر السموات الآیہ بعد اسکے یہ دعا پڑھی اللھم منک و لک عن محمد وامتہ اور صدقہ قربانی کیطرف اشارہ فرماکر پڑھا اللھم تقبل ھذہ من محمد وال محمد نیز حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے حلوا بنا کر حضرت کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس پر بھی آپنے کچھ دعا پڑھی تھی۔ جیساکہ حدیث میں نکلے گا انشاء اللہ اور اسی طرح آپنے اُن روٹیوں پر جو حضرت ابوطلحہ والد انس رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھیں کچھ کلمات دعائیہ تلاوت فرمائے تھے۔ جامع التفاسیر میں ہے جو کوئی پڑھے سورہ یٰسین کو وقت کھانیکے کہ ڈرتا ہو قلب اسکا کفایت کرے اسکو۔ نیز جنگ تبوک میں صحابہ نے طعام موجودہ حسب الحکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت حضور میں جمع کیا تھا تو آپ نے کلمات دعائیہ اس پر تلاوت فرمائے تھے۔ ان احادیث مرقومہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ طعام اور اشیائے خوردنی پر آیات قرآنی اور دعا کا پڑھنا مستحسن ہے ﴿ کتبہ فقیر غلام احمد مدرس مدرسہ نکودر ﴿

المجیب مصیب۔ فتح الدین ساکن آلووال پرگنہ نکودر ﴿

جزاء اللہ المجیب المصیب عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزا فاحسن جوابہ وھو مرضی عندنا۔ وانا الفقیر امانت علی مفتی نکودری عفی عنہ ﴿

ھذہ الروایات صحیحہ۔ فقیر حافظ نور جمال ﴿

الجواب صحیح۔ فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی لاہور ﴿

الجواب۔ حامداً للہ ومصلیاً ومسلماً علی رسولہ۔ قرآن شریف کی سورتیں یا آیتیں پڑھکے اُن کا ثواب میت کو بخشنا اور اسکے ساتھ کھانا یا میوہ یا شیرینی اپنے حسب حال تیار کرکے اُسکا ثواب بھی میت کو گذراننا بیشک جائز ہے اور اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کے تمام علما کا اتفاق ہے کہ میت کے نام سے دعا کرنے اور صدقہ دینے اور کھانا کھلانے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے رحمۃ الامۃ میں لکھا ہے اجمعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقۃ والحج ینفع للمیت ویصل ثوابہ الیہ انتہی۔ اور قرآن شریف وغیرہ پڑھکے اسکا ثواب میت کے نام سے بخشے تو میت کو اُسکا ثواب پہنچتا ہے اور اکثر سلف اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ

اور امام احمد اور ایک جماعت شافعیہ رحمہم اللہ تعالے علیہم نص کیطرف گئے ہیں۔ بلکہ قبور کی زیارت کیواسطے گئے ہیں سورہ فاتحہ او سورہ اخلاص وغیرہ پڑھکے اسکا ثواب میت کو بخشنا کرکے حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ کما ہو مذکور فی محلہ واللہ اعلم مرقوم ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ

کتبہ عبید اللہ کان لہ (عبید اللہ) مہر صاف پڑھی نہیں گئی ؛

الجواب صحیح۔ محمود بن صبغۃ اللہ ؛ یہ دونو صاحب بزرگ مدراسی ہیں۔ بلفظہ ۱۱۔ ۱۲ ؛

جواب۔ یہ فاتحہ خوانی بموجب ترتیب تحریر شدہ کے بدعت حسنہ ہے اور مستحسنات علماء متاخرین سے ہے بموجب اس حدیث صحیح کے ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ؛ فقیر حقیر قادر بخش معروف فقیر جھنڈو ڈا اویسی قادری حنفی ملتانی تدیا غفر اللہ والوالدیہ۔ الخ صفحہ ۱۲ ؛

اقول بتوفیق اللہ تعالے ذو فیقہ در نفس قراۃ قرآن بر وقت حضور طعام جائز است۔ (بہت طویل عبارت ہے اور کتب فقہ کے حوالجات درج ہیں) مفتی فاضل امرتسری ؛

غلام رسول الحنفی عفی اللہ الغنی ؛

مولانا مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی مدرس لدھیانہ کی بہت مفصل اور منصفانہ تحریر ہے صفحہ ۱۸ سے ۱۹ تک ختم مروجہ کو بہت عمدہ طور پر ثابت فرمایا ہے۔ کچھ عبارت مختصر آگے لکھی جائیگی۔ ان کی تحریر پر مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدھیانہ اسطرح تصدیق فرماتے ہیں :۔ المجیب مصیب۔ مفتی شاہ دین لدھیانوی ؛

لیجئے ختم فاتحہ خوانی۔ سوم۔ دہم۔ چہلم۔ ششماہی۔ سالیانہ وغیرہ نذر و نیاز اور کھانا سامنے رکھکر قرآن شریف پڑھنا اور دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا ثابت ہوگیا آپ بھی اپنے مُردوں پر رحم کیجئے اُن کے دشمن نہ بنئے ؛

قولہ۔ مطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۱۷۔ آپنے مولوی خلیل احمد صاحب کو ختم مروجہ سوم۔ دہم و چہلم وغیرہ کو بدعت لکھنے پر وہابی اور اُنکی تحریر کو کفریہ لکھا ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۳۵۔ سطر ۲۲ ؛

اقول۔ واقعی مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی ہیں اور اُنکے پیرو کا بھی اسمیں عذر لاحاصل ہے۔ اور یہ بات طے اور فیصل شدہ ہے۔ فتاوے علماء عرب کے موجود ہیں۔ کہ وہ وہابی صاحب پانیوں وصوئے ہوئے ہیں۔ اور اُنکے تکفیر میں بھی فتاوے موجود ہیں

صرف میرا ہی لکھنا نہیں۔ اُنکی اپنی تحریرات ہیں۔ توہین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور وہ نمبر اول ہیں اس کارروائی میں ٭

قولہ۔ آپ نے لکھا ہے (باوجود اس عجیب کے بعد خود مسلمانوں کے گھروں سے نیکر کھاتے ہیں اور کبھی حضرت کھانا آگے رکھکر ختم پڑھتے ہیں منافقانہ) قاضی صاحب اگر شرم نہیں بازار میں قیمتاً ملتی ہوتی تو ہم ضرور اپنی گرہ سے .... تاکہ آپ اپنے کذب پر نادم اور شرمندہ ہوتے۔ مولوی خلیل احمد صاحب کا آپنے یہ عقیدہ نقل کیا ہے ...... مولوی صاحب مذکور نے کبھی کہیں ختم نہیں دیا۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۶ سطر ۶ ٭

اقول۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ میرا اپنا واقعہ ہے کہ میری بیوی ۱۰ محرم ۱۳۳۲ھ کو فوت ہوگئی۔ اور ۱۔ دسمبر ۱۹۱۳ء تھا۔ حافظ اکبر احمد غالی دیوبندی وہابی سہارنپوری میرے قریب مسجد میں امام تھا۔ اُسکو میں نے مقرر کیا کہ چالیس روز برابر قبر پر قرآن شریف پڑھے۔ اور ہر روز رات کو ختم پڑھکر کھانا لیجایا کرے۔ اُس نے منظور کیا اور قبر پر قرآن شریف چالیس روز تک پڑھتا رہا۔ اور ہر روز رات کو کھانا پکاکر اُس کے سامنے رکھا جاتا۔ اور بڑی عمدگی سے اُس پر سورۃ تبارک الذی پڑھکر ایصال ثواب کرتا اور کھانا اپنے گھر لیجاتا۔ اور بعض اوقات میرے مکان پر بھی کھاتا اور گھر کو بھی لے جاتا سوم اور دہم کو بھی اسیطرح پارچات اور میوہ جات اور طعام پر قرآن شریف پڑھکر ختم دیتا اور گھر کو لیجاتا۔ اور چالیسویں روز بہت کچھ ختم پڑھکر لے گیا اور رخصت کیا گیا۔ اور اسکے بعد بھی ہر جمعرات کو آتا اور اسیطرح ختم پڑھکر کھانا لے جاتا رہا ٭

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست منشی نیاز احمد خاں سب انسپکٹر پولیس لدھیانہ کا بھائی مشتاق احمد ملازم ریلوے فوت ہوگیا۔ اور میرے رشتہ میں بھی تھا۔ تیسرے دن میں اُسکے سوم میں گیا۔ مسجد میں لوگ بیٹھے تھے اور آپکا مولوی محمد اسحاق پسر مولوی عبدالعزیز مرحوم بھی وہاں بیٹھا تھا۔ نخود ریاں وغیرہ جو دستور ہے لایا گیا۔ کلمہ شریف اور قل ہو اللہ احد کے پڑھنے کے بعد میں نے امام مسجد سے کہا کہ ختم پڑھو۔ تو آپ کے مولوی محمد اسحاق بہت غصہ سے بولے کہ ختم کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہاں لوٹا پانی کا ختم میں رکھدو تو پھر مولوی مذکور جھنجھلا کر بولے کہ پانی کی کیا ضرورت ہے اور یہ بدعت ہے۔ تب میں نے آپ کے مولوی سے کہا کہ تم قرآن شریف کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو

کہ کلام الٰہی بھی پڑھکر ایصال ثواب کیا جاوے۔ چپ رہو۔ قرآن شریف پڑھنے دو۔ تب وہ چپ ہو گیا۔ مگر امام مسجد ڈر کے مارے کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ تب میں نے خود ختم مروجہ کو پڑھا اور اسکا ثواب متوفی کی روح کو بخشا۔ اسکے بعد نخود اور شیرینی تقسیم کیگئی تو مولوی صاحب مذکور نے دوہرا حصہ اپنی چادر کے پلہ میں ڈلوا لیا اور لے کر چلے گئے۔ یہ ہے منافقانہ کارروائی جو دیوبندیوں کے نصیب ہے۔ اور یہ ہے دیوبندیوں کی شرم جو اُن کے رگ وں میں بکتی ہے۔ جو زبان سے تو طعام فاتحہ سوم۔ دہم۔ چہلم کو حرام کہیں اور پھر دوہرا حصہ لے کر ہڑپ کر جائیں۔

میں نے مولوی خلیل احمد صاحب کا نام کب لیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ اور کرتے ہوں تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جب اُن کے چیلے ایسا کرتے ہیں تو لامحالہ اُن کے گرو بھی ایسا کرتے ہونگے۔ دیکھئے یہ وہی شرم ہے جسکو آپ بازار میں تلاش کرتے ہیں۔ جو آپ لوگوں کے گھروں ہی میں تقسیم ہوتی ہے۔ مگر حدیث شریف میں ہے اذا لم تستحی اعمل ما شئت۔ پنجابی مثل:۔

دو پتیاں کدھر گیاں دیدہ ادھو جیہا

قولہ۔ (مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے) قاضی صاحب کیا ایصال ثواب کھانیوالے کے ہاتھ میں ہے۔ جو آپ نصیحت کر رہے ہیں کہ اُن سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے۔ اے عقلمند ایصال ثواب کھانیوالے کے ہاتھ نہیں۔ بلکہ اہلسنت کے نزدیک کھلانیوالے کے ہاتھ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۳۶ سطر ۱۴۔

اقول۔ میرا کہنا اور کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں سے ختم پڑھوانا (جو منافقانہ پڑھتے ہیں) اور طعام و آب و اشیائے خوردنی موجودہ ختم اس دیوبندی کو اس غرض سے ہبہ کرنا کہ وہ میت کی روح کو ختم مروجہ پڑھکر بخشدے واقعی ضائع کرنا ہے کیونکہ وہ ختم کے دشمن اور میت کے دشمن اور فاتحہ خوانی کے دشمن ہیں ممکن نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ اس دشمنی کی وجہ سے اس طعام اور صدقہ کا ثواب روح میت کو ہرگز نہیں بخشیگا۔ اسلئے جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے کیونکہ مالک طعام جیسے کہ سنت ہے کہ تمام اشیاء موجودہ کو اُس ختم پڑھنے والے کے سپرد کر کے ہبہ کر دیتا ہے تاکہ وہ

حسب قاعدہ مروجہ اہلسنت و جماعت میت کے روح کو بخشدے۔ لیکن اگر ایسا شخص پڑھنے والا دیوبندی وہابی ہوگا تو ضرور ہی خرابی کریگا۔ بلکہ اُسکے لئے ہبہ کرنا ہی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ ہبہ اور ثواب کا اہل ہی نہیں۔ اور کھانیوالے کے ہاتھ میں ایصال ثواب جو آپنے لکھدیا ہے یہ آپ کی اپنی طرف سے ایجاد ہے۔ میں نے کہاں لکھا ہے کہ ایصال ثواب کھانیوالے کے ہاتھ میں ہے۔ جھوٹ سے شرم کرنا آپ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ اے عقلمند آپ کو فاتحہ خوانی کا طریق معلوم نہیں۔ کیونکہ آپنے اپنے مردے کو ایصال ثواب کبھی نہیں کیا۔ اسلیئے پتہ نہیں کہ ایصال ثواب اور ختم کیا ہوتا ہے اور اہلسنت و جماعت کسطرح کرتے ہیں۔ وہ فتوے علماء پنجاب ہندوستان کا جو صفحہ نمبر ۵۲۹ پر درج ہوا ہے اُسکو دیکھکر واقفیت حاصل کیجئے۔ اور اپنی بعلمی کا اعتراف کیجئے۔ اگر خدا ہدایت دے تو ایسا کیا کیجئے ۔

قولہ ۔ پھر آپنے لکھا ہے (ہر مسلمان کو چاہئے اس فہرست کو جیب میں اپنے پاس رکھے حفظ کرلے) کوئی مسلمان تو اس کذب کی پوٹلی کو کیوں اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس فہرست میں سوائے کذب اور بہتان اور افترا کے کچھ ہے ہی نہیں صفحہ ۳۶ سطر ۱۹۔

اقول ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ مفتی جی! اضطرابی حالت میں کیوں آگئے کذب اور بہتان اور افترا اس فہرست کو کیونکر آپ لکھنے بیٹھ گئے۔ جب آپ تمام مضامین مندرجہ فہرست کو خود قبول کر چکے ہیں۔ باوجود قبول اور تسلیم کرلینے کے بھی آپ لکھتے ہیں کہ ”اس فہرست میں سوا کذب اور بہتان اور افترا کے کچھ ہے ہی نہیں“ ایسا دن کیوقت سے عروج کا انکار۔ دیکھئے یاد دلاتا ہوں :-

عقیدہ نمبر ا ۔ کو اور اسکی عبارت کو آپنے بعینہ قبول کرلیا ۔

عقیدہ نمبر ۵ ۔ کی عبارت کو بعینہ موجود ہونا مان لیا ۔ اور ۔

عقیدہ نمبر ۱۴ ۔ کی عبارت کا بعینہ موجود ہونا تسلیم کرلیا ۔ اور پھر

عقیدہ نمبر ۱۶ ۔ کی عبارت کا موجود ہونا بعینہ منظور کرلیا ۔ اور

عقیدہ نمبر ۱۷ ۔ ۱۸ ۔ کی بابت آپنے لکھا کہ میرے پاس یہ کتابیں ہی نہیں ۔ اور

عقیدہ نمبر ۱۹ ۔ کی عبارت کو بعینہ موجود ہونا بسر و چشم قبول کرلیا ۔ اور پھر

عقیدہ نمبر ۲۰ ۔ کی عبارت کو بھی بعینہ ہونا تسلیم کرلیا ۔ پھر

عقیدہ نمبر ۲۱ - کی عبارت کو بھی ایک لفظ زبون اور مذموم کے فرق سے مان لیا - اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۲ - کی عبارت کو بھی بعینہ موجود ہونا منظور کر لیا - اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۳ - کی عبارات کو بھی بڑی خوشی سے قبول کر لیا ۔

دیکھیئے عقائد نمبر ۱ - ۵ - ۱۴ - ۱۶ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - کل نو (۹)

عقائد کی عبارات کو جو آپکے بزرگوں کی کتابوں میں ہیں اور میری فہرست میں درج ہیں بعینہ تسلیم اور قبول کر چکے ہیں ۔ کل عقائد وہابیہ میری فہرست مشتہرہ میں تیئیس (۲۳) ہیں - جن میں سے نو عقائد کو آپنے تو کلیتہً بعینہ عبارت کا موجود ہونا مان لیا - اور دو عقائد نمبر ۱۷، ۱۸ کو لکھدیا کہ وہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں - کل گیارہ ہوئے - گیارہ عقائد نکالکر باقی رہے بارہ عقاید - سو اُنکے خلاصے عبارات کے تسلیم کر لئے - اور قبول کرکے اُن کے جوابات اور اعتراضات لکھے - اور جن عبارات کا آپنے انکار کیا تھا وہ بھی آپ کی کتابوں سے نکالکر لکھدیئے - مگر یہ کتنا بڑا اندھیر اور ظلم ہے کہ باوجود قبول کر لینے کے پھر بھی یہ کذب اور جھوٹ کا استعمال کیا - کہ اُنکی کتابوں میں عبارات و مطالب موجود ہی نہیں - مان کر مکر گئے مگر کیا اپنے رسالہ کو دھوڈالوگے یا اُسکو دکھاؤ گے - لیکن یہ ممکن نہیں ہے خدا پناہ میں رکھے ایسی قوم سے جو اپنے لکھے ہوئے سے بھی منکر ہو جائیں اور صریح جھوٹ بولیں جب آپ اس کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھینگے تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جائینگی - نہیں نہیں چندھیا جائینگی - پس ان عقائد والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں اگر غلطی سے پڑھی جائے تو دوہرائی جائے - ایسے ہی مشرک اور مبتدع کے پیچھے بھی جائز نہیں - سو مولود شریف کا منکر مبتدع ہے - جیسے کہ اس کتاب میں ثابت ہو چکا ہے باقی رہا گالیاں دینا سو یہ ہمارا کام نہیں یہ آپ لوگوں کا حصہ ہے - اور یہ جو آپنے لکھا ہے کہ اس فہرست کذب کی پوٹلی کو اپنے جیب میں کوئی مسلمان نہیں رکھ سکتا - سو اس پر میں کہتا ہوں کہ یہ صداقت اور وہابیہ عقاید کی کلید ہر ایک مسلمان بشرطیکہ وہابی نہ ہو اپنے جیب میں بڑی خوشی سے اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے رکھیگا - اور ان عقاید سے مجتنب رہیگا - اور اُسکے لئے دین و دنیا میں امن و امان ہوگا - اور وہابیہ کیلئے مار جان ہے - اسلئے وہ ضرور اس سے بھاگیگا - میں نے تو صرف پانصد کاپی اس فہرست کی چھاپی تھی مگر حضرت مولوی حاجی محمد لعل خاں صاحب مدراسی نائب صدر انجمن اصلاح عقائد کلکتہ نے جو

خاکسار کو جانتے بھی نہ تھے اپنے مطبع میں اکتالیس ہزار چھاپ کر شائع کی۔ جزاہ اللہ خیر الجزا گویا اکتالیس ہزار مسلمانوں کی جیبوں میں داخل ہوئی۔ اور وہابیہ عقائد سے واقف ہو کر اس فقیر کا شکریہ ادا کیا اور سینکڑوں خطوط شکریہ کے میرے پاس مسلمانوں کی طرف سے پہنچے۔ الحمد للہ علی ذالک ؂

باب نوزدہم

حضرت مولوی محمد عبدالحمید صاحب مفتی لودھیانہ کی طرف معترض کا خطاب

قولہ۔ مفتی عبدالحمید کو مخاطب کیا جاتا کیونکہ اُنہوں نے آپ کی تصدیق کی اس لئے اُنہیں بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ وہ ہمارے مطالبات کے جواب دینے میں آپ کی مدد کریں۔ تاکہ حق مفتی سازی پورا ہو...... جسکا جواب دینا صرف مفتی صاحب کے ہی ذمہ ہے ؂

مفتی عبدالحمید صاحب! آپنے لکھا ہے۔ کہ "بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا پایا۔ بلا شبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہیئے اور انکی امامت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہماری نماز اُنکے پیچھے نہیں ہوتی" مفتی صاحب! آپ کی تحقیق کا حال آپ پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ توضیحات مطالبات میں اسکے متعلق خوب بسط سے لکھا جا چکا ہے۔ عبارات کا ایسا ہی پانا آپکا کذب صریح ہے۔ اگر ایمان ہے تو سچ بتلایئے کہ آپنے ان عبارات کو بعینہ حوالہ کتب میں بچشم خود دیکھا۔ اگر دیکھا تو دکھلایئے اور آپ کا یہ لکھنا کہ اس عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہیئے۔ اور اُن کی امامت سے پرہیز توضیحات میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں وہی سلف صالحین، مجدد صاحب اور خواجہ معصوم وغیرہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں تو آپکے اس کہنے سے لازم آیا کہ اُن لوگوں کی مانند جو عقیدہ رکھنے والے ہوں اُنکی امامت سے پرہیز چاہیئے۔ تو فرمایئے کیا امامت اُن کی جائز ہے اور بہتر ہے جو مشرک اور بدعتی

ہو۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۷ سطر اوّل ۔

اقول ۔ حضرت مفتی عبدالمجید صاحب کا خطاب کرنا اُن سے سوال کرنا آپکا بیضرورت دربیہودہ ہے بیکہ فقیر آپ کی خاطر کرنے کیلئے موجود ہے اُنکو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں مگر اس میں شک نہیں کہ مفتی صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ اور بیباکانہ اور الفاظ ناشائستہ استعمال کیئے گئے ہیں گویا گالیاں صریح وقبیح ہیں۔ میں اپنی گالیوں کی جو مجھے دیگئی ہیں کچھ زیادہ شکایت نہیں کرتا لیکن حضرت مولانا موصوف کو جو گالیاں دیگئی ہیں وہ سخت کمینہ پن ہے۔ دیکھئے آپ کیا لکھتے ہیں ۔۔۔

(۱) عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے ۔

(۲) اگر ایمان ہے تو سچ بتلایئے کہ آپنے ان عبارات کو بعینہ محولہ کتب میں بچشم خود دیکھا ۔

(۳) اگر دیکھا ہے تو دکھلایئے ۔

(۴) کیا امامت اسکی جائز ہے اور بہتر ہے جو مشرک یا مبتدع ہے ۔

گویا مولانا صاحب کو پہلی عبارت میں جھوٹا اور دوسری میں بے ایمان اور چوتھی میں مشرک و مبتدع لکھا ہے۔ لیکن خیر مولانا صاحب ناراض نہیں۔ اور نہ شکایت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جن سے کل مخلوق رب العالمین اور خود حضور سرور عالم سید المرسلین حبیب الرحمن الرحیم شفیع المذنبین و خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خالق خداوند تعالیٰ جہان آفرین گالیوں کی بوچھاڑ سے نہیں بچے تو ہم کو کیا گلہ ہونا چاہیئے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان بے ایمان ہیں۔ اور میں اور میرے متبع ایماندار ہیں۔ یہی عقیدہ اُسکے مقلدین حاضرین کا ہے کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان باایمان نہیں سمجھتے۔ بلکہ مشرک اور کافر اور مبتدع جانتے ہیں العیاذ باللہ ۔

میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے خود کتب مندرجہ اشتہار کو ملاحظہ فرمایا۔ کچھ کتابیں اُنکے پاس تھیں۔ باقی میں نے پیش کیں۔ اور اشتہار میں جہاں جہاں عبارت عقیدہ کے محاذ بلفظہٖ لکھا تھا وہاں بعینہ عبارت کو موجود پایا۔ اور جہاں جہاں لفظ ملخصًا لکھا ہوا تھا وہاں اس عبارت کا خلاصہ موجود پایا۔ بہت بڑی احتیاط اور غور و خوض سے دیکھکر اشتہار کی تصدیق فرمائی۔ علاوہ اسکے وہ فتاوے علماء کے جنکے بیچ میں وہابیہ دیوبندیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اسکی تصدیق جو اس کتاب میں ہوئی تھ

اظہر من الشمس ہوگیا کہ واقعی مفتی صاحب کا لکھنا صحیح ہے اور بلاشبہ یہ لوگ یا یہ قوم یا جماعت وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ قابل نفرت ہے۔ اب اس کتاب میں خداوند تعالےٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے جو **فضل احمد** کیطرف سے باوجود ہیچمدانی کے لکھا گیا ہے نہایت احتیاط اور اختصار سے لیکن مسکت لکھا گیا ہے۔ اب آپ اپنی امداد کیلئے مولویان مندرجہ اشتہار کو طلب کریں یا اُنکے پاس فریاد کریں۔ اور جو دنیا پر موجود نہیں اُنکے روحوں سے امداد لیں۔ بشرطیکہ وہ امداد کے قابل ہوں۔ مگر یہ آپکا شرک ہے۔ یہانتک کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا بھی شرک ہے اُن سے بھی رہے تو اب سیدھے خداوند تعالےٰ کے پاس جاکر استمداد کیجئے۔ یہ بھی نصیب نہیں۔ اچھا اپنے گھر میں لودھیانہ یا بسی میں **الغیاث الغیاث** کیجئے لیکن خداوند تعالےٰ خوب جانتا ہے وہ علیم بذات الصدور ہے کہ یہ لوگ مجھ پر بھی جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور مجھکو عرش پر بیٹھا ہوا قرار دیتے ہیں۔ اور میرے بوجھ کو وزن کرلیا ہے کہ میرے بوجھ سے عرش بھی چرچر کرتا ہے اور مجھے مجسم مانتے ہیں۔ اور میرے حبیب اشرف الانبیاء اور میری رحمت اور نعمت اور مفتاح الجنت کی بھی توہین کرتے ہیں۔ اور چماروں سے بھی زیادہ ذلیل جانتے اور بیل اور گدھے اور کھنیا سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ اور شیطان کے علم اُن کے علم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسلئے اللہ تعالےٰ بھی اُن پر غضب کرتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اب کوئی جگہ فریاد کی نہیں۔ لہذا سیدھے داخل ہوجیئے گا ❊

حالت اضطراب مذبوحی آپ کی اسقدر بڑھگئی ہے کہ ہوش وحواس قائم نہیں رہے۔ ایک طرف آپ لکھتے ہیں کہ اشتہار میں جو عبارات عقائد وہابیہ لکھی ہیں وہ کتب محولہ میں موجود نہیں ہیں۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں۔ کہ "جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں وہی سلف صالحین مجدد صاحب اور خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں" اس سے ثابت ہے کہ جو عقائد ہیں نے آپکے مولویوں کے اشتہار میں درج کئے ہیں وہ اُنکی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یا تو انکار کرنا آپ کا جھوٹ ہے یا اقرار کرنا جھوٹ ہے یا دونو جھوٹ ہیں۔ انکار کرنا آپ کا اسلئے جھوٹ ہے کہ آپ اپنے رسالہ میں عبارات کتب محولہ میں موجود ہونا قبول کرچکے

ہیں۔ اور اقرار کرنا آپ کا اسلئے جھوٹ ہے کہ حضرت مجدد صاحب اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو بھی ان عقاید وہابیہ میں شامل کر دیا ہے جو صریح کذب ہے ∴

تیسری طرف پھر مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کتابوں میں یہ عبارات موجود ہیں تو دکھلائیے اب ان میں کونسی بات آپ کی صحیح اور سچی سمجھی جاوے۔ بات یہ ہے کہ اشتہار عقاید وہابیہ نے آپ کے دماغ میں خلل اندازی کر کے ہوش و حواس کو پراگندہ کر دیا اور جوابات و اعتراضات کرنے میں جو جو اضطراب عائد ہوئے ہیں۔ وہ جا بجا درج کر دیگئے ہیں اور اخیر پر اور مذبوحی حالت میں کچھ کا کچھ لکھدیا۔ خدا خیر کرے اسکا اثر گھر پر نہ پڑے ∴

اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ عبارات دکھلائیے۔ بندۂ خدا اب آپکو یاد آیا۔ اپنا رسالہ لکھنے سے پہلے ان عبارات کو ہم سے دیکھنے کی سعی کرنی چاہیئے تھی۔ یا اب مثل ہے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد۔ اب میں نے عبارات کو پورا پورا دکھلا دیا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو تو آئیے دیکھ لیجئے۔ ہمکو دکھلانے میں کوئی عذر نہیں +

آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ "ہم نے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں وہی سلف صالحین مجدد صاحب خواجہ محمد معصوم وغیرہم کے عقائد ہیں" یہ بالکل جھوٹ ہے ∴

ہاں! میں نے ضرور یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ سلف صالحین اور مجدد علیہ الرحمۃ و خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے وہ عقائد ہرگز ہرگز نہیں۔ جو اشتہار میں درج ہے۔ بلکہ واقعی یہ عقاید وہابیہ دیوبندیہ کے ہیں۔ اور آپ کی تمام غلط فہمیاں ظاہر کر دیگئی ہیں۔ اور عبارات کتب معتبرات اور فتاوے عرب و عجم سے صاف صاف ظاہر کر دیا گیا ہے کہ فی الواقع عقاید مندرجہ اشتہار وہابیہ کے ہی ہیں۔ اور بس ∘

قولہ۔ اور لیجئے آپ کے استاد اور قریبی رشتہ دار مولوی شاہدین صاحب مرحوم کے فتاوے حنفیہ کے صفحہ ۱۹ پر اس فتوے پر تصدیقی دستخط موجود ہیں جسمیں مجیب نے ختم مروجہ کو بدعت منکرہ لکھا ہے (بلفظہ) (خلاصہ) مولوی شاہدین صاحب مرحوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے بیعت اور شاگرد تھے۔ وہ بھی وہابی ہوئے۔ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتوے دیکھئے۔ الخ صفحہ ۲۷ سطر ۱۷ +

اقول۔ مفتی جی بس! آپ کی بے بسی پر کیا کہا جائے۔ کیونکہ آپ اردو عبارتکے

سمجھنے کا بھی مادہ نہیں رکھتے ۔ فتاوائے حنفیہ کا صفحہ ۱۹ میرے سامنے ہے مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لودھیانہ میں مقیم تھے اور حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری بھی (خدا انکی عمر میں برکت کرے اور انکے فیوض مسلمانوں پر ہمیشہ جاری رہیں) ۔ گورنمنٹ سکول لودھیانہ میں مدرس عربی تھے (اور اب نواب صاحب کنجپورہ ضلع کرنال کے پاس تشریف رکھتے ہیں) اُسوقت یہ استفتا لودھیانہ میں آیا ۔ اور مولانا موصوف نے اسکا جواب لکھا صفحہ ۱۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۹ پر ختم ہوتا ہے ۔ نہایت منصفانہ جواب دیا گیا ۔ اُس کا اقتباس یہ ہے ۔ وہو ہذا :۔

خاکسار کے نزدیک وہ فاتحہ مروجہ بدعت منکرہ ہے جسکو عوام نے بطور رسم دنیوی برادری کے دکھلاوے کے جاری کر رکھا ہے ۔ اور جو فاتحہ فقراء صلحائے اہل طریقت کے یہاں مروج ہے کہ وہ خالصًا لوجہ اللہ محض بنظر ایصال ثواب کلام اللہ اور واسطے حصول خیر و برکت چند سورتیں اور آیتیں پڑھوا کر کھانیکے ثواب کے ساتھ قرأۃ قرآن کا ثواب بھی شامل کر لیتے ہیں ۔ اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ کھانیکا ثواب فاتحہ کے بغیر نہیں پہنچتا ۔ تو یہ عمل اُن کا داخل بدعت حسنہ ہے اور اُسکو بدعت سیئہ کہنا **انصاف کے خلاف** معلوم ہوتا ہے ۔ بعض تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ و دیگر اکابر کی کلام میں اس عمل کا کرنا پایا جاتا ہے ۔ موجودگی طعام کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث انس مرویہ صحیحین میں کچھ پڑھنا جسکے الفاظ یہ ہیں قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیہ ما شاء اللہ ان یقول ۔ اور دوسری روایت میں ہے ثم دعا فیہ بالبرکۃ (مشکوۃ صفحہ ۵۲۹) سند اس بات کیلئے کافی ہے کہ **کھانا آنے کے بعد کچھ قرآن شریف پڑھنا دعا کرنا درست ہے** ۔ الخ ؎

اسکے بعد مولانا موصوف کے جواب کو دیکھکر مفتی شاہدین صاحب مرحوم نے اسطرح تحریر فرمایا ہے ۔ دستخط کئے ۔ الجیب مصیب مفتی شاہدین لودھیانوی بلفظہ صفحہ ۱۹ سطر ۶ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مفتی شاہدین صاحب مرحوم نے حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب کے جواب کی تصدیق جو مفصل تھا فرمائی ۔ نہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی ۔ اور آفرین ہے مولوی مفتی شاہدین صاحب مرحوم کی دیانت اور حق شناسی پر

کہ انہوں نے مولوی گنگوہی صاحب کی کچھ پروا نہ کی۔ اور صاف صاف اپنے عقیدہ کے مطابق مولانا مشتاق احمد صاحب بقاہم اللہ تعالے کے فتوے کے جواب کی تصدیق الجیب مصیب کرکے فرمادی۔ اللہ تعالے انکو غریق رحمت کرے ؛

معلوم ہوا کہ وہ دھوکے سے کسی وقت گنگوہی صاحب کے مرید ہوگئے تھے۔ تو وہ اس بیعت پر قائم نہ تھے۔ اور گنگوہی صاحب کو ہدایت پر نہیں جانتے تھے ؛

یہ ہے آپکی اردو عبارت کی فہمید بلید۔ سچ فرمایا کسی بزرگ نے ؎

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت ۔ تو سب کی سب کتابیں ایک جاہل گھول کے پی جاتا

؎

کیا زمانہ یہ آگیا اُلٹا ۔ ڈاڑھیاں سیدھی اور عقیدہ اُلٹا

مفتی عبدالحمید صاحب اس عقیدہ کی تصدیق حلفًا کرتے ہیں کہ یہی عقیدہ مفتی صاحب مرحوم کا تھا۔ اور دوسرا **مولود شریف** کے بارہ میں حلفیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اکثر اوقات اپنے استاد حضرت مولانا شاہدین صاحب مرحوم کے ساتھ محفل مولود شریف میں حاضر ہوا ہوں جو سید ظہور الحسن صاحب تھانہ دار پولیس ریلوے لودھیانہ کے مکان میں ہوا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا مولود شریف میں بڑے شوق اور ذوق سے تشریف رکھتے۔ اور جب ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آتا تو فورًا تعظیم کیلئے کھڑے ہوجاتے۔ اور حسب دستور سلام اور درود پڑھے جانیکے بعد بیٹھتے اور پھر ختم پڑھکر شیرینی تقسیم ہوتی اور پھر وہاں سے چلے جاتے ؛

قولہ مفتی صاحب آپنے اپنی تحریر میں اصولی بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ جو فتوے نویسی کے خلاف ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۳۸ سطر ۵ ؛

اقول۔ بالکل سفید جھوٹ اور غلط۔ کوئی ایک آدھ غلطی بتلائی ہوتی۔ خدا کی قدرت زمانہ قرب قیامت ہے۔ اس زمانہ میں جو لوگ مسجدیں پختہ گرا کر کفار کے ہاتھ فروخت کریں وہ مفتی۔ اور جو سود کھائیں وہ مفتی۔ اور جو وکالت پیشہ کریں وہ مفتی۔ جو چوریاں کریں اور گرفتار ہوکر جیل میں جائیں قیدیں بھگتیں وہ مفتی۔ اور جو اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دیں اور پھر بغیر حلالہ کے اپنے حبالہ نکاح میں لے آدیں وہ مفتی۔ اور جو چوہڑیوں بھنگنوں سے ناجائز تعلق رکھیں وہ مفتی۔ اللہ! اللہ!! اور جو بزرگ دیندار پابند شریعت شغل و

وظائف میں مشغول رہنے والے متقی اور پرہیزگار اور عالم مستند ہوں وہ اصولی غلطیاں کرنیوالے ہوں۔ اور فتوے نویسی نہ جانیں۔ العجب!

بھلا یہ تو فرمائیے۔ کہ آپکو مفتی ہونیکی سند کہاں سے حاصل ہے اور مولویت کی سند کہاں سے ملی۔ اور کہاں آپنے تعلیم پائی۔ ہاں گالیاں دینا اور توہین اللہ تعالےٰ اور اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام اور بزرگان دین کی مذمت کرنیکی اگر کسی جگہ سے سند حاصل کی ہو تو ممکن ہے۔ اسکو میں بغیر سند کے قبول کرلونگا۔ کہ واقعی آپ میں یہ وصف قابل تعریف موجود ہے۔ اور جسکی مبارکبادی میری طرف سے اور ناظرین سے ہو۔

باب ہفتم

میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب

قولہ۔ اب قاضی صاحب آپکے خط کا حسب وعدہ مفصل جواب تحریر کیا جاتا ہے۔ جو آپکی طرف سے ۱۸ ربیع الاول کو موصول ہوا تھا۔ آپکے خط کی عبارت (ق) کی نشانی سے لکھی جائیگی۔ اور میری طرف سے جو اُسکے جواب میں لکھا جائیگا اُس پر (ع) کی علامت ہوگی۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۸ سطر ۸۔

اقول۔ بہت اچھا لکھئے۔ انہیں علامات سے جواب بھی دیا جائیگا۔

ق۔ آپ کا رجسٹرڈ خط پہنچا معلوم ہوا کہ آپ مرزائی تو نہیں ہیں لیکن وہابی دیوبندی ضرور ہیں۔

ع۔ قاضی صاحب ہماری تحریر کا جواب یہ تھا کہ ہمیں وہابی لکھا جاتا۔ آپکو لازم ہے کہ میری تحریر سے میرا وہابی ہونا ثابت فرمائیے۔ ورنہ آپ کے اشتہار سے میں آپکا معتزلہ اور خارجی اور مشرک و بدعتی ہونا ثابت کرتا ہوں۔ اگر کچھ دم خم ہے تو سامنے آئیے اور ان باتوں کا ثبوت دیجئے۔

ق۔ مفتی صاحب! آپنے الفاظ ہماری اور ہمیں بصیغہ جمع استعمال کئے ہیں۔ اور بھی اکثر

جگہ ایسا ہی لکھا ہے۔ ان سے آپکی مراد اپنا تفضل و تکرم ہے۔ یا یہ کہ آپکے ساتھ سارے لودھیانہ کے رشتہ دار شامل ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپکی مراد موخر الذکر ہے جو مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے۔ اور اس بات کا اظہار میں پہلے کر چکا ہوں کہ یہ تحریر مجتمع کمیٹی وہابیہ دیوبندیہ کی جان سوزی ہے۔ میں اپنی کتاب **انوار آفتاب صداقت** میں مفصل طور پر آپکا وہابی ہونا ثابت کر چکا ہوں۔ اور وہابی دیوبندی ہونا آپ کا آپ کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے یہ فراست مجھے حاصل ہے کہ وہابیوں اور مرزائیوں کو اُن کی شکل سے، عقل سے، صورت سے، مورت سے، اُن کے رد سے، خو سے، گفتگو سے، تحریر سے، تقریر سے، اُن کے رنگ سے، ڈھنگ سے، اُن کی ڈاڑھی سے، ساڑھی سے، لباس سے، پوشاک سے، آنکھوں سے، ناک سے فوراً پہچان لیتا ہوں۔ خواہ کیسے ہی گیروے رنگ یا بھگوے کپڑوں میں ہوں۔ خواہ منہ لپیٹے ہوئے یا برقع میں ہوں۔ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش — من انداز قدت را می شناسم

؎

تمہاری چال سے پہچانا ہم نے تم کو برقع میں — ہزاروں گو چھپایا تم نے خود کو سر سے پاؤں تک

اب اس میری کتاب کو دیکھکر اپنا ایمان قائم کر کے دل کو ٹھنڈا کیجیئے۔ اور مجھے معتزلہ خارجی مشرک اور بدعتی ثابت کرنا آپکے بزرگوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کس کھیت کی مولی ہیں کیونکہ میرے عقیدہ کے ساتھ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ جدہ۔ حدیدہ، مصر، شام، روم۔ بغداد۔ بصرہ۔ بخارا اور تمام ہندوستان و پنجاب وغیرہا اور پھر دیوبندیوں کے استاد اور پیر و مرشد بھی متفق اور شامل ہیں۔ وہابیہ اور دیوبندیہ اور مرزائیہ ایک مٹھی بھر ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اُنکے نزدیک اللہ تعالٰے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نعوذباللہ مشرک ہیں۔ خاک بدہن۔ میرا دم خم میری کتاب ہے۔ اسکا مقابلہ آپکے لیئے سم الخم ہے ۔

ق۔ حضرت! میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ وہابیوں کی کتابوں کے حوالجات دیئے ہیں۔

ع۔ اگر آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا تو جو عبارتیں آپنے اشتہار میں لکھی ہیں وہ بعینہ ان کتابوں میں دکھلائیے۔ الخ

ق - یہ سب عبارتیں ہیں بعینہٖ اور ملخصًا دکھلا چکا ہوں۔ جنکو آپ خود قبول کر چکے ہیں اور جوابات دیئے ہیں - اور اگر اب بھی اطمینان نہیں۔ تو ایک دن کیلئے چند منصفوں کے روبرو ملاحظہ کر لیجئے۔ تاکہ یہ ہوس بھی باقی نہ رہے - آیئے تشریف لائیے تاریخ ومقام مقرر کیجئے ۔

ق - آپنے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ کتب دیوبندیہ میں وہ باتیں جو اشتہار میں درج ہیں موجود نہیں ۔

ع - اجی جناب میں نے تو لکھدیا تھا کہ وہ صلواتیں جو آپنے خدا کے بزرگ برتر و نبی علیہ السلام کو مولوی اسمٰعیل شہید و مولوی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہما و مولوی خلیل احمد و مولوی اشرفعلی صاحبان کے سر تھوپ کر سنائی ہیں اُن کا اُن کی کتب میں کچھ نشان نہیں ہے - الخ ۔

ق - یہ عبارتیں جن کو آپ صلواتیں کہتے ہیں جو اشتہار میں درج ہیں آپکے بزرگ مولوی صاحبان کے اعمال و افعال و اقوال حسنہ کا نمونہ ہے - جو انہوں نے اپنی مولفہ کتب میں درج کی ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں - اسیواسطے میں نے اشتہار کی پیشانی پر نقل کفر کفر نباشد درج کر دیا تھا - اور مولوی اسمٰعیل کا شہید ہونا آپ کو تاریخ وہابیہ معلوم ہوگا جو لکھی جائیگی - آپکے عقاید میں وہی شہید ہے جو مسلمانوں پر جہاد کا فتوے دے اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر ڈالے - اور خود بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے انتظار کیجئے سب حال لکھا جائیگا - اور کتابوں اور عبارتوں کے سب نشان دیدیئے گئے ہیں۔ اور خود تسلیم کر چکے ہیں ۔

ق - بلکہ اقرار کرکے دوسرے مولویوں کے اقوال تائید میں درج کر دیئے ہیں ۔

ع - میرا اقرار دکھلایئے ورنہ اس بہتان بندی سے باز آیئے - یہ طریقہ اختیار کرنے سے آپ چھوٹ نہیں سکتے - کیونکہ ہمارا کام ہے کہ افترا باز کو اُسکے گھر تک پہنچاتے ہیں الخ ۔

ق - آپ کا اقرار موجود ہے اور سب اقرار آپکے دکھلا چکا ہوں - بہتان بندیاں اور افترا پردازیاں آپ ہی لوگوں کا کام ہے - لفظ افترا باز بھی آپ کی علمیت پر شہادت دیتا ہے - یاد رہے کہ ہمارا کام بھی یہ ہے کہ گستاخوں و بیدینوں اور عبارتوں کے سارقوں کو گھر تک نہیں بلکہ جیل تک پہنچایا کرتے ہیں ۔

ق۔ جس سے ثابت ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے وہ صحیح ہے۔

ع۔ اس ثابت ہی کا لفظ لکھنے سے پہلے اگر آپ میری تحریر کو کسی سے پڑھوا کر سن لیتے تو امید تھی کہ اسکے سنتے ہی آپ ثابت کے لفظ کو بھول جاتے۔ الخ۔

ق۔ واہ مفتی جی! آپکی تبدیلی تعلی اور تغیر جبلی۔ آپ کی تحریر کیا ہے ماشاء اللہ سبعہ معلقہ کے اشعار یا سریانی یونانی لاطینی کے طومار ہیں۔ جو آپ کے دماغ شعلہ آثار سے نمودار ہوئے ہیں۔ انکو کون سمجھ سکتا ہے۔ پہلے تو آپ اردو ہی صحیح لکھنا سیکھئے بعد میں میدان کے اندر نکلئے۔ فرمائیے جملہ لفظ "اوٹ پٹانگ" کونسی اردو ہے (صفحہ) "میں نے آپکا کارڈ دیکھتے ہی بھانپ لیا تھا" (صفحہ) کس ملک کی اردو ہے "محبت میں فنا ہوئے ہوئے ہونا" (صفحہ) کس ملک کی اردو کا محاورہ ہے اور افترا باز کونسی اردو فارسی کا محاورہ ہے۔ اسی طرح آپکے رسالہ کی اردو بالکل بے تکی ہے۔ زیادہ جمع کرنے میں طوالت ہے۔ تاہم آپکی تعلی یہ ہے کہ کسی سے پڑھوا کر میری تحریر سن لیتے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

ق۔ میں نے فہرست میں نمبر ۳۱ تک عقاید درج کئے ہیں۔ مگر آپنے دو باتوں کا جواب ناکافی اپنے خط میں دیا ہے۔

ع۔ ناکافی ہونیکے وجوہ تو ذرا لکھئے الخ۔

ق۔ ناکافی ہونیکے وجوہ کافی سے بھی زیادہ لکھی جا چکی ہیں۔ جنکا جواب دینا تمام دیوبندیوں کیلئے پہاڑ اور کوہ ہمالہ سے ٹکر مارنا ہے۔

ق۔ آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکی صرف وہابیت پر نظر ہے۔

ع۔ میں نے اپنی تحریر میں جو عبارات نقل کی ہیں وہ حضرت سلطان نظام الدین دہلوی و شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور امام غزالی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی و خواجہ محمد معصوم و صاحب سیرت شامی و شارح مواہب اللدنیہ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہیں۔ آپ ان عبارات کے نقل کرنیکے باعث میری نظر وہابیت پر ہی بتلاتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک یہ حضرات وہابی ہیں۔ الخ۔ (اسکے آگے گالیاں ہیں)

ق۔ جن بزرگوں کے نام مبارک آپنے لکھے ہیں اُن سب پر خدا کی رحمت ہو یہ سب کے سب نور علی نور تھے۔ اور خاص اہلسنت وجماعت اور اولیائے کرام اور مجدد دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اُنکی عبارات کو آپنے اپنی نافہمی کی وجہ سے سمجھنے میں سخت ٹھوکر اور غلطی کھائی۔ اور وہابیت ہی نے آپ کو اُنکے صحیح مطالب اور مضمون معلوم کرنے سے روک کر صراط مستقیم پر آنے نہیں دیا۔ میں نے ان تمام امور کو موقع بموقع جہاں جہاں اُنکی عبارات درج ہوئی ہیں۔ بموجب مذہب اہلسنت و جماعت کے آپ کے سمجھنے کیلئے صاف کر دیا ہے۔ اور آپ کی غلط فہمیاں واضح طور پر لکھدی ہیں۔ باقی گالیوں کا جواب نہیں ہے ۔

ق۔ جو جواب آپنے خط میں صرف دو باتوں کا دیا ہے وہ بالکل ناکافی سیاق وسباق کتب محولہ کے برخلاف ہے ۔

ع۔ اس امر کو ثابت فرمائیے۔ اور ناکافی ہونیکی وجہ لکھئے ورنہ آپکا کہنا سراسر الخ گالیاں ۔

ق۔ ناکافی ہونے کی وجہ کافی طور پر اپنی اپنی جگہ پر لکھے جا چکی ہیں۔ گالیوں کا جواب نہیں ہے ۔

ق۔ میں اُن کا جواب دینا دردسری اور تضیع اوقات تصور کرتا ہوں ۔

ع۔ کیونکر تصور نہ کریں آپکے ہماری تحریر دیکھتے ہی اوسان خطا ہو گئے۔ الخ گالیاں ۔

ق۔ واقعی سچ فرمایا۔ کیونکہ آپ کی تحریر کیا تھی ایک بھوتنی کی شکل میں تھی نہ سر نہ پیر۔ لیکن میرا قلم جب اُس پر حملہ آور ہوا تو اُس شُسری کو بھاگتے ہوئے راستہ نظر نہ آیا اب میرے قلم کے نیزے کو دیکھئے جو بلم اور برچھے کا کام دیگا وارپار ہو جیسے نہیں رہیگا اسکے زخم کا اندمال بھی نہیں ۔

ق۔ اور آپکو انوار ساطع مصنفہ مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب اور کتاب آفتاب محمدی مولفہ مولوی فقیر محمد صاحب کا مشورہ دیتا ہوں مہربانی کر کے اُن کو پڑھکر اپنی آتش غضب کو ٹھنڈا کریں ۔

ع۔ یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ اگر کچھ علم ہے تو میری تحریر کا جواب دیں ..... یہ معلوم ہو گیا کہ آپنے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ چند اردو کی کتابیں انوار ساطع کی مانند دیکھی ہیں۔ الخ۔ گالیاں ۔

ق۔ آپ کی تحریر سے آپکا یہ سچ۔ کہ میں نے یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں معلوم ہورہا ہے۔ اگر آپنے ان کتابوں کو دیکھا ہوتا۔ تو کتاب انوار ساطعہ کو انوار ساطع[ف] نہ لکھتے۔ یہ آپکی کذب بیانی اور لن ترانی کی دلیل ہے۔ میں لکھ چکا ہوں کہ آپکو علم اردو بھی حاصل نہیں جسکی مثالیں دکھلا چکا ہوں۔ اور آپ نے ان دو سطروں میں دو فقرے اور اردو فصیح یا فصیح اردو کے لکھ دیئے ہیں۔ (۱) یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ (۲) آپنے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ یہ ہر دو فقرے اہل زبان دہلی یا لکھنؤ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ واقعی آپ اردو بھی نہیں جانتے۔ اور علم دین کی واقفیت میں آپکا یہ رسالہ جسکا دیلیغ ہو چکا ہے شاہد حال ہے۔ اور جا بجا آپکے علم کی قلعی کھول دیگئی ہے۔ اور یوں آپ لوگوں کے نزدیک تو دیوبند کے علما علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا وتعظیمًا سے بھی اعلم اور افضل ہیں۔ بلکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (نعوذ باللہ منہا) استاذ بھی ہیں۔ جب یہ صورت ہے تو ان کے مریدوں معتقدوں کے نزدیک میرے جیسے تو جاہل مطلق ہیں۔ یہ فخر تو وہی لوگ کریں جنکو ابلیس کے علم سے حصہ ملا ہو۔ نہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل ⁂

اچھا یہ بتلاؤ کہ میرا عالم یا بے علم ہوتا آپکو کیسے معلوم ہو گیا۔ نہ تو میں آپکو جانتا ہوں اور نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ یہ علم غیب آپکو کس طرح حاصل ہو گیا۔ اگر میں علم غیب کی نسبت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کروں تو کافر اور مشرک ہو جاؤں۔ اور آپ خود علم غیب کا دعوےٰ کریں۔ تو پھر بھی مسلمان رہیں ہاں خیر دیوبندی مسلمان۔ باقی رہا میرا علم دین۔ سو میں اسکی بابت ایک حرف بھی نہیں کہونگا۔ یہ کتاب **انوار آفتاب صداقت** علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوگی۔ وہ خود میرے علم دینی کا اندازہ فرمالینگے۔ اور گالیوں کا جواب میں نہیں دونگا۔ اگرچہ جواب اچھی طرح سے دے سکتا ہوں۔ لیکن شرافت اجازت نہیں دیتی۔ اسلیئے صبر کرتا ہوں ⁂

ق۔ مولوی صاحب جو میں نے عقاید اشتہار میں درج کئے ہیں وہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا

[ف] انوار ساطع غلط صحیح انوار ساطعہ ہے۔ حکایت کسی شخص نے شہر کابل کو قاف قرشت کے ساتھ قابل لکھدیا اُسکے جواب میں لکھا گیا کہ "قابلیت شما از قاف کابل معلوم شد"۔ منہ ⁂

وتعظیماً میں عرصہ سے پیش ہو کر فتاوے لگ چکے ہیں۔ آپکو علم نہیں ہے کتاب حسام الحرمین مولفہ بریلوی کو ملاحظہ فرمائیے۔ اور علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تحریرات کو دیکھئے۔ اور کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کو پڑھیں۔ آپکو علماء دیوبند کی پوری کیفیت معلوم ہوجائیگی۔ صفحہ ۴۰ +

ع۔ قاضی صاحب یہ کتابیں دیکھی ہوئی ہیں۔ اُن میں انکے مصنفین نے علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو اسیطرح دھوکا دیا ہے جسطرح آپنے اپنے اشتہار میں پبلک کو دیا ہے۔ میں ان کتابوں کی حالت اور مصنفین کی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور آپ کی اس تحریر سے اس امر سے بھی واقف ہوگیا ہوں کہ آپ ان مبتدعین ہی کے تو مرید تابع ہو۔ صفحہ ۴۰ ؎

ق۔ ہاں آپنے ان کتابوں کو شاید کسی کے پاس صرف دیکھا ہی ہوگا مگر پڑھا نہیں اگر پڑھتے تو پتہ لگتا۔ اگر پڑھا تھا تو اُن کا دھوکا ظاہر کیا ہوتا۔ یا صرف زبان پر ہی آپکے دھوکا آگیا دھوکا دینا تو صرف آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ ہمارے علماء کرام کا علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دینا یہ ہے۔ کہ اصل کتابیں آپکے بزرگوں کی پیش کیگئیں۔ تب انہوں نے فتاوے دیئے۔ دھوکا دینا آپ لوگوں کا یہ ہے۔ کہ ایک سطر کتاب میں سے لکھدی اور جو مخالف عبارت ہوئی اُسکو دیانت سے چھوڑ دیا۔ جیسے میں لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثالیں کئی جگہ دکھلا چکا ہوں۔ اگر بقول آپکے بفرض محال علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا تو کیا حضرت مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمتہ بانیٔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً مہاجر مکی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جو دیوبندیوں کے استاد اور اُن کے حالات سے ہو بہو واقف ہیں۔ جنکی تقریظ وہابیہ کش درج ہو چکی ہے۔ اور جس سے وہابیہ کی جڑ اُکھڑ چکی ہے۔ اور پھر تمام وہابیہ دیوبندیہ کے پیرو مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی کو بھی دھوکا دیا گیا جن کی تحریریں اس میں درج کرچکا ہوں۔ اور پھر علماء مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو بھی دھوکا دیا گیا ہے جو خاص ہندوستان کے رہنے والے اور دیوبندیوں کے حالات سے پورے پورے واقف ہیں۔ پس آپ کی اس درفشانی سے واضح ہوگیا کہ یہ حضرات بھی جنہوں نے کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل و دیگر فتاوے کی تصدیق کی ہے مبتدعین میں داخل ہیں۔ جزاک اللہ مرید ہوں تو ایسے ہوں اس میں شک نہیں کہ جب آپ لوگوں کے ہاتھ سے قلم سے زبان سے خداوند تعالیٰ اور اُس کا

رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوٹے تو اور کسی کو کیا شکایت ہے اور کیا افسوس ہے۔ لیکن یہ آپ لوگوں کی ایمانی ترقی کے بواعث ہیں۔ اور جو میں نے دھوکا دیا ہے وہ اب تمام علماء کرام اور مفتیان عظام کے اور پبلک کے رو برو پیش ہے جس سے منصفین خود معلوم کرلینگے۔ اور آپکے بزرگوں کے دھوکے بیشمار ہیں۔ اور بقول آپکے اگر ہمارے علاحضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل مجدد مأتہ حاضرہ مولانا و مولی الکل مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور حضرت مولانا وبالفضل اعلم اولٰنا مولوی ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی فاضل قصوری نے دھوکا دیا تھا۔ تو آپکے بزرگوں میں سے کسی نے اُن کی کتابوں پر کچھ لکھا ہوتا۔ کہ فلاں فلاں بات میں علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ مگر کسی وہابی میں ایسا زہرہ کہاں کہ قلم اٹھا سکے۔ ان کتابوں میں وہابیت کی بیخ و بنیاد جڑ سے کٹ چکی ہے۔ الحق یعلوا ولا یعلیٰ کا مصداق ثابت ہو چکا ہے۔ ع

مہ فشاند نور سگ عو عو کند

ہاں اشاید یہاں آپ یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک کتاب جس کا نام "التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند" بلالی پریس ساڈھورہ میں طبع کرائی ہے۔ اسکی تصدیق علمائے حرمین شریفین نے کی (جس میں بھی اعتراضات ہیں جو میری فہرست میں بھی ہیں) اپنی صفائی کیلئے شائع کرادی ہے۔ اس پر میں کہتا ہوں کہ یہ رسالہ نرا دھوکا اور فرضی اور جعلی دستاویز وقبالہ ہے۔ اور بالکل غیر معتبر اور مشکوک دھوکوں سے پر اور کالا اور دھوکوں کا پرکالہ ہے۔ سُنئے

رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند مؤلفہ مولوی خلیل احمد صاحب کی حقیقت اور اُسکے فرضی وجعلی ہونے کی کیفیت.

۱۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے خود ہی چھبیس ۲۶ سوالات تک لکھے اور خود ہی اُنکے جوابات دئیے جو فاضل بریلوی کے حسام الحرمین کتاب کے جواب میں نقلاً م تارے گئے (جس میں

علماء دیوبند کی نسبت علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً نے تکفیر کے فتاوے دیئے ہیں۔ جو ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوئی تھی) ؛

۲۔ اس رسالہ پر نہ ابتدا میں اور نہ آخر میں تاریخ طبع درج ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ رسالہ کب طبع ہوا۔ دھوکا ؛

۳۔ اس رسالہ کے طبع کرنیوالے مولوی محمد یحییٰ تاجر کتب سہارنپور ہیں۔ جنہوں نے اسکو بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ میں چھپوایا۔ اس سے پتہ نہیں لگتا کہ اُن کو کس نے یہ رسالہ طبع کیلئے دیا۔ اور کس نے حکم اسکے طبع کرانے کا دیا۔ دھوکا ؛

۴۔ اس میں اُس عالم محقق مدنی کا نام درج نہیں کیا جس سے سوالات قلمبند کروائے گئے۔ تا کہ اس بات کی تصدیق ہو سکے۔ نام نہ لکھنے کا موجب ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف **فرضی بات** ہے اور دھوکا ؛

۵۔ اس رسالہ میں یہ بھی درج نہیں کہ کس تاریخ کا واقعہ ہے۔ اور یہ بھی درج نہیں کہ یہ سوالات کس شخص نے بتلائے اور درج کروائے اور چھبیس ۲۶ نمبر تک پہنچائے۔ اس لئے یہ کاروائی سب **فرضی** ہے اور **دھوکا** ؛

۶۔ شروع رسالہ میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہے۔ کہ "اے علماء کرام اور سرداران عظام (اپنے منہ میاں مٹھو) تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقاید کی نسبت کی ہے" الخ۔ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ پوچھنے والے کون لوگ ہیں اور اُن کے نام کیا ہیں۔ گویا یہ بات اندھیرے میں ہے جو **فرضی** ہے اور دھوکا ؛

۷۔ اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالات و جوابات ہندوستان غالباً سہارنپور میں جہاں مولوی خلیل احمد صاحب رہتے ہیں لکھے گئے۔ اور لکھے جانیکی تاریخ ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۴۔ اس سے کتاب حسام الحرمین کی تاریخ طبع کے بعد روک کی گئی ہے۔ حالانکہ سوالات کا مدینہ منورہ میں لکھا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ **فرضی** اور دھوکا ہے ؛

۸۔ مگر برخلاف اسکے صفحہ ۶۸ میں سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ اوّل و وسط آخر کا درج کیا ہے۔ اس میں حضرت سید احمد برزنجی سابق مفتی مدینہ منورہ فرماتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب ہمارے پاس آئے اور ایک رسالہ اُنہوں نے پیش کیا۔

جسمیں سوالات کے جواب تھے۔ الخ۔ یہ تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ہے۔ گویا چار سال کے بعد اُنکے روبرو یہ رسالہ پیش کیا گیا۔ اور خود مولوی خلیل احمد صاحب نے پیش کیا۔ مگر اصل رسالہ اُن کا اس رسالہ کے ساتھ ضم نہیں۔ تاکہ اُنکی پوری تقریظ معلوم ہوجاتی اور نمبر ۴۔ اسکے خلاف ہے ؛

۹۔ اسی جگہ مدینہ منوّرہ میں حضرت سید احمد برزنجی بن محمد جنکا نام صفحہ ۷۶ میں درج ہے موجود تھے۔ اس میں ۱۳۲۸ھ درج ہے۔ ان دونو تحریروں میں بھی ایک سال کا فرق ہے جو نہایت مشکوک امر ہے ؛

۱۰۔ اس رسالہ میں سب سے اول دیوبندی علما کی تقاریظ درج ہیں۔ اور اُس پر بھی عجب یہ ہے کہ کسی تقریظ میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ کہ کب اور کس کس تاریخ کو انہوں نے اپنی اپنی تقریظ لکھی۔ اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی۔ نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی۔ یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا ؛

۱۱۔ پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے بھی دستخط ثبت ہیں۔ لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رسالہ اُن کے پاس کسطرح پہنچا۔ آیا مولوی خلیل احمد صاحب خود لیگئے۔ یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتہ نہیں۔ اور نہ اُنکے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے اور نہ اُنہوں نے کچھ لکھا ہے کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کسطرح تحریک ہوئی۔ دیکھو صفحہ ۷۷ سے ۸۶ تک۔ یہ سب فرضی ہیں ؛

۱۲۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۷۸ پر تاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ درج ہے مگر پہلے اس سے ۱۳۲۸ھ ہے۔ اور ۱۳۲۹ھ میں اس رسالہ کا مدینہ منورہ میں موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ دیکھو نمبر ۹ ؛

۱۳۔ اس رسالہ میں سوال پہلا اور دوسرا۔ زیارت حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں۔ جو اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ تحریر کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۔ وہ محض غلط اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اُنکے اکابروں میں سے اُنکے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱ سطر ۴۔ اور صفحہ ۷۱ سطر ۵ میں اسکے برخلاف لکھ چکے ہیں اور کتاب تقویۃ الایمان دیوبندیوں کے نزدیک ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے

یہ نرا دھوکا ہے ۔

۱۴۔ اسی رسالہ کے تیسرے اور چوتھے سوال میں توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں جو عقیدہ اپنا اور اپنے مشائخ کا صفحہ ۷ میں درج کیا ہے ۔ وہ بھی غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ اُنکے مشائخ سب سے بڑے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱ سطر ۱۰ اور صفحہ ۱۹۰ سطر ۲۲ ۔ اور صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۸ میں اسکے خلاف لکھ چکے ہیں ۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے ۔

۱۵۔ اسی رسالہ کے پانچویں سوال حیات انبیا علیہم السلام کے جواب صفحہ ۸ میں جو لکھا ہے وہ بھی غلط ہے ۔ کیونکہ کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ سطر ۲۱ میں اسکے خلاف لکھا ہوا موجود ہے ۔ نرا دھوکا ۔

۱۶۔ اسی رسالہ کے چھٹے سوال کے جواب میں صفحہ ۹ پر جو عقیدہ لکھا ہے اُسکے خلاف آپکے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۴ اور صفحہ ۱۹۷ سطر ۵ میں لکھ چکے ہیں ۔ یہ بھی دھوکا ہے ۔

۱۷۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ساتواں سوال وظائف و اوراد پڑھنے کے بارہ میں جو عقیدہ لکھا ہے اسکے برخلاف بھی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۷ سطر ۱ ۔ میں لکھ چکے ہیں ۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے ۔

۱۸۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ سوالات آٹھواں ۔ نواں ۔ دسواں کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا ہے اسکے برخلاف تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۰۵ ۔ سطر ۲۲ میں لکھ چکے ہیں ۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے ۔

۱۹۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ ۔ گیارھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے ۔ اُسکے خلاف کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۷ ، ۳۷ ، میں درج ہوتا موجود ہے صاف دھوکا ہے

۲۰۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ ۔ بارھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اُس کے برخلاف مولوی رشید احمد صاحب آپکے خاتم المجتہدین نے اپنے فتاوے رشیدیہ کی جلد اول صفحہ ۸ ۔ اور جلد سوم کے صفحہ ۹۶ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو لکھا ہے کہ اُنکے عقاید عمدہ تھے ۔ مذہب اُنکا حنبلی تھا ۔ اُنکے مقتدی اچھے تھے اور وہ اچھا آدمی تھا

مذہب حنبلی رکھتا تھا۔ عامل بالحدیث تھا۔ الخ۔ یہ بھی صاف صاف دھوکا ہے

۲۱۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۵۔ تیرھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اُسکے برخلاف آپکے امام الطائفہ اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی کُھلا دھوکا ہے۔

۲۲۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶۔ پندرھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اُس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب رسالہ اپنی دوسری کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صاف اور ظاہر دھوکا ہے۔

۲۳۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶۔ سولھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اُس کے برخلاف مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بزرگ دیوبند یہ اپنی کتاب تحذیر الناس میں چھ خاتم النبیین بالفعل قرار دے چکے ہیں۔ دھوکا۔

۲۴۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹۔ سترھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے اس سے انکار کیا ہے کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ حالانکہ آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں تمام انبیا علیہم السلام اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کا درجہ دے چکے ہیں کہ اُنکی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے۔ اور اسکی تصدیق اور تائید میں مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاوے کی جلد اول صفحہ ۵۱ میں کر چکے ہیں۔ نیز مولف رسالہ خود اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں جملہ بنی آدم کے برابر (کافر چوہڑہ چمار وغیرہ) لکھ چکے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اور یہ بھی لکھا کہ ہماری تصانیف میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے یہ بھی صاف دھوکا ہے۔

۲۵۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰-۲۱۔ اٹھارھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اسکے خلاف آپکے پیغمبر اشرفعلی تھانوی اپنی رسلیا حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

۲۶۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱۔ انیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اُس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف رسالہ مذکور اپنی کتاب براہین قاطعہ کے

صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ ملاحظہ نمبر ۱ ۔ یہ بھی **بالکل دھوکا ہے** ۔

۲۷۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۴ ۔ بیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اسکے برخلاف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں موجود ہے۔ یہ بھی **دھوکا ہے** ۔

۲۸۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷ ۔ اکیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اسکی بابت مولوی رشید احمد صاحب کے فتاوے میں بھی شرک، کفر، بدعت وغیرہ اس محفل مبارک (مولود شریف) کو لکھا ہوا موجود ہے۔ انکار کرکے **دھوکا دینا ہے** ۔

۲۹۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۹ ۔ بائیسویں سوال کے جواب میں پہلے انکار کیا پھر اقرار کیا۔ اس ہیر پھیر کو ملاحظہ کیجئے۔ مولوی رشید احمد صاحب کا فتوے موجود ہے۔ نیز مولف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ میں موجود ہے جسکو اسی سوال میں خود قبول کیا ہے۔ اور مولود شریف کو مزخرفات اور شرعاً حرام لکھدیا ہے۔ (صفحہ ۳۱) **نرا دھوکا** ۔ ۱

۳۰۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۲ ۔ تئیسویں سوال کے جواب میں جو خداوند تعالے کے جھوٹ بولنے کی بابت عقیدہ ہے اور فتوے حرمین شریفین درج کیا ہے یہ **نرا دھوکا ہے** ۔

مختصر اکیفیت اسکی اس طرح پر ہے۔ کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب نے جو ریاست بہاولپور میں مدرس تھے۔ کتاب انوار ساطعہ کی رد میں کتاب براہین قاطعہ لکھی اور شائع کی تو مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے ملاحظہ میں گزری وہ فوراً اس کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں پہنچے۔ وہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ وہاں پر انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ کتاب براہین قاطعہ مذہب اہلسنت و جماعت کے بالکل خلاف ہے۔ اس میں سے سات مسائل مندرجہ براہین قاطعہ کو نکالکر دکھلایا۔ اس پر بحکم نواب صاحب بہادر والئ ریاست شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ ہوا۔ نہایت عمدہ تحریری بحث ہوئی۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے بدر کئے گئے۔ اور علماء پنجاب سے فتوی جاری ہوا۔ کہ مولوی خلیل احمد مع مؤیدین کے اہلسنت سے خارج ہے۔ اور فرقہ وہابیہ اسمٰعیلیہ میں سے ہے۔ اسکے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اس تمام بحث کی کاغذات کو لیکر کعبۃ اللہ شریف کو روانہ ہوگئے۔ اس بحث کا عربی میں ترجمہ کرکے علمائے عظام

حرمین شریفین کے روبرو پیش کیا گیا۔ اول علمائے مکہ معظمہ نے اسکی تصدیق فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کو لیکر وہاں کے علما کے روبرو پیش ہو کر تصدیق ہو گئی۔ جب مدینہ منورہ سے واپس ہو کر حضرت مولانا مکہ معظمہ میں آئے۔ تو انکو وہاں پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کا ایک استفتا امتناع کذب باریتعالی کا یہاں پہنچا ہے۔ اور مفتی حنفی مکہ معظمہ کے دستخط ہو کر آرندہ واپس لیگیا ہے۔ اس پر حضرت مولانا مغفور و مرحوم مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے وہ فتوائے جو اسوقت فتاوے رشیدیہ کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۹۔ اور اس رسالہ کے صفحہ ۴۳ پر ہے دکھلایا۔ تب مولانا مرحوم نے ایک استفتا مغفرت کفار کے امکان کے رد میں (جو مولوی رشید احمد صاحب نے بہ لطائف الحیل حاصل کیا تھا) لکھکر بخدمت حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی کے پیش کیا۔ اور انکی تصدیق کے بعد مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تب اس پر مفتی حنفی مکہ معظمہ نے صاف تصریح فرمائی۔ اور پورے طور پر مسئلہ امکان کذب باریتعالی اور مغفرت کفار کی (جو مولوی رشید احمد کے فتوائے میں درج تھا) رد بلیغ فرمائی۔ یہ سب حال کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل کے صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۹ تک واضح طور پر درج ہے۔ اسی پر حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ چند فقرات اقتباساً نقل کرتا ہوں۔ و ہو ہذا:۔

فقیر (غلام دستگیر) کان اللہ لہ چار مہینہ تک مکہ معظمہ میں رہا۔ یہ رسالہ شریفہ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل) بھی علماء کبار سے مکمل ہوا۔ تب ادائے حج فقیر خیر ذیحجہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا ...... فقیر جب مکہ معظمہ میں واپس آیا تو حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین سے دریافت ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایک فتوائے امتناع کذب باریتعالی بھیجا ہے۔ جسکے اخیر میں درج ہے کہ حقتعالے مغفرت کفار پر قادر ہے اور یہ عقیدہ جمیع علمائے امت سعیدہ کا ہے۔ الخ۔ ہم نے تو اس پر تصدیق نہیں کی۔ کہ اس دھوکے سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مگر سنا گیا ہے کہ مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ سے اُن کے بعض دوستوں نے اس فتوائے پر کچھ لکھوالیا ہے۔ تب فقیر نے مفتی صاحب سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے یہ فتوائے اور اپنی تصدیق دکھلائی۔ بلفظہ صفحہ ۳۱۶ م

اس فتوائے کو دیکھکر فقیر نے مغفرت کفار کے امکان کے رد میں چند صفحوں کی تحریر مرتب کر کے حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر انہوں نے یہ تقریظ

لکھوائی۔ قد اجاد فیما افاد فللہ درہ۔ (بیشک عمدہ بیان کیا ہے جو فائدہ دیتا ہے۔ اسکی خوبی خدا ہی جانتا ہے) (محمد رحمت اللہ ۱۲۹۳) بلفظہ صفحہ ۳۱۷۔

مولوی رشید احمد صاحب کے استفتا اور اپنی تحریر کا جواب مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ نے نہایت عمدہ اور بہت مفصل فرمایا ہے۔ اور مولوی رشید احمد کے فتوے اور خیالات کی پوری پوری تردید فرمائی ہے طوالت کی وجہ سے اسکی نقل نہیں کیجاتی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کا صفحہ ۳۱۸ - ۳۱۹۔

یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب موصوف صدر ۱۳۱۴ھ ہجری المقدس میں طبع ہو کر شائع ہوئی جسکو اسوقت ۱۳۳۷ھ میں تیئس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے خود یا کسی دیگر دیوبندی صاحب کی طرف سے ایک حرف بھی اسکے خلاف لکھا نہیں گیا جس سے ثابت ہے کہ یہ کتاب واقعی حرف بحرف صحیح اور راست ہے۔ اور آپکا رسالہ التصدیقات کلہم بے اعتبار مجروح سر مجروح فرضی مشکوک اور جعلی ہے۔ اور ناقابل التفات اہلسنت و جماعت ہے۔ آگے چلیئے۔

۱۲۳۔ اسی رسالہ (التصدیقات) کے صفحہ ۲۵ چوبیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا گیا ہے۔ اسکے خلاف آپکے امام الطائفہ کے رسالہ یکروزی کے صفحہ ۱۴۵ میں تقتعالے کی کلام پاک میں وقوع کذب ممکن لکھا ہوا موجود ہے۔ نیز خود مؤلف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں موجود ہے یہ بھی دھوکا ہے۔

۲۲۴۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ پچیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ "کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کیطرف امکان کذب منسوب کیا ہے؟" اس میں سوالات نمبر ۲۳ - ۲۴ - امکان کذب باریتعالیٰ کو خود قبول کیا ہے۔ اور یوں تحریر کیا ہے۔ وہوہذا:-

"ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے (ظلم وکذب وغیرہ) افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں۔ البتہ اہلسنت و جماعت اشاعرہ ماتریدیہ سب کے نزدیک اُن کا وقوع جائز نہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں" بلفظہ صفحہ ۳۶۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنت و جماعت ماتریدیہ (جسمیں دیوبندی بھی اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں) سکے نزدیک امکان کذب کا مسئلہ نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً:

لیکن اشاعرہ کے نزدیک بعثت شرعاً جائز نہیں۔ لیکن عقلاً جائز ہے۔ اسلئے عقل کو شریعت پر مقدم کر کے فتوے جواز کا دیا گیا۔ جو بالکل غلط اور دھوکا ہے ٭

۴۳۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۴۲ چھبیسویں سوال کے جواب میں خود مان لیا کہ قادیانی مدعی مسیحیت اور نبوت کو ہم پہلے مرد صالح جانتے تھے اور جانتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ علماء پنجاب بالخصوص مولوی محمد مرحوم لودھیانوی (جو آپکے جد فاسد ماجد ہیں) نے مولوی رشید احمد صاحب کو بہت سمجھایا۔ مگر وہ قادیانی کو مرد صالح ہی کہتے رہے۔ یہ تحریر انکی چھپی ہوئی موجود ہے۔ اور حضرت پایہ حرمین شریفین مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی نے بھی اپنی تقریظ میں جو درج ہو چکی ہے مولوی رشید احمد صاحب اور قادیانی کے اتفاق باہمی کا حال لکھا ہے۔ لیکن جب سب اطراف سے اور عرب و عجم سے قادیانی کی تکفیر ہوئی۔ تب آپکو بھی کچھ تاثیر ہوئی۔ یہ بھی دھوکا ہے ٭

۴۴۔ اسی رسالہ پر علمائے مکہ معظمہ میں سے کسی حنفی مفتی صاحب کی تصدیق ثبت نہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ بتلایئے؟ بتلانا کیا ہے نرا دھوکا ہے ٭

۴۵۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ میں خود اقبال کیا ہے۔ کہ دو علمائے مالکی مکہ معظمہ نے اپنی تحریر یا تقریظ بہانہ کر کے واپس لے لی اور پھر نہ دی۔ یہ مخالفین کی سعی تھی وغیرہ۔ درانحالیکہ انہوں نے اپنی تحریریں ان سے دھوکا سمجھکر واپس لے لیں۔ پھر بھی اُن کی نقلیں رکھکر اپنے رسالہ میں چھاپ دیں۔ بس یہ نہایت معقول دلیل اس رسالہ کی دھوکا وہی اور علمائے مکہ معظمہ کی ناپسندیدگی کی ہے۔ اور اسی واسطے کسی اور مفتی یا عالم مکہ معظمہ نے اپنے دستخط نہیں کئے۔ یہ صاف دھوکا ہے ٭

۴۶۔ اور دیکھو کہ اس رسالہ پر حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق صاحب مہاجر مکی کے دستخط یا تقریظ بھی ثبت نہیں ہے جو ہونی ضروری تھی۔ اس سے بھی اُن کا دھوکا ظاہر ہے اور رسالہ مذکور فرضی اور جعلی ہے ٭

۴۷۔ اس رسالہ پر حضرات علماء مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے بھی دستخط ثبت نہیں جو دیوبندیوں کے پورے واقف ہیں۔ اور گھر کے بھیدی ہیں۔ پس رسالہ فرضی اور جعلی ہے اور دھوکا ٭

۴۸۔ اور دیکھئے اس رسالہ پر علماء حضرات مفتیان ہر چہار مذاہب (حنفی مالکی شافعی

جنبلی اکی بھی دستخط یا مواہیر تصدیقی ثبت نہیں ہیں۔ جو نہایت ضروری تھے۔ اسلئے کامل طور اور یقیناً ثابت ہے کہ یہ رسالہ جعلی اور نرا دھوکا ہے

۳۹۔ وہ استفتا اور فتوائے مولوی رشید احمد صاحب نے جو ۱۳۰۷ھ کو بمقام مکہ معظمہ میں بھیجکر مرتب کروایا تھا جو اس رسالہ میں درج ہے (جبکہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ مناظرہ ریاست بہاولپور والے کاغذات لیکر وہاں تشریف لیگئے ہوئے تھے) اُس پر بھی مفتیان ہر چہار مذاہب کی تصدیق نہیں۔ اور نہ حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ مہاجر مکی اور نہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ مہاجر اور نہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ (جو تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط یا مواہیر ہیں۔ جو تینوں حضرات اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ جن کے دستخط ہونے نہایت ضروری تھے۔ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقاید سے پورے پورے واقف تھے۔ اسلئے اُن سے دستخط نہیں کرائے۔ یا اُنہوں نے دستخط نہیں کئے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ التصدیقات محض فرضی اور جعلی اور ردّی ہے۔ اور نرا اور کورہ دھوکا ہے۔

۴۰۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۸ سے ۷۲ تک سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ درج ہے مگر لازم یہ تھا۔ کہ اُس رسالہ کی پوری نقل بلا کم و کاست اپنے اس رسالہ کے ساتھ ضم کر دی جاتی تاکہ ہر شخص اس رسالہ کو پڑھکر اپنی رائے قائم کر سکتا۔ کیونکہ وہ اصل رسالہ یہاں ہندوستان میں حلفیہ موجود نہیں ہے۔ اور نہ اس رسالہ کا کوئی نام لکھا ہے۔ اور نہ عرب یا مصر میں طبع ہوا ہے۔ تو اب سچ اور جھوٹ میں تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اس خلاصہ مندرجہ کی تصدیق کیونکر کی جا سکتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ دراصل وہ کوئی رسالہ ہے بھی نہیں جسکا خلاصہ درج کیا گیا۔ اسکا کیا ثبوت ہے کہ واقعی کوئی سید احمد برزنجی صاحب کا رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ کوئی رسالہ ہے جسکا خلاصہ اپنے رسالہ میں درج کیا ہے تاہم اس مختصر خلاصہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باریتعالی میں سخت ممانعت کر کے فرمایا ہے۔ وہو ہذا:۔

میں کہتا ہوں کہ سب علما کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور اُنکے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا سمجھیں گے بڑے بڑے علما میں سے

بھی بجز ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۷ ۔

اس تحریر میں مولانا سید احمد برزنجی صاحب نے اپنی سخت ناراضگی ظاہر فرمائی ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کو عالموں میں شمار بھی نہیں کیا۔ اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا پس اگر وہ پورا رسالہ موجود ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اسی طرح اور کہاں کہاں ناراضگی ظاہر فرمائی ہے یہی ظاہر دھوکا ہے ۔

۴۱۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۷۳ پر علمائے مدینہ منورہ کے بھی دستخط ہیں۔ جو تعداد میں تئیس ہیں اور جو مولانا سید احمد برزنجی کے رسالہ پر سے اُتارے گئے ہیں۔ جنہوں نے اس رسالہ (التصدیقات) کو دیکھا تک بھی نہیں۔ اور یہ دھوکا دیا گیا ہے۔ کہ علمائے مدینہ منورہ نے ہمارے رسالہ کی تصدیق کی ہے۔ یہ غضب کا جعل اور دھوکا ہے۔ اور اس پر طرفہ یہ ہے کہ کسی مفتی صاحب مدینہ منورہ کے بھی اس پر دستخط نہیں الٰہی توبہ ۔

۴۲۔ اسی رسالہ کے صفحات ۷۴۔۷۵۔۷۶ پر نقل تقریظ جو مولانا سید احمد برزنجی صاحب کے رسالہ سے لی گئی ہے۔ اور جو جناب شیخ احمد بن محمد شنقیطی مالکی نے لکھا ہے اُسمیں اس رسالہ پر جرح و قدح کی ہے۔ بالخصوص محفل میلاد شریف اور کنھیا کے جنم کی تشبیہ پر سخت ناراضگی ظاہر فرمائی ہے۔ جب کہ خود اسی رسالہ میں ایسے الفاظ مخالفت اور ناراضگی کے پائے جاتے ہیں۔ تو یقین کامل ہے کہ اصل رسالہ میں سخت مخالفت ہوگی۔ اسیواسطے اُسکی نقل سالم شامل نہیں کی جو کامل طور پر دھوکا ہے ۔

۴۳۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۷۸۔۷۹ پر نقل تقریظ مولانا ابوالخیر معروف بابن عابد خلف علامہ احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی کی (وہ نواسہ ہیں ابن عابدین صاحب فتاوے شامی رحمتہ اللہ علیہ کے) درج ہے۔ مگر تعجب ہے کہ انکو ان کے حضرت نانا صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب ردالمحتار شامی نہیں ملی جسمیں وہ نجدیوں کا حال درج کرنیوالے اولین میں سے ہیں۔ اور انہوں نے مسئلہ امکان کذب خلف وعید لکھکر تردید فرمائی ہے۔ یہ تقریظ بھی فرضی ہے۔ اور دھوکا ہے ۔

۴۴۔ کتاب حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین مرتبہ اعلیحضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل مجدد مائۃ حاضرہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور مصدقہ علماء کرام

ومفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً جسمیں مرزا قادیانی اور مولوی رشید احمد و مولوی خلیل احمد و مولوی اشرفعلی وغیرہ کی تکفیر غیر تکبیر کا حکم علما و مفتیان حرمین شریفین نے صادر فرمایا ہے۔ انہیں علما و مفتیان حرمین شریفین کے اس رسالہ پر بھی دستخط ہونے چاہیئے تھے۔ بلکہ اُن کی تقاریظ میں یہ تحریر ہونا چاہیئے تھا کہ پہلے جو ہم دیوبندیوں کی تکفیر کتاب حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں وہ صحیح نہیں۔ اسکا ذکر تک بھی اس رسالہ التصدیقات میں نہیں ہے۔ اسلیئے بھی یہ رسالہ غیر معتبر اور فرضی ہے اور دھوکا ہے ؀

۴۵۔ اس رسالہ میں صرف دیوبندی علما کے دستخط ہیں۔ جن کے زعم میں ہے کہ یہ عقاید مندرجہ فہرست مشتہرہ خاکسار اور کتاب حسام الحرمین وکتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل اہلسنت و جماعت کے ہیں۔ مگر افسوس کسی عالم فرد واحد خالص سنی حنفی یا مقلدین ائمہ اربعہ مالکی۔ شافعی حنبلی جو پاک اہلسنت و جماعت ہندوستان۔ پنجاب۔ بنگال۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ بریلی۔ بدایوں۔ دہلی وغیرہ کے ہیں۔ دستخط یا مہر یا تقریظ ثبت نہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقاید مندرجہ بالا خاص وہابیہ نجدیہ اور وہابیہ دیوبندیہ کے ہی ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے ؀

۴۶۔ یہ رسالہ (التصدیقات) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مولفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ (جو تمام دیوبندیوں کے شیخ اور پیر و مرشد ہیں) کے بالکل مخالف ہے اسی وجہ سے مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے فتاوے رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۱۱۲ میں یہ لکھدیا ہے کہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا ہی نہیں ہے کسی اور کا ہے۔ دوسری طرف مولوی اشرفعلی دیوبندی اسکے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میرا لکھا ہوا ہے۔ (لیکن پھر بھی اسکے مخالف ہیں منافقانہ) یہاں پر آپکے دونو بزرگ مولویوں نے اپنے مرشد پر بھی جھوٹ کا بہتان لگا دیا اور ذرہ بھر خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مرید رشید بھی ویسے ہی رہے۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو لوگ خداوند تعالے اصدق الصادقین اور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے بزرگ قطب الاقطاب پیر و مرشد علیہ الرحمۃ بھی جھوٹ کی تہمت لگانے سے نہیں چوکتے۔ تو اُنکے لئے ایسے ایسے فرضی اور جعلی اور جھوٹے

رسالے لکھ لینا کیا بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین پس سمجھ لو کہ یہ نرا دھوکا ہے ؞

۴۷۔ اس رسالہ کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں وہ ایسے اضطراری اور اضطرابی و بیتابی، بے قیاسی و بدحواسی کی حالت میں دیئے گئے ہیں کہ کسی میں اس عقیدہ خود سے انکار محض کر دیا۔ کہ ہماری کتابوں میں یہ بات درج ہی نہیں بہتان ہے۔ اور کسی میں انکار کر کے پھر اقرار بھی کر لیا۔ اور کسی میں اقرار تو کیا مگر اسکی تاویلات رکیکہ فرمائیں۔ عجب حالت ہے۔ اور دھوکا ؞

۴۸۔ اس رسالے کے دیکھنے سے یہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ اصل مسودہ تیار شدہ کہاں اور کس کے پاس ہے جس سے اس رسالہ مذکورہ کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اور تصدیق تقاریظ مواہیر و دستخطوں کی ہو سکے۔ جو صداقت کیلئے ضروری ہے ؞

۴۹۔ کیا آپ اس رسالہ کے کاغذات اور اصل مسودہ تیار شدہ جس پر دستخط اور مواہیر ہیں۔ پیش کر سکتے ہیں؟ جن سے اس رسالہ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور سچ اور جھوٹ اور جعل کا جال اور بناوٹ کا حال معلوم ہو سکے۔ میرا خیال ہے۔ خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ آپ ہرگز پیش نہیں کر سکینگے۔ پس یہ رسالہ سراسر جعلی ہے ؞

۵۰۔ اب میں اس رسالہ کے نامعتبر اور فرضی اور جعلی ہونے اور اپنے وجوہات جرح و قدح و قرح کی تائید اور تصدیق میں کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ کو (جو مولوی منشی حاجی محمد لعل خاں صاحب نے کلکتہ میں ۱۳۳۲ھ میں طبع کرا کر شائع کی ہے) پیش کرتا ہوں وہ یہ فرماتے ہیں :۔

مسلمانو! دیوبندی صاحبان نے ایک بڑا مکر اور کیا ہے۔ کہ عربی میں چھبیس سوال خود ہی لکھے اور خود ہی انکے جواب دیئے۔ ان جوابوں میں مکر و فریب اور خلاف واقع اظہارات کر کے سُنّی بنے۔ کہ کسی طرح حرمین شریفین کی مُہریں نصب ہو جائیں۔ اگر یوں مُہریں ہو بھی جائیں کیا تعجب تھا۔ ایک آریہ اگر مسلمان بن کر دو چار باتیں اسلام سے لگتی کہکر علماء سے سوال کرے کیا وہ نہیں لکھ دینگے کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر اس سے اسکے عقائد تو نہ دُھل جائینگے۔ جو اسکی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اور جن پر وہ اب تک قائم ہے۔ اتنے بڑے کید عظیم کے بعد بھی مہروں

ہیں یہ کارروائیاں کیں ٭

اوّل ۔ اپنے جرگہ کے دیوبندیوں سے اس پر تقریظیں لکھوائیں ۔ اور اُنکے ترجمے کیئے حسام الحرمین کے فتاوے کی صورت بنائیں ٭

دوم ۔ مدینہ منورہ کے ایک عالم نے اُنکے ساختہ اظہاروں پر بھی ایک رسالہ میں جابجا اُن کے ردّ لکھے ۔ اسکے اول آخر اوسط سے کچھ سطریں لیں کہ ہماری تصدیق کی ہے ٭

سوم ۔ بہت مہریں کہ اُن مدنی صاحب کے رسالہ پر تھیں جسمیں ان دیوبندیوں کا ردّ ہے وہ سب مہریں اپنے رسالہ پر اُتار لیں ۔ کہ جاہل سمجھیں کہ یہ سب لوگ ان کی تصدیق کررہے ہیں ٭

چہارم ۔ اور بھی سخت تر ظلم یہ کہ مکہ معظمہ کے دو مالکی المذہب عالموں کی تصدیق نقل کی ۔ اور خود ہی لکھا ۔ کہ اصل اسکی ہمارے پاس نہیں ۔ اُن عالموں نے ہمیں دھوکا دیکر واپس لے لی ۔ اور پھر نہ دی ۔ اول تو مسلمانو ! یوں جو شخص چاہے ہزار عالموں کی مہریں چھاپ دے ۔ اور کہدے کہ اصل ہمارے پاس نہیں ۔ ان عالموں نے مہریں کرکے ہم سے واپس لے لی ہیں ۔ مان کر مکر گئے ۔ دوسرے اگر یہ سچ بھی ہو تو جب اُن عالموں نے رجوع کرلی اور تمہارے فریب پر مطلع ہوکر اپنی مہریں تم سے واپس لے لیں ۔ اب تمہیں اُن کے چھاپنے کا کیا اختیار رہا ۔ مگر بے ایمانی کا کیا علاج ٭

پنجم ۔ مکہ معظمہ بھر میں فقط ایک عالم مکی نے تصدیق لکھی ہے ان کا مہری خط آیا ہوا مجلس اہلسنت و جماعت میں موجود ہے کہ خلیل احمد غلط کہتا ہے ہم اُسکی تکفیر پر قائم ہیں ۔ جو ہم حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں ۔ مسلمانو ! دیکھا یہ ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ یکون فی اٰخر الزّمان دجالون کذابون ۔ اور فرمایا کہ دجالوں کذابوں سے دُور بھاگو ۔ اُنہیں اپنے سے دُور کرو ۔ لاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم ۔ بلفظہ صفحہ ۷۹ ۔ (تاریخ وہابیہ دیوبندیہ) ٭

لیجیئے ۔ مفتی جی ! آپکے رسالہ التصدیقات کی چھان بین اچھی طرح ہوچکی ۔ یعنی یہ پچاس جرح اور قدح اس رسالہ پر ایسی ہیں ۔ جو اُس پر وارد ہوکر اسکو ہمیشہ کیلئے مردہ بیجان ثابت کرکے ستیاناس اور ملیامیٹ کررہی ہیں ۔ ایک دو زخم کاری لگے ہوئے جانبر ہونے نہیں دیتے ۔ اور جس پر اتنے حربے تیز لگیں اسکا بچنا محال درمحال ہے ۔ اور آپ کی :

مہند ایسی کند کیگئی ہے جو مردہ وہابی کے ناک پر بھی اثر نہ کر سکے۔ علاوہ ان کے پانچ دیگر زخم کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ سے لاحق ہوکر پچپن ۵۵ قروح ہو گئے۔ کوئی بھی دیوبندی حکیم یا پیغمبر انکو اندمال نہیں کر سکتا۔ پس اب آپ اس رسالہ کو ہمیشہ کیلئے صفحہ ہستی سے معدوم اور ناپید سمجھیں ۔

اس رسالہ کے متعلق تفنناً ایک نکتہ بھی سن لیجئے۔ وہ یہ کہ اس رسالہ کو پیدا ہوتے ہی دو زرد رنگ کی چادریں پہنائی گئیں ہیں۔ جس سے ہر ایک شخص اس رسالہ کو دیکھتے ہی اس نتیجہ پر پہنچ جائے اور اسکی زرد روئی سے ہی اندازہ کرلے کہ اسمیں اللہ تعالےٰ نے سرخروئی رکھی ہی نہیں ۔

دو چادروں سے مراد اس رسالہ کے ابتدائی اور آخری اوراق ہیں۔ جو قدرتاً زرد رنگ کے لگائے گئے ہیں ۔

ہاں ! آپکی تہذیب اور گالیوں میں سے ایک یہ کہ اعلیحضرت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اور مولانا بالفضل والعلم اولنا مجدد مأتہ حاضرہ فاضل محمد احمد رضا خاں ابقاہم اللہ تعالےٰ کو مبتدعین میں سے لکھا ہے۔ اس صورت میں تمام اہلسنت و جماعت عرب و عجم کو مبتدعین بنایا ہے۔ جنمیں تمام دیوبندیوں کے پیرو مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی بھی داخل ہیں۔ جو تم لوگوں سے سخت ناراض اور بیزار ہیں۔ مگر میں کہونگا کہ جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کرنے سے باز نہیں آتے وہ انکے غلاموں کو گالیاں دینے میں کیوں شرم کرینگے۔ ہرگز نہیں۔ اسلئے کہ انکی شرم بازار میں نہیں بکتی اُن کے گھر وہاں بٹتی ہے ۔

اور یہ جو آپ نے اپنے علم غیب سے لکھا ہے کہ تم ان مبتدعین یعنے اعلیحضرت فاضل بریلوی اور اعلیحضرت فاضل قصوری کے مرید ہو سو فوراً میرے منہ سے لعنت اللہ علی الکذبین نکل گیا۔ کیونکہ میں ان حضرات کا مرید ہرگز نہیں۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ ان دونو بزرگوں کو نہایت اعلیٰ اور ارفع علمائے اہلسنت وجماعت جانتا ہوں۔ اور مجدد دین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا جنہوں نے اپنی سعی بلیغ سے دنیا کے ناواقف لوگونکو بددین وملحدین زندیقین کے شر سے اور مکر و فریب سے بچایا ہے۔ خدا کے سامنے اُنکے مراتب و مدارج اللہ تعالےٰ کے نزدیک میں اُنکو ہمیشہ کیلئے قائم رکھے۔ اور جو خدا کے یہاں تشریف لیگئے ہیں اُنکے مدارج اور مراتب بھی جنت الفردوس میں اعلےٰ سے اعلےٰ ہوں۔ اور قیامت کے دن ہمارے لئے شفاعت

کا ذریعہ ہوں - آمین ثم آمین - مگر آپ علم غیب یا غیب کی خبر دینے سے بقول خود کافر ہوگئے"
ہاں! مجھے حضرت قبلہ وکعبہ قدوۃ العارفین وزبدۃ السالکین پیر دستگیر سید صادق علیشاہ نقشبندی مجددی حسینی رحمۃ اللہ علیہ ساکن مکان شریف رنڑ چھتر ضلع گورداسپور سے شرف بیعت حاصل ہے - الحمد للہ علیٰ ذالک ۔
لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ علم غیب بیان کرکے کافر و مشرک کیوں بنتے ہیں آپکو کس طرح معلوم ہوا کہ میں ان حضرات کا مرید ہوں - یا یہ کہ مرزا قادیانی کی طرح آپکو بھی الہام ہوتا ہے - ہاں ممکن ہے کیونکہ اُدھر آپ کی نسبت ضرور ہے - مبارک ہو ۔

ق - آپکے خط کا جواب خاموشی پر رکھنا چاہتا تھا - مگر اسقدر کافی سمجھا گیا - تاکہ آپ کی محنت وخرچ کا کچھ معاوضہ ہو جائے - صفحہ ۱۴۱ ملہ

ع - جواب کو خاموشی پر کیوں نہ رکھتے کیونکہ خصم کے پاس انکا جواب ہو تو دے - ان زائد باتوں سے کام نہیں نکل سکتا - اگر کسی سے کچھ پڑھا ہے تو جواب لکھئے - ان اندر باتوں کو چھوڑیئے"

ق - پہلے تو میں آپکا خصم[ل] نہیں تھا اور نہ آپکو جانتا تھا - اب آپ نے خود مجھے اپنا خصم بنایا ہے اب خلع کی درخواست کیوں ہوتی ہے - یہ جواب خدا تعالےٰ اور اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے ایسا لکھا گیا ہے کہ جسکا جواب آپ کیلئے موت کا سامنا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اُسکے حبیب کا فضل اس خاکسار فضل احمد پر ہے
ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۔

ق - اور خداوند کریم آپکو صراط مستقیم اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے - آمین ۔

ع - نبی علیہ السلام کی تعظیم آپؐ کی اتباع میں ہے - کہ فَاتَّبِعُونِی سے ظاہر ہے - تو خداوند ذوالکرم ہمیں اور آپکو جناب کا اتباع عنایت فرمائے - آمین ۔

ق - ہاں! آپکے نزدیک اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف لفظ سلام ہو - اور صلوٰۃ درود شریف نہ ہو - اور فاتبعونی کے حکم کی تعمیل صرف اسقدر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ جناب سے یاد کیا جائے - اور کوئی درود وسلام وصلوٰۃ اُسکے ساتھ نہ ہو - اور آپکے اتباع اور

ل - خصم - بمعنے خاوند، شوہر - لغات فیروزی ۔

تعظیم کا طریق یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیل اور گدھے سے تشبیہ دیجائے۔ اور اسکو حق کہا جائے۔ نعوذ باللہ منہا۔ آپکی تعظیم او واتباع یہی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دیجائے اور پھر بدوں حلالہ کے نکاح کرلیا جائے۔ آپ کی اتباع یہی ہے کہ چوری بھی کیجائے۔ آپ کی اتباع اور تعظیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو میری فہرست عقاید وہابیہ دیوبندیہ میں درج ہے آپ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم کے مصداق ہیں۔ ایسی اتباع آپکو ہی مبارک ہو ٭

ق۔ خاکسار احقر فضل احمد عفا اللہ عنہ حنفی نقشبندی ٭

ع۔ حنفی رسول علیہ السلام کو عالم بالغیب نہیں جانتے اور نہ ختم وغیرہ بدعات کے قائل ہیں بلکہ وہ اس شخص کو کافر جانتے ہیں۔ جو نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانے۔ آپ بتلائیں۔ جب آپ نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانتے ہیں تو کیونکر آپ کو حنفی جانا جائے۔ الخ کتبہ محمد عبداللہ حنفی از بسی ریاست پٹیالہ مورخہ ۵ شعبان ۱۳۳۵ھ

ق۔ واقعی میں سنی حنفی ہوں۔ اور مشرباً نقشبندی مجددی ہوں۔ چاروں مذاہب کے مقلدین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب بعلم خداداد سمجھتے ہیں۔ جسکو میں پورے طور پر ثابت کرچکا ہوں۔ بلکہ جو شخص حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب نہ جانے اور تمسخر استہزا کرے وہ منافق اور کافر ہے یہ سب کچھ آیات واحادیث اور تفاسیر وکتب معتبرات سے ثابت کرچکا ہوں۔ اربعہ مذاہب کے مقلدین تو اسکے قائل ہیں اور اس پر اپنا ایمان رکھتے ہیں اور یہی سنی حنفی ہیں اور جو اسکے منکر ہیں وہ یا تو نرے نجدی غیر مقلد ہیں۔ یا وہ آپ جیسے وہابی حنفی دیوبندی ہیں۔ جنکے عقاید میری فہرست شائع شدہ یا وہ اس کتاب میں ہیں جن کی تردید کما حقہ کیگئی ہے ٭

اور یہ جو آپ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا دکھلاویں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانتے تھے۔ اور فاتحہ خوانی مروجہ وختم کے قائل تھے الخ۔ میں کہتا ہوں کہ میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور آپکا فرض ہے کہ آپ دکھلاویں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا اور ختم مروجہ کا اور مولود شریف کا کہاں انکار کیا ہے۔ اور کہاں آپنے

اُنکے انکار کا ذکر کیا ہے۔ یا اُن کا لکھا ہوا دکھلایا جائے اسلئے میں **سنی حنفی** ہوں اور آپ لوگ ظاہر میں **وہابی حنفی** ہیں۔ ورنہ دراصل **غیر مقلد** وہابی۔ اور **نقشبندی** بھی میں خدا کے فضل سے ہوں اور **مولود شریف کا کرنا** اور ختم اور **فاتحہ خوانی** وغیرہ سوم۔ دہم۔ چہلم وسالیانہ وغیرہ نذر و نیاز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ کے مکتوبات اور دیگر کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ میری اس کتاب کو پڑھکر **سُنی حنفی** بنئیے ؛

اچھا مفتی جی! میں آپسے صرف ایک بات اخیر پر اور پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کو مفتی کی سند کہاں سے ملی ہے۔ اور لوگوں پر فتوے جاری کرنیکا اختیار کہاں سے حاصل ہوا۔ اور اپنے پر فتوے نہ لگانا کس کے حکم سے ہے۔ اور اتباع رسولکریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوے کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہنا کس طرح جائز ہوا۔ وہ بات جو میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ ہے :-

نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپنے اپنی بیوی کو بلا قصور طلاق ثلاثہ دیکر پھر رجوع کرکے بلا حلالہ اسکے ساتھ نکاح کر لیا۔ کیا آپ اسی قسم کے مفتی ہیں اور پہلے اس جرم چوری نقب زنی دفعہ ۴۵۴ تعزیرات ہند میں چھ ماہ کی قید کے سزایاب ہوئے اور تین ماہ قید بھگت کر اپیل عدالت ہائیکورٹ سے رہا ہوئے۔ کیا جو شخص چوری میں سزایاب ہو وہ بھی مفتی بنائے جانے یا بننے کے قابل ہوتا ہے مجھے ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ آپنے میری نسبت بہت بہت سخت الفاظ گالیاں استعمال کی ہیں اسلئے مجبوراً یہ حال لکھنا پڑا۔ مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ آپ اُس جرم میں سزایاب ہوئے جسمیں شرعی سزا قطع ید ہے اس سے میں درگزر کرکے یہ کہتا ہوں۔ کہ جو آپنے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دیکر پھر بغیر حلالہ کے اسکے ساتھ نکاح کر لیا اس سے تو آپ مسلمانوں سے ہی نکل گئے۔ پھر مسلمانوں کے مفتی کیسے۔ ہاں دیوبندی مسلمانوں کے مفتی۔ یہاں پر میں آپکے جد فاسد مولوی محمد مرحوم لودھیانوی کا لکھا ہوا فتوے درج کرتا ہوں اور پھر اسکو ختم کرتا ہوں۔ وہ یُوں ہے :-

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ۔۔۔۔ جو شخص مطلقہ ثلاثہ کو بدول حلالہ کرنیکے واسطے شوہر اوّل کے جواز نکاح کا فتوے دے ۔۔۔۔۔۔ ایسے

شخص کو مسجد سے نکال دینے کا حکم ہے ؟

الجواب

(۱) مطلقہ مذکورہ کو بدوں حلالہ کے درست کہنے والے کو شرعاً کافر قرار دینا بعید نہیں ۔

(۲) اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کو بدوں حلالہ کے درست رکھنے والے عالم کو روسیاہ کر کے نکال دینا لازم ہے ۔

(پہلی سطر کی عبارت صفحہ ۵ سطر ۶ میں ۔ اور دوسری عبارت صفحہ ۴ سطر ۲۰ پر درج ہے ۔ دیکھو رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمکاسد والمفاسد مطبوعہ جعفری پریس لاہور مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی) ۔

والسلام علی من اتبع الہدے ۔ فقیر فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی ۔ حنفی ۔ نقشبندی مجددی صادقی پنشنر کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ ۔ پنجاب ۔ مورخہ ۱۵ ۔ ذیقعد ۱۳۳۷ھ ہجری المقدس ۔

باب بست و یکم

مولوی اکبر حسین صاحب واعظ ساڈھوروی کی علمیت اور تقوی و طہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت

قولہ ۔ نقل مطالبات مولوی اکبر حسین صاحب ساڈھوروی مورخہ ۱۹ ۔ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ۔ بخدمت جناب مولوی عبد الحمید صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ مفتی لودھیانہ ۔ السلام علیکم ۔ بموقعہ عید الضحی ۱۳۳۴ھ ایک اشتہار بعنوان (مختصر فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت وجماعت) جسکے نیچے (راقم آثم فضل احمد عفا اللہ عنہ) تحریر ہے ۔ اور المشتہر مفتی شہر لودھیانہ محلہ جدید لکھا ہے ۔ اور اس نے

نیچے عبارت تحقیق و تصدیق آپ کی طرف سے یہ رقم ہے۔ کہ :-

بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا۔ واقعی ایسا ہی پایا۔ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور انکی امامت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہماری نماز اُنکے پیچھے نہیں ہوتی

بقلم خود عبدالحمید عفی عنہ مفتی لودھیانہ

آپ کی طرف سے مشتہر ہوا۔ اور عملی طور پر بھی آپنے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونیکا حکم صادر فرمایا۔ الخ صفحہ ۲۴۲ سطر اوّل ؛

اقول۔ واعظ ساڈھوروی صاحب! میں خود ان باتوں کا جواب لکھ رہا ہوں۔ اور میرا ہی حق ہے کہ جواب دوں۔ مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ اپنے مطالب کا جواب مجھ سے سنئے۔ اور مولانا کی طرف سے سمجھئے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ”آپنے صرف قیام میلاد نہ کرنیوالوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونیکا حکم صادر فرمایا ہے“ یہ آپکا تجاہل عارفانہ ہے۔ کونسی عبارت سے آپنے اس فقرہ کو نکالا ہے یا اپنی علمیت کا جوہر دکھلاتے ہیں۔ اُنکی تصدیقی عبارت میں کوئی ایسا ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ یہ آپکی ذہانت پر افسوس ہے۔ کہ آپ دو سطرہ اردو کی عبارت کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے اور اپنے استاد کا ہی مقابلہ کرنیکو کھڑے ہو گئے۔ میری مختصر فہرست میں تئیس (۲۳) عقائد کفریہ درج ہیں۔ اُن میں سے ایک عقیدہ مولود شریف کا بھی ہے۔ اُس میں درج ہے کہ یہ وہابی لوگ قیام کو بدعت اور شرک کہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اجماع امت کے منکر ہیں۔ اسلئے اُن کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں چونکہ بسم اللہ شریف کو لکھنے سے آپ عراضاً بھول گئے۔ اسلئے جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ چلیئے اپنے سوالات بھیجئے (شروع کرنیکے وقت آپنے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اسلئے کام ابتر ہوا) ؛

سوال (۱) امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ کو آپ حنفی المذہب اور مجدد الف ثانی جانتے اور مانتے ہیں یا نہیں ؟

جواب (۱) ہاں! بیشک ہم حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی اور مقلد امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مانتے ہیں ؛

قولہ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ارشاد فرماتے ہیں سماع کو منع ہونیکا مبالغہ مولود کے منع ہونیکو بھی شامل ہے الخ نمبر ۵ تک صفحہ ۲۴۲-۲۴۳ ؛

اقول ۔ اسکا مفصل جواب لکھا جا چکا ہے وہاں دیکھئے ۔ اسی مکتوب میں وہ فرماتے ہیں ۔ کہ مانہ ایں کار میکنیم نہ انکار میکنیم ۔ یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے ۔ پھر جواب کو ٹھنڈے دل سے اور روشن چشم کو کوئی عینک عمدہ لگا کر دیکھئے ۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ؎

سوال (۲) مندرجہ بالا ہر دو مکتوب سے مجلس مولود خوانی اور قیام میلاد کا جواز ہے یا عدم جواز اگر جواز ہے اور جواز ثابت ہے تو کونسے فقرہ سے ؟

جواب (۲) ۔ میں نے ہر دو مکتوب اور دیگر مکتوبات سے مولود شریف کا جواز نکالکر دکھلایا ہے اُس میں فقرے اور عبارات درج کر دیگئی ہیں ۔ دوبارہ لکھنا طوالت لا حاصل ہے ۔ بلکہ میں نے اُس میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سماع کو بھی جائز فرماتے ہیں ۔ ایک دو فقروں کو دیکھکر غلط فہمی سے غلط نتیجہ نکالنا آپکی علمیت پر دال ہے ؎

سوال (۳) قبر پر اذان کہنا حنفی المذہب میں کیا ہے ؟

جواب (۳) ۔ قبر پر اذان دینا بعد دفن کرنیکے حنفی المذہب میں بعض کے نزدیک سنت اور اکثر کے نزدیک مندوب ہے ۔ دیکھو کتب ذیل :۔

(۱) رد المختار شامی جلد اول صفحہ ۲۵۸ ؎ (۲) ایذان الاجر فی اذان القبر ۔ کُل ؎
(۳) قمر الاذان ۔ صفحہ ۳۳ ۔ حاشیہ ؎ (۴) وجیز الصراط مسائل الصدقات و الاسقاط صفحہ ۳۳
(۵) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ ۔ صفحہ ۶۸ ؎ (۶) سیف الجبار ۔ صفحہ ۵۴ ؎
(۷) در المکنون فی دعاء الطاعون صفحہ ۳۰ ؎ (۸) فتاوے علمائے کراچی ۔ کُل ؎

سوال (۴) جنازہ لیجانے کے وقت اگلی طرف میت کا سر ہونا چاہیئے یا پاؤں ۔ حنفی مذہب میں مسنون طریقہ کیا ہے ؟

جواب (۴) ۔ میت کا سر اگلی طرف ہونا چاہیئے ۔ (اس سوال میں وہابیوں کا افترا ہے) ؎

سوال (۵) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جو آپکے استاد مولانا شاہدین صاحب مرحوم کے پیر تھے اور استاد بھی ۔ جن سے آپنے سند حاصل کی ہے حنفی المذہب عالم تھے یا وہابی ؟

جواب (۵) ۔ مولوی رشید احمد صاحب وہابی حنفی تھے ۔ حنفی بنتے تھے ۔ اور مولوی شاہدین صاحب سنی حنفی تھے ۔ افسوس ہے آپنے میرے اشتہار کو بغور نہیں پڑھا ۔ میں نے اُس میں ابتدا ہی سے صاف کر دیا ہے کہ وہابی دو قسم کے ہیں ۔ ایک غیر مقلد وہابی اور دوسرے

مقلد وہابی۔ جیسے مولوی رشید احمد۔ لیکن عقاید میں سوائے تقلید کے دونو متفق ہیں ٭

سوال (۶) آپ کی تحقیق کے بموجب مولانا اشرفعلی صاحب مولانا خلیل احمد صاحب انبھٹوی مولانا محمد صاحب و مولانا عبد اللہ صاحب و مولانا عبد العزیز صاحب لودھیانوی سے کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور کون کون وہابی۔ کیونکہ یہ صاحبان قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں ٭

جواب (۶)۔ یہ آپکی لیاقت ہے کہ صیغہ ماضی اور حال سے بھی واقفیت نہیں مولویصاحبان لودھیانوی مدت سے وفات پاچکے ہوئے ہیں۔ مگر انکو آپ بصیغہ حال تحریر کرتے ہیں۔ کہ کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور وہ قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں ٭

مختصر اور مکمل جواب یہ ہے۔ کہ جو لوگ میری فہرست کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ وہابی ہیں۔ مولوی اشرفعلی صاحب پہلے مولود شریف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے فتوے میں مولوی رشید احمد صاحب کو بوجہ تشبیہ دینے مولود شریف کو کنھیا کے جنم سے ناقابل امامت اور بیعت لکھا ہے۔ فتوے اُن کا مولود شریف کے باب میں درج ہوچکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ اور یہ بھی لکھنا غلط ہے کہ مولویصاحبان لودھیانہ کے مجلس میلاد کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ مولوی محمد لودھیانوی جو سب سے زیادہ عالم اور صاحب تصانیف ہیں۔ اپنی کتاب فیوضات سید احمد مکی میں مولود شریف کے منکر کو وہابی لکھتے ہیں اور لکھ چکے ہیں۔ جو باب بست و دوم وہابیونکے تاریخی حالات میں درج ہوگا۔ اور باب اول میں مولوی اسمعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو اعلے درجہ کے غیر مقلد لکھ چکے ہیں۔ اور جابجا مولوی رشید احمد کی مخالفت کی ہے۔ اسلئے وہ وہابیوں میں نہیں ہیں ٭

سوال (۷) آپنے اشتہار میں وہابیہ دیوبندیہ کا اشارہ کن لوگونکی طرف کیا ہے ٭

جواب (۷)۔ دیوبندیہ وہابیہ وہی لوگ ہیں جنکے عقاید میری فہرست میں درج اور اس کتاب میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دیوبند کے رہنے والے اور وہاں کے تعلیمیافتہ ہوں یا انبالہ اور سادھورہ کے رہنے والے ہوں۔ اور جنکے وہ عقاید نہ ہوں خواہ وہ خاص دیوبند کے رہنے والے اور دیوبند کے تعلیمیافتہ ہوں وہ اہلسنت جماعت ہیں

وہابی نہیں ہے۔

سوال (۸) آپ کے فتوے کا اثر کہ قیام نہ کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں حضرت امام ربانی اور مجدد الف ثانی پر بھی پہنچتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ امام ربانی صاحب مجلس مولود ہی کو منع فرماتے ہیں قیام کا تو کیا ذکر۔

جواب (۸) حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر اسکا کیا اثر ہے آپ تو سماع کو بھی جائز فرماتے ہیں۔ تو مولود شریف اور قیام کا انکار کہاں۔ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ اس کتاب کو پڑھیئے۔

سوال (۹) جو شخص سنت و جماعت ہو کر اہل روافض کی مجالس مرثیہ خوانی بموقع ایام عاشورہ شریک ہوتا ہے اور اپنے بچوں کے گلوں میں الٹے پہناتے اور ذکو بینکیہ بناتے اس سے بھی از حد نفرت چاہیئے یا نہیں۔ اور یہ امور کیسے ہیں۔

جواب (۹) میں اس سوال غیر متعلق کے جواب دینے کا پابند نہیں۔ ہاں اب اپنی حالت پر فتوے طلب کرتے ہیں۔ تو مضائقہ نہیں۔ سو یہ امور مستفسرہ اچھے نہیں لیکن جو شخص سنیوں میں سنی اور شیعوں میں شیعہ بنے جیسے کہ آپ کا ساڈھورہ میں معمول ہے یہ نہایت ہی بُرا بلکہ ایسا شخص منافق ہے جسکے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ اور امور مندرجہ بالا کا مرتکب وہابیوں سے کئی درجے اچھا ہے۔ اور لفظ بینکیہ جو آپ نے لکھا ہے غلط ہے صحیح پیک یعنے قاصد ہے اور بینکیہ ہندی زبان میں جانور کو کہتے ہیں اپنی علمیت کا لحاظ رکھئے۔

سوال (۱۰) میلاد۔ وعظ۔ عرس۔ درود خوانی کی ہر مجلس میں ہی روح نبی صلعم تشریف لاتی ہے۔ یا کسی میں نہیں بھی آتی۔ اور قیام کیوں نہیں ہوتا۔

جواب (۱۰) یہ سوال آپ کا وہابیانہ علمیت سے تعلق رکھتا ہے۔ سنیئے۔ (اول) یہ قیام تعظیمی وقت ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاص ہے۔ عام نہیں۔ یہ قیام اتباعی نقل ہے ان فرشتوں کی جو وقت ظہور و پیدائش آنحضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صف باندھے ہوئے تعظیم کے لئے کھڑے تھے۔ خاص امر کو عام سمجھ لینا یہ آپ لوگوں کی علمی معلومات سے ہے

دیکھو پانی کو کھڑے ہو کر پینا شریعت میں مکروہ لکھا ہے۔ لیکن آب زمزم اور وضو سے بچے پانی کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے لیکن مسجد میں بیٹھکر ہی باندھنے کا حکم ہے۔ اور اذان کو جب سنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور جب روضہ مطہرہ کی زیارت کو حاضر ہو تو دست بستہ کھڑا رہے اور یہ بھی کہ جب کوئی اپنا بزرگ یا پیشوا مجلس میں کھڑا ہو جائے تو سب کو کھڑا ہو جانا طریق سنت ہے۔ پانچواں یہ کہ جب مجلس سماع (جو وہابیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے) کوئی وجد کی حالت میں کھڑا ہو جائے تو تمام مجلس کے لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ کیا آپ ان تمام کھڑے ہو جانیکو گناہ تصور کرتے ہیں۔ اگر وہابی ہونیکی وجہ سے گناہ سمجھتے ہیں تو شوق سے لیکن اہلسنت جماعت انکو سنت سمجھتے ہیں۔ اور وعظ یا درس۔ یا درود خوانی میں؟ بات نہیں جو خاص میلاد شریف میں ہے کیونکہ ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے یہ معنے ہیں کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور میں تشریف فرما ہوئے اور تشریف لانیوالے کیلئے قیام تعظیمی سنت و مستحسن ہے۔ کیونکہ موقع قدوم خاص اور امر خاص کے لئے خاص ہی بات یعنے قیام کی ضرورت ہے۔ اور وعظ اور درس و درود خوانی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے میلاد مبارک کے لئے خاص نہیں اس لئے اونمیں قیام نہیں کیا جاتا ؞

اور روح پاک آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جہاں چاہیں تشریف فرما ہوں اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان تمام باتوں کا ذکر بحث میلاد شریف اور قیام لطیف میں آچکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے شاید خدا ہدایت دے ؞

سوال (۱۱) مروجہ میلاد اور قیام کب سے اور کس نے جاری کی ہے ؞

جواب (۱۱) جواب اسکا بحث میلاد شریف میں مفصل درج ہو چکا ہے اوسکو دیکھ لیجئے اور یہاں صرف یہ ہے کہ آپ کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے اور جاری کرنیوالے بزرگ علماء اور سلاطین اسلام اولو الامر ؞

سوال (۱۲) مندرجہ ذیل فقرات بلفظہ لکھنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں ؟

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے ؞

(۲۹) خدا سے ہمکو کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ⁂

جواب (۱۲) فقرات مندرجہ بالا لکھنے والا پکا مسلمان ہے۔ جبکہ وہ پہلے کسی ملحد کے قول کو نقل کرنے سے الفاظ نقل کفر کفر نباشد اور اُسکا عقیدہ اُن فقرات پر نہ ہو۔ اور نہ اُسکی نیت ہو۔ بلکہ اُسکی نیت کسی بدمذہب کے قول نقل کرنے سے لوگونکو آگاہ کرنا اور راہ مستقیم دکھلانا ہو اور اُسکا مقصود لوگونکو وہ اقوال نقل کرکے گمراہی اور بیدینی سے بچانا ہو۔ ہاں ایسے عقاید رکھنے اور لکھنے والا بیشک کافر اور مرتد ہے۔ اور کفار اور بیدینوں کے اقوال کی رد کیلئے نقل کرنیوالا شخص پکا دیندار مسلمان ہے۔ آپکے خیال کے مطابق وہ تمام علمائے باقی جنہوں نے اپنی کتابوں میں کلمات کفر کے باب لکھے ہیں کافر ہیں۔ مگر اسمیں کوئی شک اور شبہ نہیں رہا کہ آپ ضرور مسلمانی سے نکل گئے۔ کیونکہ آپنے خود ان کلمات کو لکھا۔ اور عقیدہ بھی آپ کا وہی ہے جن کی آپنے نقل کی ہے۔ اپنے ہی قول اور اقرار سے آپ اسلام سے خارج ہوگئے۔ چاہ کن را چاہ درپیش ⁂

دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالے نے فرعون لعین کے قول کی نقل فرماتا ہے:۔ انا ربکم الاعلےٰ۔ میں تمہارا رب سب سے بڑا ہوں۔ پھر کفار کا قول ہے قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ۔ کافروں نے کہا اللہ تعالےٰ تین میں کا ایک ہے۔ اسیطرح نصاریٰ کا قول ہے ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ اور قالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ اور قالت الیھود عزیر بن اللہ۔ یعنے تحقیق اللہ مسیح ابن مریم ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودًّا ولا سواعًا ولا یغوث ویعوق ونسرا۔ یعنے کفار نے کہا کہ اپنے معبودوں بتوں کو مت چھوڑو۔ اور نہ چھوڑو ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ اور نسر (بتوں) کو۔ یعنے ان پانچ بتوں کی پوجا کرنا نہ چھوڑو۔ جو ہمارے خدا ہیں۔ اسیطرح اور بہت سی کفار کی کلام کی نقل قرآن شریف میں موجود ہے ⁂

دیکھئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر اب تک قرآن شریف کی تلاوت کرنیوالے اور لکھنے والے آپکے نزدیک سب کے سب مسلمانی سے نکل گئے۔ سبحان اللہ! آپکی فہمید اور علمیت دینی۔ آپکو جامع ازہر مصر کا پروفیسر بننا چاہئے مگر افسوس کہ آپکے ایسے علم کی قدردانی نہیں۔ دس بارہ روپیہ کی مدرسی بھی بڑی مشکل سے ستیاب

ہوئی۔ وہ بھی ریش مبارک کی صفائی کروا کر۔ یا مولانا عبد الحمید صاحب کے ضمنی سارٹیفکیٹ پر۔

سوال (۱۳۱) ہر مخلوق کی طرح قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں بھی رسول اللہ صلعم کو آپ شامل کرتے ہیں یا نہیں:۔ (۱) انسان بڑا ہی جلد باز ہے (۲) انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (۳) انسان بڑا ہی جاہل ہے ۔ بلفظہ

جواب (۱۳۱) ہم ان آیات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل نہیں کرتے۔ بلکہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آیات میں شامل ہیں۔ وہ ہمارے مسلمانان اہلسنت و جماعت کے نزدیک مردود کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیں۔ اور جلد باز، ناشکرہ اور جاہل بنایا۔ ایسے مردود کی توبہ بھی قبول نہیں۔ وہ واجب القتل ہے۔ سُنئے آپنے ان تین چار آیات کا ترجمہ کیا ہے۔ (۱) وکان الانسان عجولا ۔ (۲) ان الانسان لکفور یا (۳) وکان الانسان کفورا۔ (۴) وحملها الانسان انہ کان ظلوما جہولا ۔ اب سُنئے ان آیات میں لفظ انسان میں کون کون داخل ہیں۔ اگر بڑی تفاسیر پر دسترس نہ ہو تو تفسیر حسینی ہی دیکھ لیجئے۔ جو سب جگہ مِلسکتی ہے۔ پہلی آیت شریف میں لفظ انسان میں نضر بن حارث ہے جو خدا سے عذاب جلدی مانگتا تھا۔ اور کہتا تھا امطر علینا حجارۃ من السماء۔ ہمارے پر آسمان سے پتھر برسا۔ اور دوسری اور تیسری آیات میں لفظ انسان میں کفار داخل ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم۔ سورہ حج۔ اور چوتھی آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ کہ "انسان بڑا ہی جاہل ہے"۔ یہ آیت شریف سورہ احزاب میں ہے اور آیت شریف کا شروع اسطرح انا عرضنا الامانۃ الآیہ۔ ہے! اور ترجمہ اسکا اسطرح پر ہے ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اسکو اٹھالیا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا نا واقف تھا۔ اور آپ نے اپنی وہابیت کی تعلیم اور دینی تفہیم سے اسکا ترجمہ کیا ہے "انسان بڑا ہی جاہل ہے" یہ آپکا دیوبندی خانہ زاد گستاخانہ دانستہ ترجمہ ہے۔ جیسے ادبی اور نامرادی آپ لوگوں کے جسم میں شیطان نے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جو کچھ دل یا زبان سے نکلیگا وہ گالی کے لہجہ میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ایسا ہی نکلیگا جو نرا کفر ہی کفر اور ارتداد ہو ۔

اس آیت شریف کی تفسیر مفسرین نے بہت کی ہیں۔ لیکن بالاتفاق اس میں لفظ انسان میں حضرت آدم علیہ السلام ہی کو داخل کیا ہے۔ اول الذکر آیات کفار کے حق میں ہیں۔ اور مؤخر الذکر آیت شریف حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں ہے۔ لیکن آپکی علمیت دینی اور فہمید کی اہمیت و ملحدیت و زندقیت یہ ہے۔ کہ ہر چہار آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شامل کر رہے ہیں۔ الٰہی تو منتقم حقیقی ہے۔ اگر ان لوگونکی حالت یہی ہے تو قیامت قریب ہے۔ مسلمانو!! دیکھو یہ لوگ کس بینائی اور شوخ چشمی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین میں دریدہ دہنی کر رہے ہیں۔ صریح گالیاں دے رہے ہیں۔ تاہم پکے مسلمان اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے ہیں۔ بلکہ علمائے حرمین شریفین سے افضل ہونیکا دعوی کر رہے ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا شاگرد بنا رہے ہیں نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات والخزعبلات ۔۔

میں کہتا ہوں کہ لفظ انسان قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے جدا جدا معنوں اور مطلب پر وارد ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ الرحمٰن میں ہے خلق الانسان ۝ علمہ البیان ۝ اس لفظ انسان میں ہر انسان داخل نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی مراد ہیں۔ یعنی آدم علیہ السلام کو تمام اسما سکھلا دیئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام علوم سکھلا دیئے۔ اور جو کچھ ہو چکا اور جو آیندہ ہوگا سب کچھ تعلیم فرما دیا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خود فرماتے ہیں علمت علم الاولین و الآخرین۔ مگر دیوبندی وہابیوں نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین اور سب و شتم کرنے پر قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ اور اپنے امام لطائف باد دیگر دیوبندی مولویونکی حمایت بیجا پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ انکی عبارتوں اور گالیوں اور گستاخیونکی تاویلیں بیہودہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ جیسے مولوی تجدیکر پڑھے ہوئے قرآن شریف کی وہ آیات جو کفار کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ (ہائے غضب!!) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی علو شان پر چسپاں کرتے ہیں۔ واہ مسلمانی یا بے ایمانی ۔۔

اس کے متعلق عقیدہ نمبر ۳ میں بھی لکھا جا چکا ہے۔ جس سے تم لوگوں کی علمی قابلیت معلوم ہوتی ہے ۔۔

سوال (۱۴) معراج شریف میں ہر آسمان کے فرشتوں نے قیام تعظیمی کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے

تو ذکر معراج شریف کے وقت سات دفعہ قیام کیوں نہیں کیا جاتا ؟

جواب (۱۴) واہ واعظ صاحب! آپکے سوالات لاینحل ہیں۔ اسکا جواب آپکے سوال نمبر ۱ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ علمائے کرام امت محمدیہ اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے کہ محفل مولود شریف میں قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت کیا جائے۔ اور تمام بلاد اسلامیہ وغیر اسلامیہ بالخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہی معمول ہے۔ جسکا مفصل بیان آپکے عقیدہ نمبر ۹ ابحاث میلاد شریف وقیام میں ہو چکا ہے۔ باقی رہا آسمان والوں فرشتوں کا حضور کیلئے قیام کرنا۔ یہ اُن کی سعادت اور محبت کا ثمرہ ہے۔ جو انکو اسکا فخر حاصل ہوا۔ لیکن زمین والے مسلمانوں پر یہ فضل وکرم دوامی ہوا کہ وہ ہر مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے رہیں۔ اور منافق لوگ عداوت کی شقاوت اور سفاہت کی فساد میں مرتے رہیں۔ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر کی تمیز کرتے رہیں۔ اللہ پاک تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنے مولویوں میں پیدا فرمایا۔ الحمد للہ علے ذالک۔

سوال (۱۵) قاضی صاحب نے عدالت میں لکھوایا ہے۔ میں صرف دو ہی نمازیں مسجد میں پڑھتا ہوں۔ اور باقی تین گھر میں۔ فرمائیے کیا تارک جماعت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمراہ، فاسق، منافق نہیں فرمایا۔

جواب (۱۵) آپکو دینی واقفیت میں کمال ہے اور علمی لیاقت بے مثال ہے۔ بہ اسلئے کہ آپنے کسی دینی عالم سے کچھ نہیں پڑھا۔ صرف مولانا عبدالحمید صاحب مفتی لودھیانہ سے سرٹیفکیٹ ملازمت کیلئے حاصل کیا تھا۔ اور پھر انہیں کا مقابلہ کرنے لگ گئے۔ سچ فرمایا حضرت بلبل شیراز سعدی علیہ الرحمۃ نے۔

کس نیا موخت علم تیر از من   کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اچھا فرمائیے! وہ کونسی حدیث شریف ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز عذر سے پڑھے وہ گمراہ، فاسق اور منافق ہے اس حدیث شریف کا پتہ دیجئے۔ اور اگر کہو کہ تارک جماعت کیلئے یہ حکم ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اسکی بھی کوئی حدیث شریف پیش کیجئے۔ جو ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ بلکہ منافق فاسق اور گمراہ لوگ وہ ہیں جو جھوٹی حدیثیں بنا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

پر بہتان لگاتے ہیں۔ جنکے حق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار یا دوسرا فقرہ فجزاہ جہنم ہے ؛

اہلسنت جماعت کے مذہب میں جماعت کو واجب یا سنت موکدہ لکھا ہے تارک اسکا جبتک کہ بلا عذر اُسکا عقیدہ جماعت کے سنت موکدہ کا نہ ہو گنا ہگار نہیں ورنہ عذرات شرعی سے جماعت میں داخل نہ ہونے سے وہ حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ دیکھو رد المختار شامی میں ہے شرعی عذرات یہ ہیں ۱۔ بیماری۔ ۲ اپاہج۔ ۳ مینہ یا کیچڑ کا ہونا۔ ۴ شدت کی سردی ۵ سخت اندھیرا ہونا۔ ۶ رات کو آندھی چلنا۔ ۷ اپنے مال پر چوروں کا ڈر ہونا۔ ۸ قافلے کا چلا جانا ۹ مریض کی خدمت کرنا۔ ۱۰ کھانے کا سامنے آنا بھوک کے وقت۔ ۱۱ علم فقہ کی مشغولی۔ اور ۱۲ شیخوخیت۔ ان عذرات شرعیہ سے جماعت کا حکم ساقط ہو گیا ؛

ہاں! منافق اور فاسق وہ شخص ضرور ہے جو دنیا کمانے اور روٹی کے لالچ دس بارہ روپیہ ماہوار کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاڑھی کو منڈوائے یا کتروائے اور خشخاشی کرائے۔ اور حجام پر الزام لگائے اور منہ چھپائے ؛

مولوی اکبر حسین کا مدرسہ کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاڑھی کو کتروانا۔

آپکو یاد ہے کہ ایک دن خان بہادر محمد بہرام خانصاحب پنشنر کے مکان بیٹھک کے اندر مقام لودھیانہ آپ آئے۔ اور میں وہاں پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپنے اپنے منہ کو اپنی دستار کے شملہ سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں مولوی جی آپکے منہ میں درد ہوتا ہے؟ تب آپنے کہا کہ ہاں[ا] درد ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے آپکے شملہ کو آپکے منہ پر سے اپنے ہاتھ سے ہٹایا تو آپ کی لمبی ڈاڑھی کو خشخاشی پایا۔ جو پہلے اس سے ایک بالشت اور دو انگشت تھی۔ میں نے کہا سبحان اللہ۔ یہ مولویوں کی حالت ہے۔ تب آپ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ حجام بد لگام نے غلطی سے میری ڈاڑھی کتر ڈالی۔ کذب پر کذب۔ کیوں مولوی جی احادیث اور کتب فقہ میں حد شرعی کے خلاف ڈاڑھی کتروانے والا فاسق اور منافق ہے یا نہیں۔ اور پھر جبکہ مدرسہ کی نوکری

ا۔ ہاں درد ہوتا ہے الخ نرا جھوٹ تھا پھر حجام پر الزام لگایا۔ وہ بھی جھوٹ۔ حالانکہ نہ کوئی درد نہ تھا۔ نہ حجام کی غلطی تھی۔ مگر ہاں مولوی جی جھوٹ کے عادی اور بموجب حدیث شریف منافق ہیں۔ اور ڈاڑھی کتروانے سے ڈبل منافق۔ اور وہابیہ عقاید سے ڈبل کافر۔ منہ

کیلئے جوان دلوں ہیں گورنمنٹ سکول ہیں صرف نوکری کے امیدواری تھی ایسے لوگ ضرور منافق ہیں ؛

میں تو بوجہ مشغولیت و مصروفیت علم دین و تردید فرق مذہب باطلہ وہابیہ و مرزائیہ کے دو وقت یا زیادہ اپنے مذہب کی مسجد میں باوجودیکہ میرے مکان سے دور ہے باجماعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن آپ کہئے کہ بحالت امیدواری اضطراری اور بیقراری مدرسہ سرکاری میں ایک وقت کی جماعت بھی نصیب میں نہیں۔ بلکہ سرے سے نمازیں ہی چٹ ہیں۔ پھر وہی آیت شریف یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم آپ پر وارد ہے ؛

سوال (۱۶) قاضی صاحب نے عدالت میں شاہ اسحٰق صاحب دہلوی نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور تمام علمائے دیوبند مثل مولانا قاسم علی و محمود حسن و رشید احمد و خلیل احمد و محمد اشرفعلی صاحبان (ہمیشہ رہیں برکتیں انکی) کو کافر اور سنت و جماعت سے خارج جانتا ہوں لکھایا ہے۔ کیا آپ اس بیان کے ساتھ متفق ہیں۔ اگر نہیں تو پھر قاضی صاحب کے حق میں شرعاً کیا حکم صادر فرماتے ہیں ؟

جواب (۱۶) میں نے جو کچھ کچہری لکھوایا ہے وہ صحیح ہے۔ ہاں کچہری میں تو میں نے لکھوایا تھا۔ کہ دیوبندیوں کو میں اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ لیکن اُن کی تکفیر میں فتاوے حرمین شریفین سے ہو چکے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اور اب جو میں نے اپنی کتاب میں تحقیقات کی ہے۔ اُس سے اور بھی صاف ہوگیا ہے۔ کہ واقعی وہ جن کے عقاید فہرست مشتہرہ اور میری اس کتاب میں درج ہیں۔ واقعی کافر ہیں اور جو شخص اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہی فتاوے عرب و عجم کے ہیں ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اور آپکے مولوی گالیاں دیں توہین کریں عیب لگائیں۔ تب تو آپ لوگونکو خوشی ہو۔ اور جب اُنکے کفر اور ارتداد کو اُنکی تحریروں اور کتابوں اور فتووں سے ظاہر کیا جائے۔ تو آپ کے گھر میں ماتم ہو جائے اور توجہ کرنے لگجائیں۔ آپ اُنکے مسلمان بنانے کی فکر کریں۔ یا خدا توفیق دے تو خود تو مسلمان بن جاؤ ورنہ روز حشر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جہنمیوں میں دھکے کھاتے جاؤ گے ؛

سوال (۱۷) جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونیکے قیام میلاد کو ضروری جانے اور تارک قیام پر ملامت کرے اسکے پیچھے نماز ناجائز سمجھے۔ اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے اور آپ کے عالم الغیب ہونے کا اعتقاد رکھے ایسے شخص کے لئے شرعًا کیا حکم ہے ؟

جواب (۱۷) تمام سُنی حنفی نقشبندی قادری چشتی سُہروردی اور مالکی، شافعی، حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں۔ اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا پکا مسلمان اور پکا باایمان وایقان سنی حنفی اور محب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یہی شرعًا اس کیلئے حکم ہے۔

سوال (۱۸) علم غیب کی کیا تعریف ہے ؟

جواب (۱۸) علم غیب کی تعریف بحوالہ کتب معتبرات علم غیب کی بحث میں مفصل ہو چکی ہے تکرار کرنا طوالت ہے۔

قولہ نوٹ ۔ ان مطالبات کے جواب دینے کا مولانا عبد المجید صاحب مفتی شہر لودھیانہ نے ہفتہ عشرہ کا وعدہ فرمایا تھا تا ہنوز جواب سے ممنون نہیں فرمایا ...... منتظر ہوں۔ اکبر حسین ساڈھوروی۔

اقول نوٹ ۔ مولانا صاحب موصوف ایسے ایسے مطالبات کیطرف رجوع کرنا اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا تصور فرماتے ہیں لیجئے آپکے مطالبات پورے ہو چکے۔ ان کو مولانا صاحب کی طرف سے ہی سمجھکر اپنی تسکین کریں ماننا نہ ماننا آپکے اختیار میں ہے۔ جو لوگ خداوند تعالے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اپنے مرشدوں کے حکم کو نہیں مانتے وہ ہماری تحریر کو کب ماننے لگے۔ خیر مانیں یا نہ مانیں لیکن میں تو اپنے خالص سُنی حنفی بھائیوں کی تقویت کیلئے لکھ چکا ہوں۔ اور اگر کسی وہابی کو بھی اللہ تعالے توفیق رفیق کرتے تو کیا بعید ہے۔ اور لفظ "تا ہنوز" کا لکھنا آپکی علمیت کی قلعی کھول کر داد دے رہا ہے۔

مولوی اکبر حسین کے نام کی تشریح اور اُنکا شجرہ نسب

آپ نے اپنا نام اکبر حسین لکھا ہے۔ ساڈھورہ کے سادات میں رہنے کا موجب ہے۔ اکبر حسین کے معنے سب سے بڑا حسین ہے۔ کیا آپ سب سے بڑے حسین ہیں۔ تمام مسلمانوں سُنی اور شیعوں میں سب سے بڑے حسین تو سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ہیں۔ آپکو اس سے کیا نسبت۔ دراصل یہ بھی ایک قسم کی گستاخی ہے۔ مگر آپکو اسکی پروا نہیں۔ کاش اگر اپنا نام اصغر حسین رکھتے تو شاید اچھا ہوتا۔ یا کیا صرف اکبر نام کافی نہ تھا جو آپکے ماں باپ نے رکھا تھا۔ یہ اثر سادات ساڈھورہ کا ہے۔ جنمیں آپ اکثر رہے ہیں۔ اور یہ بھی بات ہے کہ جن لوگوں کا عقیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی یا بڑا بھائی کہنے لکھنے اور سمجھنے کا ہے۔ وہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کو اپنا بڑا کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

دوسرا غضب آپکی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ اپنے آپکو قوم سیّد بتلاتے اور لکھواتے ہیں۔ حالانکہ میں خود اور اکثر لودھیانہ کے باشندگاں آپ کی قوم یا ذات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور آپکے قریبی رشتہ دار موضع گل ہیں جو لودھیانہ سے قریب چار کوس کے ہے موجود ہیں۔ یعنے آپ کا پھوپھا مسمی پیر بخش (بقول آپکے شریکہ نام ہے) اور مسماۃ چاگاں آپکی پھوپھی قوم جولاہا اسوقت موضع گل میں موجود ہیں اور پیر بخش کا ایک بڑا لڑکا نور بخش نابینا ہے۔ اور دوسرا چھوٹا لڑکا جسکا نام منشی ہے۔ وہ گاؤں کی بکریاں چراتا ہے۔ اور آپ کا والد مسمی نواب تھا۔ اور آپکے دو بھائی امیر اور وزیر نامی بھی تھے جو مر گئے۔ اور آپکے باپ نے آپ کا نام تفولاً اکبر رکھا تھا۔ یعنی نواب باپ کا نام اور اُس کے تین لڑکے امیر۔ وزیر۔ اکبر ہوئے۔ گویا نواب نے سلطنت کے عہدے اور ارکان گھر میں تقسیم کر لیئے۔ اور آپکا نام اکبر۔ اکبر بادشاہ کے نام پر رکھا۔ تاکہ مغلیہ سلطنت کی فال آپ پر قائم کیجائے۔ چھپکلی کو مخملوں کی خوابیں۔ اور آپکا تایا مہتاب نامی تھا جو فوت ہو گیا۔ اور آپکے دادا کا نام غوثا اور پڑدادا کا نام چراغا تھا۔ جو جولاہے کپڑا بافی کیا کرتے تھے۔ سرمکھ سنگھ نمبردار وغیرہ سات نمبردار اور ماٹڈا وغیرہ چار چوکیدار اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ سوا آپکا کوئی مکان یا چھپر تک اس گاؤں گل میں اسوقت نہیں۔ اگرچہ آپ اسی جگہ کے باشندے ہیں۔ باوجود اسکے آپنے اب مدرسہ کی ملازمت کے وقت اپنی قوم سیّد لکھوائی ہے۔ اور اپنی تاریخ پیدائش سنہ ۱۸۶۴ء لکھوائی ہے جو نرا جھوٹ ہے۔ اور حدیث میں داخل بہ خارج نسب پر لعنت وارد ہے۔ زمانہ قرب قیامت ہے جو چاہیے بن جائیے۔ کیا روک ہے۔ مگر اسقدر بھلا تک کہ سوائے سیّد بننے کے اور کوئی قوم بیچے کی پسند ہی نہ آئی۔ ایسے کوڑے کرنے سے ہی بہتر ہے۔ یہ بھی سادات ساڈھورہ کی صحبت کا

اثر ہے۔ اسلئے کہ مجاوروں کے گھر میں شادی بھی ہو گئی۔ خدا کی شان ہے جب کوئی جولاہا دولتمند اور مالدار ہو گیا وہ سید بن گیا۔ یا کچھ تھوڑا بہت پڑھ گیا۔ تو وہ بھی سید بن گیا کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے۔ ؎

سالِ اول جاائک بعدم سالِ دوئم شیخ شد　　غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم

لیجئے۔ جو چاہیئے بن جایئے۔ ہیں آپکے اس دروغ بیفروغ اور دھوکہ دہی کی اطلاع سررشتہ تعلیم میں نہیں کرتا۔ مجھے کیا۔ البتہ آپکا تورع اور تقویے جتلانا تھا جو صحیح صحیح عرض کردیا۔ زیادہ زیادہ ؀

لیجئے۔ مفتی جی آپکے رسالہ کا جواب پورا ہو گیا۔ اور اسکے پورا ہونیکی تواریخ اس طرح پیدا ہوئی:-

پہلی تاریخ۔ انوار آفتاب صداقت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۳۳۷ھ
دوسری تاریخ۔ اثبات عقاید معیوب وہابیہ دیوبندیہ ۔ ۔ ۱۳۳۷ھ
تیسری تاریخ۔ آئینہ اثبات عقاید باطل وہابیہ دیوبندیہ ۔ ۱۳۳۷ھ
چوتھی تاریخ۔ صمصام فضل بالاک وہابیہ جہل ۔ ۔ ۔ ۱۳۳۷ھ
پانچواں تاریخی نام۔ قاطع الوتین جان ناحق گو منافقین وہابیین ۱۳۳۷ھ
چھٹا تاریخی نام۔ قاضی فضل احمد کا دہابی ۱۹۱۹ء

یہ چھ تاریخی نام اس کتاب کے کافی ہیں اور بس ؀

چاشنی طبع کیلئے صرف ایک غزل اور نذر ہے

دشمن احمد پہ شدت کیجئے　　ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
مثل فارس لڑتے ہوں نجد میں　　ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ سے جل جائیں سید نجدی دل　　یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ　　ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب　　اب شفاعت بالمحبت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور　　ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
کیجئے پھر جا انہیں کا صبح و شام　　جانِ کافر پر قیامت کیجئے

شرک ٹھیرے جسمیں تعظیم حبیبؐ | اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالموں محبوب کا حق تھا یہی | عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر | مومنو اتمام حجت کیجئے
بیٹھتے اُٹھتے حضور پاک سے | التجا و استعانت کیجئے
یارسول اللہ دوہائی آپ کی | گوشمال اہلِ بدعت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے | زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہےٰ | اولیا کو حکم نصرت کیجئے
میرے آقا حضرت اچھے میاں | ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

باب بست ودوم

وہابیوں کے تاریخی حالات مختصراً اور وہابی کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا

مفتی جی بمبی نے اپنے اعتراضات اور جوابات میں اس بات کی ناراضگی ظاہر فرمائی ہے کہ ہمکو وہابی کیوں کہا گیا۔ اسلئے مجھے اُنھوں نے خارجی۔ معتزلہ۔ کافر اور مشرک وغیرہ کا خطاب دیا ہے۔ اسلئے اس امر کو صاف کرنا ضروری ہے کہ کون لوگ وہابی ہیں۔ اور کب سے اُنکا خروج ہوا۔ اور ہندوستان میں کب سے یہ وہابیت آئی۔ آپکو معلوم ہوگا کہ میں نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک تو غیر مقلد وہابی اور دوسرے مقلد وہابی جو تقلید کی آڑ میں ہمارے لئے مار آستین کا کام دیتے ہیں۔ کیونکہ غیر مقلد وہابیہ تو اپنے افعال انکار تقلید شخصی اور رفع یدین اور آمین بالجہر اور ٹانگیں چیر کر کھڑے ہونے اور پہلوانوں کی طرح تھاپی مار کر سینہ پر ہاتھ رکھکر نماز پڑھنے کی علامات سے ظاہر ہیں۔ لیکن دوسری قسم کے وہابی وہ ہیں۔ کہ جبتک ان کا عقیدہ معلوم نہ ہو تب تک شناخت میں آنا مشکل ہے اور یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کیلئے جو اہلسنت وجماعت ہیں نہایت مضر اور موذی ہیں اسلئے میں چند

کتب معتبرات تاریخی سے دکھلاتا ہوں۔ کہ وہابی فرقہ کب سے پیدا ہوا۔ اور ہمارے ہندوستان اور پنجاب میں کیسے پہنچا۔ نیز انکے خیالات گورنمنٹ برطانیہ سے کیسے ہیں۔ میرے تجربہ کی بات ہے کہ سب سے پہلے اہلسنت وجماعت ان وہابیونکو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے وہابی کہتے تھے۔ اور انکے حالات گورنمنٹ انگلشیہ کے خلاف معلوم ہوئے تو گورنمنٹ کو انکی خبر پہنچنے لگی۔ اُس پر اُنکی نگرانی اور نگہداشت ہونے لگی۔ تو اُنہوں نے اسکی صفائی میں اپنے رسالوں اور کتابوں اور نظموں میں یوں کی اور لکھنے لگے ؎

وہابی کا معنے ہے رحمان والا کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

یعنے اپنے آپ کو اللہ والے کہنے لگے۔ اور وہاب کے لفظ سے بانسبتی ہے اور دوسرے لوگ جو عبدالوہاب کی نسبت کرتے ہیں وہ شیطان والے ہیں۔ لیکن تاہم انکی تسلی ہوئی۔ اور یہ قوم مشکوک متصور ہوئی۔ تب اُنہوں نے اپنے آپ کو موحد کہنا شروع کیا۔ لیکن مسلمانوں نے کہا کہ اب یہ لوگ موحد بنتے ہیں۔ سو موحد ایک جاننے والے کو کہتے ہیں۔ جو صرف خدا ہی کو مانتے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منکر ہو۔ تب انہوں نے اس شک کو رفع کرنیکی غرض سے اس نام سے بھی روگردانی کرکے اپنا نام محمدی رکھا۔ تب مسلمانوں نے کہا کہ ہاں بیشک یہ لوگ محمدی ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں۔ اُسکے ساتھ نسبت ہے اسلئے ضرور یہ لوگ محمدی ہیں۔ جب یہ بات اُن کو معلوم ہوئی تب سے اُنہوں نے اپنا نام اہلحدیث رکھ لیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خالص غیر مقلد وہابی ہیں۔ لیکن اب بھی مسلمان لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ اہل حدیث صرف حدیث کو مانتے ہیں اور قرآن شریف کی پروا نہیں کرتے۔ یعنی حدیث بخاری کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں حکم ہے کہ جس وقت قرآن شریف کی قرأۃ ہو تو تم چپ اور خاموش ہوکر سنو (نماز غیر نماز دونوں میں)۔ لیکن اسکو قبول نہیں کرتے۔ اور حدیث بخاری پر عمل کرکے قرآن شریف امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ اسیطرح قرآن شریف میں حکم ہے کہ آمین آہستہ اور خفیہ کہو۔ مگر یہ لوگ اسکو تسلیم نہ کرکے آمین بالجہر پکارتے ہیں۔ علی ہذا القیاس اسی طرح کے اور مسائل ہیں جن میں قرآن پر حدیث شریف کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسری شاخ وہابیہ کی وہ ہے جو مقلدین امام کہلاکر باقی تمام مسائل مندرجہ فہرست باکتاب ہذا پر عمل کرتے ہیں اور

باہم دونوں متفق ہیں "۔

۱۔ **شرح تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ مرتدیہ** مصنفہ مولانا سید اشرف علی صاحب گلشن آبادی جو مطبع فتح الکریم بمبئی میں سنہ ۱۲۹۹ھ میں طبع ہو کر شائع ہوئی صفحہ ۳ سے ۱۰ تک :۔

بیان نو پیدا ہونا فرقہ وہابیہ کا۔ جاننا چاہیئے کہ سنہ ۔۔۔ ہجری میں حنبلی مذہب سے ایک شخص ابن تیمیہ نامی گمراہ بدمذہب نکلا تھا۔ بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھیرا تا تھا چنانچہ انکار شفاعت کا کیا ہے یعنے اللہ تعالیٰ جسکے باب میں اذن دیگا اُسی کی شفاعت کرینگے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کیلئے سفر حرام ہے اور توسل و استمداد اولیاء اللہ سے ممنوع ہے وغیرہ۔ اور بڑے بڑے علمانے اسکا رد لکھا اور بادشاہ تک اسکی خبر پہنچی۔ ابن تیمیہ جیل میں قید کیا گیا۔ پھر توبہ کی۔ لیکن پھر ویسا ہو گیا اور پھر قید کیا گیا۔ اور یہ حکم جاری ہوا کہ من کان علے عقیدۃ ابن تیمیہ حل مالہ ودمہٗ۔ یعنی جو شخص ابن تیمیہ کا سا عقیدہ رکھیگا سو کافر ہے اور اُسکا مال اور خون قتل مسلمانوں پر حلال ہے۔ اسکے زمانہ بعید کے بعد عبدالوہاب پیدا ہوا۔ ملخصاً "۔

۲۔ **بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل اجل سیف اللہ المسلول مولانا مولوی فضل الرسول** بدایونی علیہ الرحمۃ سنہ ۱۲۶۵ھ جسکا ترجمہ حضرت مولانا مولوی غلام قادر فاضل بھیروی علیہ الرحمۃ نے کیا۔ وہو ہذا :۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے حق میں یہ فرمایا۔ ھناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان۔ (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے۔ اور یہاں شیطان کا گروہ پیدا ہوگا۔ اس پیشینگوئی کا ظہور اسطرح پر ہوا کہ سنہ ۱۲۰۳ھ میں بسبب وفات سلطان عبدالحمید خاں مرحوم (سلطان دوم) کے اور فساد قائم کرنے اُسکے شہزادہ سلطان سلیم کے اور دیگر اور شورش باہمی وارثان سلطنت روم کے وہاں ...... خلل اور فساد فتور برپا ہوا اور سب صوبے سرکش اور باغی ہوگئے۔ اور آمدنی نذور و تحائف و مواجب خیرات جو اہل حرمین شریفین اور شریف مکہ کے واسطے سلطان کی جانب سے سال بسال آتے تھے سب مسدود ہوگئے۔ اور شان و شوکت شریف مکہ کی درہم برہم ہو گئی۔ اور ہر ایک جاہ طلب جو جمعیت رکھتا تھا ملک گیری کے خیال میں لگا۔ چنانچہ عبدالوہاب نام کے قبائل :

نجد میں ممتاز اور مشار الیہ میں معتقد و پیشوائے عام و خاص کا ہو رہا تھا۔ ریاست کے فکر میں لگا چونکہ حصول منصب ریاست بغیر سرمایہ نقود و اجناس مشکل ہے۔ لہذا اُس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں اور دوستوں سے مشورہ کر کے استمزاج کیا۔ کہ بغیر زر حصول ریاست کسطرح ہو۔ سب متفق الرائے ہوئے کہ بجز حیلہ دینداری کے کوئی دوسری تدبیر نہیں۔ اس حیلہ سے عوام الناس کی جمعیت کے زور سے اولاً حرمین پر کہ خزائن اور دفائن سے مملو اور مالامال ہیں قبضہ کرنا مناسب ہے۔ بعد تسلط بر حرمین شریفین باقی بلاد اسلامی بسہولت مفتوح اور مسخر ہو جائینگے۔ بعد قرارداد ہذا کے اسکے خاندان کے سب لوگ عوام الناس کو مرید بنانے لگے۔ اور عامہ خلائق کو دام اطاعت در انقیاد میں لا کر سنہ ۱۲۱۸ھ میں بیوم جمعہ مجمع عام کیا۔ اور امرا اور ارکان اطراف و جوانب کو حاضر کر کے یہ وعظ کیا۔ کہ شرع میں بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اقامت جمعہ و عید و عزل و نصب قاضیاں اور دادرسی مظلوماں اور تنبیہہ ظالماں اور اجرائے حدود شرعیہ سب بادشاہ پر موقوف ہیں۔ اور سلطان روم کہ محض برائے نام بادشاہ ہے کچھ قوت اور شوکت نہیں رکھتا۔ اور خطبہ میں اسکا نام غازی وغیرہ لینا سراسر دروغ اور افترا ہے۔ اور عین خطبہ میں منبر پر دروغ کہنا مطلق حرام ہے اب لازم ہے کہ سب حاضرین متفق ہو کر ایک شخص کو بادشاہ مقرر کریں۔ اور اطاعت اسکی اپنے ذمہ واجب سمجھیں۔ مگر مجھ کو معذور رکھیں۔ کیونکہ مجھ کو دنیا کی کچھ رغبت نہیں ہے خواص بولے کہ بجز ذات شریف کے دوسرا کوئی اس امر کے لائق نہیں۔ تب خود بدولت بولے کہ عالم مجبوری ہے۔ اب میں گروہ اہل اسلام کی مخالفت کسطرح کروں۔ مگر اس شرط پر منظور ہے کہ عقاید اور اعمال میں تم میرے مطیع رہو۔ آخر الامر سب کی بیعت لیکر امیر المومنین کا لقب پایا۔ اور اسی روز خطبہ میں بجائے نام سلطان روم کے اپنا نام درج کر دیا۔ اور دوسرے جمعہ قریب و جوار شہروں میں نام اُسکا بجائے نام سلطان کے جاری ہو گیا۔ اور اپنا وطن کہ درعیہ نام رکھتا ہے۔ مقر امامت قرار دیا۔ ورتادم زیست خود اس نے وہاں سے حرکت اور جنبش نہ کی۔ اور بیٹوں اور پوتوں کو بلاد و امصار میں معین اور مقرر کر کے بالقاب خلفائے راشدین موسوم کیا۔ اور قاضی اور مفتی و محتسب مقامات مناسب میں تعین کر کے اشاعت عدل و احیاء دین میں مصروف ہوا۔ بعد از تمہید مقدمۃ الجیش مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہوا۔ یعنی حرمین شریفین کے خزائن کے

غارت کرنیکی اسطرح تیاری کی۔ کہ از ابتدائے آغاز قرارداد امامت تا تسلط و انتظام ملکی کہ بوساطت ذریات ہوا خود بدولت اختراع مذہب جدید میں کہ مابین کفر و اسلام کے ہو۔ اور اہلسنت و جماعت اور سائر فرق اسلامی سے مباینت و مخالفت رکھتا ہو مصروف رہا۔ چنانچہ مسائل متفرق مذہب معتزلہ و خوارج و ملاحدہ ظاہریہ اور دیگر اہل ہوا سے انتخاب کرکے اور چند مسائل طبعزاد ایجاد کرکے جملہ مسائل مدلل بدلائل اور احادیث سے ایک کتاب تالیف کی جسکا مقدمہ ایزاد کرکے اور کچھ بسط و تفصیل سے تکمیل کرکے اسکے بیٹے محمد نام نے اُسکو **کتاب التوحید** سے موسوم کیا۔ اور اُسکو **دو باب** پر منقسم کیا۔ **پہلا باب** شرک کے رد میں **دوسرا باب** بدعت کے رد میں **خلاصہ** اس کتاب کا تکفیر و تفسیق تمام اُمت مرحومہ کے ...... چند نسخے اس کتاب کے اپنے خلفائے راشدین کو در اصل مارقین فی الدین یعنے خارجی اور **زندیق** تھے ارسال کئے اور اسی اثنا میں خود بدولت دار البوار میں داخل ہوا اور جہنم واصل ہوا ...... بعد از تمہید مقدمہ ہذا سعود نا مسعود عاقبت نا محمود **سنہ ۱۲۲۱ھ** میں بہت سا لشکر ہمراہ لیکر عازم بیت اللہ کا ہوا۔ اہل حرم اسکے اتباع سنت و اشاعت عدل و احیاء دین کی خبر سُنکر منتظر ملاقات کے ہوئے۔ اور ہر چند قریب جوار کے لوگوں نے اُن کا حال دیکھ بھال کر مکہ معظمہ میں انتشار کیا۔ شریف مکہ سے درخواست کی کہ ترکی لشکر اور عربی بدوؤں کو بلاکر انتظام مکہ معظمہ کا کریں۔ شریف نے ایک نہ سنی۔ کہنے لگا معاذ اللہ میں زائرین خانہ خدا کی ممانعت و مزاحمت کروں۔ بلکہ درخواست کرنیوالوں کو زجر و توبیخ کی ...... اتنے میں سعود نا مسعود روانہ ہوا۔ پھر ارکان مکہ نے شریف سے کہا۔ کہ آپ کی غفلت کے سبب سے مکہ میں خونریزی ہوگی۔ شریف نے یہی جواب دیا کہ متبعان سنت سے ایسی حرکات سرزد نہیں ہوتیں۔ اسی اثنا میں سعود کا لشکر قرن المنازل میں پہنچا (قرن المنازل میقات اہل نجد کا نام ہے) مکہ سے طرح دیگر طائف میں جاکر تمام شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اور ارکان و اعیان طائف کو کہلا بھیجا۔ کہ خلیفہ راشد براہ محبت دینی ملاقات کیلئے تمکو یاد کرتا ہے۔ سب لوگ باطمینان تمام خوش و خرم باہر آئے بمجرد پہنچنے کے اُنکے سر تن سے جدا کروا دیئے۔ اور فوراً چار طرف سے شہر طائف پر یورش کا حکم دیدیا۔ زن و مرد خورد و کلاں جو آگے آیا۔ سب کو تہ تیغ کیا۔ اور جو معاملہ ہلاکو خاں ملعون چنگیزی نے بغدادیوں سے اور یزیدیوں ملعونوں نے مدینے والوں سے واقعہ حرہ میں کیا تھا اس سے چند گونہ زیادہ کیا۔ اور جملہ اسباب پر قبضہ کرکے چند افسران برائے محافظت مال

وہاں چھوڑ کر خود مکہ کو متوجہ ہوا۔ اب مصیبت زدگان بقیۃ السیف طائف کے مکہ میں آکر شریف کو سرگذشت طائف کی سناتے ہیں۔ تو شریف کے پاس فوج کہاں۔ وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ مکہ میں فوج فقط پانسو غلام تھے۔ اور اتنی فرصت نہیں کہ اطراف و جوانب سے مدد بلا دے۔ اور کتاب التوحید قبل اسکے ایک روز مکہ معظمہ میں پہنچی تھی۔ اور علماء مکہ نے **فتوائے کفر** اس طائفہ کا لکھا تھا۔ خدام حرم نے بازاریوں اور شہریونکو مستعد مقابلہ کا کیا اور شریف مکہ کے غلام بھی اُن سے متفق ہوکر شریف سے درخواست اجازت مقابلہ کی کرنے لگے۔ اب شریف سب ماجرا طائف کا سنکر سراسیمہ و ہراساں ہوا۔ اور اپنی غفلت پر شرمندہ و نادم ہو، اور باعث عدم موجودگی فوج کے نہایت ترساں ہوا۔ اور دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ شاید طائف والوں نے اُسکا مقابلہ کیا ہو جسکی پاداش اُنکو ملی ہے حرم میں خونریزی نہ ہوگی۔ اب مجھکو بیت الحرام کے زائرین سے حکم قتال کا دینا ناجائز ہے اس حیص بیص میں خبر آئی کہ نجدی قتل عام اور غارت کرتے ہوئے حرم شریف کی حد سے تجاوز کر آئے ہیں۔ اور اب شریف کو ان حبشیوں کا خبث متیقن ہوا۔ اور بغیر فرار چارہ نہ دیکھا۔ افتاں خیزاں بہمراہی چند غلامان جدہ کی راہ لی۔ وہاں جاکر متحصن ہوا۔ اور سعود نامسعود بے مقابلت و مزاحمت احدے چار طرف سے بکمال سفاکی و بیباکی اپنے ایمان کی آبرو گراتے ہوئے داخل حرم محترم ہوا۔ زن و مرد وہاں کے چند پہاڑوں پر جا چھپے۔ اور چند کسان خانۂ خدا میں پناہ گیر ہوئے۔ ان اشقیا نے متعلقین استار کعبہ اور پناہ گیران قبہ چاہ زمزم اور حطیم اور مقام ابراہیم سے بلا پاسداری ان مقامات متبرکہ کے وہ معاملہ کیا جس سے **قلم لرزاں اور دل تپاں ہے** قفل خانہ کعبہ کا توڑکر نذور کعبہ کو کہ قبل از ابتداء ظہور خاتم النبیین تا اسوقت کوئی متعرض اُنکا نہیں ہوا تھا۔ اور سب لوگ اسکی ترقی میں کوشش کیا کرتے تھے نکال لیا۔ اور اثاث البیت جا باشندگان مکہ کا اپنے تصرف میں لائے۔ اور حکم نافذ کیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھروں میں آباد ہوں۔ مگر جسکے پاس اسلحہ و ساز جنگ پاوینگے اسکو قتل کر ڈالینگے۔ اور اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان نہ ہوگی **جہاں پاوینگے کام اُنکا تمام کرینگے**۔ اور انکے وجود سے ہمارے دل میں دغدغۂ فتنہ و فساد کا باقی ہے۔ پس جسکو طاقت فرار تھی وہ تو آوارہ ہوگیا۔ اور جو اُنکے ہاتھ آیا اُسنے شربت شہادت پیا۔ بقیۃ السیف اپنے گھروں میں جب آئے تو گھرونکو اثاث البیت سے

خالی ورفتہ پالیتے ہیں ؛

اے گروہ اہل ایمان والے امت حضرت ختم مرسلاں یہ مقام عبرت ہے جس جگہ جانوران شکاری شکار کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہاں کی نباتات اور حیوانات کو کاٹنا اور ستانا حرام ہو۔ اور آدمی گناہ کے خیال پر وہاں ماخوذ ہو۔ اور بھیڑیا اگر کسی جانور کے پیچھے دوڑے اور وہ جانور داخل حرم ہوجاوے تو وہ درندہ تعاقب اسکا چھوڑ دیتا ہے۔ اور داخل حد حرم نہیں ہوتا۔ اور پرندگاں ہوا میں محاذی خانہ کعبہ کے پہنچتے ہی چپ راست منحرف ہوجاتے ہیں۔ اوپر سے نہیں گذرتے۔ ان شیاطین نے اس بقعہ شریفہ میں کیسے کیسے گناہ کئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

بعد فراغ اس مہم اہم سے اب قصد غارت مدینہ منوّرہ کا کیا۔ اثنائے راہ میں جو ملا اُسکو شربت شہادت پلایا۔ وہاں جاکر قتل عام اور غارت تام اور ہدم اثار صحابہ واہلبیت کرام رضی اللہ عنہم کرکے **قصد گرانے روضہ مقدس نبوی کا کیا**۔ اور روضہ مقدس کا صنم اکبر یعنے بڑا بُت نام رکھا۔ چنداوباش نے بآلات ہدم بہ نیت فاسدہ اُس مقام پاک پر پہنچکر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی ایک اژدہا نے عصائے موسیٰ کی طرح ان فراعین ملاعین پر ایسا پھونکارا مارا کہ اکثر سوختہ وسیاہ ہوکر داخل جہنم ہوئے اور اُنکی لاشہائے ناپاک سے ایسی بدبو پھیلی۔ کہ اُنکے بقایا نے اُنکو غسل وکفن بھی نہ دیا۔ **کُتوں کی طرح شہر سے باہر ڈالدیئے گئے** ؛

الحاصل بعد تکمیل مراتب جور وستم ایک کاربدار بافواج ظلم وہاں چھوڑکر اور تمام سامان ساتھ لیکر مکہ معظمہ کو واپس آکر اپنے ہیڈکوارٹر میں داخل ہوئے۔ ادھر دیہات قرب وجوار مکہ معظمہ میں جو خالی از فوج تھے۔ سب کو لوٹا۔ مگر جدّہ کا ارادہ نہ کیا کہ سب بدّو وہاں جمع ہوگئے تھے۔ اور ۱۲۲۳ھ میں جب سلطان محمود خاں غازی تخت نشین رُوم ہوا۔ ان کوچک[1] ابدال دجال کا حال دریافت کرکے محمد علی پاشا والئے مصر کو فرمان بھیجا کہ انکا تدارک واقعی کرے۔ اور ان میں کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑے۔ والئے مصر نے ابراہیم پاشا کو بالشکر جرار اگن بوٹ پر سوار کرکے بندر جدّہ کو روانہ کیا۔ اور ادھر فتویٰ علماء مکہ کا قبل از نزول بلا در باب **تکفیر مصنف کتاب التوحید** جسکا ترجمہ **تقویۃ الایمان** ہے

[1] کوچک ابدال یعنے سب سے چھوٹا مریدہ ؛ منہ

مرتب کیا گیا تھا۔ ان ملاعین کے ہاتھ آیا۔ دیکھتے ہی آگ بگولا ہوکر مفتیان فتوے کو حرم میں بلاکر سزا دینا شروع کیا۔ اور حضرت عمر عبدالرسول کہ مقتدا اہل مکہ تھے اُنکو بھی حاضر کیا۔ سعود مردود نے بطریق تمسخر اُن سے کہا السلام علیک یا شیخ مکہ۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک یا شیخ نجد[1] سعود نا سعود یہ بات سُنکر برہم ہوا کر مجھکو گالیاں دیتے ہو۔ شیخ نے فرمایا۔ تم نے مجھے میرے شہر کی طرف منسوب کیا۔ میں نے تجھے تیرے وطن کی طرف منسوب کیا۔ اور اس آیت پر عمل کیا۔ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا اور ردوھا۔ یعنے جب تمکو کوئی تحفہ دیا جاوے تو تم اُس سے بہتر دو۔ یا اُسکو واپس کر دو۔ یہ ملعون بولا۔ کہ یہ مُہر تمہاری ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ برضا ورغبت خود بلا جبر واکراہ فہمیدہ اور سنجیدہ میں نے مُہر کی ہے۔ ملعون بولا۔ کس سبب ہماری تکفیر کا حکم دیا۔ شیخ بولا کتاب التوہب[2] اپنی لا۔ تا مفصلاً نشان دوں۔ کتاب مذکور شیخ کو دی۔ کتاب کھولتے دیکھا تو یہ نکلا "یاد کرنا موتے کا خواہ نبی ہو یا ولی بغیر وقت زیارت قبر کے شرک ہے"۔ شیخ نے فرمایا کہ اب اس عبارت کو سوچ کہ یہ عجیب شرک ہے کہ نماز میں داخل ہے السلام علیک ایھا النبی نماز میں پڑھتے ہو اب اگر تجھکو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں۔ اور عقیدہ تیرا مسلم ہو تو کوئی متنفس اصحابہ کفر سے نجات نہ پاویگا۔ نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ۔ اور عمدہ دلائل اور براہین سے ابطال خرافات قرن شیطان ثابت کرکے خارجی مردود کو ملزم کیا۔ سعود مردود طیش میں آکر بولا۔ اے شیخ تو مخبوط العقل ہو گیا ہے۔ بے محابا ایسی کلام ہم سے کرتا ہے۔ ہماری شان وشوکت کو جانتا ہے کہ ابھی سزائے اعمال تجھے پہنچے۔ شیخ نے نعرہ مارا یا احکم الحاکمین!!!

ابھی یہ کلام طے نہیں ہوئی تھی۔ کہ یکایک لوگوں میں چرچا ہوا۔ کہ ابراہیم پاشا بندر ینبوع سے گزر کر بندر جدہ کو متوجہ ہے۔ اور یہی افواہ عوام الناس میں اُڑ گئی۔ حتے کہ سعود مردود نے یہ کلام سُنتے ہی مضطربانہ لشکر میں جاکر اپنا فکر کیا۔ اور حضرت شیخ[3] اُسکے ظلم سے محفوظ رہے۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اسوقت ابراہیم پاشا ینبوع سے کہ مکہ سے آٹھ دن کے فاصلہ پر ہے گزرا تھا۔ اب یہ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اتنے فاصلہ سے مکہ میں یہ خبر کس نے

---

[1] شیخ نجد شیطان کو کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] کتاب التوہب یعنی وہابیت کی کتاب جسکا نام کتاب التوحید رکھا ہے ۱۲ منہ [3] محفوظ رہے۔ یہ کرامت ہے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی۔

اُڑائی تھی) (تعجب کی بات کوئی نہیں یہ ادنےٰ کرامت اولیاء اللہ میں سے ہے دیکھئے)

راقم الحروف فقیر قاضی فضل احمد کہتا ہے کہ شیخ کے کشفی نعرہ نے یہ خبر مکہ معظمہ میں خدا کے حکم سے ظالم کے ظلم سے شیخ علیہ الرحمۃ کے محفوظ رہنے کیلئے اُڑائی گئی تھی۔ اور یہ کرامت بعینہٖ حضرت شیخ عمر علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطبہ جمعہ کی آواز ساریہ کے لشکر میں جو دو سو کوس پر مدینہ شریف سے تھا پہنچائی گئی تھی۔ اور اسمیں نکتہ یہ بھی ہے۔ کہ یہ بات ہر دو حضرات بزرگوں کے نام عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی مناسبت سے ہے۔ فقط ٭

دوسرے روز گروہ شیاطین جدہ کو روانہ ہو کر لب دریا خیمہ زن ہوا۔ اور اسی روز ابراہیم پاشا قبل از ورود گروہ شیاطین داخل قلعہ ہو گیا تھا۔ اور جہاز واپس کر دیا کہ امیر البحر کو حکم پہنچا دیں کہ آدھی رات کے وقت ایک بندر پر کہ جدہ سے چھ کوس پرے ہے فوج کو اُتار رہے۔ توپیں قبل از طلوع صبح بند جدہ پر پہنچا کر اس گروہ شیاطین پر گولہ باری کرے۔ اور شبا شب بطور یلغار لشکر مخالف پر آدھی فوج سے شبخون ڈالے۔ اور آدھی فوج کو لشکر میں رکھے جبکہ یہ گروہ شیاطین فرار ہوں۔ تو ان پر گراب مارے۔ الغرض آخر شب کو قلعہ سے چند توپیں اُتاری تھیں۔ کہ اُدھر سے امیر البحر نے شلک شروع کر دی اور اُدھر سے ابراہیم پاشا نے آتشباری ایسی کی کہ ان وحوش نے کبھی ایسا صدمہ نہیں دیکھا تھا۔ رو بفرار ہو گیا۔ ان کے خیمے چھوڑتے ہی ابراہیم پاشا نے جملہ ساز و سامان انکا غارت کر کے تعاقب کیا۔ ان مردودین پر تین طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ اُدھر ابراہیم کی اُدھر امیر البحر کی اُدھر فوج کمینگاہ کی۔ اور یہ فراعنہ ملاعنہ بعضے آگ کے راہ سے اور بعضے آب شور کے راہ سے واصل جہنم ہوئے۔ سورج نکلنے تک میدان صاف ہو گیا۔ سعود مردود با ناکسان معدود گریزاں افتاں و خیزاں نجد کا راہی ہوا۔ بعدہٗ ابراہیم پاشا متوجہ مکہ معظمہ ہوا۔ اور ایک امیر طائف میں مقرر کیا۔ اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا۔ اور خود مکہ معظمہ میں پہنچکر بعد ادائے عمرہ نجد میں جا کر کسی متنفس کو ان اشرار میں سے زندہ نہ چھوڑا۔ اسباب و سامان جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے غارت کر کے لیگئے تھے ہر ایک مالک کو واپس کر دیا۔ اور علاوہ براں جو اسباب نقد و جنس نجدیوں کا ہاتھ آیا باشندگان حرم شریف پر تقسیم کر دیا۔ اور جن مساجد کو ان خبیثوں نے مسمار کیا تھا اُن کیلئے حکم تعمیر کا فرمایا۔ اُنہیں ایام میں صحرا بادیہ نشینان فرقہ زیدیہ نے جو ایک شعبہ شیعہ کا ہے اور نواح بنا در یمن میں آباد ہے۔

کتاب التوحید کے پہنچنے سے مذہب نجدیوں کا اختیار کر لیا۔ چونکہ اس نواح میں بباعث ضعف حکومت بادشاہ صنعا کے ان بادیہ نشینان نے تجرد اختیار کیا ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو امیر المومنین مقرر کر کے مخا و حدیدہ پر کہ بڑے بندر یمن کے ہیں مسلمانوں سے قتال و جدال شروع کیا۔ بادشاہ صنعا نے سلطان روم کے یہاں عرضی کر کے استغاثہ کیا۔ وہاں سے بنام ابراہیم پاشا کہ اُن ایام میں مقیم حجاز تھا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ ابراہیم نے حسب الحکم سلطان مصر میں جا کر نجدیہ زیدیہ کی جمعیت کو متفرق کر دیا۔ پھر جب سلطان محمود غازی سلطان روم جوار رحمت الٰہی میں گئے اور خلف الصدق اُن کا سلطان عبد الحمید خاں زینت فرمائے اورنگ سلطنت کے ہوئے تو جملہ صوبیداران کو بعد از جد و کد مطیع و منقاد اپنا کیا۔ اور محمد علی پاشا کے تحت سوائے مصر کے اور کوئی ملک نہ رکھا۔ اور حکومت حجاز و یمن و نجد و شام وغیرہ کی اس سے انتزاع کر کے دوسرے پاشوں کو دیدی۔ اس اثنا میں فوج محمد علی کی یمن سے روانہ مصر کو ہوئی۔ اور ہنوز فوج سلطان یمن میں نہیں پہنچی کہ فرقہ زیدیہ نے نواح مخا، حدیدہ میں ایک شخص کو امیر المومنین کا خطاب دیکر اسی وتیرہ تیرہ نجدیہ کو شعار اپنا بنا کر اور مخا و حدیدہ پر تاخت کر کے تجار غارت کر لیئے۔ جب یہ فقیر (یعنی مولانا فضل الرسول صاحب مغفور و مبرور) وہاں پہنچا تو حکومت ان حضرات کی تھی۔ آدمی صحرائی نظم و نسق سے واقف فقیر کو امیر المومنین مخا نے علاج کیواسطے یاد کیا مرض قرحہ مثانہ تھا میرے علاج سے شفا پائی اب سنا گیا کہ سلطانی فوج کے پہنچنے سے صحرائی صحرا کو چلے گئے۔ ایک فرقہ خارجیہ کہ جسکو بیاضیہ کہتے ہیں مسقط کی اطراف میں یہ مذہب اختیار کر کے ایک شخص کو امیر المومنین خطاب دیکر سرگرم قتل و غارت کا ہوا۔ چند جہاز حاجیونکے اور تاجرونکے غارت کیئے دریائی رہزنی میں بڑا فتنہ برپا کیا۔ امام مسقط سعید نام بڑا ہوشیار اور بے تعصب آدمی تھا۔ اور روا دار اذیت کسی متنفس رعیت و مسافر کا خواہ کسی ملت و مذہب کا ہو نہ ہوتا۔ اُنکی قرار واقعی تنبیہ میں ایسا لگا کہ اثر و نشان اس طائفہ کا وہاں نہ چھوڑا۔ الغرض آج بر عرب و حجاز و شام و یمن وغیرہ میں بجز چند صحرائیوں زیدیہ کے کہ اطراف سواحل یمن میں نشان اُنکا ہے اور کوئی صاحب اس مذہب کا نہیں حرمین شریفین اور جملہ بلاد اسلامیہ متعلقہ ممالک روم و شام و مصر میں بغیر تقیہ گزران خبیثوں کا محال ہے۔ یہ کیفیت نجدیہ عرب کی بموجب تاریخ محمد بن نصر شامی کے مختصراً لکھی گئی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲ سے ۱۰ تک بوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ ⁂

وہابیہ نجدیہ ہندوستان کے حالات

اب حقیقت شیوع اس فرقہ ضالہ کی خطۂ ہندوستان میں یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے آخیر عمر میں اپنی سب جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو بکثرت تھی اپنی بیوی اور نواسوں کو ہبہ کر کے انکو قابض اور متصرف کر گئے۔ اور مولوی اسمٰعیل برادر زادہ انکا سراسیمہ ہو کر باتفاق مولوی عبدالحی داماد شاہ صاحب مرحوم کہ انہیں دنوں میں نوکری کچہری ضلع میرٹھ سے موقوف ہو کر دلی میں پہنچے تھے سید احمد مرید شاہ صاحب کو پیر و مرشد اپنا بنا کر سیر و سیاحت کرنے لگے۔ اور اپنے پیر و مرشد کے کمالات کے اظہار میں اسقدر مبالغہ کیا کہ اپنی کتاب صراط مستقیم میں انکو مشابہ جناب رسالتمآب کے کیا یعنی سید احمد جبلت اور فطرت میں مشابہ جناب رسالتمآب کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سبب لوح فطرت اُن کی نقوش علوم رسمیہ اور تحریر و تقریر سے مصفی رہی ہے۔ اور بمن بیعت شاہ صاحب سے کمالات طریقہ نبوت کے گو مجملاً انکی طبیعت میں پہلے ہی مندرج تھے۔ بتفصیل و مشرح تمام ہوئے۔ اور مقامات ولایت بخوبی جلوہ گر ہوئے۔ اور تین خرما حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے انکو خواب میں کھلائے۔ بعدہٗ جناب ولایت مآب علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے بدست مبارک خود غسل دیا۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے لباس فاخرہ پہنایا۔ اس سبب سے کمالات طریقہ نبوت اُن میں نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور حقتعالےٰ بلا واسطہ متکفل اُنکے حال کا ہوا۔ حتی کہ ایک دن خدا تعالےٰ نے دایاں ہاتھ اُن کا اپنے ہاتھ میں لیکر اور کچھ انوار قدسی پیش آنحضرت کے کر کے فرمایا۔ کہ تجھکو یہ دیا۔ اور بہت کچھ دینگے حتی کہ ایک شخص بخواہش بیعت خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شاہ سید احمد صاحب نے جناب باری سے استفسار کیا۔ اس معاملہ میں آپکو کیا منظور ہے۔ حضور سے حکم آیا جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا۔ گو لاکھوں آدمی ہوں ہر ایک کو میں کفایت کرونگا۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۰ سے ۱۴ تک (صراط مستقیم کا مضمون)۔

آخر سید احمد صاحب ...... داعی اجل کو لبیک کہکر سدھارے۔ اور اثنائے دورہ میں کتاب التوحید نجدیہ کی مولوی اسمعیل کے ملاحظہ میں گذری بحکم کل جدید لذیذ ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے پسند کیا۔ اور طرز وعظ کی اُس پر ڈالی۔ اور بتصرف قلیل :

کتاب تقویۃ الایمان نام کر کے ہندی ترجمہ کر دیا۔ اور اُنکے خلفا اور امنا دور و نزدیک اسکو منتشر کر کے تحریک فساد کی کرنے لگے۔ اور ایمان اپنا اعتقاد کر کے اس کتاب پر منحصر کیا۔ اور اس کتاب کو فارق اور مابہ الامتیاز کفر و ایمان کا اعتقاد کیا۔ مصرعہ

ہر کہ آمد بر اں مزیت کرد

اور ذریۃ اسمٰعیلیہ نے تو کتاب مذکور پر بہت تفریعات استنباط کرنے شروع کر دئیے۔ اور تکفیر و تفسیق عامہ امت مرحومہ کے اور سب و طعن و ہتک توہین انبیا و اولیا اسقدر شائع کی کہ حد و نہایت سے باہر ہے۔ مدار وعظ کا انہیں سیاہ اوراق ہندی زبان پر قرار دیکر مجلس وعظ کی گرم کر کے جو مسئلہ اس کتاب میں آگیا۔ اُسکو کالوحی سمجھے نقل اور سند کے محتاج نہ ہوئے۔ اور پوربی کہتے کہ علم حدیث و تفسیر میں چنداں مہارت رکھتے تھے۔ اور اس فن کی کتابیں بھی دستیاب اُنکے نہ تھیں۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب کے خاندان کا کمال علوم دینیہ میں مشہور تھا اس سبب سے اُنکو اس خارستان میں کھینچا۔ اور بعضے متردد ہوئے تو فقط اس خیال سے کہ یہ عقل باور نہیں کرتی کہ سب اکابر خلف و سلف سے کافر ہو جائیں اور اسلام صرف اسی طریقہ جدیدہ میں کہ صاحب اس طریقہ کا بھی قدیم طریقہ پر تھا۔ اور کتاب تقویۃ الایمان و کتاب صراط مستقیم ہموزن کی تو اور زیادہ رنجیدہ ہوئے اور عقلمند ہنسے۔ بیت

گر بُت شکنی و گاہ مسجد زنی آتش ازمذہب تو گبر و مسلماں گلہ دارد

یا وہ شوربہ یا یہ بے نمکی۔ کجا وہ افراط اور کجا یہ تفریط۔ نعوذ باللہ من ہذہ الاباطیل و الاغالیط۔

جب دلّی میں دین جدیدہ کی نوبت پہنچی۔ تو ہزاروں آدمی مریدان و شاگردان مولوی شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی شاہ رفیع الدین صاحب اور مولوی شاہ عبد القادر صاحب مولوی اسمٰعیل کے دست بگریبان ہوئے۔ کہ ما و شما اساتذہ کے حضور میں متفق ہو کر ایسے کام کیا کرتے تھے۔ اور موجب ثواب جانتے تھے۔ اور تم بھی فتوے دیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تعلیم کرتے تھے۔ اس سفر میں وہ سب شرک اور کفر ہو گئیں۔ اسکا باعث اور سبب بیان کرو مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہ اس زمانہ میں سب سے اولی اور افضل تھے تخلیہ میں بذریعہ و بلا ذریعہ اسمٰعیل کو بہت سمجھایا کہ دین میں فساد ڈالنا اور جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا قبیح ہے اور واجب الترک اور مفروض الاجتناب اگر دل میں کچھ خلش ہے تو آؤ ما و شما و دیگر علما و صلحا متفق ہو کر کتب دین کیطرف رجوع کریں اور احقاق حق قبول کریں اور شقاق و نفاق

کو جماعت مومنین سے استیصال کریں۔ اور لوائے اعانت و اشاعت کا راہ راست پر کہ اتباع سواد اعظم ہے بلند کریں۔ اور خاص و عام کو حق سے آگاہ کریں۔ مولوی عبدالحی اور مولوی اسمعیل اس خوف سے کہ ہمارے عقاید فاسدہ طشت از بام نہ ہو جائیں روبراہ نہ لائے آخر مولوی رشید الدین خاں صاحب نے سنہ ۱۲۴۰ھ میں باتفاق مولوی مخصوص اللہ اور مولوی موسیٰ خلف الرشید مولوی شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم و دیگر علما بحضور عامہ اعیان و واحاد علی رؤس الاشہاد مجمع خاص و عام جامع مسجد دہلی میں کیا۔ اور مسائل متنازعہ میں مباحثہ کر کے الزام دیا۔ اور ایسا مغلوب و عاجز کیا۔ کہ انکی غلطی سب پر ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور نیز مولوی مفتی صدر الدین صاحب مرحوم فہمائش کر کے مولوی اسمعیل کو راہ راست پر لائے اور ان سے اقرار کرا لیا کہ ہم نے باب تحقیق کی اور افراط تفریط کو چھوڑا سواد اعظم کے تخالف سے منہ موڑا۔ اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع و ذائع ہو گئی۔ مگر یہ حضرت بعد فراد و اقبال کے پھر گئے۔ مگر فتوے مسائل نزاعیہ کا بمہر و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا اور انہیں ایام میں مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے اسمعیل پر تاخت کی یعنی شفاعت کے مقدمہ میں جو کچھ مولوی اسمعیل سے سرزد ہوا۔ اُس پر گرفت کی۔ اسمعیل نے ابتدائً کچھ حرکت مذبوحی کی۔ انجام کار جواب سے عاجز ہوا۔ اور کتاب **تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ** (تصنیف مولانا فضل حق صاحب مرحوم) رافع جملہ اوہام مزین بمہر و دستخط علمائے اعلام اطراف و اکناف میں شائع ذائع ہو گئی۔ اس سبب شورش و طغیان اس عصیان کا کچھ کم ہوا۔ اور واعظین دین جدید نے بھی لگام توسن کلام کی کھینچی۔ اور مجلس وعظ میں بجائے شدت کے رفق اور لین کو کام فرمایا۔ اور قال و قیل میں باب تاویل کا مفتوح کیا۔ گویا یہ فتنہ بیخ سے برکندہ ہو گیا۔

اب اس دین جدید نے رنگ اور پیدا کیا۔ کہ مولوی اسمعیل نے وعظ غزوا کا شروع کیا۔ چونکہ یہ بات پسند خاطر عوام اہل اسلام کے تھی۔ تو ہر کسی نے جان و مال سے حاضر ہو کر خدمت کی۔ جب کچھ جمعیت پیدا ہو گئی۔ تو افغانستان پر پہنچے۔ سید احمد صاحب کو امیر المومنین سے ملقب کیا۔ قوم افغاناں کو جو راہ خدا میں اپنی جان دینی عزیز از جان سمجھتی تھی۔ دل و جان سے انکے مطیع ہوئے۔ اور انکے ادعاء کرامات کے باعث زیادہ تر اجتماع ہو گیا۔ منجملہ کرامات اور پیشگوئیوں کے یہ بیان کیا کہ فلانے سال فلاں ماہ:

فلاں تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفار دست خاص امیرالمومنین سے مارا جائیگا اور نماز عید کی فلاں سال مسجد لاہور میں پڑھینگے۔ اور فلاں فلاں ملک تصرف میں آویگا۔ اور فلانے سال اخراج نصاریٰ ہندوستان سے ہوگا۔ ایسے ہزیانات غیر منتہائی کے سبب لوگ فریفتہ ہوگئے۔ آخر کار بمجرد تلاقی صفیں اور شروع مقاتلہ اور چلنے توپ اور تفنگ کے امیرالمومنین سارے مجاہدین کے ساتھ منہزم ہوئے۔ اور عار فرار من الزحف کی اختیار کی۔ اور سکھوں سے بھاگنا سب یاوہ گوئیوں کا مبطل ہوا۔ غرض سکھوں سے بھاگ کر اور پشاوریوں سے ہراستان ہو کر پشاور پر حکم جہاد کا جاری کیا اور مسلمانوں کا قتل و غارت کما ینبغی کیا۔ ہنوز فوج سکھوں کی پشاور پہنچی نہیں کہ فقط آمد آمد فوج بے اشتغال قتال کے پشاور کو چھوڑ دیا۔ اور پچتار کو چلے گئے۔ پچتار کے آدمی دیندار تھے سب مطیع ہوگئے اور جان و مال سے حاضر ہوئے۔ پس جب ان میں تھوڑی سی طاقت ہوئی تو دست درازی شروع کردی۔ اور احکام دین جدید کے علی الاعلان جاری کردیئے۔ ہر چند رؤسا نے فہمائش کی۔ مگر کارگر نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے مجبور ہو کر اتفاق کیا۔ کہ ہم نے سکھوں پر جہاد کے واسطے انکو اپنا حاکم مقرر کیا لیکن یہ لوگ تو ہم سے وہ معاملہ کیا چاہتے ہیں جو کفار سے کیا جاتا ہے۔ سکھوں سے فرار ہو آئے ہیں۔ اور جان و مال مسلمانوں پر ایسی دلیری کرتے ہیں۔ انکو دفع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اُن کے علما و رؤسا کو کہلا بھیجا۔ لیکن انہوں نے نہ سنا۔ افغانوں نے ایک ہی دفعہ تمام متعین آدمیوں کو جا بجا قتل کر ڈالا اور فتح خاں رئیس پچتار کو کہ وزیر امیرالمومنین قرار دیا جا چکا تھا۔ معذرت کے طور پر کہنے لگا۔ کہ میں اس دن کیواسطے کہا کرتا تھا۔ کہ تجاوز حد اعتدال اور تعرض کرنا ناموس اور جان و مال اور اظہار کرنا احکام دین جدید کا مناسب نہیں ہے۔ اور کام ہاتھ سے جاتا رہا۔ سارا لشکری معاملہ بگڑ گیا۔ تدارک اسکا محال ہے۔ لیکن تمکو اس معرکہ سے بحفاظت تمام پہنچا سکتا ہوں۔ بعد فرو ہونے اس نائرہ فساد کے جو کچھ ہونا ہے ہوگا۔ چنانچہ امیرالمومنین اور مولوی اسمٰعیل کو پچتار سے باحتیاط تمام نکالکر اپنے ملک میں لایا۔ اور استمالت قلوب افغانوں میں مشغول تھا۔ عین فرار میں امیرالمومنین پر دھاوا کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ افغان تھے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ سکھ تھے۔ واللہ اعلم۔ اور وہ صدمہ یقیناً مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اُٹھایا۔ کیونکہ ان حدود میں سکھوں کا

وجود نہیں تھا۔ ان سب کو راہ فساد دکھلائی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ملک پنجاب سے بھاگ آئے تھے ⁂
اب اتباع سید احمد کے مذاہب متعدد ہوگئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ آکر اپنے وعدوں کو پورا کرینگے۔ اور بعض معتقد ہیں کہ فلانے پہاڑ پر زندہ ہیں۔ مگر خلقت سے پوشیدہ ہیں اور جس سے اُن کا جی چاہتا ہے اُس پر ظہور کرتے ہیں۔ اور اُسکو بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اور اکثر اُنکے آنے کا یقین رکھتے ہیں۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ انکار ظہور اور اثبات مرگ سید احمد کے کفر ہے۔ جو اس بات کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے ⁂

الغرض سید احمد اور اسمعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرو ہوا۔ اور ارکان دین جدید میں کمال ضعف آگیا۔ کتاب تقویۃ الایمان گویا مستور اور پوشیدہ ہوگئی۔ امہات قواعد اصول اُسکے سائل کے کتاب مائۃ[1] مسائل اور اربعین میں جلوہ گر ہوئے۔ کل حال وہابیوں کا ہندوستان میں یہ تھا جو لکھا گیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۰ سے ۱۸ تک ⁂

۳۔ کتاب فریاد المسلمین مصنفہ منشی محمد حسین صاحب رئیس قصبہ نہٹور ضلع بجنور مطبوعہ مطبع ریاض ہند امرتسر سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق سنہ ۱۸۹۲ء۔

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل مرحوم کا ابتدائی حال

عرصہ تخمیناً ساٹھ برس کا ہوا ہوگا۔ کہ سید احمد موضع تکیہ ضلع رائے بریلی ملک اودہ کے رئیس سید حسنی شریف خاندانی عرب میں نوجوان جنکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیدائش انکی سنہ ۱۲۰۱ھ کی تھی۔ اور طبیعت اُنکی آغاز سن تمیز سے علم فقیری کیطرف مائل اور شاغل تھی۔ اپنے وطن مالوفہ سے روانہ ہوکر مزارہائے اہل اللہ کی زیارتیں کرتے کرتے سہارنپور ہوتے ہوئے دِلّی پہنچے۔ مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوکر ٹونک چلے گئے۔ نواب امیر خاں مرحوم والی ٹونک کی سرکار میں اعلی سواروں میں نوکر ہوگئے تین سال تک نوکری بھی کی اور فقیری کے شوق میں عبادت اور پیری مریدی بھی کرتے رہے۔ بعد تین سال کے یہ عویٰ کیا کہ مجھکو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ میں تمام ملک ہندوستان کو تسخیر کرونگا اور بادشاہ بنونگا۔ اسلیئے جہاد کا خیال اُنکے دل میں پختہ ہوگیا سنہ ۱۲۳۴ھ میں نوکری چھوڑ کر دلّی میں تشریف لائے۔ اور اپنے پیر سے ملے۔ اُنکی تشریف آوری سے پہلے شہر دہلی میں یہ

[1] مائۃ مسائل اور اربعین دونو کتابیں مولوی اسحاق دہلوی کی مصنفہ ہیں ⁂

معاملہ در مخمصہ درپیش تھا۔ کہ مولوی اسمٰعیل ہمشیرہ زادہ مولانا عبدالعزیز خردسالی کی عمر میں مولویت کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ یہ نوجوان مولوی بڑے ذہین اور منطقی حجتی تیز طبیعت سپاہی مزاج غصہ ناک بیباک آدمی تھے۔ انہیں دنوں ایک کتاب شیخ عبدالوہاب نجدی کی تصنیفات کا انتخاب بمبئی سے دلّی میں آئی۔ چونکہ عبدالوہاب مسطور ملک عرب کا باشندہ زباندان تھا۔ مولوی اسمٰعیل انکی فصاحت بلاغت پر فریفتہ ہوگئے۔ اس کے کچھ مسائل انتخاب و اخذ کرکے علمائے دہلی حنفی مذہب سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی۔ انہوں نے اسکو ایک خردسال خام خیال سمجھکر ان سے بحث نہ کی۔ مگر مولانا عبدالعزیز سے ان کی بے اعتدالی کے شاکی ہوئے۔ مولانا موصوف نے کچھ رنجیدہ خاطر ہوکر مولوی اسماعیل کو پیغام بھیجا۔ کہ میری طرف سے کہو "اس لڑکے نامراد کو کہ جو کتاب بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اسکو دیکھا ہے اسکے عقاید صحیح نہیں۔ بلکہ بے ادبی بے نصیبی سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں آجکل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہوگئی تو میں اسکی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔" مگر مولوی اسمٰعیل نے انکی فہمائش اور ناراضگی کا کچھ خیال بھی نہ کیا۔ سب سے اول اپنے خاندانی علما کو ہی مناظرہ کا پیغام دیا۔ وہ فکرمند ہوئے کہ کیا جائے۔ اگر مناظرہ قبول کرتے ہیں تو یہ عزیز دست بستہ ہے۔ خدا جانے کیا صورت پیش آئے۔ اور جو نہیں قبول کرتے ہیں تو وہ فتح کا نقارہ بجاکر اور زیادہ تنگ کرینگے ...... مشورہ کرکے تحریری مناظرہ قرار دیا گیا۔ مولوی اور مولوی اسمٰعیل کو زک حاصل ہوئی۔ اسوقت تک مولوی اسمٰعیل کسی کے مرید نہ تھے۔ اور یہ بھی انکو معلوم ہوگیا۔ کہ کمی معلومات علم تصوف کی وجہ سے ہمکو زک اٹھانی پڑی پھر بیعت کرنیکے فکر میں ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز نے فرمایا۔ کہ اگر پیر کی تلاش ہے تو خلیفہ سید احمد کے مرید ہوجاؤ۔ مولوی اسمٰعیل خلیفہ صاحب کے مرید ہوگئے۔ (خود اپنا مرید نہ کیا) ان دنوں خلیفہ صاحب کی حرارت قلبی کثرت ذکر اللہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ مرید ہوتے ہی مولوی صاحب کا ایسا اعتقاد بڑھا۔ کہ جب خلیفہ صاحب شہر کے سیر کو سوار ہوتے مولوی صاحب انکی رکاب پکڑکر بجائے سائیس کے کوسوں تک ایسے دوڑتے کہ سر کا پسینہ پاؤں پہ ٹپکتا تھا۔ خوابوں اور الہاموں اور بشارتوں اور کرامتوں کے چرچا نے یہ ترقی پکڑی کہ ہر روز صدہا مرید ہوتے چلے جاتے تھے۔ خلیفہ صاحب ایک بزرگ اہل اللہ مشائخ

سپاہی مزاج آدمی تھے۔ انکو علم رسمی حاصل تھا۔ عالم متبحر محدث نہ تھے۔ نہ کوئی انہوں نے تازہ اجتہاد کیا۔ مگر ہاں مولوی اسمٰعیل عالم محدث تھے۔ اول انہوں نے کتاب صراط مستقیم لکھی۔ اور مسائل تصوف کی قوت اور فرط عقیدت کے جوش میں آکر پیر کے مرتبہ اور کشف و کرامت کو انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اور انہیں مولویصاحب کی وجہ سے کہ صفت درویشی کے ساتھ علمائی صفت شامل ہوگئی۔ پیری مریدی کے سلسلہ نے ایسی ترقی اور رونق پکڑی کہ فقیری اور امیری دونو کے آثار نمایاں ہوگئے۔ بلفظہ صفحہ ۹۰ سے ۹۳ تک ٭

فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایجاد ہونیکا ذکر

اسوقت مولوی اسمٰعیل نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد اس پیرایہ پر رکھی کہ ائمہ اربعہ کے اتباع اور تقلید کو بھی بظاہر قائم رکھا۔ اور پانچویں امامت اپنے پیر کے نام ایجاد کرکے نام فرقہ کا فرقہ پنجم عامل بالحدیث رکھا۔ اور اسی فرقہ پنجم میں مرید کرنا شروع کردیا۔ چونکہ علمائے دہلی سے مخالفت ہوچکی تھی۔ اور وہ انکے فرقہ پنجم کو تسلیم نہ رکھتے تھے۔ بدعتی اور گمراہی کے خطاب بھی طرفین سے ملنے دینے شروع ہوگئے تھے۔ ادھر جیسے پیر نوجوان تھے ایسے ہی مرید بھی ہمعمر مل گئے۔ الہامی خوشخبری کی امید بھی دلوں میں سمائی ہوئی تھی۔ اب یہی مصلحت قرار پائی۔ بلفظہ صفحہ ۹۳ ٭

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کے عزم جہاد کا ذکر

کب وطن میں ہوگی اپنے جوہر معنی کی قدر
لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشاں چھوڑ کر

آخر انہوں نے اولوالعزمی اور خروج پر کمر باندھی۔ اور بہت مریداں کی جمعیت سے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ پہنچے۔ ہر منزل میں مریدوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ شہر لکھنؤ میں ایک عالم بزرگ نقشبندیہ مولوی نعیم اللہ صاحب مرزا مظہر جانجاناں کے مرید کے مرید بڑے کامل مشہور تھے۔ اُن سے یہ مولویصاحبان ملنے گئے۔ اثناء گفتگو میں یہ ذکر کیا۔ کہ چار مذہب تو قدیم سے ہندوستان میں چلے ہی آتے ہیں۔ مگر ہم نے دریہ نولا پانچواں فرقہ محمدیہ تجویز کیا ہے۔ جسکا نام عامل بالحدیث رکھا ہے مولوی نعیم اللہ صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا

کہ بھلا سید صاحب یہ چار طریقے چار مصلے جو کعبۃ اللہ قدیم سے چلے آتے ہیں کیا آپکی دانست میں یہ محمدیہ نہ تھے۔ جو آپنے پانچواں فرقہ ایجاد کیا۔ مجھے تو نتیجہ اور انجام اس فرقہ کا سوائے تفرقہ باہمی اہل اسلام کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اسکا جواب مولوی اسمٰعیل نے بجز خموشی اور کچھ نہ دیا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبد الرحمن ولائتی صوفی لقب خاص شہر لکھنو میں مقیم تھے۔ اُنکی کشف وکرامات کی اُس زمانہ میں بہت شہرت تھی۔ مولوی اسمٰعیل بحث مباحثہ کے ارادہ سے اُن سے ملنے گئے۔ مگر کہتے ہیں کہ صوفی صاحب کا تصرف غالب رہا۔ بحث شروع کرنے سے باز رہے۔ رخصت کے وقت مولوی اسمٰعیل صاحب نے فرمایا۔ کہ فرنگی محل کے مولوی بہت گمراہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ جسوقت کلکتہ سے واپس آؤنگا ان گمراہوں پر جہاد کرونگا۔ مولوی عبد الرحمن صاحب نے جواب دیا کہ صاحبزادے جو اس قسم کا ارادہ رکھتے ہیں وہ مُڑ کر نہیں آیا کرتے۔

سید صاحب بزرگ اہل اللہ تھے۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب کی تازہ تحصیل اور طلاقت زبانی اور وعظ گوئی اور خوش بیانی میں واقعی ایک سحر کا عالم تھا۔ لکھنو کے وزیر نے اُنکی واعظانہ گفتگو سنکر اور اولوالعزمی کیطرف خیال کرکے پچیس ہزار کی رقم نذر کی تھی دیگر امرایان لکھنو نے اتنا دیا۔ کہ قریب ایک لاکھ کے ہوگیا۔ فرنگی محل کے مولویوں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ سب روپیہ[1] ناجائز ہے۔ مولوی اسمٰعیل نے جواب دیا۔ کہ ہاں ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ مال رشوت کا ہے۔ مگر ہم نے اپنی ذات خاص کیواسطے نہیں لیا مساکین اور غربا کے کام آئیگا۔ (مرزا قادیانی کی طرح) لکھنو سے چلکر عظیم آباد پٹنہ پہنچے۔ وہاں بھی کچھ فتوح حاصل ہوئی۔ ہزارہا مرید ہوئے۔ اور یک لخت اس فقیرانہ گروہ کا امیرانہ ٹھاٹھ ہوگیا۔ بظاہر ایک لشکر کی سی صورت بنگئی۔

---

[1] یہ سب روپیہ ناجائز الخ۔ نذر کے قبول میں کچھ تمیز حلال وحرام کی نہ تھی۔ فاحشہ رنڈیوں کے بھی پیشکش لینے میں تامل نہ تھا۔ یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں چنانچہ بنارس کا رزیڈنٹ اگنس بروگ نام اُسکے گھر میں ایک فاحشہ تھی۔ بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور۔ مرید ہوئی۔ دس ہزار روپیہ نذر کئے۔ اور اُسکے مرید ہونے سے رزیڈنٹ نے بہت خاطرداری کی۔ سید صاحب نے اُس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا۔ راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا۔ بلفظہ کتاب سیف الجبار۔ مؤلفہ مولانا فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی۔ صفحہ ۳۷-۳۸۔

حکّام کمپنی کی پیش بندی اور خلیفہ صاحب کا عزم پشاور

آمدم بر سر مطلب۔ کمپنی کے مخبر لگے ہوئے تھے۔ صاحبان اضلاع کو اشتباہ ہوا کہ شاید ان مولویوں کا ارادہ ملک گیری ہو۔ فوراً انتظام کر لیا۔ خاص شہر کلکتہ میں اس جمعیت عظیم کو نہ گھسنے نہ دیا۔ فورٹ ولیم قلعہ کے میدان میں لیجا کر فروکش کیا۔ قلعہ کی توپوں کا منہ بھی دکھا دیا۔ اس جگہ کچھ تھوڑی فتوح حاصل ہوئی۔ کیونکہ نامی امیر انکی ملاقات سے کنارہ کش رہے ۔ ۱۲۳۴ھ سے ۱۲۴۲ھ تک ان کا گروہ سات آٹھ برس تک ہندوستان میں سیر و سیاحی کرتا پیری مریدی کو ترقی دیتا رہا۔ ہندوستان کے حنفی علما نے اس مذہب جدید سے موافقت نہیں رکھی۔ بلکہ مخالف ہی رہے۔ اسوقت میں اس گروہ کو یہ بھی یقین ہو گیا کہ ہندوستان میں جسقدر رئیس ہندو اور مسلمان با اختیار ہیں۔ وہ کمپنی کے مددگار رہیں لہٰذا انگریزی عملداری میں خروج غیر ممکن ہے اسلیئے ۱۲۴۴ھ میں چار پانچ ہزار مسلمانو کو ساتھ لیکر بھی گئے۔ پھر سندھ کے ملک سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچکے۔ ان دنوں ملک پشاور میں امیر دوست محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کی عملداری کمزور اور بے بندوبست تھی۔ یار محمد خاں بھائی امیر موصوف کا ناظم تھا۔ سکھوں کی فوج اسکے ملک میں دھاوا کرتی پھرتی تھی۔ اول اول تو ناظم پشاور اس قافلہ علمائے ہندی کو داعظان دین سمجھکر کچھ مزاحم یا معاون اُن کا نہ ہوا۔ پھر پیری مریدی کے طریق سے اپنے گروہ کو تقویت دینے لگے۔ اور ملکی عزیزوں کو اپنے مریدوں میں داخل کرتے رہے۔ مگر انکی عادت جبلی سے خلیفہ صاحب کو علم نہ تھا۔ ایک گروہ عظیم کے بھروسہ پر لاکھ آدمی سے زیادہ تھا مطمئن ہو کر اپنے مشیروں کی صلاح سے خطاب امیر المومنین قبول کیا۔ اپنی خلافت شرعی کی کارروائی شروع کر دی۔ اور شاہ بخارا اور امیر کابل کو اپنی استعانت کے بارہ میں مراسلے روانہ کیئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کو دعوت اسلام کا پیغام دیا۔ امرائے نامدار اور علماء لاہور کو مطلع کیا۔ کہ امیر المومنین سے بیعت حاصل کریں۔ جب کوئی امیر مسلمان اور عالم پنجاب کا انکی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے انکی تکفیر کا فتوے جاری کیا۔ اس فتوائے تکفیر کے اجرا سے تمام ملک پنجاب کے امیر اور علما ناراض ہو گئے۔ اور جواب لکھے کہ تم وہابی مذہب ہو تم سے بیعت کرنا روا نہیں۔ الخ۔

جرگہ یوسف زئی کیساتھ جہاد اور مولوی اسمعیل کی شہادت (قتل)

راقم الحروف (مسلمانوں پر فتویٰ جہاد دینے والا مسلمان نہیں۔ اور مفتی اگر اس لڑائی میں مارا جائے تو شہید نہیں بلکہ حرام موت ہے) اب خلیفہ صاحب کی خلافت کی ضعف کا یہ سبب ظہور میں آیا۔ کہ جرگہ یوسف زئی میں جنکے علاقہ میں ساٹھ ہزار بندوق تھی۔ لیکن یہ دستور ناقص قدیم سے جاری تھا۔ کہ اپنی دختروں کا نکاح بدوں خاطر خواہ روپیہ لئے نہ کرتے تھے جس سے اُنکی لڑکیوں کی عمر جوانی ضائع ہو جاتی تھی۔ تب کہیں نکاح کی نوبت آتی تھی۔ خلیفہ صاحب نے شرعی حکومت کے زور سے اُنکی لڑکیوں کا نکاح جلد کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرا دیئے۔ اور خود بھی برضامندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کئے۔ مگر وہ جرگہ زبردست ان سے سرکش ہوگیا۔ اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب ہوا۔ ایک روز بہت سی ملکی جمع کرکے مولوی اسمعیل صاحب خود اُنکے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی مولویصاحب کی پیشانی پر گولی لگی۔ شہید (قتل) ہو گئے۔ ع

کار ما آخر شد و آخر ز ما کارے نشد

اُن کے مرتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتحیاب ہوئے۔ خلیفہ کے مال و جان کے ایسے دشمن ہو گئے کہ پھر وہاں ٹھہرنا مشکل ہوگیا۔ خلیفہ صاحب نے بیدل ہوکر فرمایا جو دولہا اس برات کا تھا وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔

بلفظہ صفحہ ۱۰۲۔

اکبر خاں سوار راجپوت مسلمان باشندہ قصبہ جیین پور ضلع مظفر نگر جو سکھوں کے امتیازی سواروں میں نوکر اور اس لڑائی میں شامل تھا۔ اسکا یہ بیان چشمدید ہے تین پلٹن پیدل اور دو رسالہ سواروں کے اور ایک توپخانہ تھا۔ جب مخبروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی ملکیہ پھر جمع ہوگیا ہے۔ کمان افسر کنور شیر سنگھ صاحب تھے۔ خلیفہ صاحب نے جنگ شروع کردی۔ اور اسی ہزار آدمی لیکر بالاکوٹ پر حملہ کیا۔ اور فوج سکھ پانچ ہزار تھی۔ خلیفہ صاحب نے حساب لگا کر سولہ سولہ مسلمانوں کے حصہ میں ایک ایک سکھ آتا ہے جھپٹ کر مار لو۔ اپنی جائے فرودگاہ سے جو چھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پیدل آدمیوں نے دھاوا کیا۔ خلیفہ صاحب

ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھے۔ سکھوں نے دوربین سے دیکھکر کہا۔ کہ میاں جی جنگی قانون سے ناواقف ہے ہماری فتح ہے۔ کہ پیدل فوج دم توڑ کر رہ جائیگی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ کچھ پیدل جوان پہنچے۔ اور کچھ راستہ میں ہی بیدم ہوکر رہگئے۔ سکھوں نے توپوں کو چلانا شروع کیا۔ ایک ایک چھرہ دس دس آدمیونکو ہلاک کرگیا۔ اور خلیفہ صاحب کے پیٹ میں بھی ایک چھرہ لگا وہیں شہید ہوگئے ۔

(مؤلف کتاب فریاد المسلمین لکھتا ہے) ایک زمانہ اسلام کی یاوری اقبال کا وہ تھا کہ پینتالیس ہزار عرب نے چھ لاکھ فوج ہرقل شہنشاہ روم سے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی۔ اور ایک زمانہ یہ ہے کہ پانچہزار پر اسی ہزار نے حملہ کیا۔ اور شکست کھائی (صرف شکست ہی نہیں۔ بلکہ امیرالمومنین بھی اپنا مروالیا) ۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ فوج اسلام عرب خالص اسلام تھا اسلئے بموجب حکم خداوند تعالےٰ کے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ ط کے حکم کے وہ گروہ اللہ تعالےٰ کا گروہ تھا۔ جو بحکم خداوندی ان حزب اللہ ھم الغلبون ط فتحیاب ہوا۔ اور یہ گروہ وہابیوں کا اسلام میں داخل نہ تھا۔ اسلئے اسی ہزار نے پانچہزار سے شکست کھائی۔ اور بناوٹی امیرالمومنین بھی بیچارے دو بیویوں کو چھوڑ کر وہیں کھیت رہے اور یہ بھی ٹھیک پتہ نہیں کہ وہ چھرہ کسی مسلمان کے ہاتھ لگا یا کسی سکھ سے۔ کیونکہ سکھوں کی فوج میں مسلمان بھی تھے۔ جو لڑائی میں شامل تھے۔ ان مسلمانوں نے خلیفہ صاحب کی نعش کو مقتولین میں شناخت کرکے کنور صاحب کے پاس درخواست کی کہ اُنکا تجہیز و تکفین ہم کرینگے۔ کنور صاحب نے منظور کرکے خود ایک دوشالہ رنگ سیاہ دیکر کہا کہ یہ ہماری طرف سے اُنکے جنازہ پر ڈالدو۔ کہ اُنکی عزت ہو۔ تب خلیفہ صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھکر بالاکوٹ کے نشیب میں دفن کردیا۔ ملخصاً صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۷ تک ۔

اعتقادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب

س۔ بعضے علما اور معتقد خلیفہ صاحب کو ابتک زندہ بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب مردان غیب کیطرح آنکھوں سے غائب ہیں۔ اور پھر ظاہر ہونیوالے ہیں ۔

ج۔ جو لوگ خلیفہ صاحب کو زندہ مانتے ہیں وہ ناواقفیت کے سبب دھوکے میں

پڑے ہوئے ہیں۔ مگر منجملہ انکے ایک چھوٹا گروہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلد (وہابیہ دیوبندیہ) ہے۔ اس نے خلیفہ صاحب کا شہید ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اور جو دوسرا گروہ بہت بڑا ہے وہ اسکے مولوی خلیفہ کی حیات کے بارہ میں عجیب عجیب قسم کی کارروائیاں کرتے رہے ہیں۔ جسکا مختصر حال یہ ہے :-

جھوٹ اور فریب کی کارروائی اور خلیفہ سید احمد کا لکڑی کا بت یا پتلا بنا کر اور کپڑے پہنا کر پہاڑ پر رکھا جانا

خلیفہ صاحب کی شہادت سے دو سال بعد مولوی محمد قاسم نامی اوسط ہند سے کچھ مجاہد اپنے ساتھ لیکر ستھانہ کے پہاڑوں اور ہزارہ کے سرحدی علاقہ میں آئے جو خلیفہ صاحب مرحوم کے جانشین امیر المومنین بنے۔ اور مولوی عبدالقادر سے مشورہ کر کے خلیفہ صاحب کی مُہر بنوائی۔ اسکے ذریعہ سے اپنے گروہ کے مولویوں کو اس مضمون کے خط لکھے :-

ہندوستان میں مشہور کریں کہ خلیفہ صاحب اب تک زندہ ہیں۔ اور خرچ کی ضرورت ہے مسلمان معاونت کریں۔ اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق بنارسی فراہمی چندہ کے مہتمم مقرر ہوئے ؛

جب یہ خطوط جعلی مہر چھاپ ہندوستان میں پہنچے۔ تو بیچارے مسلمان سادہ دل ناداں اس ملک میں آنے شروع ہو گئے۔ اور خلیفہ صاحب کی زیارت کے ملتجی ہوئے۔ کچھ دنوں تک مولوی محمد قاسم انکو ٹالتا رہا۔ آخر کار اس نے یہ تجویز کی کہ کاغان کی غار میں ایک کاٹھ کا بت بنوا کر اسکو چوغہ اور عمامہ پہنا کر رکھ دیا۔ اور دو چار زیارت کے متقاضیوں کو دور سے دکھا کر کہا۔ کہ دیکھو یہ خلیفہ صاحب عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ مگر پاس آنے کا کسی کو حکم نہیں اسی تقریب سے ہزارہا روپیہ وصول کر کے کھاتے رہے اور نوکس علمائے مفصلہ ذیل۔ مولوی محمد قاسم۔ مولوی حسن علی۔ مولوی اسحٰق۔ مولوی عبداللہ۔ یہ چار کس نوبت بنوبت آئے۔ اور خلیفہ صاحب کے جانشین یعنے امیر المومنین بنے۔ اور کوہستان کے ویرانہ کو بنام جہاد آباد کرتے رہے۔ اور مولوی ولایت علی۔ اور مولوی عنایت علی اور مولوی اولاد علی یہ تین شخص وہاں کا حال ابتر دیکھکر ہندوستان کو واپس چلے آئے۔ اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق بنارسی ہندوستان میں خیانت

ؐ یہ مولوی عبدالقادر والد مولوی محمد لودھیانوی معلوم ہوتا ہے جو جد قاسد معترض دیوبندی کا ہے ؛

کی تحصیل کے مہتمم رہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۸ - ۱۰۹۔ دیکھو مفصل حالات کی کیفیت تاریخ ہزارہ صفحہ ۲۲۷ سے ۲۳۷ تک ۔

نتیجہ۔ راقم الحروف ان تاریخی واقعات نمبر ۲ و ۳ سے صاف ثابت ہے۔ کہ خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل ہرگز شہید نہیں ہوئے ۔ بلکہ اُنہوں نے ہزارہا مسلمانوں کو ناحق قتل کیا اور کرایا۔ اور یہ تمام قتل عمد اُنہوں نے قصداً اور عمداً کئے۔ اور خدا کے حکم ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہٗ جھنم خلد الابد سے نہ ڈرے۔ اور ایک فساد عظیم دین اسلام میں برپا کر دیا۔ اور ایسا تفرقہ اور فتنہ قائم کر دیا جو قابل اصلاح نہیں۔ اور احکام خداوندی والفتنۃ اکبر من القتل۔ واللہ لا یحب الفساد اور ویسعون فی الارض فساداً۔ اور ولا تعثوا فی الارض مفسدین اور واللہ لا یحب المفسدین سب کو فراموش کر دیا۔ اور خلاف شریعت مسلمانوں پر فتوائے جہاد دیکر قتل عام کیا۔ اور مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان حالات میں اُنکو شہید اور علیہ الرحمۃ کہنا بالکل بیہودہ اور لغو امر ہے۔ اور جہاد کی بھی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ انگریزوں کے راج میں کسی قسم کی مزاحمت ادائے فریضہ اسلام میں نہیں تھی۔ اگر کہا جائے کہ سکھوں کیطرف سے ایسا ہوتا تھا۔ تو میں کہتا ہوں کہ کلکتہ پر چڑھائی کیوں کیگئی۔ اور فرنگی محل کے مولویوں پر فتوے جہاد کیوں دیا۔ اور پھر لاہور کے علمائے احناف پر فتوائے کفر اور جہاد کا کیوں دیا اور یوسف زئی افغانوں پر یورش کر کے ہزارہا مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اور امیر کابل کے بھائی کو ناحق قتل کر دیا۔ سکھوں کے ساتھ کونسا جنگ اور جہاد کیا۔ ایک ہی لڑائی آخر میں جو کنور شیر سنگھ سے خلیفہ سید احمد کی ہوئی جو اپنی ناواقفی قواعد جنگ کی وجہ سے اسی ہزار مسلمانوں کو پانچہزار فوج سے قتل کروا دیا۔ اور آپ بھی اُسی میدان میں ایک ہی چھرہ کھا کر رہ گئے۔ ایسی ایسی دینی خدمات سے شہادت نہیں ملتی بلکہ موت ہی غیر صحیح ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاؤہٗ جھنم خلداً فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہٗ عذاباً عظیماً ۔ یعنے جو کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل عمداً کرے۔ تو اسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہیگا اُسمیں ہمیشہ اور اللہ تعالےٰ کا اُس پر غضب ہوا۔ اور اسکو لعنت کی ہے۔ اور تیار کیا اسکے لئے بڑا عذاب۔ پس جب یہ حال ہے تو شہید ہونا محال ہے۔ آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاوے رشیدیہ

جلد اول صفحہ ۱۲۲ سطر ۱۷ میں سطرح لکھتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سباب المومن فسوق وقتالہ کفر۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا کہ مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا مومن کا کفر ہے۔ پس آیت شریف اور حدیث شریف آپکے گھر کے فتوے سے ہی ان پر کفر ثابت ہے۔ پھر جو لوگ ان کو شہید کہتے ہیں۔ وہ قرآن شریف وحدیث شریف کے منکر ہیں۔ اور بس ؏

مولوی عبدالحق بنارسی خلیفہ سید احمد کا حال

مولوی عبدالحق نامی بنارسی نے اپنے آپکو خلیفہ سید احمد صاحب کا خلیفہ ظاہر کر کے ایک نیا فرقہ اسی فرقہ میں سے اور نکالا۔ اور اپنے مریدوں کو جابجا بھیجکر یہی مشہور کیا کہ خلیفہ صاحب ستھانہ[1] کے پہاڑوں میں زندہ ہیں۔ خرچ کی ضرورت ہے۔ اس تجویز سے ہزار ہا روپیہ تحصیل کر کے ہجرت کی (بنارسی ٹھگ مشہور ہیں) بیت اللہ شریف میں پہنچا (مال حرام ہے) وہاں خفیہ طور پر اپنا مذہب پھیلانا شروع کر دیا۔ جب مکہ معظمہ وغیرہ ملک عرب کے عالموں کو خبر ہوئی کہ یہ دین محمدی کو بگاڑتا اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے اس کے مذہب کی تحقیقات شروع کی ثابت ہو گیا کہ یہ وہابی ہے۔ اسکی نسبت فتوائے قتل کا دیا گیا اُسکے ہمراہی تو گرفتار ہو گئے۔ مگر یہ آدمی چالاک تھا۔ وہاں سے بھاگ کر بمبئی آگیا۔ یہاں آکر اپنے جدید مذہب کی کارروائی جاری کر دی۔ اور اکثر مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور قوم میں ایک تفرقہ اور شور و فساد برپا کر دیا۔ مجبور ہو کر بمبئی اور ہندوستان کے عالموں نے اتفاق کر کے اول اسکے عمل کی تحقیقات کی پھر مکہ معظمہ کے عالموں کے فتوے منگائے۔ اور دو کتابیں اسکے رد عقاید میں لکھیں۔ تحفہ محمدیہ[2]۔ سراج الہدایت اُنکو طبع کرا کر شائع کیا۔ جب کہیں اس غدر دینی میں کچھ کمی واقع ہوئی۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۳۔ ۱۱۴ ؏

۴۔ کتاب بجمعۃ المرام فی اخبار بلد الحرام الملقب بہ بشری للمومنین فی اخراج الوہابیین۔ یہ کتاب پہلے ۱۲۶۸ھ میں مطبع سلطانی میں حسب الحکم خاقانی قلعہ مبارک دہلی میں طبع ہوئی تھی۔ اور اب دوبارہ سدھر پریس مراد آباد میں ۱۳۲۳ھ میں مرقع وہابیہ

---

[1] ستھانہ الخ ضلع ہزارہ پنجاب میں ایک جگہ پہاڑی علاقہ ہے ؏

[2] تحفہ محمدیہ الخ یہ وہ کتاب ہے جسکا مختصر خلاصہ نمبر اول پر لکھا گیا ہے ؏

کے نام چھپی ہے۔ (پُرانی اردو) :۔

مقدمہ جاننا چاہیئے کہ سبب محضر کے آنیکا جناب حضرت سلطانی میں و دیگر قرطاس کا یہ ہے۔ کہ مولوی محمد مراد و شیخ عبداللطیف لکھنوی اور شیخ محمد دہلوی و شیخ عبدالرحمٰن بنارسی اور محمود علی بریلوی نے کہ احوال اسکا قرطاس میں ہے جبکہ شیخ عبدالوہاب نجدی کی مذہب کو مکہ معظمہ میں رواج و شہرہ دیا۔ اور شفاعت اولیائے کرام و سرور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نزدیک قبر اقدس حضرت رسول مقبول عالی مقام اور طعام نذر و نیاز فاتحہ درود و دہم و چہلم و برسی و مجلس مولود سے انکار کیا۔ مشاہیر علماء و مفتیان بمنزلہ مردہ صفا نے اٹھارہویں تاریخ جمادی الآخرہ ۱۲۶۵ھ ہجری کو مکہ مطہرہ سے پانچ نفر مذکورین کو بحجۂ شرعیہ نکالا۔ اگرچہ اول حضرت حسیب پاشا جسکو عجمی لوگ صوبہ کہتے ہیں اور ترکی زبان میں پاشا مشورہ میں آیا تھا کہ اس گروہ شقاوت پژوہ کو وہ بحکم شرع قتل واجب ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۳۰۲ ۔

تقویۃ الایمان کی عبارات (جیسے میں نے اپنے اشتہار میں لکھی ہیں اس کتاب میں بھی اسطرح سے درج کرتا ہوں) وھو ہذا :۔

(الف) انبیاء و اولیاء ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تعظیم اُنکی بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیئے کہ وہ بڑے بھائی ہیں ۔

(ب) ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل ہے

(ج) اور پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مر کر مٹی ہونیوالا ہوں ۔

(د) اُس شاہنشاہ عالیجاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کُن سے چاہے کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل و محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے ۔

(ھ) اور انبیاء اور اولیاء کو سفارشی سمجھنا گو کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو وہ ابوجہل اور شرک کے برابر ہے ۔

(و) جسکو چاہیگا اپنے حکم سے اسکا شفیع بنائیگا۔ یہ حالت بھی اُسی پر چھوڑ دیجئے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے۔ نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے ۔

(ز) (انکار وسیلہ انبیاء و اولیاء) جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے یا چمار کا تو کیا

ذکر ہے ۔

(ح) اور روشنی قبروں پر اور مور چھل رکھنا - اور غلام نبی - عبدالنبی - سیتلا بخش - گنگا بخش نام رکھنا اور شاہ عبدالحق کا توشہ کرنا - نذر و نیاز کرنا - اولیا انبیا کے مرنیکے بعد اُن کی قبروں پر جانا سفر کر کر اور اُن سے کہنا کہ یا حضرت اللہ تعالےٰ کی جناب میں دعا کرو ہمارے واسطے سو یہ شرک ہے - بلفظہ صفحہ ۱۲ ۔

ساتویں ذیقعد بروز پنجشنبہ ۱۲۵۱ھ کو تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسمٰعیل پر فتوائے کفر علما نے دیا - جنکے نام اور مواہیر صفحہ ۲۰ پر درج ہیں - کل ۲۳ علما ہیں - اور صفحہ ۲۶ پر سب علمائے دین کا اجماع اسکے کفر پر ہوا - اور پانچ کس وہابی بمبئی - مدراس وغیرہ سے نکالے گئے - اور کئی بار توبہ کی اور پھر پھر گئے - اور صفحہ ۲۸ پر علمائے عرب حاکم و قاضیان اور مفتیان مکہ معظمہ کا فتوائے اور حکم گروہ وہابیہ اسمٰعیلیہ کے قتل اور تعزیر کا ہوا - اور صفحہ ۳۰ - ۳۱ پر دستخط اور مواہیر ثبت ہیں - اسی طرح تحفہ محمدیہ میں ہے - اور اسی طرح جامع مسجد دہلی سے بحکم سلطان ابوظفر محمد بہادر شاہ دہلی وہابیوں کا اخراج کیا گیا صفحہ ۳۳ - اور بادشاہ موصوف علیہ الرحمۃ نے خود ایک مخمس لکھا جو یہاں درج کیا جاتا ہے - مخمس بادشاہ دہلی صفحہ ۳۶ ۔

آگے بھی لوگ فقہ سے رکھتے تھے آگہی ۔ اور گفتگو مسائل فقہ میں یوں رہی
سُنتے رہے حلال ہے تریل و مچھی ۔ لیکن کسی نے اُلّو کی حلت نہیں کہی
اُلّو ہے وہ جو کہتا ہے اُلّو حلال ہے

۵ تحقیق الحقیقۃ مصنفہ حضرت مولانا و مولی الکل فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی ۱۲۶۷ھ مطبوعہ بمبئی :-

اس عاجز نے ایک شخص سے پوچھا کہ حقیقت اس قصہ اور جھگڑے کی کیا ہے کہ کوئی کسی کو کافر مشرک و بدعتی کہتا ہے - اور وہ اُسکو بیدین اور بدمذہب وہابی نجدی کہتا ہے اور یہ قصہ ہندوستان میں کب سے کس طرح کھڑا ہوا - اُس شخص نے بیان کیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جب سے تقویۃ الایمان تصنیف کی تب سے یہ فساد ہندوستان میں پھیل پڑا - کہ اس میں باتیں خلاف عقاید اور مخالف مذہب اہل سنت کے ہیں - عبدالوہاب نجدی نے ایک مذہب نیا بنا کر مکے اور مدینے اور طائف وغیرہ کے رہنے والوں کو اور تمام مسلمانوں کے

اگلے پچھلوں کو کافر مشرک ٹھیرایا اُسکے لوگوں نے جہاد نام رکھکر اُن متبرک مکانوں میں قتل وظلم کیا۔ اور مال ومتاع وہاں کے رہنے والوں کا اور دونو حرم کے کارخانوں کا بالکل لوٹ لیا۔ حرم کا ادب کہ فرض ہے اور آدمی وہاں گناہ کے ارادہ سے ماخوذ ہوتا ہے اور وہاں کے جانور کا شکار کرنا اور دانہ پانی سے بھگانا اور درخت کاٹنا اور پتے جھاڑنا حرام ہے کچھ لحاظ نہ کیا۔ ایسے ایسے ظلم کئے کہ کبھو نہ ہوئے تھے۔ مساجد متبرکہ مقدسہ اور آثار متبرکہ کہ بنا اُنکی آخر وقت صحابہ اور اول زمان تابعین سے چلی آتی تھی اور بعضی مسجدیں کہ اصل بنا اُنکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھی سب کو ڈھاکر زمین کے برابر کر دیا۔ اور یہانتک کہ مسجد قبا کو جسکے فضائل صحیح حدیثوں میں موجود ہیں گرا دیا کہ پیغمبر کے آثار اور نشان ہونیکے سبب سب اوثان[1] میں داخل ہیں۔ پیغمبر نے جہاں نماز پڑھی یا بیٹھے یا رہے۔ اس سبب سے وہاں نماز پڑھنا اور اسکو متبرک جاننا شرک ہے۔ چاروں مذہب کے عالموں نے اُن ملکوں کے اجماع اور اتفاق کیا اسکے کفر پر اور فوج اسلام نے بموجب حکم سلطان روم کے اُن پر جہاد کیا۔ اور نام ونشان اُن کا باقی نہ رکھا۔ الحمد للہ ؀

اس مذہب کا ایک رسالہ کتاب التوحید نام ہندوستان میں آگیا تھا۔ تقویۃ الایمان گویا اُسی کی شرح ہے۔ اسکے بموجب مولوی اسمٰعیل کے استادوں سے لیکر صحابہ رضی اللہ عنہم تک کوئی شرک وکفر سے نہیں بچتا۔ اور سب کافر ومشرک ہوئے جاتے ہیں۔ اور خدا اور رسول شرک اور کفر کے پسند کرنیوالے اور حکم دینے والے ٹھیرتے ہیں۔ اس سبب سے تمام سنی مسلمان دیندار سمجھنے والے اُنکو برا جانتے ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱-۲ ؀

تقویۃ الایمان تصنیف کرنے سے پہلے خود مولوی اسمٰعیل بھی ایسے نہ تھے۔ جن باتوں کو تقویۃ الایمان میں نسبت انبیا واولیا کے شرک وکفر ٹھیرایا ہے صراط مستقیم میں پیر سید احمد کیواسطے انکے مناقب وکمالات میں لکھا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی کچھ پاس دین ومذہب کا نہیں ہے اسمیں تفریط اور اُسمیں افراط سید احمد کو لکھا کہ "کمالات طریق نبوت بذروہ علیا خود رسید ند" اور اُن کمالات کے بیان

[1] اوثان یعنے بت تصویر کے بت ؀

ہیں لکھا کہ ایک مقام والونکو علوم کلیہ شرعیہ ایک قسم کی وحی سے پہنچتی ہے۔ انکو انبیاء کا شاگرد بھی کہ سکتے ہیں اور انبیا کا استاد بھی۔ اور اُنکو پیغمبروں کی عصمت ہوتی ہے۔ دیکھو کیسا کھلا دعوے نبوت کا ہے۔ سید احمد کو لکھا۔ کہ کمال مشابہت پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخلوق تھے۔ اسی سبب سے اُمّی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴ سطر ۱۲۔

مولوی اسحاق صاحب بھی آخر کو اسطرف جھک گئے تھے۔ اگرچہ اُنکی کتابوں میں مولوی اسمعیل صاحب کا سا زور اور شور نہیں ہے۔ یعنی جن باتونکو کہ مولوی اسمٰعیل صاحب صاف مطلق شرک وکفر کہتے ہیں مولوی اسحاق صاحب اُن میں کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ کہیں میں تفصیل لکھ دیتے ہیں۔ مگر وہ جو اصل باتیں عبدالوہاب نجدی کے مذہب کی ہیں اُنکے کلام میں بھی ہیں۔ کہیں کھلی ہوئی کہیں دبی ہوئی۔ اس سبب سے کم علم ناواقف لوگ اُنکے حال میں متردد ہیں۔ اور جنکو علم وفہم ہے وہ سمجھتے ہیں۔ اور اُنکی کتابونکی عیب پوشی کا ایک پردہ یہ بھی ہے۔ کہ ہر جگہ سند عقائد یا حدیث تفسیر فقہ تصوّف کی کتابوں کی نقل کرتے ہیں۔ اور حال اُسکا یہ ہے کہ نقل میں تحریف اور تصرف کرتے ہیں کہیں عبارت بیچ میں اڑا دی کہیں بڑھا دی۔ کہیں مردود قول کی نقل پر کفایت کر دی۔ کہیں ایک عبارت کسی دعوے کی دلیل لکھدی۔ کہ اسکے معنے کو اُس دعوے سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ ایک کتاب میں کچھ لکھا پھر آپ ہی دوسری کتاب میں اُسکے خلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اسکے برخلاف لکھا۔ اسطرح کی خرابیاں اُنکی کتابوں میں بہت ہیں۔ تمام ہوا خلاصہ اُس شخص کی تقریر کا۔

عاجز (مولانا فضل الرسول صاحب) کو یہ حال سُنکر تعجب آیا۔ کہ میلان خاطر مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب کی طرف رکھتا تھا۔ اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے۔ اُس شخص سے پوچھا۔ کہ یہ جو آپنے مولوی اسمعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب اور اُنکی کتابوں کا حال بیان کیا ہے صرف آپ ہی کی تحقیق وتقریر ہے یا اُنکے آگے پیچھے اور کسی عالم نے بھی ایسا کہا ہے۔ جیسا کہ آپنے بیان کیا۔ یہ لوگ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اپنے ہیں۔ ہمارے خیالوں میں اُنکا ایسا ہونا نہیں آتا۔ اُس شخص نے جوابدیا کہ جسوقت مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ مذہب اختیار کیا۔ اور تقویتہ الایمان لوگونکی نظروں سے گذری اُسیوقت سے تمام علما وصلحا نے ان پر ملامت کی۔ سب سے پیشتر حضرت

مولانا شاہ عبدالعزیز کے خاص شاگردوں اور عزیزوں نے اُنکے روبرو تقریر و تحریر سے رد و تشنیع کی۔ اور اُن سے جواب کا سرانجام نہ ہو سکا۔ مولوی رشید الدین خاں مرحوم حضرت مولانا کے شاگردوں میں سر دفتر تھے۔ اور مولوی فضل حق کہ یگانہ عصر ہیں۔ اور مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسےٰ صاحب صاحبزادے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے اور اخون محمد شریف صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی محمد حیات صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولوی محمد صاحب وغیرہم تمام اہل علم تلامذہ حضرت مولانا صاحبان وغیرہ متفق ہوئے اُنکے رد و ابطال پر اور منگل کے دن انتیسویں ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۰ھ کو جامع مسجد (دہلی) میں اکثر اُن بزرگوں نے مجمع خاص و عام میں مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب سے گفتگو کی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب تو غصہ سے مغلوب ہو کر کلام نہ کر سکے۔ اور چلے گئے۔ مولوی عبدالحی نے کچھ کلام کیا سو ملتا ہوا جمہور سے مخالف اپنے نئے طریقہ کے مثلاً لکھدیا۔ کہ بوسہ دہندہ قبر مشرک نیست اور سوم فاتحہ میں اقرار کیا کہ اگر ثواب اس دن میں زاید نہیں جانتا اور برعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں۔ تفصیل اس حال کی نقل محفل میں کہ نہایت مشہور ہے موجود۔ مولوی فضل حق صاحب نے اُن کے روبرو انکی تکفیر کی تحریر کی۔ الخ صفحہ ۱۵ سے ۱۷ تک ؛؛

حالا خلاصہ فتوائے و جواب استفتا باید شنید کہ مستفتی در استفتا سہ سوال کرد۔

یکے آنکہ کلام ایں قائل حق ست یا باطل ؛؛

دوئمی آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان خطیر و قدر واجب التوقیر حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اشتمال و دلالت دارد یا نہ ؛؛

سوم اینکہ بر تقدیر اشتمال و دلالت آں بر ساعت استخفاف و انتقاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حال و حکم مرتکب آں شرعاً چیست و او از سرشتہ دین ملت کیست ؟

جواب سوال اوّل۔ اینست کہ کلام قائل مذکور از سرتا پا کذب و زور و فریب غرور است چہ او نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاراں و نفی شفاعت وجاہت و شفاعت محبت از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء کند ایں اعتقاد او خلاف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع مسلمین است الخ

جواب سوال ثانی۔ اینست کہ کلام او بلا تردد و اشتباہ بر استخفاف منزلت و جاہ آں سرور مقربان بارگاہ حضرت الہ و انتقاص شان سائر انبیا و ملائکہ و اصفیا و شیوخ و اولیا اشتمال و دلالت دارد۔ الخ۔

جواب ثالث۔ اینست کہ قائل آں کلام لاطائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست۔ وحکم او شرعاً قتل و تکفیر است۔ و ہر کہ در کفر بیت او شک آرد و تردد دارد یا ایں استخفاف را سہل انگارد کافر و بیدین و نامسلمان و لعین است الخ بلفظہ صفحہ ۱۸۔۱۹۔

یہ تحریر ہے مولوی فضل حق صاحب کی۔ اور اکثر علمائے شاہجہان آباد (دہلی) کی مہریں اس پر ہیں۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب یا اُنکے کسی پیروں سے اسکے جواب کا سرانجام نہ ہوسکا۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے تفویۃ الایمان کا رد لکھا۔ اُس کا نام معید الایمان رکھا۔ مولوی مفتی محمد صدرالدین خاں نے سفر میں واسطے زیارت قبور کے عقیدہ اسمٰعیلیہ کا رد لکھا تھا۔ اسکا نام ہے منتہی المقال علمائے بریلی نے تقویۃ الایمان کا رد لکھا۔ اسکا نام صحیح الایمان ہے علمائے رامپور نے تقویۃ الایمان کے متعدد رد لکھے۔ کہ بعض بمبئی میں مطبوع بھی ہوئے۔ اور اس ملک کے عالموں نے بھی اُسکے رد لکھے مطبوع وہاں کے موجود۔ علمائے لکھنو نے اسکے مقدمات کو رد کیا۔ مولوی محمد حیدر صاحب خلف الصدق حضرت مولانا محمد مبین صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہما نے تحریر کی علمائے مدراس اور علمائے حیدرآباد نے بھی اسکو رد کیا۔ اور وہاں تو بعد قائلی معقولی کے اس مذہب والوں کا ایسا استیصال ہوا کہ نام و نشان باقی نہ رہا۔ کہ اکثر اُن تحریروں میں سے بالفعل موجود ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۸ تا ۲۰۔

اِس عاجز نے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب خلف الصدق مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور بھتیجے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا عبارت اس عریضہ کی یہ ہے:-

بعد گذارش آداب تسلیمات کے عرض ہے کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونیکے وقت سے لوگوں میں بڑی نزاع ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ وہ کتاب خلاف ہے تمام سلف صالح اور سواد اعظم کے۔ اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اُس

کتاب کے روسے انکے استادوں سے لیکر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچا۔ اور اُنکے موافق لوگ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور اُن کے خاندان کے ہے۔ چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہونگے غالب کہ دوسرا نہ جانتا ہوگا۔ اهل البیت ادری ما فی البیت اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں۔ امید کہ جواب بالصواب مرحمت ہو۔

پہلا سوال۔ تقویۃ الایمان آپکے خاندان کے موافق ہے یا مخالف ؟

دوسرا سوال۔ لوگ کہتے ہیں کہ اُسمیں انبیاء اولیا کے ساتھ بے ادبی کی ہے اسکا کیا حال ہے؟

تیسرا سوال۔ شرعًا اسکے مصنف کا کیا حکم ہے ؟

چوتھا سوال۔ لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا۔ اُس نے نیا مذہب بنایا تھا علمائے عرب نے اسکی تکفیر کی۔ تقویۃ الایمان اُسکے مطابق ہے۔

پانچواں سوال۔ وہ کتاب التوحید جب ہندوستان آئی۔ آپکے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد ماجد نے اُسے دیکھکر کیا فرمایا تھا ؟

چھٹا سوال۔ مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لیگئے۔ اور مولوی رشید الدین خاں صاحب وغیرہ تمام اہل علم آپکے ساتھ تھے۔ اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسمعیل صاحب اور مولوی عبد الحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا۔ اسکا کیا حال ہے ؟

ساتواں سوال۔ اُسوقت آپکے خاندان کے شاگرد اور مرید اُنکے طور پر تھے یا آپکے موافق امید ہے کہ جواب ان سب مراتب کا صاف صاف مرحمت ہو کہ سبب ہدایت ناواقفوں کا ہے۔

(جواب خط بالا کا منجانب حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ)

پہلی بات کا جواب یہ ہے۔ کہ تقویۃ الایمان کہ میں نے اُسکا نام تفویۃ الایمان ساتھ فا کے رکھا ہے۔ اسکے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے اسکا نام معید الایمان رکھا ہے اسمعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیا اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھلانیکو اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے۔ اسکے رسالہ میں اُس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ بھی نہیں ہے۔ اُسمیں شرک اور بدعت کی افراد گن کر جو لوگوں کو سکھلاتا ہے۔ کسی رسول نے اور اُن کے خلیفہ نے

کسی کا نام لیکر شرک یا بدعت لکھا ہو۔ اگر کہیں ہو تو اُسکے پیروں سے کہو کہ ہمکو بھی دکھاؤ۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ شرک کے معنے ایسے کہتے ہیں کہ اسکے روسے فرشتے اور رسول خدا کے شریک بنتے ہیں۔ اور خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھیرتا ہے۔ اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مبغوض خدا کا ہوتا ہے۔ محبوب کو مبغوض بنانا اور کہوانا ادب سے یا بے ادبی ہے۔ اور بدعت کے معنے وہ بتلائے اور پھیلائے ہیں کہ اصفیا اولیا بدعتی ٹھیرتے ہیں۔ یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے۔ (واقعی سخت بے ادبی اور اہانت ہے) ۔

تیسرے مطلب کا جواب یہ ہے۔ کہ پہلے دونو جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائیگا کہ جس رسالہ سے اور اسکے بنانیوالے سے لوگوں میں بُرائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیا اولیا کے ہو۔ اور وہ گمراہ کرنیوالا ہوگا یا ہدایت کرنیوالا ہوگا۔ میرے نزدیک اسکا رسالہ عملنامہ بُرائی اور بگاڑ کا ہے۔ اور بنانیوالا فتنہ گر اور مفسد اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے۔ کہ ہمارے خاندان سے دو شخص[1] ایسے پیدا ہوئے کہ دونو کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا۔ اللہ تعالے کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کے ع

چوں فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

ایسے ہی ہو گئے ۔

چوتھی بات کا جواب یہ ہے۔ کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ یہ شخص (مولوی اسمٰعیل) گویا اسی کی شرح کرنیوالا ہو گیا ۔

پانچویں بات کا جواب یہ ہے۔ کہ بڑے عم بزرگوار (یعنے مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ) کہ وہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے۔ اسکو سنا۔ یہ فرمایا کہ میں اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ[2] کا سا جواب اسکا رد بھی لکھتا۔ اسکی بخشش و ہبت بمینت نے اس بے اعتبار کو کی شرح کا رد لکھا۔ متن کا مقصد بھی نابود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے

---

[1] دو شخص الخ یعنے مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحاق۔ دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۳ تحقیق الحقیقۃ ۔

[2] تحفہ اثنا عشریہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی مشہور کتاب ہے۔ جو شیعہ کے رد میں ہے ۔

انکو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت کے فرمانے سے کھلا گیا۔ کہ جب اُسکو گمراہ جان لیا تب اُسکا رد لکھنا فرمایا۔

چھٹی تحقیق کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے کہ میں نے مشورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے۔ وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے اُسکے جواب میں ہانجی ہانجی کرکے مسجد سے چلے گئے۔

ساتویں بات کا جواب یہ ہے۔ کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے۔ پھر اُن کا جھوٹ سُنکر کچھ کچھ آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے۔ اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے۔ شاید کوئی نادر پھرا ہو تو مجھے اُسکی خبر نہیں بلفظہ صفحہ ۲۴۔

راقم الحروف (فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ) عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت مولانا شاہ رفیع الدین برادر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما نے اپنے خط کے جواب میں فرمایا ہے کہ میں نے کتاب تفقویۃ الایمان کا نام تفقویۃ الایمان رکھا ہے۔ یہ بہت صحیح اور واقعات کے مطابق ہے۔ اور اسی طرح حضرت مولانا قبلہ مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر فاضل قصوری نے بھی ہر جگہ اپنی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل میں تفقویۃ الایمان ہی حرف ق کی جگہ ف سے لکھا ہے۔ اسلئے جا بجا میرے قلم نے بھی اُنہیں ہر دو بزرگوں کی تحریر کے مطابق تسطیر کی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اور تفقویۃ الایمان کا لکھا جانا حرف ف کے ساتھ خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ جو کتاب مذکورہ کی حالت پر وارد ہے۔ جو مؤلف اصل کتاب (مولوی اسمعیل) کے قلم سے بھی خود ایسا ہی لکھا گیا تھا۔ تصدیق اسکی یوں ہے:۔

امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی کیطرف سے اور اُنکے خود قلم سے کتاب کا نام حکمت الٰہی سے تفقویۃ الایمان ہی لکھا گیا تھا

تاریخ وہابیہ فیہ یو بندیہ مرتبہ حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب مدراسی رضوی حنفی قادری ابقاہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ ۱۳۴۳ھ حاشیہ صفحہ ۳۷۔

سر دفتر محدثین و قدوۃ المحققین فقیہ لاثانی مقبول سبحانی استادی مولوی قاضی محمد سنگسیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔ جس وقت اسمعیل دہلوی نے

تقویۃ الایمان کی تصنیف شروع کی۔ تو اُسی کے شاگرد امام بخش طالب علم تھے مولوی مملوک علی صاحب سے بیان فرمایا کہ ایک کتاب تقویۃ الایمان جو خلاف اہلسنت و جماعت ہے تیار ہو رہی ہے۔ بسا مقدمات اُسکے راہ حق سے دُور ہیں۔ مولوی موصوف نے سُنتے ہی فرمایا۔ شب کو وہ مسودات مجھکو لاکر دینا۔ موافق وعدے کے شب کو وہ مسودات مولوی مملوک علی صاحب کے پاس آتے۔ اور اُسکا رد آپ لکھتے۔ یہ بات مولوی اسمٰعیل کو معلوم نہیں تھی۔ جب کتاب تمام ہوئی رد بھی اُسکا تمام ہوا۔ اس رد میں یوں فرماتے ہیں۔ جو مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ہاتھ کے مسودے دیکھے۔ تقویۃ الایمان کی جائے پر تفویۃ الایمان بجائے قاف کے فے سے لکھا ہوا تھا۔ خداوند عالم نے اسکے ہاتھ سے لکھا یا تھا۔ سچ ہے یہ کتاب ایمان کو فوت کرنیوالی ہے۔ اور اسکے بعضے مضامین کی خصلت گوبر کی ہے۔ جسطرح گوبر مٹی کو لیجاتا ہے۔ اور جس گھر میں وہ ہے ایمان کو لیجائیگی۔ بلفظہ (بشرطیکہ اسکی رد کرنے اور لوگونکو بچانے کی نیت سے نہ رکھتا ہو)۔

۱۔ کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم مصنفہ مولانا شیخ الکل شیخ المشائخ حضرت شیخی مولوی محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی (جن سے اجازت وظائف دلائل الخیرات کی راقم الحروف کو ملی)

حال وہابیہ ہندوستان

یہاں کے وہابی لوگ بھی کئی فرقہ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو سارے مقلدوں کو مشرک جانتے ہیں۔ اور مشرکوں کے حق میں جو بات اُتری ہے اُسکو مقلدوں کے حق میں پڑھتے ہیں۔ اور آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ دلی اور بنارس اور عظیم آباد اور سورجگڈھی اور کلکتہ اور ڈھاکہ اور رامپور اور ریوالیا کے متعلق دیہات وغیرہ مقاموں میں نکلے ہیں۔

اور دوسرے فرقہ کے لوگ تقلید کرتے ہیں۔ جیساکہ پُرانے وہابی لوگ اپنے تئیں حنبلی کہتے تھے۔ ویسا یہ لوگ بھی اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں (وہابیہ دیوبندیہ) جیسے بنگالے میں ڈھاکہ اور فریدپور اور بریسال کے متعلق دیہات ہیں۔ دو درمیان کے گروہ کے لوگ اور چاٹگام کے متعلق بعضے دیہات میں مخلص الرحمٰن کے گروہ اور بھی کئی قسم کے

وہابی لوگ ہیں۔ وہ سب کس طرح پہچان پڑیں۔ کہ یہ وہابی ہیں۔ سو انکی شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جانتے ہیں۔ (وہابی دیوبندی) اگرچہ ظاہر با مشرک نہ کہیں۔ بلکہ نماز بھی ساتھ پڑھ لیں۔ مگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہونیکے وقت اپنے گروہ کے سوا کسی کی بات نہ مانینگے۔ چنانچہ ہندوستان اور بنگالے کے وہابیوں میں اب تک وہی پرانا اعتقاد پرانے وہابیوں کا موجود ہے۔ جو چاہے آزما لے۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جانتے کے سبب اپنے گروہ کے سوا کسی عالم کی بات نہیں مانتے حرمین شریفین اور تمام دنیا کے عالموں کو پیٹ پالنے والا اور انگریز کا عالم کہتے ہیں۔ یہانتک نوبت پہنچی ہے۔ کہ رامپور ربوالیا میں ایک دغاباز دلی سے جاکر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ مولود شریف بدعت سیئہ ہے اور اس میں قیام کرنا شرک ہے۔ اور اسی قیام کے سبب کہتا ہے العیاذ باللہ روم کا بادشاہ اور حرمین شریف کے سارے علما اور سارے لوگ مشرک ہیں الخ بلفظہ صفحہ ۴ ۱۳ ؛

اب میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب مرحوم لودھیانوی کی تحریر سے دکھلاتا ہوں کہ وہابی کون ہے

۷۔ فیوضات سید احمد مکی فی بیان ارتداد محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ ترجمہ مولوی محمد لودھیانوی مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱۳۰۱ھ ہجری۔ خلاصتہً

اس عاجز اعنی محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب لودھیانوی نے ارادہ کرلیا۔ تاکہ ہر شخص کو انکے (فرقہ نجدیہ کے) عقاید باطلہ سے آگاہی ہو۔ نام اسکا فیوضات سید احمد مکی فی بیان ارتداد محمد بن عبدالوہاب نجدی رکھا گیا۔ محمد بن عبدالوہاب ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۷ھ میں فوت ہوا۔ اسکے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ۔ حسن۔ حسین۔ علی۔ عبداللہ کے دو بیٹے تھے سلیمان وعبدالرحمٰن۔ حسن کا صرف عبدالرحمٰن ایک ہی بیٹا تھا۔ اور حسین اور علی کی بہت اولاد ہوئی الخ بہت مفصل لکھا ہے۔ عقاید مختصراً یہ ہیں :-

(الف) نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی اور نام اُن کا طارش رکھا۔ (ایلچی کا پیغام لے جانیوالا) ؛

(ب) حضرت کی کئی باتیں حدیبیہ میں جھوٹی ہوئیں۔ اور بہت تمسخر کیا ؛

(ج) نماز کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتا تھا ؛

(د) جو حضرت کا وسیلہ پکڑے وہ کافر ہے ؛

(ھ) لوگوں کو منع کرتا تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو نہ جایا کرو ؛

(و) چھ سو برس تک کی امت کو کافر کہتا تھا اور کتب دینیہ کے جلا دینے کا حکم کرتا تھا ؛

(ز) اور قتل کرنا عالموں کا اور مال اہل اسلام کو غارت کرنا مباح کہتا تھا ؛

(ح) خدا کا جسم ثابت کرتا تھا ؛

(ط) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرتا تھا اور اولیاؤں کی قبروں کو کھود کر ان میں پاخانہ بھرواتا تھا ؛

(ی) دلائل الخیرات کے پڑھنے کو منع کرتا تھا ؛

(ک) سنتوں اور اذکار اور مولود اور درود سے روکتا تھا ؛

(ل) اور اعتقاد کرتا تھا کہ سوا میرے اور میرے تابعداروں کے کوئی شخص زمین پر با ایمان نہیں ؛

(م) جو شخص کسی کو مولانا یا سیدنا کہے وہ کافر ہے ؛

(ن) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرتا تھا ملتقطاً صفحہ ۱ سے ۱۵ تک

نوٹ۔ ان عقاید میں وہابیہ دیوبندیہ مضبوط ہیں درود و مولود شریف کے منکر ؛

باب بست وسوم

فتاوے کفر وہابیوں نجدیوں اور انکی کتاب تقویۃ الایمان پر

۱۔ فتوائے کفر اجماعی علمائے حرمین شریفین مولوی اسمٰعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان پر :-

لاشک فی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان وکونہ موافقاً للنجدیۃ و ماخوذ من کتاب التوحید لقرن الشیطان -

وایضاً لہ نسبت تقویۃ الایمان ومؤلف ان ھذا الدجال والکذاب استحق

اللعنۃ من اللہ تعالی وملئکۃ واولی العلم وسائر العٰلمین .... اعلم ان کلام ھذا الدجال کلہ سبًا للانبیاء والاستھزاء بسنن المرسلین وعداوۃ بعلو شان المرفوع الذکر صلی اللہ علیہ وسلم بالدرجۃ القصوی لا یصوّر المزید علیھا فھو ملعون مطرود ساقط من عین اللہ لیس لہ فی الاسلام نصیب لمعاونیہ وناصریہ اجمعین لعنۃ اللہ بعدد رمل القفار واوراق الاشجار الخ بلفظہ بھونچال برلشکر دجال صفحہ ۵۴۔

۴۔ فتوائے کفر مفصل سیوف البارقۃ علی رؤس الفاسقہ منجانب علمائے عرب ازکتاب بھونچال برلشکر دجال مطبوعہ مطبع قمر الہند لاہور صفحہ ۹۰ سے ۱۰۳ تک ۱۳۰۵ھ۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی مؤلف کتاب تقویۃ الایمان پر مفصل فتوائے کفر ہے طوالت کی وجہ نقل نہیں کیا گیا۔ صرف مواہیر درج ہیں۔

عبدہ جمال شیخ عمر	احمد دحلان	عبدہ الرحمٰن عبد	محمد الکتبی مکی مفتی
مکہ معظمہ	مکہ معظمہ	مکہ معظمہ	مفتی محمد الکتبی مکی
السید ابو سعود الحنفی المفتی	محمد بالی	سید یوسف یحیی العجر	سید ابو محمد طاہر محمد الصدیقی
مدینہ منورہ	خطیب مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ
محمد ست ابو السعادا	عبد القادر دیتا دے	مولوی محمد اشرف خراسانی والا بیتی	شمس الدین ولد عبد الرحمٰن
خطیب مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ

۳ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مرتبہ حضرت مولانا فاضل ابن فاضل ابن فاضل اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد مائۃ حاضرہ مدظلہم العالی بریلوی مطبوعہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ۱۳۲۶ھ

۱۰ اختصارًا ترجمہ اردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

سلام ہماری طرف سے اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہمارے سرداروں امن والے شہر مکہ معظمہ کے عالموں اور ہمارے پیشواؤں سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

شہر مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر اللہ تعالے درود و سلام و برکت نازل کرے ہمارے نبی اور سب انبیاء پر۔ پھر آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپکی جناب میں عرض (ایسی عرض کہ جیسے کوئی حاجتمند بے نوا ہستم دیدہ گرفتار دل شکستہ عظمت والے کریموں سخاوالے رحیموں سے عرض کرے جنکے ذریعہ سے اللہ تعالے بلاؤ رنج دور فرماتا اور انکی برکت سے خوشی اور سودمندی بخشتا ہے) یہ ہے کہ مذہب اہلسنت ہندوستان میں غریب ہے۔ اور فتنوں اور محنتوں کی تاریکیاں سبب شر بلند ہے۔ اور شر غالب اور کام نہایت دشوار تو سختی اپنے دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہے۔ جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا۔ آپ جیسے سرداروں پیشواؤں کریموں کے ذمہ ہمت پر مدد دین اور تذلیل مفسدین واجب ہے جب تلواروں سے نہیں تو قلموں سے سہی۔ فریاد! فریاد!! اے خدا کے لشکر و نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوارو!! ہماری مدد کرو۔ اپنی روشنائی سے دفع دشمناں کیلئے سامان مہیا کرو۔ اور اس سختی میں ہمارے بازو کو قوت دو۔ الخ ......

اور اے ہمارے سردارو! اپنے رب عزوجل کے دین کی مدد کو بیان فرمائیے۔ کہ یہ لوگ جنکا نام مصنف نے لیا ہے انکا کلام نقل کیا...... جیسے قادیانی کی اعجاز احمدی اور ازالہ اوہام۔ اور فتوے رشید احمد کا فوٹو اور براہین قاطعہ کہ درحقیقت اسی گنگوہی کی ہے اور نام کیلئے خلیل انبہٹی کیطرف نسبت ہے اور اشرفعلی تھانوی کی حفظ الایمان کہ ان کتابوں کی عبارات مردودہ پر امتیاز کیلئے خط کھینچ دیئے گئے ہیں۔ کہ آیا یہ لوگ ان باتوں میں ضروریات دین کے منکر ہیں اور مرتد کافر ہیں۔ تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ انہیں کافر کہیں جیسے کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے۔ جنکے بارے میں علماء معتمدین نے فرمایا ہے "جو انکے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے" جیسا کہ شفاء السقام و بزازیہ و مجمع الانہر در مختار وغیرہا میں ہے۔ اور جو اُن میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا انکی تعظیم کرے یا انکی تحقیر سے منع کرے تو شرع میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ آپ حضرات ہمیشہ فضل خدا سے مسلمانوں پر احکام دین کا افاضہ فرماتے رہیں۔ اور درود و سلام نازل ہو تمام رسولوں کے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور انکے آل و اصحاب سب پر صفحہ ۳ سے ۷ تک ؛

؎ ایک فرقہ ابو ہرائیہ ہے اور ہم نے اسکا نام غلامیہ رکھا ہے غلام احمد قادیانی کیطرف نسبت ؛

دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ ہے۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چھ سات مثل موجود ماننے والے۔ خواتمیہ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور طبقات میں چھ خاتم النبیین موجود جاننے والے ...... وہ کئی قسم ہیں۔ امیریہ۔ امیر حسین وامیر احمد سہسوانیوں کیطرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کیطرف منسوب اور نذیریہ۔ نذیر حسین دہلوی کیطرف منسوب۔

تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ۔ رشید احمد گنگوہی کے پیرو۔ پہلے تو اُس نے اپنے پیر اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عزوجل پر یہ افترا باندھا۔ کہ اُسکا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔

چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے۔ اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں۔ وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے۔ اور یہ شیطان آفاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں۔ اور یہ بھی اسی تکذیب خدا کرنیوالے گنگوہی کے دم چھلے ہیں۔ اور اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی ہے ...... کہ انکے پیر ابلیس کا علم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ الخ صفحہ ۵۱۔

اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے ہے جسے اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں۔ اُس نے ایک چھوٹی رسلیا تصنیف کی چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اسمیں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ الخ صفحہ ۲۱۔ ملخصًا مقام مکہ معظمہ۔

خلاصہ فتاوئے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا وتعظیما کا ترجمہ اردو

(۱) بعد حمد وصلوٰۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اُس علامہ کامل استاد ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کیطرف سے جہاد وجدال کرتا ہے یعنی میرے بھائی اور میرے بازو حضرت احمد رضا خاں نے اپنی کتاب معتمد المستند میں جسمیں بدمذہبی وبیدینی کے خبیث سرداران کا رد کیا ہے۔ بلکہ وہ ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں ...... جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں۔ الخ صفحہ ۲۷ تا ۲۹

مہر [محمد سعید بابصیل] مفتی شافعیہ مکہ معظمہ +

۲ - حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جنکا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی۔ اور رشید احمد اور جو اسکے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبہٹی اور اشرفعلی وغیرہ اُنکے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو اُن کے کفر میں شک کرے۔ بلکہ کسی طرح کسی حال میں اُنہیں کافر کہنے میں توقف کرے اُسکے کفر میں بھی شبہ نہیں الخ صفحہ ۴۳ - مہر [سید اسمٰعیل خلیل ۱۳۹۱] خطیب مکہ معظمہ +

۳ - وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی و رشید احمد و خلیل احمد و اشرفعلی وغیرہم کھلے کافر گمراہ ہیں۔ الخ صفحہ ۵۹ - مہر [محمد عابد ابن شیخ حسین] مفتی سرداران مالکی +

۴ - حضرت مولی احمد رضا خاں اُنہوں نے کچھ اوراق پر اطلاع دی جن میں اُن گمراہوں کے نام بیان کئے جو ہند میں نئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ غلام احمد قادیانی۔ رشید احمد و اشرفعلی و خلیل احمد وغیرہ جو گمراہی اور کھلے کفر والے ہیں۔ الخ صفحہ ۶۱ - مہر (محمد علی بن حسین ۱۳۱) +

۵ - حمد و صلوٰۃ کے بعد میں ان گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا۔ جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ تو میں نے پایا کہ اُنکے اقوال اُنکے مرتد ہو جانیکے موجب ہیں جسنے انہیں سخت رسوائی کا مستحق کر دیا۔ اور انہیں اللہ رسوا کرے۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اشرفعلی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں۔ جو کھلے کفر اور گمراہی والے ہیں الخ صفحہ ۷۱ مہر (محمد جمال بن محمد ۱۳۲۲) مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ +

۶ - بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے بندہ ضعیف اپنے رب لطیف کے لطف کا امیدوار احمد مکی حنفی قادری چشتی امدادی (خلیفہ شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مرشد دیوبندیاں) میں مطلع ہوا اس رسالہ پر جو چار بیانوں پر مشتمل ہے قطعی دلیلوں سے مؤید اور ایسی حجتوں سے جو قرآن و حدیث سے ثابت کیگئی ہیں۔ گویا وہ بیدینوں کے دل میں کھبائے ہیں ہیں نے اسے تیز تلوار پایا کافر فاجر وہابیوں کی گردنوں پر ...... نیز سلطان پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو سخت سزا دے۔ یہانتک کہ حق کیطرف واپس آئیں۔ فساد عظیم کے سبب امام عارف امام غزالی رحمۃ اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے افضل ہے اور ایسا ہی مواہب اللدنیہ

ہیں ہے کہ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹائے قتل کیا جائے
الخ صفحہ ۸۳ تا ۸۵ ۔ مہر (احمد مکی)

۷۔ وہ گروہ خارج از دین کون ہے جسے وہابیہ کہا جاتا ہے ۔ انہیں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے ۔ اور دین سے دوسرا نکلنے والا شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانیوالا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرفعلی تھانوی اور جو انکی چال چلا ۔ الخ صفحہ ۱۰۱ ۔ مہر (عثمان بن عبد السلام ۱۲۹۶ داغستانی) ۔ عثمان بن عبد السلام داغستانی ۔ سابق مفتی مدینہ منورہ

۸۔ وہ لوگ کون ہیں خبیث مردود ۔ غلام احمد قادیانی دجال کذاب آخر زمانہ کا مسیلمہ اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرفعلی تھانوی تو ان لوگوں سے جبکہ وہ باتیں ثابت ہوں جو فاضل مذکور نے ذکر کیں قادیانی کا دعوے نبوت کرنا ۔ اور رشید احمد اور خلیل احمد اور اشرفعلی کا شان نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرنا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کفار ہیں ۔ اور جو قتل کا اختیار رکھتے ہیں اُن پر واجب ہے کہ انکو سزا موت دیں ۔ الخ صفحہ ۱۱۹ ۔ مہر (عمر ابن حمدان محرسی)

(عمر ابن حمدان محرسی مالکی معلم مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ)

۹۔ مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ طیبہ کی تقریظ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۳۶ تک بہت طویل با دلائل تقریظ ہے جسمیں اُنہوں نے غلام احمد قادیانی ۔ امیر احمد ۔ نذیر حسین دہلوی ۔ قاسم نانوتوی ۔ رشید احمد گنگوہی خلیل انبہٹی ۔ اشرفعلی تھانوی سب کی نسبت فتوے کفر دیا ہے ۔

مہر [السید احمد البرزنجی] مفتی شافعیہ مدینہ منورہ

یادداشت ضروری ۔ یہ نفر خاحضرت سید احمد یا سید شریف احمد برزنجی ہی بزرگ ہیں ۔ جنکے رسالہ رد وہابیہ پر سے مولوی خلیل احمد نے جعل سے مواہیر اُتار کر اپنے رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند کے صفحہ ۷۳ پر لگائی ہیں اور صفحہ ۶۸ پر جعلی تقریظ بھی لکھی ہے ۔ لاحول ولا قوۃ

۱۰۔ حمد و صلوۃ کے بعد جبکہ ثابت اور متحقق ہو جو اُنکی طرف نسبت کیا گیا ہے ۔ غلام احمد قادیانی ۔ قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرفعلی تھانوی

اور اُنکے جو ساتھ والے ہیں وہ جو سوال میں بیان ہوا تو بیشک اُنکے کفر پر حکم کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم کا اُنکو قتل کرنا اُن پر جاری کیا جائے۔ اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے مسلمانوں کو اُن سے ڈرایا جائے اور اُن سے نفرت دلائی جائے۔ منبروں پر رسالوں میں اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ اُن کے شر کا مادہ جل جائے۔ اور اُنکے کفر کی جڑ کٹ جائے۔ الخ صفحہ ۱۵۱

مہر (عبدالقادر توفیق شلبی) طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ ؞

اسیطرح کی تقاریظ علما و مفتیان مکہ معظمہ کی تعداد میں بیس[۲۰] ہیں۔ اور علما و مفتیان مدینہ طیبہ کی تقاریظ چودہ[۱۴] ہیں۔ کل چونتیس[۳۴] علما کی مفصل تقاریظ ہیں جنمیں تمام نے فتوائے کفر لکھا ہے۔ اصل کتاب نایاب قابلدید احباب ہے جسمیں مصنف کتاب اعلحضرت فاضل بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ کی علمائے حرمین شریفین نے بہت تعریف فرماکر ہزاروں دعائیں دی ہیں۔ ہم تمام مسلمانان اہلسنت و جماعت بھی نہایت خلوص اور تہ دل سے آمین ثم آمین کہتے ہیں ؞

لیجئے! وہابیوں کا حال آپکو پورا پورا معلوم ہو گیا۔ یہ ہیں وہابی نجد اور وہابی دیوبند جنکے اعداد جمل بھی خدا کی قدرت سے برابر ہیں۔ یعنی وہابی نجدی (۹۱) وہابا دیوبند (۹۱) اور یہی جیسے دیونجد (۷۷) اور دیوبند (۷۶) ہیں۔ ایک عدد کی کمی اور زیادتی نسبتی مراتب اور مدارج پر محمول ہے۔ وہابی وہی ہیں جو عبدالوہاب نجدی کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اگر اب بھی آپ شبہ میں ہیں تو لیجئے آپکے بزرگ مولوی رشید احمد کا فتوے موجود ہے۔ وہ اسطرح پر اپنے فتاوے رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا:۔

سوال۔ وہابی کون لوگ ہیں۔ اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقاید میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اُنکے عقاید عمدہ تھے اور مذہب اُنکا حنبلی تھا۔ البتہ اُنکے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور اُسکے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے اُن میں فساد آگیا عقاید

سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی حنبلی کا ہے۔ بلفظہٖ۔
لیجئے! اب تو تسلّی ہو گئی۔ کہ آپ وہابی ہیں۔ اور وہابی سندی اور سند
بھی اپنے ہی بزرگ کی۔ اس سرٹیفکیٹ کو لکھ کر اپنی جیب میں رکھئے۔ اور اسکے
خلاف جو مولوی خلیل احمد نے اپنے رسالہ التصدیقات کے صفحہ ۱۳۔ ۱۴ میں
لکھا ہے سو آپ فیصلہ کیجئے۔ کہ ان دونوں میں کون سچّا ہے اور کون جھوٹا۔ یا
دونوں جھوٹے۔

بابِ بست و چہارم

مختصر فہرست کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں[1]

۱۔ معید الایمان مصنفہ حضرت مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ۔ رشتہ دار مولوی اسمٰعیل دہلوی۔
۲۔ تحقیق الفتوٰی فی ابطال الطغوٰی مصنفہ حضرت مولانا فضل حق علیہ الرحمۃ حنفی فاروقی خیر آبادی۔ ہمعصر مولوی اسمٰعیل دہلوی۔
۳۔ حجۃ العمل فی ابطال الحیل مصنفہ حضرت مولانا محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ دہلوی۔ برادر مولانا مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ۔ نمبر ۱۔
۴۔ سیف الجبار مصنفہ حضرت مولانا مولوی فضل الرسول علیہ الرحمۃ عثمانی بدایونی ہمعصر مولوی اسمٰعیل دہلوی۔
۵۔ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل مصنفہ حضرت قبلہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ فاضل قصوری مصدقہ حضرات علمائے حرمین شریفین۔ ادہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔
۶۔ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح مصنفہ حضرت امام اہلسنت و جماعت مجدد مائۃ

---

[1] دیکھو تاریخ وہابیہ دیوبندیہ صفحہ ۲۹ مطبوعہ کلکتہ۔

حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا فاضل ابن فاضل شیخ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی
متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ٭

۷۔ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ۔ مصنفہ ایضًا ٭
۸۔ سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ۔ مصنفہ ایضًا ٭
۹۔ حسام الحرمین علے منحر الکفر والمین۔ مصدقہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا
و تعظیمًا جسمیں تمام فرقہ باطلہ قادیانیہ۔ گنگوہیہ و نانوتویہ۔ دیوبندیہ امیریہ وغیرہم پر فتویٰ دیے
کفر ہیں۔ علاوہ ان کے بہت سی کتابیں قریب دو سو کے حضرت مولانا نے وہابیہ کی
تردید میں تصنیف فرمائی ہیں۔ بخوف اطناب درج نہیں ہوئیں ٭
۱۰۔ الدرر السنیہ فی رد علے الوہابیہ تصنیف شیخ العلماء مرجع الخاص و العام سیدنا و مولانا
السید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمۃ مفتی مکہ معظمہ ٭
۱۱۔ سیوف البارقہ علی رؤس الفاسقہ تصنیف حضرت امام الفقہاء و المحدثین قطب الاولیاء
و العارفین شمس العلماء مولوی محمد عبد اللہ صاحب خراسانی مطبوعہ قیصریہ ٭
۱۲۔ تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب و النقصان مصنفہ حضرت جامع شریعت و طریقت
مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری خلیفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی ٭
۱۳۔ الرمح الدیانی علے راس الوسواس الشیطانی (با شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ)
تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب حنفی قادری بریلوی ٭
۱۴۔ شرح الصدور فی دفع الشرور تصنیف حضرت مولانا مولوی مخلص الرحمن صاحب
اسلام آبادی (چاٹگامی) ٭
۱۵۔ میزان عدالت فی اثبات شفاعت تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد سلطان صاحب کٹکی ٭
۱۶۔ ہادی المضلین تصنیف حضرت مولانا مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی ٭
۱۷۔ ازالۃ الشکوک مصنفہ حضرت مولانا مولوی حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی ٭
۱۸۔ صحیح الایمان مصنفہ و مولفہ حضرات علمائے بریلی۔ مولوی احمد حسین صاحب ٭
۱۹۔ شرح تحفہ محمدیہ فی رد فرقۃ المرتدیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی سید اشرف علی صاحب
گلشن آبادی ٭
۲۰۔ ذو الفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی سید حیدر شاہ ٭

صاحب حنفی قادری متوطن کچھ بھوج المعروف بہ پیر بھڑ والہ ؎

۲۱ ۔ رسالہ تحقیق توحید و شرک تصنیف حضرت حافظ محمد حسن پشاوری المعروف ملادرانی
فارسی ؎

۲۲ ۔ رسالہ حیات النبی تصنیف حضرت قدوۃ العلماء الانام شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ
مدینہ منورہ ۔ عربی ؎

۲۳ ۔ گلزار ہدایت تصنیف مولانا مولوی صبغۃ اللہ امام العلماء مفتی مدراس ؎

۲۴ ۔ سلاح المومنین فی قطع الخارجین تصنیف مولانا مولوی سید لطف الحق ابن مولوی
جلیل الحق قادری البٹالوی ؎

۲۵ ۔ تحفۃ المسکین فی جناب سید المرسلین تصنیف مولانا مولوی عبداللہ صاحب سہارنپوری ؎

۲۶ ۔ رسم الخیرات تصنیف حضرت مولانا مولوی خلیل الرحمن الحنفی الیوسفی المصطفے آبادی ؎

۲۷ ۔ سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح تصنیف مولانا مولوی نواب علی صاحب لکھنوی ؎

۲۸ ۔ سفینۃ النجات تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد اسلمی ساکن مدراس ؎

۲۹ ۔ نظام الاسلام تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس مدرسہ کلکتہ ؎

۳۰ ۔ تنبیہ الضالین و ہدایت الصالحین جامع فتاوے علمائے دہلی و حرمین شریفین ؎

۳۱ ۔ قوت الایمان تصنیف مولوی کرامت علی صاحب جونپوری خلیفہ خلیفہ سید احمد صاحب ؎

۳۲ ۔ احقاق الحق تصنیف حضرت مولانا مولوی سید بدر الدین الموسوی الرضوی حیدرآبادی ؎

۳۳ ۔ خیر الزاد لیوم المیعاد تصنیف حضرت مولانا مولوی ابو العلا محمد الملقب خیر الدین مدراسی ؎

۳۴ ۔ نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ تصنیف مولانا مولوی معلم ابراہیم صاحب خطیب مسجد
جامع بمبئی ؎

۳۵ ۔ دفع البہتان فی رد بعض احکام تنبیہ الانسان تصنیف حضرت مولانا مولوی
محمد یونس مترجم عدالت شاہی ؎

۳۶ ۔ ہدایت المسلمین الی طریق والحق الیقین ۔ تصنیف حضرت قاضی محمد حسین کوفی
نہری عربی مع ترجمہ ہندی ؎

۳۷ ۔ آفتاب محمدی تصنیف حضرت مولانا مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی پنجابی ؎

۳۸ ۔ گفتگو جمعہ تصنیف فقیر قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی (محمود ثنا وہابی

کے ساتھ بحث) ؎

۳۹ - میزان الحق تصنیف فقیر ایضاً - (ایک وہابی کے رسالہ کا رد) ؎

۴۰ - انوار آفتاب صداقت (۱۳۳۷ھ) کتاب ہذا ؎

اگرچہ اور بہت سی کتابیں ہیں۔ جنکا یہاں درج کرنا طوالت ہے۔ لیکن چالیس ۴۰ کے عدد پر ختم کرتا ہوں جو بہت مبارک عدد ہے۔ اور چالیس ۴۰ ابدال کا کام دینگی۔ اور مومنین سنی حنفیوں کے لئے ڈھال کا فرض ادا کرینگی۔ کیونکہ ڈھال کے بھی اعداد جمل چالیس ۴۰ ہی ہیں ؎

گذارش و التماس بخدمت شریف حضرات علمائے کرام وصوفیائے عظام ابقاہم اللہ تعالیٰ ملک پنجاب و ہندوستان

نہایت ادب سے گذارش ہے کہ اس خاکسار ہیچمدان ذرہ بیمقدار من عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد[1] بن قاضی الہ دین عفا اللہ عنہما متوطن قصبہ شاہ پور ضلع گورداسپور پنجاب حال مقیم شہر لودھیانہ نے بوجہ تنگ آجانے قوم وہابیہ دیوبندیہ کے اقوال و افعال اہانت خداوند تعالیٰ ذوالجلال و توہین حضرت شفیع المذنبین و خاتم النبیین خیر الخلق من الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اشتہار بغرض اظہار عقاید وہابیہ دیوبندیہ متضمن ۳۳ عقاید کے شائع کیا جس پر قوم وہابیہ آگ بگولا ہو گئی۔ جس کا ذکر تمہید کتاب ہذا میں آچکا ہے۔ اسکا جواب متفقہ کمیٹی وہابیہ لودھیانہ کی طرف سے تیار ہو کر مولوی عبد اللہ ساکن بسی ریاست پٹیالہ اپنے رشتہ دار کے نام سے ایک رسالہ موسومہ "قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف" شائع ہوا جسکا جواب کتاب

---

[1] فضل احمد بن قاضی الہ دین بن بامیشاہ بن کاکیشاہ بن قاضی عبد الوہاب۔ شاہ عالم شاہ بادشاہ دہلی کے وقت بہادر سنگھ نامی قوم کاٹل راجپوت سولہ ۱۶ سال کی عمر میں مسلمان ہوا جسکا نام عبد الوہاب رکھا گیا۔ وہ اپنے والدین سکنہ سوجووال علاقہ تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور سے نکلکر مقام اٹھیلی اور قصبہ شاہ پور تحصیل پٹھانکوٹ میں آگئے اور اس علاقہ میں بادشاہ کیطرف سے قاضی بنائے گئے مفصل حالات کاغذات میں درج ہیں۔ گویا مجھے پانچویں پشت مسلمان ہونے کو ہے۔ الحمد للہ ؎ منہ

"انوار آفتاب صداقت" ۱۳۳۷ھ نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھ بموجب مذہب حنفیہ اہلسنت وجماعت بادجود تالیف ہو کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے۔ اسکو تکلیف فرماکر بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔ اور بقول عرب انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے میری بے بضاعتی پر خیال نہ فرماکر جو کچھ لکھا گیا ہے اس پر توجہ مبذول فرمائیں۔ اور اپنی اپنی قیمتی رائے سے اسکو مزین فرمائیں۔ اور جہاں کہیں فقیر سے بباعث بشریت الانسان مساوق النسیان غلطی سرزد ہوئی ہو براہ لطف واحسان اسکی تصحیح فرمائیں۔ تاکہ طبع ہو کر مفید خاص وعام بالخصوص ہمارے سنی حنفی بھائی اپنے ایمان کو فرق باطلہ سے بچاکر حضرات کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ فقیر نے اسمیں نہایت سلیس اردو عام فہم عبارات کو لکھا ہے تاکہ ہر اردو خوان اس سے مستفید ہو سکے علمی منطقی صرفی نحوی بحثوں کیطرف رُخ نہیں کیا تاکہ روز روز کے اعتراضات وہابیہ سے مسلمانوں کو رستگاری حاصل ہو۔ فقیر کے خیال میں پہلے اس سے اس قسم کی کتاب کہ جسمیں فرقہ وہابیہ کے مجموعہ عقاید اور اسکے اعتراضات من کل الوجوہ ایک ہی کتاب میں لکھے گئے ہوں مرتب نہیں ہوئی۔ اور نہ فقیر کی نظر سے گذری ہے۔ اس لئے فقیر نے اس خدمت اسلامی کو عین فرض تصور کر کے محض لابتغاء مرضات اللہ ادا کیا۔ اور اللہ تعالٰی نے ادا کرا دیا ہے اسلئے اللہ تعالٰی کی جناب میں دعا ہے کہ اس کتاب کو فقیر حقیر عاصی پر معاصی کے حق میں منجملہ باقیات صالحات کرے۔ اور اپنی رحمت کاملہ سے بطفیل حضور پُر نور موفور السرور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبول ومنظور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ورنہ اپنی حالت یہ ہے ۔ ؎

معرفت العمر فی لهو ولعب ... فاها ثم اها ثم اها

یبوح الخط فی القرطاس دهرا ... وکاتبه رمیم فی تراب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ط وصلی الله علی خیر خلقه محمد واله واصحابه واهلبیته وذریته واتباعه اجمعین۔ برحمتك یا ارحم الراحمین ۵

خاکسار فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ
سنی حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ انسپکٹر
پولیس پنشنر لودھیانہ بمقام لودھیانہ

(مہر: قاضی فضل احمد)

۱۵- ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ
۱۱- ستمبر ۱۹۱۹ء
روز پنجشنبہ

بابِ بست و پنجم

ضمیمۂ کتاب مختصراً

ضمیمۂ کتاب ہذا کے لکھنے کی ضرورت اسلئے محسوس ہوئی۔ کہ دوران تالیف کتاب ہذا میں دو چار وہابی دیوبندیوں نے تحریری اعتراضات کیئے تھے کیونکہ اشتہار خاکسار نے اُنکے چہرہ بے مہرہ پر گرد و غبار کا ایک انبار وطومار وارد کر دیا تھا۔ اور غضب و غیظ میں آکر اُسکو دھونا چاہا تھا۔ اسلئے انہوں نے تحریری مباحثہ شروع کر دیا تھا۔ مگر دھو نہ سکے ۔

سب سے اوّل حافظ محمد اسحاق صاحب ہیڈ کلرک ملٹری ڈیپارٹمنٹ چھاؤنی فیروز پور پنجاب ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا۔ کہ جو باتیں تم نے اشتہار میں لکھی ہیں وہ دیوبندیوں کی کتابوں میں درج نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اگر آپ کو یہ بات تصدیق اور تحقیق ہو گئی ہے تو مناسب یہ ہے کہ یا تو آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا مجھے اپنے دولت خانہ پر حاضر ہونیکا ارشاد فرمائیے۔ کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عبارات مندرجہ اشتہار کو دکھلا دوں۔ مگر افسوس نہ تو اُنہوں نے اپنا تشریف لانا منظور فرمایا اور نہ فقیر کو اپنی خدمت میں طلب فرمایا۔ آخر کو یہ لکھا۔ کہ ایک رسالہ اس اشتہار کے جواب میں چھپا ہے۔ جو یہاں فیروز پور میں مفت تقسیم ہوا ہے اسکا جواب آپنے لکھا ہے ؟ اگر نہیں لکھا تو کیوں ؟ اگر لکھا ہے تو مجھے دکھلائیے۔ (یہ رسالہ وہی ہے جسکا جواب یہ کتاب ہے) میں نے اُنکی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں اُسکے جواب لکھنے میں مصروف ہوں۔ جب جواب مکمل ہو جائیگا تو آپ تسلی کر لیں۔ کہ یہ رسالہ کیسی دیانت اور امانت سے لکھا گیا ہے۔ عبارتوں کو حذف کرکے اپنے مطلب کو لکھدیا۔ اور اگلی پچھلی عبارت کو جو مخالف ہوئی اُسکو چھوڑ دیا۔ اور نہایت کم فہمی سے بعض عبارات کو درج کیا ہے۔ جو خدا کے فضل سے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو لے لیا۔ اور اَنْتُمْ سُکَارٰی کو چھوڑ دیا۔ اسکے بعد انہوں نے خط و کتابت بند کر دی۔ مگر کسی قدر

تہذیب سے خط و کتابت کی ،،

دوسرے شخص مولوی محمد عبداللطیف صاحب سونی پتی ہیں۔ جو غالی دیوبندی اور معتزلہ عقاید کے سختی سے پابند ہیں۔ اُنہوں نے ابتدا ہی میں قبل شروع کرنے بحث کے چودہ جھوٹ بول کر مسئلہ امکان کذب باریتعالےٰ کی بحث کو شروع فرمایا۔ اور اُنہوں نے علی الاعلان فرمادیا۔ کہ میں خداوند تعالےٰ کو تمام افعال قبائح کذب وغیرہ پر قادر جانتا اور مانتا ہوں۔ اور جو تمہارے اشتہار میں عقاید ۳ ، ۲ نمبر تک درج ہیں۔ وہ میرا مذہب ہے۔ تب اُنکو بحث میں دکھلایا گیا۔ کہ تمام افعال قبیحہ اللہ تبارک و تعالےٰ کی ذات پر محال ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کی ذات میں عیب کا ہونا محال ہے اور تحت قدرت نہیں ہے۔ لیکن اُنہوں نے بڑے اصرار سے لکھا۔ کہ نہیں میں اللہ تعالےٰ کو جھوٹ بولنے پر ضرور قادر جانتا ہوں۔ تب لکھا گیا۔ کہ یہ جو آپ کہتے ہیں۔ یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ جیسے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ انہ لا یوصف اللہ تعالےٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل یعنی اللہ تعالےٰ کو ظلم سے موصوف کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ پر محال ہے اور تحت قدرت نہیں لیکن معتزلہ کا مذہب ہے۔ کہ وہ یعنی اللہ تعالےٰ ظلم پر قادر ہے مگر کرتا نہیں۔ اسی طرح اور دیگر کتب سے انکو دکھلایا۔ مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا۔ پھر میں نے اُن سے یہ عرض کیا کہ جو میں لکھتا ہوں اُسکو آپ نہیں مانتے۔ اور جو آپ لکھتے ہیں اُسکو میں نہیں مانتا۔ تو لازم ہے کہ ہم دونو کیلئے کوئی ایسا حکم ہونا چاہیئے جسکا فیصلہ ہم دونو قبول کرلیں۔ سو حکم ہونیکے قابل بجز علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا و تعظیما کے دوسرا نہیں ہے۔ اگر آپ اس بات کو منظور کرلیں تو بہتر ہوگا۔ تب اُنہوں نے اس بات کو بخوشی تمام مان لیا۔ اور بہت احتیاط کے ساتھ آپنے رسالہ التصدیقات مولفہ مولوی خلیل احمد صاحب کو میرے پاس منظوری کیلئے بھیجدیا۔ اور فرمایا کہ لیجئے اس فیصلہ کو مان لیجئے۔ یہ حرمین شریفین کا فیصلہ ہے۔ میں نے اس رسالہ کا مصنوعی اور فرضی اور جعلی ہونا چھپن ۵۶ وجوہات سے (جو اس کتاب میں بھی لکھی گئیں ہیں) ثابت کرکے لکھدیا۔ کہ یہ جعلی فیصلہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تب آپ بہت سٹ پٹائے اور گالیوں پر اُتر آئے۔ میں نے اُن سے یہ عرض کیا۔ کہ فیصلہ مصدقہ جسپر اسوقت کوئی جرح و قدح نہیں ہوئی اور نہ کوئی عذر کیا گیا وہ دو کتابیں،

ہیں۔ ایک حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مرتبہ حضرت فاضل بریلوی اور دوسری کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل جسمیں کسی شبہ کو گنجائش نہیں۔ اور بالخصوص اس کتاب میں مسئلہ امکان کذب باریتعالےٰ کی پوری بحث ہے۔ یہ بحث درمیان مولوی خلیل احمد دیوبندی اور مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب فاضل قصوری مقام ریاست بہاولپور کئی روز تک ہوتی رہی تھی جسکا ذکر اس کتاب میں اپنی جگہ آچکا ہے۔ اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کے علما کرام اربعہ مذاہب کے مفتیان نے اسکو تصدیق فرمایا ہے اسکو قبول فرمائیے۔ اس پر اور بھی آپکی سٹیم گرم ہوکر تیز ہوگئی۔ اور گالیوں سے جو انکے دل میں بھری پڑی تھیں اُن سے میری خوب خبر لی۔ گویا اپنا کشکول پُراز بول مجھ پر خالی فرمایا۔ اور آخر پر یہ بھی درفشانی فرمائی۔ کہ تم کو میں غیر مقلد جانتا ہوں اور تمکو میں غیر مقلد ثابت کرتا ہوں۔ اور میرے غیر مقلد ہونیکا صغرےٰ اور کبرےٰ اسطرح قائم فرمایا۔ کہ تم سوم۔ دہم۔ چہلم اور مولود شریف کو جائز کہتے ہو اسلئے تم پکے غیر مقلد ہو۔ اس پر میں نے عرض کیا۔ کہ مولوی صاحب آپکے وسیع معلومات پر آپ کے دوست قربان۔ شاید میرے جیسے سوم۔ دہم۔ چہلم اور مولود شریف کو جائز جاننے والے غیر مقلد آپ کے پانی پت یا گنگوہ یا دیوبند میں ہونگے۔ پہلے تو نہ تھے اب پیدا ہوئے ہونگے۔ خیر میں نے صبر کیا۔ اور کذب باریتعالےٰ کا مسئلہ پورے طور پر میں نے اس کتاب کے باب اول میں درج کردیا ہے۔ جو مذہب اہلسنت وجماعت اور مذہب معتزلہ کا امتیازی فیصلہ ہے۔

تیسرے شخص ایک مولوی صوفی ابو نعیم عبد العظیم صاحب غازی پوری یوسف پوری ہیں۔ انہوں نے ایک رسالہ تحذیر الناس من شر الخناس نام ستارہ ہند پریس کلکتہ میں چھپواکر شائع فرمایا۔ اور اسمیں صرف چار باتوں کا جواب لکھا ہے جو مولوی اسمعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں سے ہیں۔ گویا انہوں نے صرف اپنے امام الطائفہ کی حمایت میں توہین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کرکے تاویلات رکیکہ کی ہیں۔ جن کا جواب میری کتاب میں مفصل لکھا جاچکا ہے۔ باقی انیس[19] عقاید جو اہم اور سخت تھے اُنکو قبول کرکے چھوڑ دیا۔ اور جو اپنے امام اور اُنکی کتاب کی سرخروئی کرنے میں کوشش بیہود کی ہے مفصل جواب اور کیفیت کتاب میری اس کتاب کے باب ۲۲-۲۳-۲۴ میں نہایت صحیح درج ہوچکے ہیں۔ جو آپ کی تسلی کا موجب ہیں۔ جنکو آپ دیکھکر انشاء اللہ تعالےٰ ضرور مزوم ہونگے۔ کیونکہ آپ نے اس رسالہ کا نام تحذیر الناس من شر الخناس

رکھا ہے مطلب یہ کہ ہم اہلسنت و جماعت و بالخصوص میں خناس ہوں۔ مگر خدا کی قدرت یہ نام انہیں پر عود کر گیا۔ اسلئے کہ اسمیں ایک نکتہ ہے۔ وہ یہ کہ یہ قرآنی آیت یوں ہے یعنے "من شر الوسواس الخناس" ہے۔ جسکے اعداد جمل چودہ سو چھیانوے ۱۴۹۶ ہوتے ہیں۔ اور ادھر نام "مولوی محروم ابو نعیم عبدالعظیم" کے بھی وہی اعداد چودہ سو چھیانوے ہیں۔ سچ فرمایا ہے من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔ اس رسالہ من شر الوسواس الخناس پر چند علمائے دیوبند کے بھی دستخط و تقاریظ ہیں جو غلو وہابیت کی وجہ سے دل اور ظاہری آنکھیں بند کر کے لکھی گئی ہیں بھیڑوں کے گلہ کی طرح جب ایک بھیڑ چاہ میں گر جائے تو باقی سب کی سب اُسی میں گر جاتی ہیں۔ کوئی غور نہیں دیکھتی۔ کہ ہم کنوئیں میں گر رہی ہیں۔ اب وہ سب مولویصاحبان اس کتاب کو ملاحظہ فرماکر اپنی اپنی تقریظ کو واپس لیکر اسکو نسیًا منسیًا فرمائیں۔ اور آیندہ سوچ سمجھکر تقاریظ لکھا کریں۔ تاکہ ندامت کی رونمائی نہ ہو۔ اور اسکا خیال نہ فرمائیں۔ کہ ایمان جائے تو جائے لیکن مولوی اسمعیل دہلوی اور اُنکی کتاب تقویۃ الایمان ہاتھ سے نہ جائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ٥۔

چوتھے ایک شخص عبدالخالق صاحب ناظم جمعیۃ العلما (وہابیہ) رنگون مغل سٹریٹ ایک اشتہار ۱۰۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کو شائع کرتے ہیں۔ اور اُس میں فرماتے ہیں کہ اشتہار (خاکسار) میں جو لکھا ہے۔ کہ ہمکو خدا سے کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نہیں۔ اور کتاب بسط البنان کے صفحہ ۷ کا حوالہ دیا ہے۔ اُسمیں بلکہ تمام کتاب میں یہ عبارت موجود نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ عبارت دکھلا دے تو ہم پانچسو روپیہ انعام دینگے۔

میں کہتا ہوں کہ وہابیہ کی تفہیم پر نہایت افسوس ہے۔ اور بسط البنان کے صفحہ ۷ میں عبارت ذیل درج ہے:-

با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست۔ اور میں نے بلفظ اشتہار میں؛ عبارت مصرع مذکور لکھی ہے۔ آپ کو نظر نہیں آیا۔ اور چالاکی سے اشتہار جاری کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت کے معنے آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ اور نافہمی سے اشتہار اپنی ندامت اور خجالت کیلئے دیدیا۔ اگر کسی فارسی خوان سے آپ پوچھ لیتے تو ایسا نہ ہوتا۔ میں اس مصرع

با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست کے معنی بتلاتا ہوں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ ہم کو خدا سے کام ہے خلائق سے نہیں۔ لفظ خلائق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں۔ پس معنے اس مصرع کے یہ ہوئے خدا سے ہمکو کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ یہی عقیدہ وہابیین نے اپنے اشتہار میں نمبر ۱۷ پر درج کیا ہے۔ اسکی بحث بھی میری کتاب میں مفصل آچکی ہے۔ وہاں پر دیکھکر اپنی تسلی فرمائیں۔ اسکے متعلق میں نے مسلمانان اہلسنت وجماعت زنگون کو بھی لکھدیا تھا۔ ضمیمہ بھی خدا کے فضل سے ختم ہوا۔ گویا کل کتاب ختم ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک ۔

سبحان ربك رب العزت عما يصفون وسلام على
المرسلين والحمد لله رب العلمين وصلى الله على خير خلقه
محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين ٥

تمام شد

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی
مجددی صادقی پنشنر کورٹ انسپکٹر مقیم لودھیانہ

تاریخ ۲۹۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ
" ۲۲۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ع
روز پنجشنبہ